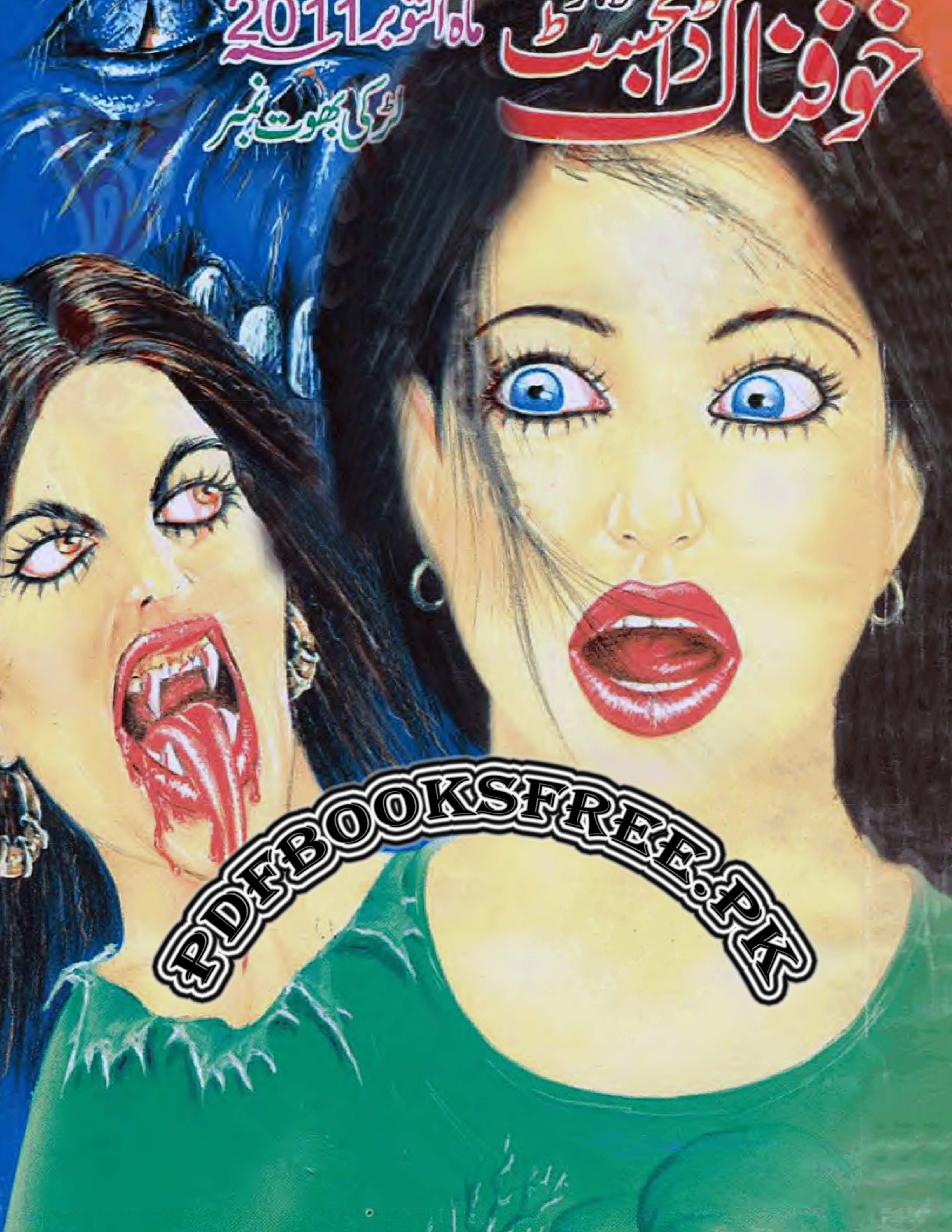
خوفناک ڈائجسٹ
ماہ اکتوبر 2011ء
لڑکی بھوت نمبر
PDFBOOKSFREE.PK

ماہنامہ **خوفناک ڈائجسٹ** لاہور

ماہ اکتوبر 2011ء کے شمارے
لڑکی بھوت نمبر کی جھلکیاں

تارِ عنکبوت
قسط: 1

خالد شاہان - صادق آباد

[illegible]

خون آشام ناگن
قسط: 1

عمران رشید - راولپنڈی

[illegible]

پائلوں کی تلاش

لقمان حسن - ڈیرہ اسماعیل خان

[illegible]

آسیب زدہ مکان

قیصر جمیل پروانہ - ماموں کانجن

[illegible]

پراسرار بانسری
قسط: 2

ایم آفریدی

[illegible]

روگوال

فرید علی نمی - سیت پور

[illegible]

جلد نمبر 15 شمارہ نمبر 6 "لڑکی بھوت نمبر" قیمت: -/55 روپے
ماہ اکتوبر 2011ء

ماہنامہ **خوفناک ڈائجسٹ** لاہور

ماہ اکتوبر 2011ء کے شمارے
لڑکی بھوت نمبر کی جھلکیاں

بدی کا خاتمہ

وقاص احمد حیدری - سجگل آباد

[illegible]

معصوم لاشے

ریاض احمد - باغبانپورہ لاہور

[illegible]

سرکٹی لاش

محمد سعد - لاہور

[illegible]

خونی ہمسفر

شہاب شیخ

[illegible]

پراسرار ناگن

ریاض حسین شاہد - قبولہ شریف

[illegible]

لڑکی بھوت

اقراء - لاہور

[illegible]

0301-7263290
0334-5636911

جلد نمبر 15 شمارہ نمبر 6 "لڑکی بھوت نمبر" قیمت: -/55 روپے
ماہ اکتوبر 2011ء

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تار عنکبوت

تحریر: محمد خالد شاہان۔ صادق آباد

ایک تیز چنگاڑ کی آواز آئی اور ساتھ ہی جہاں شیطان کا بت رکھا تھا وہاں پر دو لال سرخ آنکھیں نمودار ہوئیں وہ اتنی لال تھیں جیسے ابھی ابھی ان آنکھوں سے خون نکل کر ٹپکنے لگے گا تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر اس خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی ایک دہشت ناک آواز سنائی دی۔ کالی چرن میں تمہاری قربانی سے خوش ہوا ہوں پر تمہیں تاریکی کا شہنشاہ بننے کے لیے ایک اور امتحان سے گزرنا ہوگا وہ یہ کہ شہر میں ایک بابو نام کا لڑکا ہے اور ساتھ ہی اس کی بیوی رہتی ہے اصل نام تو اس کا خرم ہے لیکن لوگ اسے پیار سے بابو کہتے ہیں پہلے ان کی موبائل کی دکان تھی پھر اس کے چاچا کی ہوشیاری سے سب کچھ چاچا برباد ہو گیا ہے اب وہ دونوں میاں بیوی فاقوں کی زندگی گزار رہے ہیں دونوں ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں تم نے بابو کو اس کا ایمان خراب کرنا ہے اور میرا پجاری بنانا ہے چاہے جیسے بھی ہو اور پھر دو ماہ بعد اس کی پرہیزگار لڑکی ہے اور وہ ایک بچے کی ماں بننے والی ہے اس کے ساتھ روحانی قوتیں ہیں جب وہ ماں بن جائے تو اس کے بعد جو بھی اس سے شادی کرے گا تو اس کے ساتھ روحانی قوتیں بھی اسے مل جائیں گی جو کہ ہماری بہت بڑی کامیابی اور روحانی قوتوں کو شکست ہوگی اور پھر اس کے بعد ہم اپنی مرضی کے مطابق کام کریں گے تم ایسا کرنا کہ بابو کی بیوی کو اپنے پاس قید کر کے رکھنا میرا دوسرا چیلا ناگ رجیو وہ خود تم سے لینے آئے گا بابو کی بیوی کو اس طرح تمہارے پاس بابو کی وجہ سے طاقتیں آئیں گی اور ناگ کے پاس بابو کی بیوی لینے کی وجہ سے اس کے بعد ہر مسلمان کو گمراہ کر کے اس کا ایمان آسانی سے ختم کر سکتے ہیں۔ شیطان آپ کا حکم سر آنکھوں پر کالی چرن نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اس کے اتنا کہنے کے بعد پورے کمرے میں شیطانی قہقہہ گونجنے لگا اور ساتھ کالی چرن کا بھی قہقہہ شامل ہو گیا۔

رات کی تاریکی نے پورے علاقے کو اپنی گہری تاریک چادر میں لپیٹ رکھا تھا کبھی کبھی سرد ہوا کا جھونکا سا آتا اور خشک اور آوارہ پتوں کی سرسراہٹ کی آواز پھیل جاتی تھی اور کبھی کبھی چوکیدار کی آواز جاگتے رہو جاگتے رہو کی رات کی تاریکی اور ایسے میں وقفے وقفے سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں بھی آ جاتی تھیں اور سب لوگ اپنی مست نیند میں کھوئے ہوئے تھے کہ ایسے میں ایک گھر کی دیوار کود کر تین سائے بھاگتے چلے گئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک چادر میں بچہ لپٹا ہوا تھا اور سب بھاگتے ہوئے کالی پہاڑی کی طرف جا رہے تھے جو کہ انتہائی دشوار گزار اور پہاڑی علاقے کے تنگ اور ٹیڑھے میڑھے راستے پر وہ تینوں آدمی ہاتھوں میں لاٹھیاں پکڑے ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھتے جا رہے تھے راستہ اس قدر تنگ اور خطرناک تھا کہ ٹارچ کی تیز روشنی کے باوجود وہ تینوں لاٹھیوں کی مدد سے اپنے آپ کو سہارا دیتے ہوئے ایک ایک قدم پھونک پھونک کر اٹھا رہے تھے جس کی گود میں سیاہ چادر کے اندر بچہ لپٹا ہوا تھا وہ بہت احتیاط سے قدم اٹھا رہا تھا۔

راج اس بچے کا مہاراج کالی چرن کریں گے جو ہم اٹھا کر لے جا رہے ہیں بچہ اٹھا کر لے کر جانے والے کے پیچھے آدمی نے کہا کالی چرن مہاراج اس بچے کا بلیدان دیں گے ابھی کتنی دور ہے کالی چرن کی گپھا اب ان میں سے پیچھے والے آدمی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا یہ رام چند تھا جس کی حالت پہلے سے زیادہ خراب تھی وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے تنی ہوئی رسی پر چل رہا ہو۔ بس اب نزدیک ہے ہمت کرو سب سے آگے جانے والے راج نے کہا جس نے بچہ پکڑا ہوا تھا گود میں تو پتا اس قدر دشوار گزار جگہ پر جا کر رہنے کی کیا ضرورت تھی وہ اپنے محل نما گھر میں بھی تو رہ سکتے تھے رام چند نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ اچانک اوپر چٹان سے ایک سایہ سا انتہائی بھیانک انداز میں چیختا ہوا رام چند سے ٹکرایا اور رام چند کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ہزاروں فٹ گہرائی میں گرتا چلا گیا اس کی چیخ انتہائی گہرائی میں جاتی سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی وہ سایہ جو اس سے ٹکرایا تھا وہ بھی غائب ہو گیا تھا یہ سب کیا ہو گیا راج سے پیچھے آنے والے آدمی نے

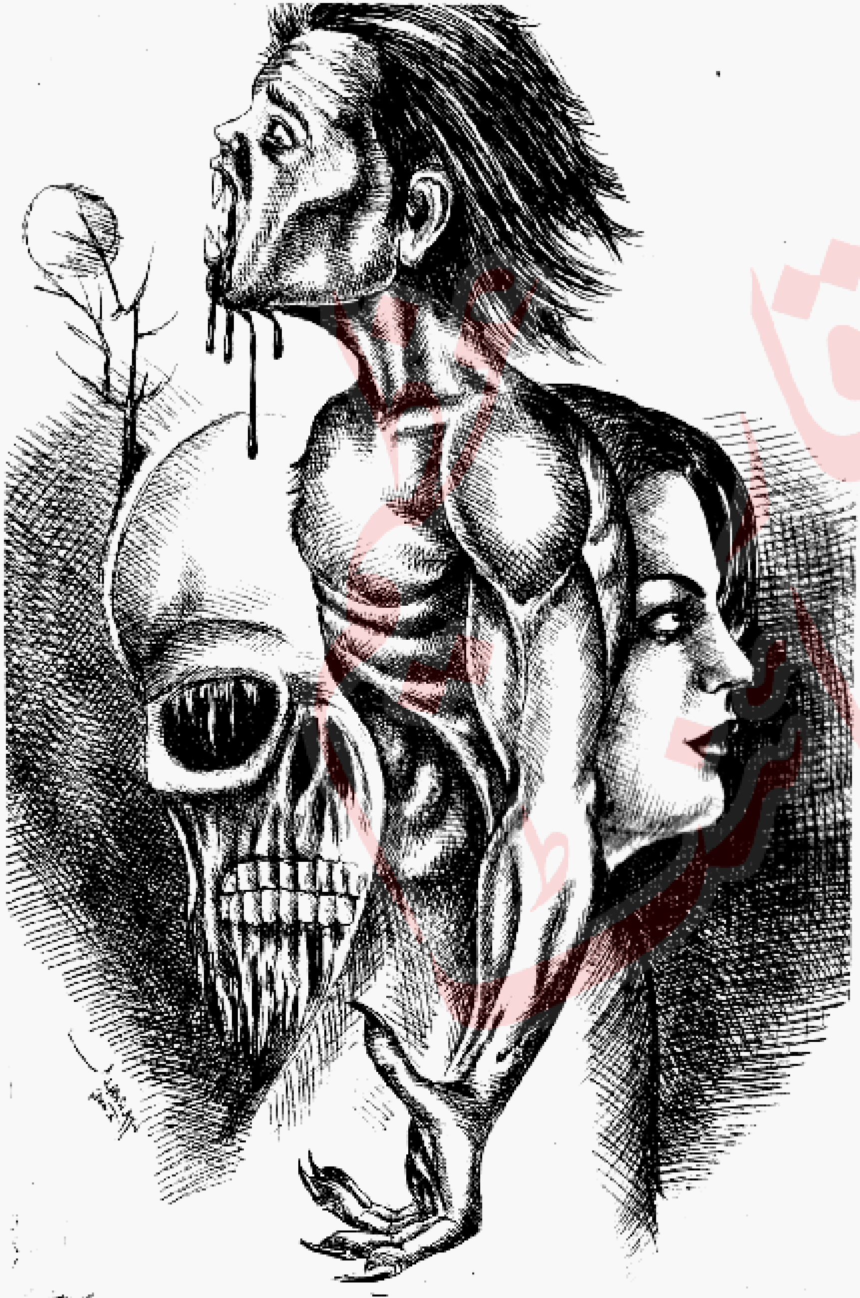

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ کچھ نہیں ہوا دراصل رام چند کو اس کی زبان درازی کی سزا ملی ہے اس نے کالی چرن مہاراج پر اعتراض کیا تھا آؤ چلیں راج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا پھر کچھ دور جا کر نیچے اترنے لگے یہ ڈھلوان ہونے کی وجہ سے وہ پہلے سے بھی زیادہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے نیچے گہرا اور گھپ اندھیرا تھا اور وہ گھپ اندھیرے میں بھی آگے بڑھے چلے جا رہے تھے تھوڑی دیر بعد ان کو نظر آنا بند ہو گیا تو وہ دونوں رک گئے لیکن چند لمحوں بعد انتہائی گہرائی میں جیسے کسی نے مشعل سی جلا دی ہو اور اس مشعل کی وجہ سے ہر طرف روشنی پھیل گئی اور وہ دونوں ایک بار پھر نیچے اترنے لگے اب انہیں تیز بو محسوس ہونے لگ گئی تھی اس قدر تیز اور سڑاند جیسے بو جیسے نیچے لاکھوں جانوروں کی گلی سڑی لاشیں پڑی ہوئی ہوں۔

راج اسو والے لیں ورنہ شاید آگے نہ بڑھ سکے پیچھے والے نے کہا ہاں راج نے کہا تو پیچھے والے نے اپنے لباس سے دو سوکھے ہوئے پتے نکالے اور ان میں سے ایک پتہ راج کی طرف بڑھا دیا راج نے اس کے ہاتھ سے پتا لیا اسے مروڑ کر اپنی ہتھیلی میں اس کا سفوف بنایا اور پھر اس سفوف کو نسوار کی طرح اس نے اپنے دونوں نتھنوں میں سانس کھینچ کر چڑھا لیا۔ پیچھے والے نے بھی یہی کاروائی دہرائی اس نسوار کے نتھنے میں پہنچتے ہی سڑاند نما بو کا احساس ختم ہو گیا اور وہ دونوں پھر آگے بڑھنے لگے کافی گہرائی میں اترتے ہی وہ ایک ایسی غار کے دہانے پہنچ گئے جس کے باہر جانوروں کی ہڈیوں کے چنار بنے ہوئے نظر آ رہے تھے روشنی اسی غار سے نکل رہی تھی غار کا دہانہ بے حد چوڑا تھا۔

تم باہر ٹھہرو گے راج نے پیچھے والے آدمی سے کہا ٹھیک ہے راج جیسے آپ کا حکم اس آدمی نے کہا اور ایک طرف ہٹ کر چٹان کے ساتھ پشت لگا کر وہ زمین پر بیٹھ گیا ہاتھ میں پکڑی ہوئی لاٹھی اس نے چٹان کے ساتھ لگا کر کھڑی کر دی جبکہ راج نیچے پڑی ہوئی ہڈیوں کے ڈھیر پر پیر رکھتا ہوا اس غار میں داخل ہو گیا غار آگے جا کر مڑ جاتا تھا اور غار میں جگہ جگہ ہڈیاں بکھری ہوئی پڑی نظر آ رہی تھیں انتہائی غلیظ کیڑے مکوڑے ادھر ادھر دوڑتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے راج ہاتھ میں پکڑی ہوئی لاٹھی ٹیکتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا وہ معصوم بچہ اس نے اپنے دوسرے ہاتھ میں سنبھالا ہوا تھا غار کا موڑ کاٹ کر وہ جیسے ہی آگے بڑھا آگے سپاٹ دیوار آ گئی دیوار پر ایک خوفناک سیاہ رنگ کا بچھو چھپا ہوا تھا اس بچھو کے جسم پر بڑے بڑے بال تھے اس کی سرخ آنکھیں راج پر جمی ہوئی تھیں اور اس کی دم اوپر کو اٹھی ہوئی تھی اور اس کے اوپر والا حصہ کسی مشعل کی طرح جل رہا تھا چرن مہاراج کی آگیا تھی کہ میں یہاں حاضر ہو جاؤں چنانچہ میں ان کی آگیا کا پالن کرتے ہوئے حاضر ہوں راج نے اس بچھو سے مخاطب ہو کر کہا پھر جیسے ہی اس کا فقرہ مکمل ہوا بچھو اور دیوار یکلخت سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو گئی اور راج آگے بڑھا تو یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا کمرے کی ایک دیوار کے پاس شیطان کا ایک بہت بڑا بت بنا ہوا تھا اس شیطان کے چار بڑے بڑے سینگ تھے جو آپس میں اس طرح الجھے ہوئے تھے جیسے بٹی ہوئی رسیاں ایک دوسرے میں الجھ جاتی ہوں شیطان کا چہرہ مختلف جانوروں کے اعضا ملا کر بنایا گیا تھا اس طرح اس کا چہرہ انتہائی خوفناک ہو گیا تھا۔

اس کی بڑی بڑی گول آنکھیں بالکل الو کی طرح اور یہ آنکھیں کبوتر کے خون سے بھی زیادہ سرخ تھیں اور بت کو دیکھ کر خواہ مخواہ انتہائی کراہت کے تاثرات انسانی ذہن میں آ جاتے تھے لیکن راج کے چہرے پر اس بت کو دیکھ کر کراہت کی بجائے عقیدت کے تاثرات نمودار ہو گئے وہ قدم بڑھاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور وہ بچہ شیطان کے قدموں پر رکھتا ہوا بولا۔ چرن مہاراج میں بلیدان کے لیے اماوس کی رات والا بچہ لے کر آ گیا ہوں یہ کہہ کر پھر وہ بت کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا اور پھر کھڑے ہو کر کمرے کے درمیان میں دیکھنے لگا جہاں پر کالی چرن فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر سرخ رنگ کی چادر جوگیوں کے انداز میں لپٹی ہوئی تھی اس کے سامنے چار چراغ اکٹھے پڑے جل رہے تھے اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی دوڑی تھی اور وہ آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھا تھا اس کے گرد سرخ رنگ کا دھواں پھیلا ہوا تھا جیسے ہی راج شیطان کے بت کے آگے سے مڑا کالی چرن نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ تھیں اس کے چہرے پر بڑے بڑے سیاہ دھبے تھے اور چہرہ بگڑا ہوا تھا اس کے جسم کے وہ حصے جن میں چادر نہیں تھی ریچھ کی طرح بڑے بڑے سیاہ بال تھے۔ اس کا حلیہ ایسا تھا کہ اسے دیکھ کر بے پناہ کراہت سی محسوس ہوتی تھی لیکن راج نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی ایک طرف رکھی اور کالی چرن کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ باندھ کر اپنے ماتھے پر رکھ لیے چرن مہاراج

آپ کا سیوک حاضر ہے اور بلیدان کے لیے بچہ شیطان کے بت کے قدموں میں ہے ہمیں سب پتہ ہے کالی چرن نے غراتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ تمہارے مہمان نے ہماری توہین کی ہے اسے عبرت ناک سزا ملنے لگی تھی لیکن میں نے اسے نادان سمجھتے ہوئے معاف کر دیا چرن مہاراج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک تیز چیخ کی آواز سنائی دی اور پھر اچانک اس غار نما کمرے کی چھت سے سیاہ دھواں سا نیچے اترا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ دھواں مجسم ہو گیا اس کے ساتھ ہی راج نے دیکھا کہ رام چند کا جسم اس کے سامنے زمین پر پڑا ہوا تھا اٹھ کر بیٹھ جاؤ مورکھ کالی چرن نے کہا تو رام چند کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت کالی چرن کے سامنے جھک گیا شما کر دیجئے مہاراج شما کر دیجئے اس نے رو دیے والے لہجے میں کہا شما کیا ہے تو زندہ نظر آ رہے ہو مورکھ آئندہ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا جس میں ہماری توہین ہوتی ہو ہماری طاقتیں اس کو برداشت نہیں کر سکتیں کالی چرن نے کہا ایسا ہی ہو گا مہاراج رام چند نے کہا۔

راج کے ساتھ بیٹھ جاؤ کالی چرن نے کہا تو رام چند اٹھا اور راج کے ساتھ دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اس کے بعد کالی چرن اٹھا اور شیطان کے بت کے نیچے رکھے ہوئے بچے کے پاس کھڑا ہو کر آنکھیں بند کر کے نجانے کیا کچھ پڑھنے لگا۔ کالی چرن کو دیکھ کر رام چند اور راج بھی کھڑے ہو کر شیطان کے بت کے پاس کھڑے ہو گئے کافی دیر تک کالی چرن پڑھتا رہا جب اس کی آنکھیں کھلی تو وہ کبوتر کے خون کی طرح سرخ تھیں کالی چرن نے اپنے لباس سے ایک تیز دھار کا چھرا نکال کر بولا شیطان اس بچے کی قربانی قبول کر اور مجھے تاریکی کا شہنشاہ بنا دے آج تیری آخری بلی دے رہا ہوں یہ کہہ کر کالی چرن نے وہ تیز چھرا بے ہوش ہوئے بچے کی گردن پر اس طرح پھیرنے لگا جیسے ایک قصائی بکرے کو ذبح کرتا ہے وہ معصوم بچہ جس نے ابھی اس دنیا میں پہلا قدم رکھا تھا اور شیطان کی بھینٹ چڑھ گیا اس بچے کی گردن سے خون فوارے کی طرح نکل نکل کر شیطان کے بت پر گر رہا تھا اور لال خون میں شیطانی بت نہا کر اور بھی خوفناک ہو گیا تھا خون گرتا دیکھ کر کالی چرن نے مٹی کا ایک چھوٹا سا پیالہ اس معصوم بچے کے خون سے بھر لیا اور پھر اسے منہ سے لگا کر غٹا غٹ کر پی لیا اور دھاڑا شیطان مجھے شکتی دے مجھے تاریکی کا شہنشاہ بنا دے مجھے شکتی دے پھر کالی چرن نے اشارہ کیا راج جو کہ سہما ہوا کھڑا تھا وہ ایک سائیڈ سے رسیوں میں جکڑا ہوا ایک اور دو سالہ بچہ آگے لے آیا کالی چرن پھر دھاڑا دیکھ شیطان دیکھ اب میں ایک اور تیرے چرنوں میں مسلمان بچے کا خون ڈال رہا ہوں تو اسے قبول کر پھر کالی چرن نے وہی چھرا لیا جس سے معصوم بچے کی گردن کاٹی تھی اور دو سالہ معصوم بچہ اپنے انجام سے بے خبر سہما کھڑا تھا اچانک اس کی گردن کالی چرن کے چھرے سے کٹ گئی وہ بیچارہ چیخ بھی نہ پایا اور اس کے خون کی دھار بھی شیطان کے بت پر گر رہی تھی یہ منظر دیکھ کر رام چند اور راج نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اس بچے کی گردن سے خون نکلنا بند ہونے کی دیر تھی کہ اچانک پورا غار نما کمرہ ہلنے لگا ایسے لگ رہا تھا جیسے زلزلہ آ گیا ہو اور یہ غار نما کمرہ ابھی زمین میں دفن ہو جائے گا۔

جتنی تیزی سے غار نما کمرہ ہل رہا تھا اتنی ہی تیزی سے رک بھی گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی پورے کمرے میں کراہت آمیز سڑاند اور تیز بو پھیل سی گئی جس کی وجہ سے رام چند اور راج کو وہاں کھڑا ہونا دشوار ہو رہا تھا مگر پھر بھی وہ کالی چرن کی وجہ سے کھڑے رہے کہ وہ اسے کچھ کہہ نہ دے اور کالی چرن ایسے کھڑا تھا جیسے یہ بدبو اس کے لیے کچھ بھی نہ ہو اور پھر اس کے ساتھ ہی کمرے میں جتنی بھی شمع روشن تھیں سب ایک ایک کر کے بجھنے لگی اور یہاں تک کہ پورے کمرے میں اندھیرا چھا گیا کہ کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اندھیرا دیکھ کر ابھی راج رام چند حیران ہو ہی رہے تھے اچانک کمرے میں پھڑ پھڑاتے ہوئے پروں کی آواز آنے لگی اور پھر اس کے بعد عجیب و غریب آوازیں آنا شروع ہو گئیں جیسے کسی میت پر بہت سی عورتیں بین کر رہی ہوں پھر اچانک ایک تیز چنگاڑ کی آواز آئی اور ساتھ ہی جہاں شیطان کا بت رکھا تھا وہاں پر دو لال سرخ آنکھیں نمودار ہوئیں وہ اتنی لال تھیں جیسے ابھی ابھی ان آنکھوں سے خون نکل کر ٹپکنے لگے گا تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر اس خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی ایک دہشت ناک آواز سنائی دی۔

کالی چرن میں تمہاری قربانی سے خوش ہوا ہوں پر تمہیں تاریکی کا شہنشاہ بننے کے لیے ایک اور امتحان سے گزرنا ہو گا وہ یہ کہ شہر میں ایک بابو نام کا لڑکا ہے اور ساتھ ہی اس کی بیوی رہتی ہے اصل نام تو اس کا خرم ہے لیکن لوگ اسے پیار سے بابو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہتے ہیں پہلے ان کی سوہائی کی دکان تھی پھر اس کے چاچا کی ہوشیاری سے سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا ہے اب وہ دونوں میاں بیوی فاقوں کی زندگی گزار رہے ہیں دونوں ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں تم نے بابو کو اس کا ایمان خراب کرنا ہے اور میرا پجاری بنانا ہے چاہے جیسے بھی ہو اور پھر دو ماہ بعد اس کی پرہیزگار لڑکی ہے اور وہ ایک بچے کی ماں بننے والی ہے اس کے ساتھ روحانی قوتیں ہیں جب وہ ماں بن جائے تو اس کے بعد جو بھی اس سے شادی کرے گا تو اس کے ساتھ روحانی قوتیں بھی اسے مل جائیں گی جو کہ ہماری بہت بڑی کامیابی اور روحانی قوتوں کو شکست ہو گی اور پھر اس کے بعد ہم اپنی مرضی کے مطابق کام کریں گے تم ایسا کرنا کہ بابو کی بیوی کو اپنے پاس قید کر کے رکھنا میرا دوسرا چیلا ناگ دلچپ وہ خود تم سے لینے آئے گا بابو کی بیوی کو اس طرح تمہارے پاس بابو کی وجہ سے طاقتیں آئیں گی اور ناگ کے پاس بابو کی بیوی بنی کی وجہ سے اس کے بعد ہم ہر مسلمان کو گمراہ کر کے اس کا ایمان آسانی سے ختم کر سکتے ہیں۔ شیطان آپ کا حکم سر آنکھوں پر کالی چرن نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اس کے اتنا کہنے کے بعد پورے کمرے میں شیطانی قہقہہ گونجنے لگا اور ساتھ کالی چرن کا بھی قہقہہ شامل ہو گیا۔

❀❀❀

بنی اب ہم کیا کریں کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے نہ کام ہے نہ کاج ہے نہ ہی نوکری ملتی ہے جہاں میں جاتا ہوں صاف جواب مل جاتا ہے بابو نے چارپائی پر بیٹھے ہوئے کہا۔ آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں جو ہماری قسمت میں ہے وہ ہمیں مل رہا ہے اور میں اس پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں اور اپنے رب سے مایوس نہیں ہو بنی نے اپنی جھیل جیسی آنکھیں بابو پر جماتے ہوئے کہا تمہاری بات ٹھیک ہے بنی میں مانتا ہوں پر اب ہم دو ہیں کچھ عرصے بعد ہم تین ہو جائیں گے تو ہم کیا کریں گے بہر حال میں کچھ نہ کچھ کرنے کا سوچ رہا ہوں وہ کیا سوچا ہے آپ نے۔ میرا دوست ارشد ہے ناں وہ سٹہ کھیلتا ہے اس نے کہا ہے کہ میں بھی کھیلوں تو میں نے ہاں کر دی ہے اس سے اب ہم کل جائیں گے شمشان گھاٹ جہاں ہندو اپنے مردے جلاتے ہیں ارشد نے بتایا ہے کہ وہاں کوئی کالی چرن نامی آدمی اکثر ہوتا ہے جو اکثر لوگوں کو سٹے کے نمبر دیتا ہے تو وہ لگتے رہتے ہیں تو اب میں اور ارشد کل جا کر سادھو بابا سے سٹے کا نمبر لیں گے بابو کی باتیں سن کر بنی کی آنکھیں نم ہو گئیں جیسے

بابو تم ایسا نہیں کرو گے یہ غلط ہے یہ ہمارے اسلام میں ٹھیک نہیں میں اس تو زے میں بھی خوش ہوں۔ پر بنی کچھ نہیں ہوتا ہے میں نے تمہاری خاطر اپنے ماں باپ بہن بھائی سب چھوڑ دیے ہیں صرف تمہارے پیار کی خاطر۔ بنی میں یہ سب کچھ تمہاری خاطر تو کر رہا ہوں بس ایک بار مجھے سادھو کے پاس جانے دو کام اگر بن گیا تو ٹھیک ورنہ جیسے تم کہو گی ویسا ہی کروں گا ٹھیک ہے جو کرنا ہے کرو یہ کہہ کر بنی اندر کمرے میں چلی گئی دوسرے دن ارشد اور بابو شمشان گھاٹ گئے تو وہاں پر ایک سادھو دھونی رمائے نظر آ گیا بڑا بدشکل تھا وہ ارشد جلدی سے وہاں جا کر بیٹھ گیا سادھو کی آنکھیں بند تھیں اور وہ کوئی منتر پڑھ رہا تھا تھوڑے فاصلے پر ایک نئی جلی ہوئی ارتھی موجود تھی جس میں بہت سی انسانی ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔

سادھو بابا کچھ دیر تک منتر پڑھتے رہے پھر اس نے بند آنکھیں کھولی اور چتا کی طرف ہاتھ اٹھایا تو ارشد نے دیکھا کہ جلا ہوا مردہ جس کی ہڈیاں جلی ہوئی تھیں اپنی ہڈیاں سمیٹ کر اٹھنے لگا اور پھر چتا سے نکل کر سادھو کے سامنے پہنچ گیا یہ منظر دیکھ کر ارشد تو دہشت سے چیخ مار کر بھاگ گیا لیکن بابو کے اعصاب شل ہو گئے تھے بابو وہاں سے بھاگنے کی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور وہیں بیٹھا تھر تھر کانپنے لگا لیکن ارشد کی چیخ پر سادھو بابا نے گرتے پڑتے اور بھاگتے ہوئے ارشد کو دیکھا پھر اس کی نظر بابو پر آ کر رک گئی ان کی آنکھوں میں شدید غصے کے آثار تھے اور وہ بری طرح سرخ ہو رہی تھیں لیکن رفتہ رفتہ بابو نے محسوس کیا کہ ان کی آنکھوں میں غصہ ختم ہوتا جا رہا تھا اور ان کے چہرے میں حیرت کے آثار ابھر گئے پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے سیدھا ہاتھ اٹھا کر سامنے کھڑے ہوئے سوختہ مردے کو اشارہ کیا اور بولا جا جا بھاگ جا بھاگ جا اور مردہ خاموشی سے واپس جا کر اپنی چتا میں لیٹ گیا سادھو دلچسپی کی نگاہوں سے بابو کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔ کیا بات ہے بالک کیسے آ بیٹھا میرے پاس اور کون تھا وہ کم بخت جو بھاگ گیا۔ بابو کے منہ سے خوف کے مارے آواز نکل رہی تھی بمشکل بابو نے ہاتھ اٹھائے اور انہیں جوڑ کر عاجزی سے بولا معافی چاہتا ہوں سادھو جی معافی چاہتا ہوں وہ کم بخت ارشد مجھے اپنے ساتھ لے آیا تھا ورنہ ۔۔۔ ورنہ میں آپ کو پریشان نہ کرتا۔ نہیں نہیں کوئی بات نہیں سٹے کا نمبر معلوم کرنے آیا ہے ناں ۔۔۔ جی جی ۔۔۔ جی سادھو جی دولت کمانا چاہتا ہے سادھو نے ہنستے ہوئے کہا یہ سن کر بابو کی

ہمت بندھ گئی کہ سادھو اس سے مہربانی سے پیش آ رہے تھے بابو نے گردن جھکا کر کہا میں بہت غریب آدمی ہوں اگر آپ مہربانی کریں تو میری مشکل حل ہو سکتی ہے مشکل تو ہماری بھی دور ہو سکتی ہے بالک چل ٹھیک ہے نام کیا ہے تیرا۔

بابو نام ہے میرا اور سادھو کھلکھلا کر ہنس پڑے بڑی مکروہ اور خوفناک ہنسی تھی اس کی اس کی ہنسی بابو کو اس وقت سمجھ نہیں آئی پھر سادھو نے نمبر بتائے اور کہا جا یہ نمبر کھیل لے اور بھاگ جا پر ہمیں یاد رکھنا یاد رکھنا۔ پھر بابو نے سادھو بابا کے دیے ہوئے نمبر پر سب روپے لگا دیے اس خیال کے تحت کہ شاید میرا کام بن جائے اور پھر ہوا بھی ایسا ہی نمبر نکلے اور اتنی دولت مل گئی بابو کو کہ وہ نیم بے ہوشی کی کیفیت میں ہو گیا بنی کیسامنے دولت کے انبار لگا دیے تو اس پر بھی نیم غشی کی کیفیت طاری ہو گئی کہاں سے لے آئے یہ پیسے۔ خدا کے لیے سچ بتاؤ کہیں کوئی غلط کام تو نہیں کیا۔ نہیں ری پگلی نہیں تو بس اب سمجھ لے کہ ہمارے برے دن دور ہو گئے تو بھی عیش کرے گی اور اب دیکھنا کہ میں کیا کرتا ہوں اور کھانے پینے کا سامان بھی لایا ہوا ہوں میں۔ بنی بہت خوش تھی اتنے روپے دیکھ کر پھر بابو اور بنی نے پیسے ایک ہنڈیا میں رکھ کر زمین میں رکھ کر دفن کر دیے بس اتنے نکال لیے کہ کام چلتا رہے پھر بابو کے دل میں آئی کہ وہ سادھو بابا سے ایک بار پھر ملے جب وہ وہاں پہنچا تو جہاں سادھو کو دیکھا تھا لیکن شمشان گھاٹ کے پاس وہ جگہ خالی تھی تو پھر بابو مایوس ہو کر واپس آ گیا۔

❀❀❀

رات کے تقریباً ساڑھے نو بجے ہوں گے سردیوں کی راتوں میں ساڑھے نو بجے کا وقت مقصد یہ کہ آدھی رات ہو چکی تھی بستی سنسان پڑی تھی کسی نے بابو کے دروازے پر دستک دی بابو نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور سادھو کو دیکھ کر حیرت سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ آہستہ سے بولا اندر آنے کو نہیں کہے گا بالک۔ آئیے آئیے۔ سادھو جی میرا نام کالی چرن ہے بابو اب تم سادھو نہیں مجھے کالی چرن کہا کرو گے۔ ٹھیک ہے کالی چرن ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ آپ میرے گھر میں بھی تشریف لائیں گے کالی چرن اندر آ گیا اس نے کوٹھے کے دروازے سے قدم رکھا اور پھر اچھل کر پیچھے ہٹ گیا یوں لگا جیسے اس کے بدن کو بجلی کا جھٹکا لگا ہو ایک لمحے کے لیے ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار پھیل گئے اور وہ آہستہ سے بولے کہ باہر آ تجھ سے بات کرنی ہے آپ اندر آ جائیے کالی چرن۔ آپ کا گھر ہے آ جائیے۔ مگر کالی چرن اندر آنے کی بجائے دروازے سے باہر نکل گئے تھے بابو ان کے ساتھ باہر آ گیا تھا کافی دور تک پہنچ کر وہ ایک تھڑے پر بیٹھ گئے اور بابو کو دیکھ کر وہ بولا نمبر لگا تھا ۔۔۔ جی کالی چرن آپ کی مہربانی سے میرے دن پھر گئے۔ ہونہہ ۔۔۔ دن پھر گئے تو انہیں دن پھرنا کہتا ہے چار پیسوں میں کہیں دن پھرتے ہیں کالی چرن نے کہا ہم بہت غریب لوگ ہیں کالی چرن ہمارے لیے تو یہ پیسے بڑا خزانہ ہیں ماتا پتا مر چکے ہیں تیرے ۔۔۔ ہاں کالی چرن۔ بس ایک بیوی ہے۔ ہوں بہت محبت کرتا ہو گا تو اس سے جی کالی چرن مہاراج ۔۔۔ دنیا میں اب میرا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے آپ اندر آ جائیے مجھے خوشی ہو گی نہیں وہاں تیری عبادت کی کتاب ہے تیرے پتا کیا کرتے تھے۔ وہ بلے دار تھے۔ چل چھوڑ ایک بات بتا جی کالی چرن منتر منتر سے لگاؤ ہے تجھے۔ کوئی چلہ کھینچے گا۔ کچھ سکھاؤ تو سیکھے گا۔ یہ بھاگ ہیں تیرے کہ ہم تجھے کچھ سکھانا چاہتے ہیں ورنہ ہزاروں ہمارے پیچھے ہاتھ باندھے پھرتے ہیں۔ چلے سے کیا ہو گا کالی چرن۔

پھر تجھے کسی سے کچھ پوچھنا نہیں پڑے گا کاشی تیری داسی ہو گی جدھر انگلی اٹھائے گا سونے کے انبار لگ جائیں گے۔ میں منتر سیکھنا چاہتا ہوں کالی چرن تو پھر ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دے دے کالی چرن نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور بابو نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ بولا بہت بڑا کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو نے بھاگ تو نہیں جائے گا کیوں نہیں کالی چرن۔ پیچھے تو نہیں بھاگے گا نہیں ۔۔۔ پھر یوں کرنا کل آ جانا کالی چرن نے بابو کو جگہ سمجھا دی کہ اس نے کون سی جگہ آنا ہے کہ تمہیں وہاں جاتے ہوئے راستے میں شاید کچھ مشکلات آئیں پر تم نے گھبرانا نہیں اور رات کے بارہ بجے آ جانا ہم وچن لیں گے اور سن اپنی بیوی سے کہہ کر آنا کہ تم کچھ دنوں کے لیے کہیں جا رہے ہو کوئی چالیس دن لگیں گے واپسی میں چالیس دن بابو نے گھبرا کر کہا مگر میری بیوی اکیلی رہے گی ۔۔۔ وہ تو ہے مگر اس کے بعد تو کیا ہو گا یہ سوچ بھی نہیں سکتا تو جتنی چاہے گا دولت حاصل کرے گا جس طرف نظر اٹھائے گا لوگ نظر جھکا دیں گے تیرے سامنے۔ تیرا بڑا مقام ہو گا پھر تو غریبوں کو امیر اور امیروں کو غریب بنا دے گا کوئی دم نہ مارے گا تیرے سامنے ۔۔۔ بابو کی آنکھوں میں نجانے کیا کیا خواب جاگے بابو نے جلدی سے کہا میں تیار ہوں تم کل تک اور سوچ لینا میں نے سوچ لیا ہے کالی چرن تجھے وچن دینا پڑے گا سوگند کھانی پڑے گی اور جب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوگند کھائے گا تو اسے نبھانا پڑے گا نہیں تو توں مصیبتوں میں پھنس جائے گا پھر چھٹکارا مشکل ہوگا۔

بس جی میں تو رہوں کالی چرن۔ تو پھر تم کال بارہ بجے آجانا آجاؤں گا بابو نے جواب دیا اور کالی چرن واپسی کے لیے مڑ گیا بابو نے اس کے پیچھے قدم اٹھائے مگر ہل بھی نہ سکا بابو کے قدم جم سے گئے تھے پھر جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا تو بابو کے قدم چلنے لگے بابو کو بڑا خوف محسوس ہوا تھا مگر اس نے خود کو سنبھالا اور گھر کے اندر آگیا بابو نے اپنی بیوی کو یہ صورت حال نہیں بتائی تھی اور سادھو کے بارے میں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ ارشد کے رشتے دار تھے اور میری نوکری کے لیے آئے تھے نوکری کے لیے بنتی نے پوچھا ارشد کے کہنے پر انہوں نے میرے لیے نوکری تلاش کی ہے بابو یہ تو بڑی اچھی بات ہے اور ہاں کل مجھے جانا ہوگا یہاں سے باہر شاید۔ واپسی میں مہینہ سوا مہینہ لگ جائے گا۔ تو کیا پھر میں گھر میں اکیلی رہوں گی بنتی میں چاچا سے کہہ جاؤں گا چاچی تیری خبر رکھتی رہے گی پیسے تیرے پاس موجود ہیں کسی کو ہوا نہ لگنے دینا آرام سے نکال نکال کر خرچ کرتی رہنا سوا مہینہ کے بعد میں واپس آجاؤں گا اور آ کر تجھے میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا بابو نے بنتی کو ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

چاچا چاچی بڑے ہمدرد لوگ تھے بابو نے ان دونوں کو بھی یہی کہانی سنائی اور اس طرح اپنی بیوی کے لیے بندوبست کردیا ساری رات بابو کو خوشی کے مارے نیند نہیں آئی تھی نجانے وہ کیا کیا سوچتا رہا تھا خوبصورت کوٹھیاں شاندار کاریں اور نجانے کیا کیا دوسرے دن اس طرح تیاری کی جیسے شہر سے باہر جارہا ہو اگر اس وقت بابو کو ذرا سا بھی علم ہوجاتا کہ اس سفر میں اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے تو وہ کبھی یہ کالی چرن والا سفر اختیار نہ کرتا لیکن لکھے کو کوئی نہیں ٹال سکتا مقدر میں جو لکھا ہوتا ہے تو وہ ہو کر رہتا ہے جب گلیاں سڑکیں بابو کے ساتھ رہیں وہ پوری رفتار سے موٹر سائیکل چلاتا رہا لیکن سب کچھ پیچھے رہ گئیں تو اونچے اونچے غیر ہموار کچے راستے شروع ہوگئے ان راستوں پر موٹر سائیکل تیز رفتاری سے نہیں چل سکتی تھی اس جگہ بابو نے پہنچنا تھا۔ اس کا مختصر سا نقشہ بنا کر بابو نے اپنے پاس رکھ لیا تھا کیوں کہ وہ پہلی بار موٹر سائیکل پر وہاں جارہا تھا آہستہ آہستہ آسمان پر بادل سے چھانے لگے تھے ہلکی ہلکی سی ہوا چل رہی تھی لگتا تھا کہ بارش ہونے کا امکان تھا بابو اس نقشے کے حساب سے وہ کچھ دور تک ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ سفر کرتا رہا پھر ایک خاص مقام پر آ کر وہ ریلوے لائن کو چھوڑ کر ایک کچے راستے پر آگیا یہاں آتے آتے آسمان کو سیاہ بادلوں نے پوری طرح سے ڈھانپ لیا تھا اور اندھیرا سا ہوگیا بابو نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا رات کے سات بج چلے تھے ستمبر اکتوبر کا مہینہ تھا وہ جلدی ڈھل جاتا تھا اور چھ بجے ہی شام ہوجاتی تھی اس وقت رات ہوچکی تھی اور بادلوں کی وجہ سے رات کا اندھیرا اور گہرا ہوگیا تھا اور بابو کسی جگہ رک کر آرام کرنا چاہتا تھا اور موٹر سائیکل کو بھی آرام دینا چاہتا تھا وہ جس کچے رستے پر جارہا تھا اس کی دونوں جانب جھاڑیاں کیکر اور جھاڑی کے درخت ہی درخت تھے جو رات کے بھوت بنے کھڑے ہوئے تے اندھیرے میں ایسے لگ رہے تھے جیسے زمین میں سے دیوہیکل ڈروانے جن نکل کر کچے راستے پر جھکے ہوئے ہوں درختوں کی ساخیں ہوا کے جھونکوں کے ساتھ بار بار نیچے جھک رہی تھیں جیسے بابو کو اوپر اٹھالے جانے کی کوشش کررہی ہوں لیکن بابو بغیر کسی ڈر خوف کے آہستہ آہستہ موٹر سائیکل چلاتا جارہا تھا موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ بابو نے روشن کررکھی تھیں وہ ایک چھوٹی سی پکی سڑک پر نکل آیا تھا

سڑک ٹوٹی ہوئی تھی یہ مختلف اضلاع کو جاتی تھیں بابو کو کچھ فاصلے پر سڑک کے بائیں طرف روشنی دکھائی دی بابو نے اپنا رخ اس روشنی کی طرف کرلیا یہ کہ قصبے کے باہر سڑک پر واقع ایک دو کھوکھا نما دوکان کی روشنی تھی ان میں ایک چائے وغیرہ کی دوکان تھی بابو نے دوکان کے آگے موٹر سائیکل کھڑی کی اور دکاندار سے بولا کیوں بھائی چائے مل جائے گی ... باقی دوکاندار نے کہا مل جائے گی جناب اور آلو قیمہ روٹی بھی مل جائے گی آلو قیمہ اور روٹی کا سن کر بابو کی بھوک بھی بیدار ہوگئی اس نے کہا یہ تو بڑی اچھی بات ہے پہلے دو کھانے کو بھائی بعد میں چائے بھی بنادینا اس وقت تک اندھیرا مزید گہرا ہوگیا تھا اور بادل بھی تھے مگر بارش وغیرہ شروع نہیں ہوئی تھی اور ہوا بھی زیادہ تیز نہیں چل رہی تھی بابو اپنے سفر کا آدھا راستہ طے کرچکا تھا باقی آدھا سفر رہ گیا تھا نقشہ اس کے پاس موجود تھا اسے یقین تھا کہ وہ مزید دو گھنٹے تک اپنی منزل تک پہنچ جائے گا چائے کے کھوکھے والے نے پوچھا کہ بابو جی کہاں جاؤ گے آپ بابو نے اپنی منزل کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگا وہاں تک تو ایک کچا راستہ تو ضرور جاتا ہے مگر رات ہوگئی ہے اور موسم کا رخ اچھا نظر نہیں آتا بہتر یہی ہے آپ رات قصبے

میں ہی گزار دیں اور صبح ہوتے ہی چلے جانا بابو نے دل میں سوچا کہ اگر رات وہاں نہ گیا تو کالی چرن کیا سوچے گا پھر بابو نے ہنستے ہوئے کہا ارے بھائی میں دشوار گزار پہاڑوں میں ٹریکنگ کرتا رہا ہوں یعنی تھیلا کندھے پر ڈال کر پیدل سفر کرتا رہا ہوں اب تو موٹر سائیکل بھی میرے پاس ہے تم فکر مت کرو میں بڑی جلدی جہاں پہنچنا ہے پہنچ جاؤں گا اس کے بعد کھوکھے والے نے کوئی بات نہیں کی بابو نے جلدی جلدی آلو قیمہ کی روٹی کھائی چائے پی موٹر سائیکل کی تھوڑی بہت جانچ پڑتال کی پیٹرول چیک کیا اور کھوکھے والے کو بل ادا کرنے کے بعد بابو نے پوچھا۔

کھانا کون بناتا ہے صاحب میری ماں بناتی ہے بہت ہی اچھا بناتی ہے بابو نے کہا اور موٹر سائیکل سٹارٹ کرکے سڑک پر چل پڑا موٹر سائیکل کی روشنی میں اسے آگے پچاس گز تک سڑک نظر آرہی تھی سڑک کی حالت شکستہ ہورہی تھی بابو بڑی احتیاط سے اور ہلکی رفتار کے ساتھ موٹر سائیکل چلا رہا تھا اس طرح بابو کو ایک اور قصبے تک پہنچتے ہوئے کافی وقت لگ گیا تھا اس وقت رات کا اندھیرا اور گہرا ہوگیا تھا اور سیاہ بادلوں میں کسی کسی وقت بجلی چمک جاتی تھی اور دور سے بادلوں کی دھیمی دھیمی گرج بھی سنائی دیتی تھی اس علاقے سے آگے ابھی کافی سفر باقی تھا اور یہ راستہ ویران سنگلاخ علاقے میں سے ہوکر گزرتا تھا لیکن بابو مطمئن تھا تھوڑا آگے جانے کے بعد دو تین قصبے ٹمٹماتی روشنیاں دیکھ کر اس نے موٹر سائیکل سڑک سے اتار دی اور اسے اس جانب کھیتوں میں ڈال دیا نقشے کے حساب سے وہ صحیح راستے پر جارہا تھا بادلوں میں تھوڑی دیر بعد بجلی نے جو چمکنا شروع کردیا تھا اس کی وجہ سے بابو کو ایک تشویش سی ضرور ہورہی تھی کہ اگر بارش شروع ہوگئی تو اس کے لیے سفر کرنا مشکل ہوجائے گا۔

یہ سوچ کر اس نے موٹر سائیکل کی رفتار کو تھوڑا سا تیز کردیا تھا لیکن کھیتوں کے درمیان چھوٹا راستہ غیر ہموار تھا اور کہیں کہیں چھوٹے بڑے گڑھے بھی تھے جس کی وجہ سے بابو کو بار بار موٹر سائیکل کی رفتار ہلکی کرنا پڑ رہی تھی قصبے سے وہ کافی آگے نکل آیا تھا ہوا بھی کچھ تیز ہوگئی تھی اور ہوا میں کچھ ٹھنڈک بھی آگئی تھی لگتا تھا کہ کہیں پیچھے بارش ہورہی ہے بابو کو دائیں بائیں بھی دیکھنا پڑتا تھا کہ وہ صحیح سمت کو جارہا ہے کہ نہیں لیکن اس کے دائیں بائیں گھپ اندھیرا تھا مگر وہ اب واپس بھی نہیں جاسکتا تھا اور واپس جانا بھی نہیں چاہتا تھا بابو ایک ہمت اور ہم جتو جوان تھا نقشے اور بابو کی معلومات کے مطابق قصبے سے دس پندرہ میل آگے ایک بہت بڑے کھال پر پل آیا تھا بابو کو اسی پل کو کراس کرکے بائیں طرف مڑنا تھا اور کچے راستے پر آجانا تھا جو اس جگہ تک جاتا تھا جہاں کالی چرن نے آنے کا کہا تھا اور بابو کی منزل تھی بابو قصبے سے کافی آگے نکل آیا تھا موٹر سائیکل کی روشنی میں بابو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے دیکھنے لگا کہ شاید اسے بڑے کھال کا پل نظر آجائے مگر ابھی تک کوئی پل وغیرہ نظر آیا تھا کھیتوں کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اور سنگلاخ علاقہ شروع ہوگیا تھا یہاں بابو کے لیے اپنی سمت کو سیدھا رکھنا مشکل ہوگیا تھا وہ پوری کوشش کررہا تھا کہ موٹر سائیکل جس رخ پر جارہی ہے اس رخ پر رہے لیکن اونچی نیچی سنگلاخ زمین پر موٹر سائیکل اچھل اچھل کر کبھی دائیں ہوجاتی اور کبھی بائیں طرف مڑ جاتی تھی بابو نے اس کی رفتار اور کم کردی تھی اس خیال سے بھی اس نے رفتار کم کردی تھی کہ اس کا موٹر سائیکل پر پورا کنٹرول تھا ہر چاروں طرف گھپ اندھیرا کی وجہ سے بابو کو ایسے لگا کہ اس کا رخ سیدھا نہیں تھا اگر آسمان پر ستارے نکلے ہوتے تو وہ ان سے رہنمائی حاصل کرسکتا تھا لیکن ستارے گہرے بادلوں میں چھپے ہوئے تھے۔

اس طرح کافی وقت گزر گیا اور بڑے کھال کا پل آیا تو بابو کو فکر لاحق ہوئی اس نے موٹر سائیکل روک دی اور دائیں بائیں اندھیرے میں دیکھنے لگا وہاں کہیں کہیں درخت اگے ہوئے تھے جنگلی جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں بابو سوچا کہ اسے ذرا دائیں ہوکر چلنا چاہیے ہوسکتا ہے کہ پل اسی طرف ہو یہ خیال کہ یہاں سے دائیں جانب ہوجاؤ بابو کے مقدر نے اس کے ذہن میں ڈالا تھا کیونکہ یہیں سے اس کی زندگی کی سب سے ہولناک مصیبت کی ابتدا ہونے والی تھی بابو نے موٹر سائیکل کو کھڑے کھڑے ذرا سا دائیں جانب موڑ دیا اسے اسٹارٹ کیا اور چل پڑا دور دور تک تاریکی میں اونچے اونچے ٹیلوں کے دھندلے خاکے ابھرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اسے یقین تھا کہ جہاں اس نے جانا ہے وہ جگہ اس ٹیلوں کے پار ہی واقع ہوگی بابو کا موٹر سائیکل پتھروں اور چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں سے گزرتا ہوا ان ٹیلوں کی طرف بڑھ رہا تھا جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا علاقے کی ویرانی بڑھ رہی تھی تاریکی اور زیادہ گہری ہوتی جارہی تھی ایک جگہ جاکر بابو نے موٹر سائیکل روک دی انجن کے بند ہوتے ہی اسے محسوس ہوا کہ فضا میں عجیب خوف طاری کردینے والا سناٹا چھایا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا تھا بادلوں میں رہ رہ کر بجلی اسی طرح چمک رہی تھی مگر اس کی چمک ابھی کافی دھیمی تھی۔

اچانک بابو کے ناک پر ٹھنڈے پانی کی بوند گری اس نے اوپر آسمان کی طرف دیکھا ایک اور بوند بابو کے چہرے پر پڑی اس کا مطلب تھا کہ بارش آرہی ہے بابو نے فوراً موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور کافی تیز سپیڈ سے پہاڑی ٹیلوں کی طرف روانہ ہوگیا وہ بار بار اچھل رہا تھا اسے جھٹکے لگ رہے تھے مگر اس نے سپیڈ کم نہ کی بارش آنے سے پہلے پہلے وہ اگر اپنی منزل پر نہیں پہنچا تو کم از کم کسی ایسی جگہ ضرور پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں اگر بارش ہو جائے تو پناہ لے سکے سرد ہوا تیز ہوگئی بجلی چمکنے اور کڑکنے لگی پھر ایک دم بارش ہوگئی بابو نے موٹر سائیکل کی رفتار تیز کردی اور اندھا دھند سامنے کی طرف اسے دوڑانے لگا بارش اتنی تیز تھی کہ وہ شرابور ہوگیا موٹر سائیکل کی لائٹ کی روشنی میں سوائے گرتی بارش کے اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا ایک بار بجلی کڑکی تو اس کی روشنی میں اسے کچھ فاصلے پر ایک عمارت دکھائی دی بابو نے عمارت کی طرف موٹر سائیکل کا رخ کردیا وہ دیوانہ وار موٹر سائیکل فل سپیڈ پر چلاتا زبردست جھٹکے کھاتا ہوا اس عمارت تک پہنچ گیا بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک اور تیز بارش میں اس نے دیکھا کہ کوئی خستہ حال بوسیدہ عمارت ہے جس کا دروازہ بند ہے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے عمارت کوئی تاریکی کھنڈر معلوم ہوتی تھی دروازے کے اوپر ایک پرانا چھجہ تھا رہ رہ کر کڑکتی اور چمکتی بجلی کی چمک میں اس نے دیکھا کہ دروازے کا چھجہ ایک طرف گر کر ٹوٹ چکا تھا بابو نے جلدی سے موٹر سائیکل بند کر کے چھجے کے نیچے ایک طرف کھڑی کی اور خود بھی چھجے کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا۔

اس نے کندھے سے چمڑے کا تھیلا اتار کر نیچے رکھ لیا اور جیب سے رومال نکال کر منہ صاف کیا اس کی جیکٹ اور پتلون بارش میں شرابور ہو چکی تھی بادل گرج رہے تھے بجلی یوں کڑک کڑک کو کوند رہی تھی جیسے ابھی اس عمارت پر گر کر اسے بھسم کر دے گی بجلی کی چمک عمارت کے دروازے پر پڑی تو بابو نے دیکھا کہ لکڑی کے بھاری قلعہ نما دروازے کا کنڈا غائب ہے سرد ہوا تیز ہوگئی تھی اور بارش کی بوچھاڑیں اس پر پڑ رہی تھیں موٹر سائیکل بابو نے ایک طرف سائیڈ میں کر کے کھڑی کر دی تھی اس نے دروازے کو اندر دھکیلا ایک ڈراونے والی چرچراہٹ کے ساتھ دروازے کا ایک پٹ کھل گیا بابو جلدی سے اندر داخل ہوگیا اندر گھپ اندھیرا تھا آدھے کھلے دروازے میں سے سرد ہوا کے شوریدہ سرد جھونکے اور بارش کی بوچھاڑ اندر جا رہی تھی بابو نے دروازہ بند کر دیا اس نے چمڑے کے تھیلے میں سے ماچس اور موم بتی نکال کر موم بتی روشن کر کے ہاتھ اوپر اٹھا کر دیکھا یہ ایک خستہ حال کوٹھڑی نما چھوٹا کمرہ تھا جس کی چھت پر جگہ جگہ جالے لٹک رہے تھے فضا میں عجیب سی ناگوار سی نم آلود بو پھیلی ہوئی تھی بابو موم بتی لیے سامنے والی دیوار کے پاس آ گیا اور دیوار میں ایک آتش دان تھا جس کی دیواریں سیاہ پڑ چکی تھیں اور اس میں بھی مکڑی نے جالے تان رکھے تھے لگتا تھا کہ یہ کوٹھڑی نما کمرہ کئی سالوں سے ویران پڑا ہے آتش دان کے اوپر بنے ہوئے کارنس پر گرد کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی بابو نے ایک جگہ سے گرد ہٹا کر وہاں موم بتی لگا دی اور اس کی روشنی میں ایک بار پھر کمرے کا جائزہ لینے لگا ایک دیوار کے ساتھ تخت پوش بچھا ہوا تھا تخت پوش پر بھی مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی بابو نے رومال سے تخت پوش کی تھوڑی بہت مٹی صاف کی اور بیٹھ گیا فرش مٹی کا تھا اور گرد آلود تھا تخت پوش آتش دان کے پہلو میں دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا بابو نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی اور سوچنے لگا۔

بارش رکے گی تو وہ کالی چرن کے پاس جائے گا ایسے وقت میں وہ کیسے جا سکتا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد بابو نے تھیلے میں سے ایک کتاب نکال کر اسے موم بتی کی روشنی میں پڑھنے لگا تھوڑی دیر بعد باہر بارش کا طوفان تھم گیا تھا مگر تیز ہوا کے جھکڑ اسی طرح چل رہے تھے اور ان سے ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے بہت سی عورتیں کسی لاش کے پاس بیٹھ کر بین کر رہی ہوں بجلی بھی رہ رہ کر چمک رہی تھی کوٹھڑی کے دروازے والی دیوار کے اوپر ایک چھوٹا سا محراب دار روشن دان بنا ہوا تھا جس پر سلاخیں لگی ہوئی تھیں باہر بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں یہ سلاخیں ایک لمحے کے لیے نظر آجاتی تھیں بابو کو طوفانی رات گزارنے کے لیے ایک محفوظ ٹھکانہ مل گیا تھا اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ صبح جلد ہی یہاں سے چلا جائے گا تھوڑا سا اور آرام کر لے۔ بادلوں کی گرج بھی بہت دھیمی پڑ گئی تھی مگر باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی بارش کی آواز اندر سنائی دے رہی تھی پڑھتے پڑھتے بابو کو نیند آگئی کتاب بابو کے اپنے آپ ہاتھوں سے گر گئی مگر اسے خبر نہ ہوئی۔

بابو کا سر سینے پر جھکا ہوا تھا وہ پوری طرح سو نہیں رہا تھا یہ نیند اور بیداری کی درمیانی حالت تھی کہ اچانک بابو نے

چونک کر آنکھیں کھول دیں اسے ایسے لگا تھا کہ جیسے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے ہلایا ہو کوٹھڑی میں موم بتی کی پراسرار روشنی پھیلی ہوئی تھی بابو نے نیند سے بھری ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا اسے کوئی انسان نظر نہ آیا بابو نے یہی سمجھا کہ اونگھنے کی حالت میں اسے ایسا محسوس ہوا ہوگا ویسے بھی وہ ایک دلیر اور اللہ پر ایمان رکھنے والا نوجوان تھا اور اس قسم کے توہمات پر اس کا بالکل یقین نہیں تھا اس کا عقیدہ تھا کہ اول تو کوئی بدروح ہوتی ہی نہیں۔ اگر اتفاق سے بدروحیں یا کالا جادو ٹونہ ہوتا بھی ہے تو خدا پر ایمان رکھنے والے سچے مسلمان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور پابند صوم و صلوٰۃ مسلمان کے تو بدروحیں قریب بھی نہیں آتی بابو کا یہ بھی نظریہ تھا کہ اگر دنیا میں کالا جادو یا بدروحیں کا وجود واقعی ہے تو وہ بت پرست کافروں کی بدروحیں ہوتی ہیں اور صرف اس شخص پر اس کا برا اثر ہوتا ہے جس کا ایمان متزلزل ہو گیا ہو جو شرک کرتا ہو اور جو اللہ کے دکھائے ہوئے سیدھے راستے کو چھوڑ کر شیطان کی راہ پر چلنے لگا ہو بابو کو نیند آرہی تھی وہیں تخت پوش پر لیٹ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں وہ ابھی نیند اور بیداری کی حالت میں تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ کوئی دروازے پر دستک دے رہا ہے بابو جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور کان لگا کر سننے لگا کہ یہ آواز کیسی تھی روشن دان میں سے بجلی کی چمک اندر آرہی تھی ہوا کا ہلکا ہلکا شور اور بارش کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی وہ ہی آواز ایک بار پھر آئی کوئی دروازے پر ٹھک ٹھک کر رہا تھا بابو کو خیال آیا کہ شاید یہ بھی کوئی بھٹکا ہوا مسافر ہے اور بارش سے بچنے کے لیے اندر آنا چاہتا ہے۔

وہ اٹھ کر کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آ گیا اس نے پوچھا کون ہے باہر سے کوئی جواب واپس نہ آیا بابو نے دوسری بار پوچھا کون ہے پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا بابو نے اسے اپنا وہم ہی سمجھا اور واپس مڑا تو پھر ٹھک ٹھک کی آواز سنائی دی بابو نے دروازے کا پرانا کنڈا اتار کر دروازے کے ایک پٹ کو کھول کر دیکھا باہر تیز ہواؤں کے شور اور بارش کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھا بابو نے بلند آواز میں کہا کون ہے جواب میں صرف بارش اور ہواؤں کا تیز شور تھا باہر کوئی بھی نہیں تھا بابو نے دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی اور واپس تخت پوش پر آ کر لیٹنے لگا تھا کہ ایک بار پھر وہی دروازے پر دستک دینے کی آواز سنائی دی اب بابو نے غور سے سنا تو یہ آواز کوٹھڑی کے ایک کونے کی طرف سے آرہی تھی جہاں ایک اور دروازہ تھا جو کہ بند تھا روشن دان میں سے ہوا کا تیز جھونکا آیا اور موم بتی کی لو پھڑ پھڑانے لگی اسے یقین تھا کہ اب جو آواز آئی تھی وہ یہاں سے آرہی تھی بابو کی نگاہیں کوٹھڑی کے کونے والے دروازے پر دستک دینے کی آواز تھی مگر سوال یہ تھا کہ یہ دروازہ تو کسی دوسری بند کوٹھڑی کا تھا اس کے اندر کون تھا جو دستک دے رہا ہے وہ ٹھک ٹھک کی پھر آواز سنائی دی اس کے ساتھ ہی کارنس پر رکھی موم بتی کی لو ایک بار پھر پھڑ پھڑانے لگی روشن دان میں سے بجلی کی چمک ہلکی ہلکی اندر آرہی تھی ایک لمحے کے لیے بابو کو خیال آیا کہ کہیں یہاں کوئی بھوت پریت تو نہیں رہتا اچانک دروازے پر پھر کسی نے دستک دی بابو کے کان کھڑے ہوگئے اسے کسی عورت کی آواز بھی سنائی دی آواز بڑی دھیمی تھی جیسے کسی بند صندوق میں سے آرہی ہو بابو کے جسم میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی وہ اپنی جگہ پر بت بنا بیٹھا آواز سنتا رہا عورت تھوڑے تھوڑے وقفے سے آرہی تھی وہ کچھ کہہ رہی تھی یہ آواز کونے والی کوٹھڑی سے ہی آرہی تھی اگرچہ بابو نے دور دراز کے ویران اور غیر آباد علاقوں کی سیر کے دوران کئی لوگوں کی زبانی سنا تھا کہ پرانے کھنڈرات اور ویران حویلیوں میں بھوت پریت بسیرا کر لیتے ہیں لیکن نہ تو کبھی اس کا کسی بھوت پریت سے واسطہ پڑا تھا اور نہ ہی وہ کبھی کسی بھوت پریت کے تصور سے خوفزدہ ہوا تھا مگر اس تاریک طوفانی رات میں آدھی رات کے وقت ایک ویران کھنڈر میں ایک بند کوٹھڑی سے کسی عورت کی گھٹی گھٹی آواز سن کر تھوڑی دیر کے لیے وہ بھی خوفزدہ ہو گیا تھا شاید یہ انسانی فطرت کا تقاضا تھا مگر بابو نے بہت جلد اپنے آپ پر قابو پا لیا تھا اور سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ کوٹھڑی میں واقعی کوئی عورت ہو بابو تخت پوش سے اٹھ کر کوٹھڑی کے دروازے کے پاس آ گیا اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی کا دروازہ پرانے زمانے کا بڑا مضبوط دروازہ تھا اور باہر سے بھی مکڑیوں نے جالے بن رکھے تھے اور لگتا تھا کہ برسوں سے اسے کسی نے کھولا نہیں۔ اندر سے عورت کی مدھم آواز پھر سنائی دی وہ کہہ رہی تھی دروازہ کھول کر میرے پاس آجاؤ میں اکیلی ہوں مجھے سردی لگ رہی ہے بابو نے پوچھنا چاہا کہ تم کون ہو تمہیں کسی نے بند کیا مگر اس کا حلق خشک ہو رہا تھا وہ بول نہ سکا بارش اب تقریباً رک چکی تھی ہوا پھر بھی چل رہی تھی اس عورت کی آواز پھر آئی کہ میری مدد کرو مجھے کھولو میں اکیلی ہوں بابو کے دل میں انسانی ہمدردی کے بنا پر وہ دروازہ کھولنے کے لیے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا دروازے کے پاس جا کر بابو رک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا اور سوچنے لگا کہ یہ میں ٹھیک کر رہا ہوں یا غلط ہو سکتا ہے کہ وہاں واقعی میں کوئی عورت ہو اس کی مدد کر لینی چاہیے یہی سوچ کر بابو نے دروازے کی طرف ہاتھ بڑھائے اس سے پہلے کہ بابو دروازہ کھولتا کہ اچانک بابو کو دھکا لگا اور وہ اوندھے منہ زمین پر جا گرا بابو حیران ہوتا ہوا کھڑا ہوا کہ دھکا کیسے مگر جب بابو کی نگاہ سامنے کوٹھڑی کے دروازے پر پڑی تو سامنے کالی چرن کو مسکراتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گیا اور بولا کالی چرن آپ اور یہاں۔ کالی چرن نے مسکراتے ہوئے کہا اگر آج میں نہ آتا تو تو اپنی زندگی ہار جاتا جیسے تو کھولنے جا رہا تھا وہ کوئی قیدی عورت نہیں ہے بلکہ کافی عرصے سے یہاں پر قید ایک گندی بدروح ہے جیسے ہی تو دروازہ کھولتا وہ تجھے مار دیتی چل اب اتنا حیران نہ ہو اب تک کافی دیر ہو چکی ہے اور اگر میں چیلے کی مدد کو نہ آتا تو تو مجھے استاد کون مانتا میں نے کہا تھا نہ کہ شاید تجھے آنے میں مشکلات پیش آئے چل بابو میرا ہاتھ پکڑ اب ہم چلتے ہیں کالی چرن میرا موٹر سائیکل۔ وہ بھی مل جائے گا اسے یہاں رہنے دے یہ کہہ کر کالی چرن نے بابو کا ہاتھ پکڑ کر پھونک ماری تو بابو کو ایک جھٹکا لگا وہ بھی صرف چند لمحے کا اور جب بابو سنبھلا اور اپنی آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کالی چرن اور وہ اس کھنڈر نما عمارت کی بجائے شمشان گھاٹ میں کھڑے تھے وہاں پر بہت سے لوگ موجود تھے نئی چتا بنائی گئی تھی اور کسی مردے کی ارتھی لائی جا رہی تھی کالی چرن یہاں تو مردہ جلایا جا رہا ہے۔ ہاں۔۔ میں تو پریشان ہو گیا۔ کیوں۔۔ وہ اس لیے کہ اب ہم اپنا کام کیسے کریں گے اس کی بات سن کر کالی چرن نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا اب تماشہ دیکھے گا۔۔ تماشہ۔۔

ہاں میری شکتی کا تماشہ شاید تم مجھے کوئی معمولی جوگی یا سادھو سمجھتا ہے باؤلے میں شنکھا ہوں بوم شنکھا۔ سندو ہے میرا اصل نام کالے جادو کے سنسار میں سب سے بڑا نام ہے تجھے ایک تماشہ دکھاتا ہوں ادھر دیکھ کالی چرن نے مجھے ان لوگوں کی طرف متوجہ کیا جو چتا کے قریب مصروف عمل تھے ارتھی چتا کے قریب رکھی ہوئی تھی پنڈت اشلوک پڑھ رہا تھا کہ اچانک ارتھی میں جلتے ہوئے مردے نے ایک چنگھاڑ ماری اور آس پاس کھڑے لوگ چونک کر اسے دیکھنے لگے جلتی ہوئی آگ میں مردہ صاف نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اس کے بدن میں جنبش محسوس ہو رہی تھی پھر اس نے اپنے جلتے ہوئے کپڑے کے بند توڑ دیے اور دوسری چنگھاڑ مار کر اپنے کپڑے اتار کر پھینکے قریب کھڑے لوگوں میں اچھل مچ گئی وہ چیختے ہوئے ایک دوسرے کو پھلانگتے جدھر منہ تھا دوڑ پڑے مردہ ارتھی کے قریب اتر کر کھڑا ہو گیا تھا آن کی آن میں لوگوں کا ہجوم ختم ہو چکا تھا اب وہاں کوئی بھی نظر نہ آ رہا تھا بس اکیلا مردہ ساکت کھڑا تھا کالی چرن نے کہا اب بول۔ مگر بابو کیا بولتا خوف کے مارے خود اس کا بدن اتنی سردی ہوا میں پسینہ چھوڑ رہا تھا بابو ان سب کا بھاگنا مشکل ہوا ہمارے لیے نن نہیں۔۔ کالی چرن۔۔ مگر وہ مردہ۔۔ کیا وہ زندہ ہے۔۔ بالکل نہیں۔۔ تو پھر کالی چرن۔۔ مردہ ہماری شکتی سے کھڑا ہے اس کے اندر ہمارا بیر گھس گیا ہے اس نے سب کو ڈرا کر بھگا دیا ہے۔ اب کیا ہوگا۔ بابو اب اسے چتا پر پھر پہنچا دیتے ہیں اس بیچارے کی چتا چھینے سے کیا فائدہ اچانک بابو نے مردے کے بدن میں جنبش دیکھی وہ اٹھا اور اپنے کپڑے وغیرہ سمیٹنے لگا اس نے خود ہی انہیں اپنے بدن پر لپیٹا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا چتا میں داخل ہو گیا اس کے بعد وہ چتا پر لیٹ گیا۔ پھر اچانک کالی چرن کے منہ سے آگ کا شعلہ نکلا اور پرواز کرتا ہوا چتا کی لکڑیوں سے جا لگا جس سے چتا نے اور تیز آگ پکڑ لی کالی چرن مسلسل منہ سے شعلے اگل رہا تھا اور بابو چتا میں ہر لکڑی کو آگ پکڑتے دیکھ رہا تھا خوف سے بابو کی بری حالت ہو رہی تھی۔

وہ سوچنے لگا کہ یہ کالی چرن تو اس کی سوچ سے بھی زیادہ نکلا جو کچھ بابو کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں وہ نا قابل بیان تھا وہ کالی قوتوں کا مالک تھا اور اس کا بابو کو بخوبی اندازہ تھا وہ سوچنے لگا کہ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائے لیکن جو کچھ کالی چرن نے بابو سے کہا تھا اور جو سبز باغ دکھائے تھے اگر واقعی میری کوششوں سے وہ مجھے حاصل ہو جائے تو کتنا لطف آ جائے گا میرا تو رنگ ڈھنگ ہی بدل جائے گا اس خیال کے تحت بابو نے اپنے آپ کو سنبھالا اور چتا کا جائزہ لینے لگا جس نے مردے کو جلا کر خاک کر دیا تھا کالی چرن کہنے لگا اب چھوڑ ان باتوں کو تو نے کہا تھا کہ ان لوگوں سے آ جانے سے کہیں ہمارے۔ کام میں بھنگ نہ پڑ جائے سو میں نے تجھے بتا دیا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے میری مہان شکتی ہر وہ کام کر سکتی ہے جو کسی نے سوچا بھی نہ ہوگا بابو اب جو میں تجھے بتا رہا ہوں وہ کر تا کہ تو میری پناہ میں آ جائے تو مسلمان کا بچہ ہے نا جی ہاں کالی چرن بابو تیرے دھرم نے تجھے کیا دیا ہے میں سمجھا نہیں کالی چرن۔ بابو بس یہی سمجھانا چاہتا ہوں کہ دین

دھرم ڈھکوسلے ہوتے ہیں اور انسان بس ان کی لکیر پر چلتا ہے دھرم کالی شکتی ہے جس سے انسان کو طاقت ملتی ہے دین دھرم بعد کی باتیں کرتے ہیں کہ یہ ملے گا وہ ملے گا مگر کالی شکتی وہ ہے جس سے فوراً ہی من کی منو کامنا پوری ہو جاتی ہے تو بتا وہ بڑی یا ہے۔۔۔

بابو کی معلومات اتنی زیادہ نہیں تھی کبھی واسطہ ہی نہیں پڑا تھا ایسی معلومات سے یہ بات اس وقت اس کے ذہن میں نہیں آ رہی تھیں کہ شیطان اسی طرح تو بہکاتا ہے اس طرح تو انسان کے مذہب سے منحرف کرتا ہے یہی شیطانیت ہے انسان اس سے بچ جائے تو انسان رہتا ہے ورنہ شیطان بن جاتا ہے اور اس وقت بابو ایک شیطان کے قبضے میں تھا مکمل طور پر اس کی باتیں بابو کے دل میں تو نہیں اتر رہی تھیں لیکن وہ سوچ ضرور رہا تھا ان باتوں پر تھوڑی دیر بعد کالی چرن نے کہا تو نے اب میرا پہلا کام یہ کرنا ہے کہ تمہارے علاقے میں جو ایک کھنڈر مغل کے دور کا اس کے تہہ خانے میں ایک عورت کی لاش رکھی ہے اس کے اندر ایک ۔ ہے وہ نکال کر تمہیں لانا ہوگا پھر میں کیسے کروں گا۔ تمہیں کرنا ہوگا بابو کچھ حاصل کرنے کے لیے کچھ کرنا پڑتا ہے چلو اب ہاتھ پکڑو میرا جلدی سے ہم نے وہ کام کرنا ہے صبح ہونے والی ہے بابو نے کالی چرن کا ہاتھ پکڑ لیا اور کالی چرن نے بابو کو آنکھ بند کرنے کا کہہ کر بابو کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور کہا کہ اب آنکھیں کھولو اپنی بابو نے اپنی آنکھیں کھولیں تو وہ اپنے گھر والی گلی میں کھڑا تھا اور اس کے آگے موٹر سائیکل بھی کھڑی تھی بابو نے اب حیران ہونا چھوڑ دیا تھا کالی چرن نے بابو کو اور بہت کچھ سمجھا دیا اور اس کے بعد غائب ہو گیا اس کے جانے کے بعد بابو نے یہاں اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی تو کوئی محلے والے یا تنگ نہ دیکھ لے بابو موٹر سائیکل کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر چلاتا ہوا کافی دور تک لے گیا سڑک خالی پڑی تھی کسی کسی گھر میں ہی روشنی تھی۔

تھوڑا آگے جا کر بابو نے موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے کھنڈر کی طرف روانہ ہو گیا بابو آج کالی چرن کی وجہ سے اپنی زندگی کا سب سے خطرناک کام کرنے جا رہا تھا وہاں اس کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا بابو اندر سے ڈرا ہوا تھا اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کھنڈر پر کسی زبردست جادوگر نے اتنا خطرناک طلسم کر رکھا ہے کہ انسان تو کیا بلکہ بڑے بڑے سادھوؤں کو بھی جلا کر راکھ کر ڈالنے کی طاقت ہے بابو انہیں خیالات میں بڑی سڑک پر آ گیا تھا جو جنوب کی جانب آگے بڑے شہر کو جاتی تھی اس سڑک پر کچھ دور جانے کے بعد سڑک کی بائیں جانب بابو کو ایک اجاڑ سے میدان میں وہ منحوس ویران کھنڈر رات کے اندھیرے میں نظر آ گیا۔ دور سے یہ ویران کھنڈر ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا ڈراؤنا بھوت سر جھکائے بیٹھا ہو بابو نے سائیکل میدان کی طرف موڑ دی اور کھنڈر کے قریب آ کر ایک طرف موٹر سائیکل کھڑی کر دی اور اندھیرے میں بڑے غور سے ویران کھنڈر کو دیکھنے لگا وہ بار بار یہی دعا مانگ رہا تھا مجھے اس ویران کھنڈر میں کامیابی دینا پھر وہ ویران کھنڈر کی طرف بڑھا بڑی تاریک رات تھی کالی چرن نے اسے کہا کہ یہ اماوس کی رات ہے اور اماوس کی رات مہینے کی سب سے اندھیری رات ہوتی ہے مگر بابو اندھیرے میں بھی دیکھ رہا تھا ویران کھنڈر میں داخل ہوتے ہی بابو پر ایک خوف طاری ہو گیا تھا اندھیرے میں کھنڈر کے صحن میں ویرانی برس رہی تھی جگہ جگہ مٹی کے ڈھیر پڑے تھے اور جنگلی جھاڑیاں اور گھاس اگی ہوئی تھی کالی چرن نے اسے بتایا تھا کہ وہ ویران کھنڈر کے تہہ خانے میں جانے کا خفیہ راستہ کس جگہ پر ہے بابو صحن میں اگی ہوئی خشک دار جھاڑیوں کے درمیان سے آہستہ آہستہ گزرتا ہوا صحن کے کونے میں آ گیا۔ یہاں قد آور جھاڑیاں ایسے کھڑی تھیں جیسے ڈراؤنی چڑیلیں چلتے چلتے ساکت ہو گئی ہوں بابو کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی وہ وہیں بیٹھ گیا۔

جب اس کے دل کی دھڑکن ذرا نارمل ہوئی تو وہ جھاڑیوں کے عقب میں کھڑا ہو گیا جھاڑیوں کے پیچھے کھنڈر کی دیوار میں ایک پتھر کی سل لگی ہوئی تھی جسے دیوار سے ہٹانا تھا بابو اس سل کو ہاتھ لگاتے ہوئے گھبرا رہا تھا اسے معلوم تھا کہ پتھر کی اس سل پر بھی جادو کیا ہوا ہے وہ جھک کر سل کو غور سے دیکھنے لگا یہ نیلے رنگ کی خستہ سل تھی جس کے ایک جانب جنگلی بیل چڑھی ہوئی تھی بابو نے ڈرتے ڈرتے اس کے ساتھ انگلی لگا کر جلدی سے پیچھے ہٹا لیا اسے ایسے محسوس ہوا جیسے پتھر کی سل میں بجلی کی معمولی سا کرنٹ ہو اس نے دوسری بار انگلی لگائی تو اسے معمولی سا کرنٹ لگا تھا جس کو بابو کرنٹ سمجھ رہا تھا بابو دونوں ہاتھوں سے سل کو اکھاڑنے کی کوشش کرنے لگا تھوڑی سی جدوجہد کے بعد سل دیوار سے اکھڑ گئی اس نے سل کو اتار کر ایک طرف دیوار کے ساتھ لگا دیا جہاں سے سل اتاری تھی وہاں ایک گہری تاریک سرنگ کا دہانہ تھا جس کے اندر سے ایسی بو آ رہی تھی جیسے اندر مردہ جانوروں کی ہڈیاں جلائی جا رہی ہوں سرنگ کا دہانہ تنگ تھا اندھیرے میں بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھوڑا تھوڑا سا اور صاف صاف دیکھ سکتا تھا بابو سرنگ میں داخل ہو گیا سرنگ میں قدم رکھتے ہی اسے ہلکے ہلکے کرنٹ کے اوپر تلے چھ سات جھٹکے لگے وہ سمجھ گیا کہ یہ خونی طلسم کا اثر ہی درپے ہو کر اس کو جھٹکے دے رہا ہے۔

پھر بابو سرنگ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا قدم قدم پر سرنگ کی چھت لٹکتے ہوئے جالے اس کے چہرے کے سامنے آ جاتے تھے جنہیں بابو دونوں ہاتھوں سے پیچھے ہٹاتا جاتا تھا سرنگ کی ڈھلان شروع ہو گئی تھی بابو کو ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ زمین کے اندر جا رہا ہو جیسے جیسے وہ بڑھ رہا تھا نیم آلود فضا جلی ہوئی ہڈیوں کی بو سے بوجھل ہو رہی ہو کچھ دور جا کر سرنگ کی دیوار آ گئی جیسے سرنگ بند ہو گئی ہو مگر کالی چرن نے کہا تھا کہ اس دیوار میں ایک خفیہ دروازہ ہو گا تم اسے کھول کر تہہ خانے میں جاؤ گے بابو غور سے دیوار کو دیکھنے لگا اس نے ایک جگہ سے مٹی کھرچی تو نیچے دروازے کا ایک پٹ نظر آیا دیوار کو ہاتھ لگاتے وقت بھی اسے بجلی کے ہلکے ہلکے جھٹکے محسوس ہوئے تھے بابو نے دھکا دے کر دروازہ کھول دیا اندر تنگ و تاریک تہہ خانہ تھا دروازہ کھولتے ہی بابو کو ایسی آواز سنائی دی جیسے عورت بین کرتی ہوئی اس کے قریب سے گزری ہو اس ڈرا دینے والی آواز نے بابو پر تھوڑی دیر کے لیے دہشت طاری کر دی مگر اس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور تہہ خانہ میں داخل ہو گیا اندھیرے میں اس نے دیکھا کہ کالی چرن کے بیان کے مطابق تہہ خانہ میں داخل ہونے کے بعد بابو کو بجلی کے ہلکے ہلکے جھٹکے مسلسل لگ رہے تھے اسے معلوم تھا کہ یہ یہاں کے طلسم کا اثر ہے جو اس سے زیادہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا وہ چبوترے کے قریب آ کر سرخ چادر میں سر سے پاؤں تک لپٹی ہوئی لاش کو دیکھنے لگا۔

اس لاش کے اندر وہ طلسمی پتلا تھا جو کالی چرن کو چاہیے تھا اور جسے لینے کے لیے بابو آیا تھا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ بابو وہاں پر پھونکے خطرناک طلسم کا ہلاکت خیز اثر نہیں ہو رہا تھا جو کسی دوسرے شخص پر ہو سکتا ہے لیکن اس کے باوجود بابو لاش کو ہاتھ لگاتے ہوئے گھبرا رہا تھا اسے پسینہ آ گیا بابو نے جیب سے رومال نکال کر ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھا رومال کو جیب میں رکھا ایک گہرا سانس لے کر اپنے حواس معمول پر لانے کی ناکام کوشش کی پھر بابو نے آہستہ سے لاش کے اوپر ڈالی ہوئی سرخ چادر کو ہاتھ سے چھوا بابو کو ایک جھٹکا لگا ساتھ ہی کسی عورت کے بین کرنے کی اور رونے کی دل ہلا دینے والی آواز اس کے قریب سے ہو کر دور نکل گئی بابو کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا وہ تین چار سیکنڈ کے لیے بالکل پتھر کا بت بن کر کھڑا رہا مگر وہ جس کام کے لیے آیا تھا وہ اسے ہر حال میں مکمل کرنا چاہتا تھا یہ اس کا ایک امتحان تھا بابو نے جھٹکے کی پرواہ کیے بغیر لاش پر سے سرخ چادر ہٹا دی کیا دیکھتا ہے چادر کے نیچے لاش کا ڈھانچہ پڑا ہے اس کی کھوپڑی بالکل سیدھی تھی اور اس کی آنکھوں کے سوراخوں میں دو انگارہ آنکھیں بابو کو جیسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی بابو نے لاش پر سے اپنی نظریں ہٹا لیں کالی چرن نے کہا تھا کہ یہ لاش کسی معمولی عورت کی نہیں ہے بلکہ اپنے زمانے کی سب سے خطرناک عورت تھی لاش کے ڈھانچے کی پسلیوں کے نیچے اسے ایک چھوٹا سا ڈبہ رکھا نظر آیا اس کالے ڈبے میں پتلا تھا بابو نے ابھی تک لاش کے ڈھانچے کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا قدرتی طور پر وہ ڈھانچے کو ہاتھ لگاتے ہوئے ڈر رہا تھا مگر لاش کے ڈھانچے کو ہاتھ لگائے بغیر وہ طلسمی پتلے والا ڈبہ نکال نہیں سکتا تھا بابو نے اپنی ساری ہمت حوصلے کو ایک جگہ کرتے ہوئے لاش کی پسلیوں میں ہاتھ ڈال دیا جیسے ہی ڈھانچے کی پسلیوں میں ہاتھ ڈالا تو لاش میں حرکت پیدا ہو گئی اور ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی اور عورت کے ڈھانچے کے ہاتھ نے ایک دم سے بابو کی کلائی پکڑ لی۔

بابو کے حلق سے دہشت ناک چیخ نکل گئی لاش کی ہڈیوں والے ہاتھ میں اس قدر طاقت تھی جیسے بابو کا ہاتھ لوہے کے شکنجے میں آ گیا ہو خوف و دہشت کے مارے بابو کے حلق سے اب آواز بھی نہیں نکل رہی تھی لاش کا ہاتھ بابو کو اپنی زبردست طاقت سے اپنی کھوپڑی کی طرف کھینچ رہا تھا اس دوران لاش کی کھوپڑی کا جبڑا آہستہ آہستہ اوپر نیچے ہونے لگا جیسے وہ بابو کو کھا جانے کے لیے تیار ہو کھوپڑی کے جبڑے کی دونوں طرف سے خون کی لکیریں بہنے لگی تھیں بابو نے چیخ مار کر زور سے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا اس کی کلائی لاش کے ہاتھ سے چھوٹ گئی بابو نے طلسمی پتلے کو لعنت بھیج کر اور اپنی جان بچا کر تہہ خانہ کے دروازے کی طرف بھاگا وہ چھلانگ لگا کر تہہ خانہ کے دروازے سے نکل کر سرنگ میں بھاگا اور دیوانہ وار تنگ و تاریک سرنگ میں دوڑتا چلا گیا سرنگ سے باہر آتے ہی دہشت اور خوف کی وجہ سے قد آور جھاڑیاں کے پاس گر پڑا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا وہ کافی دیر تک رات کی تاریکی میں جھاڑیوں کے پاس زمین پر آنکھیں بند کیے لیٹا رہا بابو کا خیال تھا کہ تہہ خانہ والی بدروح کی لاش کسی نہ کسی شکل میں اسے سزا

دینے ضرور آئے گی جب بابو کو زمین پر لیٹے لیٹے دس پندرہ منٹ ہو گئے اور وہ لاش والی بدروح سے کوئی بھی نہ آیا تو بابو آہستہ سے اٹھا اس کا سر بھاری ہو رہا تھا اس نے سرنگ کے دہانے کی طرف دیکھا پتھر کی سل سرنگ کے دہانے سے ہٹا کر اس نے دیوار کے ساتھ ایک طرف کر کے لگا دی تھی وہ نہ جانے کس طرح واپس اپنی جگہ پر آ گئی تھی اور سرنگ کا خفیہ دہانہ بند ہو گیا تھا بابو کو اطمینان ہوا کہ کم از کم سرنگ کے اندر والی بدروح کی لاش سے پیچھا تو چھوٹا بابو تیز تیز قدم اٹھاتا کھنڈر کے صحن سے باہر آیا اس کی موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی تھی۔

بابو موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے وہ جتنی جلدی ہو سکتا تھا اس آسیب زدہ ماحول سے دور نکل گیا۔ شہر کی طرف جانے والی سڑک رات کے اندھیرے میں سنسان پڑی تھی وہ پوری رفتاری سے موٹر سائیکل چلا رہا تھا اور جلدی سے جلدی اپنے علاقے پہنچنا چاہتا تھا شہر کی روشنیاں ابھی کافی دور تھیں سڑک تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی اچانک موٹر سائیکل کی ہیڈ لائٹ کی روشنی میں سڑک پر کھڑی ایک عورت پر پڑی اس عورت کے دونوں بازو کھلے تھے بازوؤں اور جسم میں کپڑوں کے چیتھڑے لٹک رہے تھے سر کے بال بکھرے تھے یہ عورت ایک دم سے خدا جانے کہاں سے آ گئی تھی بابو نے گھبرا کر بریک لگائی مگر اس دوران اس کی موٹر سائیکل رک گئی تھی بابو نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پیچھے دیکھا یہ دیکھ کر اس پر دہشت طاری ہو گئی کہ وہ ہی عورت، اسی بیج حالت میں اسی طرح سڑک کے درمیان میں اس کی طرف منہ کر کے کھڑی تھی اس کے بازو کھلے ہوئے تھے اب اس کے حلق سے بین کرنے اور رونے کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آوازیں نکل رہی تھیں عورت نے اپنی بھیانک آواز میں بابو کو اپنی طرف بلایا بابو میرے قریب آؤ بابو میرے قریب آؤ۔

موٹر سائیکل کا انجن ابھی تک چل رہا تھا بابو نے موٹر سائیکل کو فرسٹ گیر میں ڈالا اور طوفانی رفتار کے ساتھ وہاں سے موٹر سائیکل کو نکال کر لے گیا بابو ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ سامنے اسے کالی چرن سڑک کے بیچ کھڑا نظر آیا۔ جس کو دیکھ کر بابو کو کچھ حوصلہ ہوا اور اس کے پاس جا کر موٹر سائیکل روک دی۔ اور کچھ کہنے لگا تھا کہ کالی چرن بولا مجھے سب پتہ ہے تمہارے ساتھ کیا بیتی ہے سب جانتا ہوں پر وہ پتلا آج ہی لانا ہے ورنہ پھر ہم وہ نہیں نکال پائیں گے پر وہ بدروح کالی چرن تم فکر نہ کرو میں ایک منتر تمہارے اوپر پڑھ کر پھونکتا ہوں جو تمہیں تہہ خانہ والی بدروح کے طلسم سے محفوظ رکھے گا کالی چرن کچھ دیر تک پڑھتا رہا پھر بابو کے اوپر پھونک مار کر بولا اب تم بے فکر ہو کر لاش کے پاس جاؤ گے اس کا طلسم تمہیں کچھ نہیں کہے گا پھر کالی چرن نے بابو کی کلائی کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور بابو کے ساتھ خود بھی غائب ہو گیا ایک منٹ کے بعد وہ طلسمی پتلے والے آسیبی کھنڈر کے باہر خاردار جھاڑیوں کے پاس اندھیری رات کی ڈرا دینے والی تاریکی میں کھڑے تھے بابو اس کے پاس کھڑا تھا کالی چرن نے بابو کو کہا میں اس جگہ کھڑا رہوں گا تم اندر جاؤ گے اور جیسا میں نے کہا ہے ویسے ہی کرو گے جاؤ۔ بابو کھنڈر کی شکستہ دیوار کی طرف چلنے لگا جہاں کھنڈر کی دیوار میں جھاڑیوں کو ہٹاتے ہوئے بابو کو پہلے کی طرح جھٹکا لگا۔ اس کھنڈر کے ارد گرد کیے ہوئے سینکڑوں برس پرانے طلسم کا اثر تھا مگر بابو پر اس کا اثر بہت خفیف ہوا تھا وہ سرنگ میں داخل ہو گیا تھا سرنگ میں بھی طلسمی لہریں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں اور بابو کے جسم سے بار بار ٹکرا کر اسے جلا کر بھسم کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر کالی چرن کے منتر کی وجہ سے جو اس نے بابو کے جسم پر پھونکا تھا یہ لہریں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھیں سرنگ میں ایک زندہ لاش کی طرح چلتے ہوئے بابو اس تہہ خانے میں پہنچ گیا جہاں چبوترے پر چادر میں ڈھکی ہوئی لاش کا ڈھانچہ پڑا تھا بابو اس کے قریب آیا تو اسے تین چار شدید جھٹکے لگے۔ بابو گرتے گرتے بچا اس وقت بابو کے ذہن میں سوائے اس خیال کے اور کچھ نہیں تھا کہ اس لاش کے ڈھانچے میں سے وہ طلسمی پتلا لا کر دینا ہے کالی چرن کو۔۔۔

اس کا دل و دماغ پوری طرح کالی چرن کے قبضے میں تھا بابو آگے بڑھ کر لاش کے ڈھانچے پر سے چادر ہٹا دی ڈھانچے کی کھوپڑی کی آنکھوں کے سوراخ میں سے سرخ روشنی کی شعاعیں نکل کر بابو پر پڑ رہی تھیں بابو کو جیسے کسی نے پیچھے کی طرف دھکا دیا ہو مگر بابو اپنی جگہ کھڑا رہا اس نے دیکھا کہ لاش کے ڈھانچے کی پسلیوں کے اندر ایک سیاہ ڈبہ رکھا تھا یہی وہ ڈبہ تھا جس میں پیکی چرن والا طلسمی پتلا تھا اس سے پہلے بابو ڈبے کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا تو لاش کے ڈھانچے نما ہاتھ نے اس کی کلائی پکڑ لی اس بار بھی جیسے ہی بابو نے ڈبے کی طرف ہاتھ بڑھایا لاش کا ہڈیوں والا ہاتھ اوپر کو اٹھا اور اس نے عمران کی کلائی پکڑنا چاہی بابو اس دوران جلدی سے ڈبہ اٹھا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا تھا اس نے ڈبہ کھولا ڈبے کے کھولتے ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تہہ خانہ میں چیخوں کی آوازیں گونجنے لگیں ایسی تھیں جیسے بہت سی عورتیں واویلا کر رہی ہوں۔ پہلے بھی رات بابو پر سکتہ طاری ہوا تھا اور وہ وہاں سے بھاگ اٹھا تھا مگر اس وقت وہ اپنی جگہ پر موجود تھا اس نے دیکھا کہ ڈبے کے اندر سیاہ لکڑی کا ایک چھوٹا سا پتلا پڑا تھا جس کے سینے میں لوہے کے باریک کیل آدھے آدھے دھنسے ہوئے تھے بابو نے جلدی سے طلسمی پتلے کو ڈبے سے نکال کر مضبوطی سے اپنی مٹھی میں تھام لیا جیسے ہی بابو نے اس طلسمی پتلے کو پکڑا پتلے کے سر میں سے ایک کیل اپنے آپ نکل کر بابو کے سر کے ساتھ ٹکرایا اور اس کی کھوپڑی میں گھس گیا اس وقت بابو کو زیادہ درد محسوس نہ ہوا وہ بھی سمجھ رہا تھا کہ کیل پتے کے سر میں سے نکل کر اس کے سر سے ٹکرایا اور دور جا کر گر گیا مگر کیل دور نہ گرا تھا بلکہ بابو کے سر میں کھوپڑی کے اندر گھس گیا تھا بابو یہی سوچ رہا تھا کہ یہاں سے نکلا جائے یا نہیں کہ اچانک اس کے سامنے وہ ڈھانچہ کھڑا ہو گیا ڈھانچے کو یوں کھڑا دیکھ کر بابو کے جسم میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی ڈھانچہ بابو کی طرف منہ کر کے بولا۔

بابو پتلا نکال کر تم اچھا نہیں کر رہے ہو کیونکہ جس کے لیے تم نے یہ پتلا نکالا ہے وہ ایک شیطان کا پیروکار ہے وہ انسانیت کا سب سے بڑا دشمن ہے اس پتے سے اس کی طاقت بڑھ جائے گی اور پھر وہ اپنی من مانی کرے گا اب بھی وقت ہے بابو اس پتلے کو اپنی جگہ پر رکھ دو یہ آواز کسی عورت کی تھی مگر بابو پتلے کو اپنے قبضے میں لینے کے بعد ڈھانچے کی باتوں کو سنی ان سنی کرتا ہوا واپس پلٹا تو عورتوں کے واویلا اور چیخ و پکار کی آوازیں زیادہ بلند اور تیز ہو گئی بابو کو ایسے لگ رہا تھا جیسے کافی بدروحیں چاروں طرف بابو کی تکا بوٹی کرنے کے لیے آگے بڑھ رہی ہیں مگر بابو اپنے انجام سے بے خبر طلسمی پتلا اپنی مٹھی میں مضبوطی سے پکڑ کر تہہ خانہ سے نکل گیا۔ جب وہ کھنڈر سے باہر آیا تو رات کی گہری تاریکی میں سے کچھ فاصلے پر کالی چرن کھڑا نظر آیا اس کی آنکھوں سے سرخ روشنی نکل رہی تھی فضا میں عورتوں کی چیخ و پکار کی آوازیں آنا بند ہو گئیں کالی چرن نے بابو کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر کہا۔

مجھے معلوم تھا کہ تم پتلا لے آئے ہو میرے پاس آؤ بابو نے پتلا کالی چرن کے قبضے میں کر دیا کالی چرن جھپٹا مار کر بابو کی ہاتھ سے طلسمی پتلا لے لیا۔ جیسے ہی پتلا کالی چرن کے قبضے میں آیا اس نے ایک ایسی ڈراؤنی چیخ کی آواز نکالی اور رات کے سناٹے میں کھنڈر کے در و دیوار ہل گئے اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی اور کالی چرن نے بابو کا ہاتھ پکڑا اور ایک جھٹکا دیا تو بابو جب جھٹکا کھا کر سنبھلا تو دیکھا کہ وہ اسی شمشان گھاٹ میں ہے جہاں سے وہ چلا تھا پھر کالی چرن ایک جگہ آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہوئے بولا بیٹھ جا جیسے ہی ہم بیٹھے ہیں ویسے ہی تو نے ہمارا پہلا کام کیا ہے اب ہم اپنا کام شروع کرتے ہیں آہستہ آہستہ اب دن کی روشنی نکلنا شروع ہو گئی تھی بابو نے اس کے حکم کی تعمیل کی تھی وہ بابو کی آنکھوں میں دیکھنے لگا بڑی مقناطیسی چمک تھی اس کی آنکھوں میں بابو کو ان آنکھوں سے شعلے لگتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے بدن میں بار بار تھرتھری پھیل جاتی تھی مگر وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش میں مصروف تھا کالی چرن نے کہا۔ بول اکال۔۔ بابو منہ سے وہی لفظ ادا کیا پھر اس نے کچھ اور ایسے ہی الفاظ بابو کے منہ سے نکلوائے اور اس کے بعد کہنے لگا۔۔ سوگند کھا سات مری ہوئی لاشوں کی سات رکھشا اندر کی۔۔ دھرنا سنگندی کی کہ آج سے تو میرے چیلوں میں شامل ہوا اور جو کچھ میں تجھے کہوں گا اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرے گا منہ سے بول جو میں کہہ رہا ہوں بابو اس کے کہنے کے مطابق دہرانے لگا اس نے تین بار بابو سے یہ الفاظ دہرائے اور پھر مسکرا کر بولا اس طرح اب میں چیلا بن گیا۔ اب میں تیرے ماتھے سے تلک لگاتا ہوں کالی چرن زمین میں تھوکا پہلے پہلے کا یہ بدبودار تھوک تھا اس نے انگوٹھا ڈبویا اور بابو کے ماتھے پر لکیر کھینچی بابو کو اپنی پیشانی جلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے کوئی جلتی ہوئی چیز میرے ماتھے پر لگا دی ہو وہ مسکرا کر کہنے لگا۔

تو رہے گا تو مسلمان کے بھیس میں مگر ہو جائے گا شدھی نہ تو ہندو اور نہ مسلمان کالی شکتی کا پجاری اور کالے علم کا خادم تو ہمیشہ بیر چیروں کی سیوا کرے گا انہی کے کرموں میں چلے گا سمجھا لوگ تجھے مسلمان سمجھیں گے پر جو کچھ اور ہی ہو گا مسلمانوں کی طرح پوجا پاٹ کرے گا نماز پڑھے گا دیکھنے والے سمجھیں گے کہ تو مسلمان ہو گا مگر تو کالی شکتی کا سیوک۔ سمجھا بالک تو کالی شکتی کا سیوک بن چکا ہے اب اپنے آپ میں جان کہ بہت سی طاقتیں تیری مٹھی میں آنے والی ہیں اچانک ہی بابو کا دل اندر سے اٹھنے لگا جو کچھ وہ کہہ رہا تھا یہ تو بابو کو قبول نہیں ہے بابو کے کانوں میں تو پیدا ہوتے ہی اذان کی آواز پڑی تھی بابو نے تو نا ہوشی کی حالت میں اللہ کا نام سنا تھا وہ سوچنے لگا کہ یہ کیسے ہو سکتا کہ میں اللہ کی ذات کو دھوکہ دوں۔ نماز کے لیے جائے نماز پر کھڑا ہوں اور اس کا دل گندگی

میں ڈوبا ہوا ہو بابو کے اندر سے شدید ترین ہلچل پیدا ہونے لگی بابو نے بے بسی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر بابو کی نگاہیں اس پر گڑ گئیں وہ مسکرا رہا تھا وہ بابو کی اندر کی کیفیت سے بے خبر اپنی کامیابی پر پھر وہ بابو سے بولا اس طرح بیٹھ جا اس طرح بیٹھا رہے ہم گر کالی چرن۔۔

نہیں بالک اس سے تک اب تو کچھ بھی نہیں بولے گا جب تک میں تجھے بولنے کا نہ کہوں وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک سمت چلا گیا کچھ فاصلے پر پہنچ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور انہیں آہستہ آہستہ نیچے اتارنے لگا پھر بابو نے دیکھا کہ زمین پر ایک سفید رنگ کی گائے آ کھڑی ہوئی ہے ساتھ ہی کچھ اور چیزیں تھیں پیتل کی ایک چمکدار گڑوی قریب رکھی ہوئی تھی کالی چرن نے گائے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اور اس کی کمر تک پھیرتا چلا گیا گائے نے پیشاب کر دیا تھا کالی چرن نے وہ گڑوی رکھی اور اس میں غلاظت بھر لی پھر وہ مسکراتا ہوا گڑوی لیے بابو کے قریب پہنچ گیا اور کہا۔ لے۔ امرت جل کچھ نہیں ہے اس کے سامنے ہزار امرت جل مل جائیں گے۔ لے پی جا اے۔۔ دوسرے لمحے بابو کے بدن میں جیسے چنگاریاں بھر گئیں اچانک ہی بابو کی پیشانی کی لکیر جلنے لگے بابو کے پورے وجود میں تھرتھراہٹ پیدا ہو گئی اچانک اس کی۔ نگاہیں شرارے اگلنے لگی بابو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کالی چرن چونک کر بابو کو دیکھنے لگا بابو نے غراتے ہوئے کہا کہ کیا بک رہا ہے تو گائے کا پیشاب ہے یہ امرت جل ہے یہ ساری غلطیوں سے شکتی ملتی ہے اسے پی کر بابو تو امر ہو جائے گا سمجھا یہیں سے تو کالی شکتی کی ابتدا ہوتی ہے بول تو لے اس کا اپمان کر رہا ہے تو سو کالی چرن میں لعنت بھیجتا ہوں تمہاری اس کالی قوت پر اس کالے جادو پر تھوکتا ہوں اس دولت پر جو مجھ سے میرا ایمان چھین لے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

خبردار اس کے بعد اگر تم نے کسی قسم کی بدتمیزی کی بابو نے اچھل کر اس کے ہاتھ میں لات ماری اور پیتل کی چمکدار گڑوی اچھل کر کافی دور جا گری وہ ایک دم خونخوار ہو گیا تھا بابو نے اپنی پیشانی سے اس کا غلیظ تھوک صاف کیا اور اچھل کر پیچھے ہٹ گیا بابو نے اس سے کہا کالی چرن دنیا کی ہر چیز دے سکتا ہوں اپنے دین کے علاوہ میں نے اپنے مذہب سے کسی بھی طرح دھوکہ نہیں دے سکتا کیا ہے میرے پاس گزارنی ہے گزاروں گا غریب رہ کر محنت مزدوری کر کے سوکھے ٹکڑے کھا کر لیکن وہ نہیں کروں گا جو تو کہہ دیا ہے تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔ اب سونے چاندی کے ٹکڑوں کے عوض تو مجھ سے میرا ایمان چھیننا چاہتا تھا لعنت ہے تیری شکل پر غلطی میری ہی تھی شیطان کے بچے کہ میں دولت کی وجہ سے تیرے فریب میں آ گیا اب مجھے یہ دولت نہیں چاہیے کالی چرن کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا اور آنکھیں خون اگلنے لگی تھیں اس نے غراتے ہوئے کہا دھت تیرے کی سارے کے سارے ایسے ہی کمینے نکلتے ہو تم سارے کے سارے ایسے ہی ہو کالی شکتی چھوڑ کر تمہیں اپنے دھرم کی شکتی چاہیے ٹھیک ہے رے ٹھیک ہے کیھوں گا تم لوگوں کو کب تک مجھے شکست دیتے رہتے ہو ارے تم ہی ہی کمینے کسی کا احسان ہی نہیں مانتے میں تجھے سونے کے ٹکڑوں کے سنسار سے نکال کر عیش و عشرت کی دنیا میں لانا چاہتا تھا مگر اب ایسا نہیں ہو گا۔ وہ گرجتا رہا برستا رہا پھر اچانک خاموش ہو گیا کچھ سوچنے لگا اور پھر ہنس دیا۔ واہ رے واہ تو نے تو ایک نیا راستہ دکھایا ہے مجھے پہلے میں نے سوچا تھا کہ تجھے ایک ایسا نیا روپ دوں گا اوپر سے مسلمان اور اندر سے کچھ اور مگر نہ سہی تو مسلمان رہ پکا مسلمان بس میرا ایک کام کرتا ہو گا۔ میں تمہیں اب سمجھ چکا ہوں شیطان کوئی کام نہیں کروں گا تیرا میں ایک بھول سے تیرا کام کر چکا ہوں پر اب نہیں کروں گا میں یہاں رکوں گا بھی نہیں کرے گا کرنا پڑے گا تجھ کو نہ رک بھاگ جا ٹھیک ہے بھاگ جا۔

پھر کالی چرن خود ایک طرف چل پڑا بابو نے بھی اپنے گھر کی طرف رخ کیا وہ خود پر لعنت ملامت کر رہا تھا لالچ نے اندھا کر دیا تھا ایمان کھونے جا رہا تھا تھو ہے ایسی دولت پر بابو کالونی میں داخل ہو گیا اپنے گھر کی طرف چل دیا لیکن نجانے کیوں سر چکرا رہا تھا سب کچھ اجنبی اجنبی لگ رہا تھا اور یہ جگہ اور بابو سوچنے لگا کہ میرا گھر تو یہیں ہی تھا پر اب موجود نہیں تھا سب کچھ بدلا بدلا ہوا تھا نجانے میرا گھر کہاں گیا بابو پاگلوں کی طرح اپنا گھر ڈھونڈنے لگا پھر ایک آدمی کو روک کر پوچھا بھائی صاحب یہ محلہ کونسا ہے کا چھی محلہ یہاں میرا گھر تھا کہاں وہ سامنے، یہی جگہ ہے برابر میں میرے چاچا ارشاد رہتے تھے کتنے سال پہلے کی بات ہے سال نہیں بھائی کل کی بات ہے اس گھر میں بھائی صاحب گل محمد اور عامر جان رہتے تھے اور برابر میں انوار صاحب رہتے ہیں کوئی بیس سال سے تو ہم دیکھ رہے ہیں کہیں اور ہو گا تمہارا گھر وہ شخص بابو کو پاگل سمجھ کر آگے بڑھ گیا بابو سوچنے لگا کہ آہ میرا گھر کھو گیا ہے میری بیوی میرے سب دوست کھو گئے ہیں پورے محلے میں جانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والا نہیں تھا وہ یہاں بھی ہی پڑھا لکھا تھا مگر یہاں کوئی جاننے والا نہیں تھا بیوی لتی بھی پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے سب کچھ گم ہو گیا پورا اسپینہ گزر گیا تھا بالکل ہی حلیہ ہی بدل گیا تھا بابو کا کہ ایک دن اچانک بابو کو کالی چرن کا خیال آیا تو بابو شمشان گھاٹ چل پڑا وہ وہاں موجود تھا بابو کو دیکھ کر مسکرا دیا آ گئے تم میاں میرا گھر کہاں گیا بابو نے پوچھا ہمیں کیا معلوم۔۔ تمہیں معلوم ہے تجھے سب معلوم ہے۔ ذلیل۔۔

اوہو بابو ابھی تک بگڑے ہوئے ہو ام تو سمجھے تھے کہ دماغ ٹھکانے آ گیا ہو گا ام سے سمجھوتا کرنے آئے ہو تو نے اپنے مکروہ علم سے میرا گھر گم کر دیا ہے میں تم کو جان سے مار دوں گا بابو نے غیظ کے عالم میں کہا اور وہ ہنسنے لگا پھر بولا ٹھیک ہے پہلے تم ہمیں جان سے۔۔ مار دو پھر تم سے بات کریں گے میری بیوی کا پتہ تو بتا دے ظالم کچھ تو بتا دے پہلے بابو تمہیں میرا چیلا بننا پڑے گا پھر بات کریں گے تم سے۔ میں تھوکتا ہوں تجھ پر تیرے کالے جادو پر اور شیطان پر تو ٹھیک ہے بابو پھر ڈھونڈتا رہ اپنی شناخت کو اپنے گھر و بیوی کو ساری عمر گزر جائے گی مگر تو نہیں تلاش کر پائے گا یہ کہہ کر کالی چرن اٹھا اور ایک طرف چل دیا بابو منہ اٹھائے جاتا ہوا دیکھتا رہ گیا کافی دیر تک بابو بھرسم کھڑا رہا پھر کچھ دیر بعد جا تک بابو کو خیال آیا کہ کیوں نہ وہ کھنڈر والی بدروح سے مدد لے اسی نے تو کہا تھا کہ پتلا نہ دو کالی چرن کو ہو سکتا ہے وہ مدد کر دے اب بابو نے آسیبی کھنڈر میں جا کر پتلے والی بدروح کی لاش سے ملاقات کی اور بنی نوع انسان کی اور بدلہ لینے کی خاطر مدد لینے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر ایک رات کو پیدل چلتا ہوا سیدھا شہر سے باہر آسیبی کھنڈر کے پاس آ گیا رات کا اندھیرا چاروں طرف چھایا ہوا تھا ہو کا عالم تھا کھنڈر کے در و دیوار اندھیرے میں بڑے ڈراؤنے لگ رہے تھے بابو کھنڈر کی اس دیوار کی طرف بڑھا جہاں کھنڈر کے اندر جانے کا خفیہ راستہ تھا۔

اس نے جھاڑیوں کی ایک طرف ہٹانے کے لیے ہاتھ لگایا تو ایسے لگا اسے ایک بار پھر وہی جھٹکا لگا یہ اس کھنڈر کے اردگرد کھینچے گئے طلسمی حصار کا اثر تھا جو آج سے سینکڑوں برس پہلے بدروح عورت پر رکھا گیا تھا بابو جھاڑیوں کو ہٹانے کے بعد خفیہ سرنگ میں داخل ہو گیا وہ جانتا تھا کہ بدروح لاش کا تہہ خانہ کہاں ہے تھوڑی دیر بعد وہ تہہ خانہ میں بدروح کی لاش والے چبوترے کے پاس کھڑا تھا بدروح کی لاش اب بھی سرخ کپڑوں سے ڈھکی ہوئی تھی بابو کو دل میں ہلکا ہلکا خوف بھی محسوس ہو رہا تھا اسے بدروح کی لاش کی پیش گوئی بھی یاد تھی جب اس نے بابو سے کہا تھا تم خود ایک مصیبت میں پھنس گئے ہو مگر بابو اپنی بیوی لتی کی سلامتی کے جذبے میں سرشار تھا کچھ اس خیال میں بھی بابو کالی چرن کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا کہ خود اس نے کالی چرن کو اس کا پتلا دے کر اس کی اور زیادہ بڑھا دیا تھا بدروح لاش سرخ چادر میں ڈھکی ہوئی تھی بابو کے کہنے والا تھا کہ بدروح کی آواز لاش سے آئی میں جانتی ہوں کہ تم کیوں آئے ہو اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم ضرور آؤ گے بابو نے کہا اگر تم سب جانتی ہو خدا کے لیے جیسے تم نے کہا تھا اگر وہ سچ ہے تو بے گناہ انسانوں کو اس منحوس کالی چرن سے بچانے کی کوئی ترکیب بتاؤ میرا سب کچھ تباہ ہو گیا کچھ نہیں بچا میرے پاس نہ گھر نہ بیوی کچھ بھی نہیں میرا ضمیر مجھے کچوکے لگا رہا ہے کیونکہ میں کالی چرن کو پتلا واپس کیا ہے اب مجھے لگ رہا ہے کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا بدروح نے کہا جب تم پہلی بار میری لاش میں رکھا ہوا پتلا نکالنے لگے تھے تو میں نے اس لیے تمہارا ہاتھ پکڑ لیا تھا کیونکہ میں جانتی تھی کہ تم انسانوں کی تباہی کا دروازہ کھولنے لگے ہو مگر تم بھاگ گئے تھے میرا خیال تھا کہ تم واپس نہیں آؤ گے لیکن جب دوسری بار تم پتلا لینے آئے تو کالی چرن نے تم پر ایسا منتر پھونک رکھا تھا کہ جس کا توڑ میرے پاس بھی نہیں تھا چنانچہ میں تمہیں نہ روک سکی اور تم نے پتلا نکال کر کالی چرن کو دے دیا کالی چرن کی اصل کہانی میں تمہیں بتاتی ہوں۔

کالی چرن اصل کیا چاہتا ہے وہ دراصل تمہیں اپنا چیلا بنا کر اور شیطان کا پجاری بنا کر پھر دو ماہ کے بعد تمہاری بلیدان دیتا تھا اس سے کالی چرن اور شکتی شالی ہو جاتا اور تمہیں تمہاری بیوی لتی کو اس نے اپنے پاس قید رکھا ہے اسے شیطان کا دوسرا پجاری ناگ راجہ اپنے ساتھ لے جائے گا اور پھر جب تمہاری بیوی ماں بن جائے گی اور تمہارا بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو ناگ راجہ لتی سے شادی کرے گا کیونکہ تمہاری بیوی بہت نیک اور خداپرست انسان ہے اس لیے ناگ راجہ اس سے زبردستی شادی کرتا تو اس کے پاس روحانی بیوی لتی کی صورت میں آ جاتی اور وہ بھی زیادہ شکتی شالی ہو جاتا اور پھر وہ دونوں مل کر بنی نوع انسان پر ظلم کے پہاڑ توڑنا شروع کر دیں گے وہ دونوں مل کر پوری دنیا میں شیطان کے پجاری بنانا شروع کر دیں گے بابو ان کو روکنا ہو گا ورنہ وہ بہت پھیل جائیں گے میں ان دونوں کو ختم کر دوں گا تباہ و برباد کر دوں گا اگر میری بیوی یا بچے کو کچھ ہوا تو

جو ہونا تھا وہ ہو گیا تم خود سے بہت بڑی بدروح ہو مجھے کوئی ایسی ترکیب بتاؤ کہ میں ان دونوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دوں بدروح کی لاش نے کہا صرف تم ہی ایک شخص ہو جو ایسا کر سکتے ہو لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں ہے کالی چرن اب تمہارے اور میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے اس کے اس اب اتنی طاقت ہے کہ تمہیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا اگر تم یہ کہتی ہو کہ صرف میں ہی ایک ایسا انسان ہوں جو کالی چرن کا اور ناگ راجہ کا خاتمہ کر سکتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ میں ایسی کون سی خاص بات ہے کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں اگر تم صحیح کہہ رہی ہو تو مجھے بتاؤ کہ میں کالی چرن اور ناگ راجہ کو کیسے نیست و نابود کر سکتا ہوں بدروح کی لاش بولی۔

تمہیں یاد ہو گا جب تم نے میری پسلیوں سے طلسمی پتلا نکال کر ہاتھ پر پھیرا تھا تو پتلے کے سر میں گڑے ہوئے طلسمی کیل تھے ان میں سے ایک کیل اڑ کر تمہارے سر میں گھس گیا تھا تم نے گھبرا کر اپنے سر میں ہاتھ پھیرا تھا مگر تمہیں وہاں کوئی کیل نظر نہیں آیا تھا بابو بولا ہاں مجھے یاد ہے لیکن میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ میرا وہم تھا مگر تمہیں وہاں کوئی کیل نظر نہیں آیا اگر میرے سر میں کیل گھستا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کی مجھے خبر نہ ہوتی بدروح کی لاش نے کہا اگر تمہیں خبر ہو جاتی تو پھر پتلے کے طلسمی کیل اور عام کیل میں فرق ہی کیا رہ جاتا وہ کیل تمہارے سر میں لگتے ہی اندر گھس گیا تھا اپنے سر میں اس جگہ انگلی لگاؤ تمہیں وہاں ایک گڑھا سا بنا ہوا محسوس ہو گا بابو نے اپنے سر پر جہاں اس روز محسوس ہوا تھا کہ جیسے ہی پتلے میں سے کیل نکل کر لگا ہے انگلی لگائی تو اسے وہاں گڑھا سا محسوس ہوا ہاں ایک گڑھا ضرور موجود ہے لیکن یہ کسی دوسری چوٹ کا نشان ہو سکتا ہے بدروح کی لاش نے کہا نہیں یہ اسی پتلے کا کیل کا گڑھا ہے پر وہ کیل ہے کہاں بابو نے پوچھا بدروح کی لاش بولی وہ طلسمی کیل اس وقت تمہارے جسم کے اندر تمہارے خون کے ساتھ گردش کر رہا ہے مگر تمہیں اس کا احساس نہیں ہو رہا بابو کچھ خوف زدہ سا ہو گیا اس نے کہا۔

میرے خدا اس کا مطلب ہے کہ یہ کیل بھی مجھے ہلاک کر سکتا ہے بدروح کی لاش بولی۔ نہیں بلکہ اس طلسمی کیل کی وجہ سے تمہارے اندر طلسمی پتلے کی کچھ طاقت آ گئی ہے بابو کا ڈر خوف یہ سن کر دور ہو گیا اس نے کہا مجھے بتاؤ کہ میں کیا کر سکتا ہوں بدروح کی لاش کوئی جواب نہ دیا تہہ خانے میں ایک دہشت ناک سناٹا طاری ہو گیا بدروح کی لاش کی خاموشی سے گھبرا کر بابو نے کہا تم میری آواز سن رہی ہو بدروح کی لاش نے جواب دیا میں تمہاری آواز سن رہی ہوں بابو نے کہا میں نے تم سے ایک سوال کیا تھا مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہو گا سب بدروح کی لاش بولی سب سے پہلے تو یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو تم نے جو پتلا کالی چرن کو دے دیا ہے اس سے اس کی طاقت پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے بابو نے کہا مجھے اس کا احساس ہے میں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں بدروح نے کہا تو سب سے پہلے تمہیں وہ خفیہ جگہ تلاش کرنا ہو گی جہاں کالی چرن اپنا طلسمی پتلا چھپایا ہوا ہے اس کے بعد تمہیں اس پتلے کو اپنے قبضے میں کر کے اسے وہیں اس جگہ آگ لگا کر راکھ بنا دینا ہو گا بابو نے پوچھا کیا طلسمی پتلا کے جل جانے سے کالی چرن کا خاتمہ ہو جائے گا بدروح نے کہ یہ بعد میں دیکھا جائے گا مجھے اتنا معلوم ہے کہ اگر اس پتلے کو جلا دیا جائے تو کالی چرن کی آدھی طاقت ختم ہو جائے گی اور وہ اتنی آسانی سے کسی کو تنگ نہیں کر سکے گا بابو نے کہا تمہارے خیال میں کالی چرن نے طلسمی پتلا کہاں چھپایا ہو گا۔

بدروح کی لاش نے کہا اگر مجھے اس کا علم ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتا دیتی میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ کالی چرن اب طاقت والا ہے اس کے پاس ایسے ایسے خطرناک منتر ہیں کہ جن کا توڑ آج کے زمانے میں بھی اور پرانے زمانے کے بھی کسی سادھو پنڈت کے پاس نہ تھا یہ سراغ تمہیں خود لگانا ہو گا کہ کالی چرن نے اپنا پتلا کہاں چھپا رکھا ہوا ہے بابو نے کہا تم بدروح ہو تم پتلے کا سراغ نہیں لگا سکتی ہو تو میں کیسے لگا سکتا ہوں بدروح نے کہا تم بھول گئے ہو کہ پتلے کا ایک کیل تمہارے جسم میں موجود ہے جس کی وجہ سے تمہارے اندر بھی تھوڑی شکتی آ گئی ہے اس کی وجہ سے تم پر کسی طلسم کا اثر نہیں ہو گا اور دوسرا تمہارے بازو پر اللہ کے پاک نام کا تعویذ بندھا ہوا ہے جو تمہاری بیوی لتی نے باندھا تھا یہ تعویذ تمہیں ہر قسم کے آسیب سے محفوظ رکھے گا بابو نے کہا یہ تو میں جانتا ہوں لیکن مجھے کم از کم تھوڑا سا اشارہ تو ملنا چاہیے کہ پتلا کس جگہ اور کس مقام پر ہو گا بدروح ایک لمحے کے لیے چپ ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگی میں کچھ سراغ لگانے کی کوشش کرتی ہوں اس کے لیے مجھے تین سو سال واپس جا کر اپنے گورو پنڈت ہری چند سے مشورہ کرنا ہو گا بابو نے کہا کیا تمہارا گرو ہماری مدد نہیں کر سکتا ہے بدروح نے کہا تم نے نفسانی خواہش کے پیچھے لگ کر کالی چرن کا ساتھ دیا بلکہ اس کو طلسمی پتلا واپس دے کر اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی شکتی واپس کردی بابو نے ندامت کے احساس میں کہا میں اپنے گناہ پر شرمسار ہوں میں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور اپنی بیوی کو ان شیطانوں سے آزاد کروانا چاہتا ہوں بدروح نے کہا یہ تمہارا فرض ہے تم پنڈت ہری چند کی بات کی تھی چیلا واپس مل جانے کے بعد یہ کالی چرن اب ہر چند کے ہاتھ سے بھی آگے نکل چکا ہے وہ بھی یہی کہیں گے کہ کالی چرن کا چیلا جاکر بھسم کرو بابو خاموش ہوگیا بدروح نے کہا میں آج رات کے پچھلے پہر تین سو سال پیچھے کے زمانے میں اپنے گرو کے پاس جاؤں گی اور اس سے پتلے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گی تم کال رات کو اسی وقت میرے پاس آجانا اب تم واپس چلے جاؤ اور سنو تمہارے اور میرے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں ان کا ذکر کسی سے نہ کرنا بابو بولا۔

اب میرے پاس کون ہے نہ بتی نہ کوئی دوست احباب میں کس سے ذکر کروں گا تم مطمئن رہو میں پھر بھی کسی سے ذکر نہیں کروں گا یہ کہہ کر بابو واپس آگیا اور دوسرا سارا دن آوارہ گردی کرتا رہا اور پھر رات کو اسے وقت پر وہ آسیبی کھنڈر میں پہنچ گیا اور سرنگ کے ذریعے کھنڈر کے تہہ خانہ میں آگیا۔ چبوترے پر بدروح کی سرخ چادر میں ڈھکی ہوئی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی بابو نے قریب جاکر آہستہ سے کہا میں آگیا ہوں بدروح کی لاش نے کوئی حرکت نہ کی صرف اس کی آواز سنائی دی میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے بابو نے ڈرتے ہوئے کہا کچھ پتہ چلا بدروح نے کہا کالی چرن کے چیلے کا کھوج لگانا کوئی آسان کام نہیں ہے یہاں تک کہ میرے گرو کو بھی پرانی پوتھیاں کھول کر حساب لگانا پڑا پھر کیا پتہ چلا بابو نے کہا بدروح بولی گرو نے کالی چرن کے طلسمی چیلے کا سراغ لانے میں بڑی محنت کرنی پڑی پھر بھی انہیں صرف اتنا معلوم ہوسکا ہے کہ کالی چرن نے اپنی طاقت والا چیلا ہندوستان کے جنوب میں واقع ملک سری لنکا کے جنگل میں چھپایا ہوا ہے بابو بولا سری لنکا میں تو کتنے کہ جنگل ہوں گے یہ کیسے پتہ چلے گا کہ طلسمی چیلا کہاں ہے اور کس جنگل میں ہے بدروح نے کہا ایک تو تم انسان بڑے بے صبرے ہوتے ہو دوسرے کی بات صبر سے نہیں سنتے بابو ایک دم چپ ہوگیا بدروح بولی۔

میرے گرو نے اس خاص جنگل کا ایک اشارہ دے دیا ہے اشارہ یہ ہے کہ اس جنگل میں برگد کے چھ سات درخت ساتھ ساتھ اگے ہوئے ہیں ان درختوں کے بارے میں وہاں وہاں کے لوگوں میں مشہور ہے کہ ان درختوں میں بدروحیں ہوتی ہیں چنانچہ اس جنگل کو بدروحوں کا جنگل کہتے ہیں بابو کچھ پوچھنے لگا مگر خاموش رہا بدروح بولی۔ میں تمہیں جنگل کے نزدیک اسٹیشن ہے وہاں تک پہنچا دیتی ہوں اس سے آگے تم خود جانا میرے چبوترے کے ساتھ ایک ٹورسٹ بیگ ہے اس میں ضرورت کی چیزیں موجود ہیں شاید تمہیں کام آجائیں بابو کیا ابھی جانا ہوگا۔ یا بعد میں بابو نے آگے بڑھ کر بیگ اٹھاتے ہوئے کہا میں ابھی جانا چاہوں گا مجھے اپنی بیوی کی فکر ہے چلو ٹھیک ہے اپنی آنکھیں بند کرلو اور جب تک میں نہ کہوں اپنی آنکھیں نہ کھولنا بابو نے اپنی آنکھیں بند کرلیں چند لمحوں بعد بابو کو ایسا محسوس ہونے لگا۔ جیسے وہ تیز ہواؤں میں اڑتا ہوا جارہا ہو تیز ہوائیں اسی طرح چل رہی ہو پانچ منٹ تک ایسی ہی کیفیت رہی پھر خاموشی چھا گئی تو بدروح کی آواز آئی بابو اب اپنی آنکھیں کھول دو بابو نے جب اپنی آنکھیں کھولیں تو وہ ایک اسٹیشن پر بینچ پر بیٹھا ہوا تھا بابو نے اب ایسی باتوں پر حیران ہونا چھوڑ دیا تھا بابو چند منٹ تک وہاں بیٹھا رہا پھر اٹھا اور اسٹیشن میں ہی ایک کینٹین میں جاکر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد درمیانہ قد کا آدمی اس کے پاس آیا اور بولا جی صاحب کیا کھانا ہے ناشتہ میں کیونکہ ابھی ہلکی ہلکی صبح نمودار ہورہی تھی جو بھی لے کر آجاؤ بھئی۔ وہ جانے لگا تو بابو نے آواز دی سنو بھائی ایک پتہ پوچھنا ہے جی پوچھو یہاں پر بدروحوں والا جنگل کہاں پر ہے صاحب ادھر کا نام دوبارہ نہ لینا کیوں جی وہاں جو بھی گیا آج تک وہ واپس نہیں آیا ہے بابو بولا۔

میں جن بھوتوں آسیب بدروحوں کو نہیں مانتا ہوں میں تو اس جنگل پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں میرا بدروحوں والے جنگل میں جانا بہت ضروری ہے مجھے صرف اتنا بتادو کہ یہ جنگل یہاں سے کس طرف واقع ہے بابو کے بے حد اصرار پر اس آدمی نے کہا اگر تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے تو تمہاری مرضی یہ جنگل یہاں سے جنوب کی طرف زلکوں مالا سے تین میل مشرق کی جانب ایک سمندری کھاڑی کے کنارے پر واقع ہے بدروحوں والے برگد کے درخت جنگل کے وسط میں ہیں ان کی نشانی یہ ہے کہ سات بڑے گنجان درخت ہیں جن کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور درخت کے تنے ستونوں کی طرح کھڑے ہیں لیکن میں ابھی بھی تمہیں یہی کہوں گا کہ اس طرف مت جانا بابو بولا اچھا میں سوچوں گا بابو نے بدروحوں والے درختوں کا پتہ لگالیا تھا چنانچہ کھانا کھانے کے بعد اس نے ٹورسٹ بیگ کندھے پر لٹکایا یہاں زلکوں مالا کی طرف

جانے والی لائن پر گاڑی مل جاتی ہے ایک گھنٹے بعد اسے گاڑی مل گئی زلکوں مالا پہنچنے کے بعد بابو کو آدمی جو بتایا تھا وہ اس کے مطابق اسٹیشن کے جنوب کی طرف جانے والے چھوٹے سے راستے پر چل پڑا اگرچہ یہاں پر یہ مون سون کا موسم نہیں تھا لیکن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید بارش ہو کچھ دور چلنے کے بعد اسے پیچھے سے ایک کھڑکھڑاتی ہوئی پرانی ویگن آتی ہوئی دکھائی دی بابو نے ویگن کو ہاتھ دے دیا معلوم ہوا کہ یہ ویگن دوسرے قصبے کو جارہی ہے ویگن میں دیہاتی لوگ بیٹھے ہوئے تھے بابو بھی بیٹھ گیا ویگن چل پڑی جب کنڈیکٹر نے پوچھا کہ کہاں جانا ہے تو بابو نے انگریزی میں کہا بھائی مجھے بدروحوں والے جنگل میں جانا ہے کنڈیکٹر حیران سا رہ گیا پھر اس نے ٹکٹ دیتے ہوئے کہا۔

بھائی یہ ویگن اس جنگل کے قریب سے گزرے گی تم وہاں اتر جانا تین میل کے سفر کے بعد ویگن نے بابو کو ایک سمندری کھاڑی کے پاس اتار دیا کنڈیکٹر نے دوسرے کنارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ سامنے والا بدروحوں والا جنگل ہے خدا تمہاری حفاظت کرے بابو کندھے سے بیگ لٹکائے ہوئے کھاڑی کے ساتھ ساتھ چلنے لگا ایک جگہ سے اس نے کھاڑی عبور کی اور دوسرے کنارے کی طرف چل دیا اور وہاں جا پہنچا۔ یہاں سے بدروح والا جنگل شروع ہوجاتا تھا اس آسیبی جنگل کے شروع میں ہی ایسے درخت تھے کہ ان پر جھکے ہوئے بھوتوں کا گمان ہوتا تھا ایک عجیب پراسرار ڈراونے والی خاموشی تھی جنگل میں عام طور پر پرندوں کا شور ہوتا ہے خاص طور پر سورج غروب ہونے کے وقت تو پرندوں کا شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھیں لیکن اس جنگل میں کوئی پرندہ نہیں تھا گہری خاموشی طاری تھی ایک تو آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا بابو مشرق کی سمت جارہا تھا کسی درخت پر کوئی چڑیا نہیں بول رہی تھی ایسا لگتا تھا کہ پرندے بھی اس آسیبی جنگل کی طرف آتے ہوئے ڈرتے تھے۔

جنگل میں کافی دور تک چلنے کے بعد آخر بدروحوں کی نشانی نظر آنے لگی یہ گہرے پانی کا چھوٹا سا جوہڑ تھا جس کی سائن سطح کو گلے سڑے سیاہ پتوں نے ڈھانپ رکھا ہوا تھا بدروح نے بتایا تھا کہ اس جوہڑ کے دوسرے کنارے پر برگد کے آسیبی درخت ہیں بابو بدروحوں اور آسیبوں کے اتنے تجربوں میں سے گزر چکا تھا کہ اب ان چیزوں سے زیادہ خوف محسوس نہیں ہوتا تھا دوسرا وہ ایک انتہائی اہم کام پر جارہا تھا اور اس کام کی کامیابی میں ہی اس کی اپنی بیوی کی نجات تھی ایک لمبے سے لیے گندے جوہڑ کے پاس کھڑا ہوگیا اور سامنے والے درختوں کی شکلیں غور سے دیکھنے لگا جو کہ ہلکی سی کن تھے شام کا جھٹ پٹا ہورہا تھا اس نیم تاریک روشن ماحول میں درختوں کی شکلیں عجیب و غریب بھوتوں کی طرح نظر آرہی تھیں بابو اللہ کا نام لے کر ان درختوں کی طرف چل دیا جنگل واقعی بڑا گھنا اور ڈراؤنا تھا درختوں کی وجہ سے ہر طرف اندھیرے کا غبار سا پھیلا ہوا تھا۔ آخر بابو کو کچھ فاصلے پر ساتھ ساتھ کھڑے درختوں کے کچھ ستون دھندلے دھندلے دکھائی دیئے وہ سمجھ گیا کہ یہی بدروحیں برگد کے سات درخت ہیں وہ اپنی منزل پر پہنچ چکا تھا اب وہ بڑی احتیاط سے قدم اٹھا رہا تھا کیونکہ وہ سارا علاقہ بدروحوں اور آسیبوں کی زد میں تھا جیسے ہی اس نے آسیبی درخت کی طرف قدم چلنے کے بعد اسے کسی بچے کی رونے کی آواز سنائی دی چلتا ہوا گیا بدروح والے برگد کے درخت کے اب اس سے دس پندرہ قدم کے فاصلے پر تھا اچانک پرندوں کے پروں کے پھڑپھڑانے کی آوازیں آنے لگیں بابو رک گیا یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے بے شمار بڑے بڑے پروں والے گدھ اس کے اوپر سے گزر گئے ہوں بابو نے چاروں طرف تاریک دھندلکے میں دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا وہ برگد کے درختوں کے اور قریب ہوگیا۔

ان درختوں نے وہاں ایک بہت سا سائبان ڈال رکھا تھا درختوں کی جڑیں زمین سے باہر نکل کر چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں درختوں کی لمبی لمبی شاخیں اب ایک فلک شگاف چیخ جنگل کے سناٹے میں گونج اٹھی بابو اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے کانپ اٹھا اس کے ساتھ میں چیخوں سے ملی جلی آوازیں بلند ہونے لگی یہ عورتوں کی چیخیں تھیں اگر بدروح کی لاش نے بابو کو پہلے سے نہ بتایا ہوتا تو وہ ان چیخوں کی آواز وں سے یقیناً وہ بے ہوش ہوجاتا مگر وہ دل مضبوط کرکے اپنی جگہ پر کھڑا رہا چیخیں پہلے دور سے آرہی تھیں پھر بابو کے چاروں طرف بہت قریب آکر بہت بلند ہونے لگیں بابو نے بلند آواز میں کہا اگر تم میں سے کوئی کلشی نام کی کوئی بدروح ہے تو وہ عورت کے روپ میں میرے سامنے آئے میں گرودیو کا اس کے لیے پیغام لایا ہوں بابو نے وہی الفاظ دہرائے جو اسے آسیبی کھنڈرات والی بدروح نے کہے تھے جیسے ہی بابو نے یہ الفاظ بولے جنگل میں سناٹا چھا گیا چیخوں کی ڈراؤنی آوازیں خاموش ہوگئیں پھر بابو نے دیکھا کہ ایک درخت کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے سے ایک عورت نکل کر اس کی طرف آرہی تھی بابو سمجھ گیا کہ یہی کاشی بدروح ہے بابو کے قریب پہنچ کر وہ عورت رک گئی یہ سانولے رنگ کی بیس بائیس سال کی ایک نوجوان اور خوش شکل عورت تھی اس کی آنکھیں بڑی روشن اور چمکیلی تھیں اس کے بال اس کے کندھوں پر کھلے تھے ماتھے پر سرخ رنگ بندیا لگی تھی اس کی نے سرخ رنگ کی ساڑھی پہن رکھی تھی اس کی آنکھوں میں نیلی نیلی شعاعیں نکل رہی تھیں یہ کاشی بدروح تھی جو ایک خوش شکل عورت کے روپ میں بابو کے سامنے آئی تھی بابو پر ایک خوف سا ضرور طاری ہوگیا تھا یہ خیال ہی اسے خوف زدہ کرنے کے لیے کافی تھی کہ جو خوش شکل عورت اس کے سامنے کھڑی ہے اصل میں وہ ایک بھیانک چہرے والی بدروح والی ہے کاشی بدروح نے بابو سے پوچھا۔

تمہارے پاس گرودیو کی کوئی نشانی ہو تو دکھاؤ بابو نے بیگ کے اندر سے بدروح والی لاش کا دیا ہوا مہرہ نکال کر کہا۔ گرودیو نے یہ مہرہ تمہارے لیے بھیجا ہے کیا یہ نشانی کافی نہیں ہے کاشی بدروح نے ہاتھ بڑھا کر بابو سے سیاہ مہرہ لے لیا کاشی بدروح کی انگلیاں بابو کے ہاتھ سے ٹکرائیں تو اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا جیسے ان انگلیوں میں کرنٹ دوڑ رہا ہو آخر وہ بدروح تھی اور بقول آسیبی کھنڈر والی بدروح کی بڑی خطرناک بدروح تھی بابو کو یہ معلوم نہ ہوسکا تھا کہ اس وقت کاشی کو بھی بہت زبردست جھٹکا لگا تھا اور یہ اس کے اس تعویذ کی وجہ سے تھا جو بابو نے باندھ رکھا تھا کاشی بدروح نے سیاہ مہرے کو بڑے غور سے دیکھا اسے سونگھا پھر اسے اپنے ماتھے سے لگا کر کہا گرودیو ہمارے گرو ہیں ان کے آشیرواد سے ہم یہاں رہ رہی ہیں بتاؤ تم کیا چاہتے ہو بابو نے کہا مجھے کالی چرن کے طلسمی چلے کی تلاش ہے آسیبی کھنڈر والی بدروح کی لاش نے بتایا تھا کہ کالی چرن نے اپنا طلسمی چلا سری لنکا کے کسی جنگل میں چھپا رکھا ہوا ہے میں اس کی تلاش میں گرودیو کے کہنے سے تمہارے پاس آیا ہوں کاشی بدروح نے سیاہ مہرہ اپنی ساڑھی کے اندر کسی جگہ سنبھال کر رکھ لیا تھا اور کہنے لگی۔

میں سب سمجھ گئی ہوں کہ تم کون ہو اور تم کالی چرن کا طلسمی چلا کس لیے حاصل کرنا چاہتے ہو مجھے تمہاری ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے اگر تمہارے پاس گرو کا مہرہ نہ ہوتا تو تم اس وقت تک زندہ نہ ہوتے سب سے پہلے میں تمہارا کلیجہ نکال کر کھا جاتی مگر مجھے ہر حالت میں گرو کی آگیا کا پالن کرنا ہے میں کالی چرن کا چلا حاصل کرنے میں تمہاری مدد کروں گی بابو نے کہا کیا تم بتا سکتی ہو کہ یہ چلا اس نے کس جگہ رکھا ہوا ہے کاشی بدروح نے اپنے لمبے بالوں کو پیچھے جھٹکتے ہوئے کہا کالی چرن جس کا یہ چلا ہے وہ مجھ سے دس گنا زیادہ طاقت ور ہے وہ کالے علم کا پجاری ہے اگر اسے ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی کہ میں اس کے چلے کی تلاش میں ہوں تو وہ مجھے ایک لمحے میں یہاں آکر دبوچ لے گا لیکن گرو کے حکم کی وجہ سے طلسمی چلا تلاش کرنے پر مجبور ہوں بابو کہنے لگا تمہارے پاس بھی تو کالے جادو کی طاقت ہے تم اپنے جادو سے چلے کا پتہ لگا سکتی ہو کاشی بدروح بولی۔ میرا سارا جادو کالی چرن کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے تم اب اس قسم کی بات نہ کرنا میں نے تمہیں کہہ دیا ہے کہ مجھے گرو کے حکم کا پالن کرنا ہے اور میں ان کی خاطر کالی چرن کے طلسمی چلے کا سراغ لگانے کی پوری کوشش کروں گی۔ بابو خاموش ہوگیا کاشی بدروح نے دو تین لمبے لمبے سانس لیے اور کہنے لگی تم دو دن چھوڑ کے رات کے وقت یہاں آجانا میں تمہیں بتادوں گی۔ بابو نے کہا کیا آج نہیں ہوسکتا ہے نہیں آج نہیں ہوسکتا ہے مجھے پتہ لگانا ہوگا اس لیے تمہیں وقت دیا ہے اب تم یہاں سے چلے جاؤ ہم انسانوں کا زیادہ دیر تک یہاں رکنا برداشت نہیں کرتے ہیں کاشی بدروح کی بات سن کر بابو واپس چلا گیا وہ دو دن بابو نے آوارہ گردی میں گزار دیے ان دو دنوں میں اسے اپنی بیوی کی بہت یاد آئی آخر وہ دن بھی آگیا وہ پھر برگد کے درخت کے پاس چلا گیا وہاں پر کاشی پہلے ہی سے موجود تھی۔

کچھ پتہ چلا بابو نے کاشی بدروح کو دیکھتے ہی کہا۔ ہاں پتہ چل گیا ہے تو چلے تو جاؤ گے نا پر اس کے لیے تمہیں اپنے بازو سے تعویذ اتارنا ہوگا۔ پر کیوں کاشی۔ اس کی وجہ سے میں تمہارے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی پہلے تعویذ اتارو پھر چلیں گے ڈرتے ڈرتے بابو نے اپنا تعویذ اتار کر بیگ میں رکھ لیا بابو کے ایسا کرتے ہی کاشی بدروح آگے بڑھی اور بابو کا ہاتھ پکڑ کر بولی اپنی آنکھیں بند کرلو جب تک میں نہ کہوں تم نے اپنی آنکھیں نہیں کھولنی ہیں چاہے کچھ بھی ہوجائے پانچ منٹ تک کچھ سنائی نہ دیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رات کی تاریکی میں گھنے درختوں کے نیچے کھڑا ہے ان درختوں کی شاخیں جھک کر زمین کو چھو رہی ہیں اور بعض شاخوں نے زمین میں دھنس کر وہیں جڑیں پکڑ لی تھیں کاشی بدروح اس کے پاس ہی کھڑی تھی بابو نے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا کیا یہ وہی طلسمی چلے والا جنگل ہے کاشی بدروح نے کہا ہاں یہ وہی

جنگل ہے بابو نے سوال کیا وہ جگہ کہاں ہے جہاں طلسمی چلا رکھا ہوا ہے کاشی بدروح نے کہ وہ جگہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے میں تمہیں وہیں جارہی ہوں میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ کاشی بدروح آگے چل پڑی بابو اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا راستہ دشوار گزار تھا بابو کو بار بار یہ خیال آرہا تھا کہ تعویذ اتار دینے کے بعد وہ ایک طرح سے نہتا ہوگیا تھا اب کسی بھی وقت وہ کسی بدروح یا آسیب کے طلسم میں پھنس سکتا تھا پھر اسے خیال آتا کہ ہوسکتا تھا کہ مشکل کے وقت آسیبی کھنڈر والی بدروح اس کی مدد کو پہنچ جائے کیونکہ اس نے بابو سے کہا تھا کہ تم فکر مت کرو میں اس مہم میں تمہاری مدد کروں گی لیکن اس خیال سے پھر اس کا دل ایک بار پھر ڈوبنے لگتا کہ خود بدروح کی لاش نے اعتراف کیا تھا کہ وہ کالی چرن کی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتی اب وہ صرف خدا سے مدد کا طلب گار تھا۔

جنگل پر موت کی خاموشی طاری تھی کسی وقت بابو کو ایسے دکھائی دیتا جیسے مختلف ہلکی ہلکی سرگوشیوں کی آوازیں اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں کسی وقت جیسے کوئی عورت تیز تیز سانس لے رہی ہے کاشی بدروح اس سے ایک دو قدم آگے آگے چل رہی تھی بابو جانتا تھا کہ سارا جنگل بدروحوں کا ہے اور سارے کا سارا جنگل آسیب زدہ ہے یہاں اس قسم کی آوازوں کا سنائی دینا کوئی تعجب خیز نہیں تھا پھر بھی بابو اپنے دل میں ایک خوف ضرور محسوس کر رہا تھا اس کو یہ بھی احساس تھا کہ ساتھ جو اللہ کے پاک نام کے تعویذ کی طاقت تھی وہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ چکی ہے اب بابو کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا تھا کہ اسے کسی حالت میں تعویذ کو اپنے جسم سے الگ نہیں کرنا چاہیے تھا مگر اب وقت گزر چکا تھا کاشی بدروح ایک سیاہ فام نوکیلی چٹان کے پاس آکر رک گئی بابو غور سے چٹان کو دیکھنے لگا اندھیرے میں دس پندرہ فٹ لمبی اور نوکیلی چٹان زمین سے نکل کر ایک طرف کو جھک گئی تھی بابو کو ایسے لگا جیسے یہ کوئی خوفناک بھوت ہے جو جھک کر نیچے دیکھ رہا ہے کاشی بدروح نے چٹان کی طرف اشارہ کیا اور بولی۔

بابو میں اس چٹان کے آگے نہیں جاسکتی کیونکہ اس کے آگے کالی چرن کے خطرناک طلسم کا دائرہ کھینچا ہوا ہے میں آگے گئی تو کالی چرن کا طلسم مجھے جلا کر راکھ کر دے گا بابو بولا پھر آگے کون جائے گا کاشی بدروح بولی آگے صرف تم ہی جاسکتے ہو بابو نے ڈرتے ڈرتے کہا لیکن میرے پاس تو اب مجھے ان بدروحوں کے طلسم سے بچانے والا تعویذ بھی نہیں ہے میں آگے کیسے جاسکتا ہوں کاشی بدروح کہنے لگی تمہارے پاس دو طاقتیں ہیں ایک یہ کہ تم مسلمان ہو دوسری یہ کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے اندر کالی چرن کی کچھ طاقت بھی ہے مجھے نہیں معلوم کہ یہ طاقت تمہارے اندر کیسے آئی اور کہاں سے آگئی ہے مگر یہ طاقت موجود ہے اور تمہیں کالی چرن کے طلسمی منتروں کے شعلوں سے محفوظ رکھے گی بابو کو یاد آگیا کہ بدروح والی لاش نے بتایا تھا کہ طلسمی چلے کا ایک کیل چلے کے سر سے نکل کر اس کے سر میں گھس کر غائب ہوگیا تھا اس کی وجہ سے اس کے اندر کالی چرن کی نہ صرف کچھ طاقت آگئی تھی بلکہ اس کے اندر اس کے طلسم کا مقابلہ کرنے کی قوت بھی پیدا ہوگئی ہے بابو نے چلے کے کیل کے بارے میں کاشی بدروح کو کچھ نہ بتایا تھا اور کہا مجھے کیا کرنا ہوگا وہ گپھا کہاں ہے جہاں چلا دفن ہے بدروح بولی وہ ہی تمہیں بتانے والی ہوں سنو تم جب اس چٹان کے پیچھے جاؤ گے تو تمہیں اپنی دائیں طرف سیاہ کالے رنگ کی زمین نظر آئے گی وہاں پاؤں مت رکھنا وہ زمین نہیں بلکہ خطرناک خونی دلدل ہے جو بڑے سے بڑے ہاتھی کو اپنے اندر ایک لمحے میں نگل سکتی ہے مگر تم گھبراؤ نہیں یہ کالی چرن کے طلسم کا حصار شروع ہوجاتا ہے ہوسکتا ہے کہ تمہیں وہاں ہلکے ہلکے جھٹکے لگنے شروع ہوجائیں مگر تم دلدلی زمین کے کنارے کنارے چلتے جاؤ گے تو پندرہ بیس قدموں کے بعد تمہیں ایک خستہ حال کھنڈر نظر آئے گا یہ کھنڈر وہ گپھا ہے جس کے تہہ خانہ میں کالی چرن نے اپنا چلا دفن کیا ہوا ہے بابو دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کاشی بدروح کی باتیں سن رہا تھا اور بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا جا رہا تھا اسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ بدروح اسے جس جگہ بھیج رہی ہے شاید وہاں سے وہ زندہ واپس نہ آسکے۔

کاشی بدروح کہہ رہی تھی خستہ حال گپھا کے کھنڈر کی پچھلی دیوار میں تمہیں ایک سرنگ نما راستہ ملے گا تم اس میں داخل ہوجاؤ گے یہ سرنگ زیادہ لمبی نہیں ہے وہاں داخل ہوتے وقت ممکن ہے تمہیں دو چار زبردست جھٹکے لگیں یہ بھی کالی چرن کے طلسم کا اثر ہوگا تم بالکل نہ گھبرانا یہ زبردست طلسم تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا سرنگ ایک دیوار کے پاس جاکر ختم ہوجائے گی اس دیوار میں ایک جگہ چھوٹا سا تنگ زینہ نیچے تہہ خانے میں جاتا ہے اس تہہ خانے کے سامنے والے کونے میں کالی چرن اس دیوار میں ایک جگہ چھوٹا سا تنگ زینہ نیچے تہہ خانے میں جاتا ہے اس تہہ خانہ کے سامنے والے کونے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں کالی چرن نے اپنا طلسمی چتلا دفن کیا وہاں تمہیں سانپوں کی پھنکاریں سنائی دیں گی ہو سکتا ہے کہ زہریلے بچھو بھی آس پاس چلتے پھرتے نظر آئیں مگر تم ڈرنا نہیں کیونکہ تم ہی ایک ایسے انسان ہو جس کو تہہ خانہ کے بچھو اور سانپ بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے تم کونے میں سے مٹی ہٹا کر چتلا نکال کر یہاں لے آؤ گے میں اسی چٹان کے پاس تمہارا انتظار کروں گی اس کے بعد ہم اس جگہ طلسمی پتلے کو جلا کر راکھ کر دیں گے اور پھر دنیا کے انسانوں کو منحوس کالی چرن سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے گی اب تم بے فکر ہو کر جاؤ یہ ایک حقیقت تھی کہ بابو بے فکر نہیں تھا وہ سخت فکر مند تھا اللہ کے پاک نام کے تعویذ سے جدا ہو جانے کے بعد اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ منحوس آسیبی مخلوق کی پیدا کردہ بلاؤں میں گھر چکا ہے مگر وہ مجبور تھا کہ کاشی بدروح اسے جو کہہ رہی تھی اس پر عمل کرتا جائے چنانچہ اس نے دل میں خود کو یاد کیا اپنے گناہ کی معافی مانگی اور بھوت نما چٹان کی طرف قدم بڑھایا اس منحوس اندھیرے جنگل میں وہ خود ایک منحوس بھوت لگنے لگا تھا۔

سیاہ چٹان کی طرف دلدلی زمین شروع ہو جاتی تھی بابو رک گیا اور اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا وہاں زمین پر بالکل سیاہ تھی اس نے چند قدم چل کر جھک کر زمین کو دیکھا زمین سیاہ کیچڑ کے تالاب کی طرح تھی یہ کیچڑ بڑے ڈراؤنے انداز میں اوپر نیچے ہو رہا تھا جیسے سانس لے رہا ہو یہ ہلاکت خیز دلدل تھی جو ہاتھیوں کو بھی آناً فاناً نگل جاتی تھی بابو ایک طرف ہٹ کر دلدل کے کنارے کنارے چلنے لگا وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا تھا خوفناک دلدل میں سے سائیں سائیں کی آواز آ رہی تھی بابو کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے بابو نے اپنے آپ کو اتنا خوفزدہ اور غیر محفوظ کبھی محسوس نہیں کیا تھا چلتے چلتے وہ بھیانک دلدلی تالاب سے آگے نکل گیا اس نے رک کر گرد و پیش نگاہ دوڑائی اسے تھوڑے فاصلے پر اپنے سامنے ایک ہولناک سیاہ بھوت سر اٹھائے ہوئے کھڑا دکھائی دیا اس نے غور سے دیکھا یہ سیاہ بھوت ویران گپھاہ کا کھنڈر تھا اسے اس کھنڈر کے تہہ خانہ میں جانا تھا۔

بابو اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے کے بعد قدرتی طور پر وہ گپھاہ کے کھنڈر کی طرف بڑھتے ہوئے گھبرا رہا تھا لیکن یہ خیال اسے آگے بڑھنے پر مجبور کر رہا تھا کہ کسی طرح طلسمی چتلا حاصل کر لے اللہ کے پاک نام والے تعویذ سے الگ ہو جانے کے بعد وہ اپنے آپ کو ایک کمزور سا انسان محسوس کرنے لگا تھا اسے ایک بار یہ خیال بھی آیا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا دس پندرہ سیکنڈ تک وہ اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے گپھاہ کے کھنڈر کی بھوت نما دیوار کو تکتا رہا پھر حوصلہ کر کے اس کی طرف قدم بڑھایا وہ کھنڈر کے پیچھے آ گیا اور غور سے جھک کر دیوار کو تکنے لگا اسے ایک جگہ سیاہ شگاف دکھائی دیا یہی سرنگ کا دہانہ تھا اسے اس سرنگ میں داخل ہونا تھا وہ ڈر رہا تھا اس پر دہشت طاری ہونے لگی تھی اس نے سخت مایوسی کی حالت میں پیچھے مڑ کر دیکھا پیچھے سوائے تاریکی اور سنسناتے ہوئے اندھیرے کے سوا اور کچھ نہیں تھا خدا جانے وہ کون سی طاقت تھی جس نے اسے سرنگ کی طرف دھکیل دیا جیسے ہی وہ سرنگ میں داخل ہوا اسے ایک زبردست جھٹکا لگا وہ اس جھٹکے سے پیچھے تو نہ گرا لیکن اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے سن ہو گیا کچھ دیر تک اسی جگہ بت کی طرح رہنے کے بعد اس نے ہمت کی اور سرنگ میں داخل ہو گیا اسے ایک بار پھر وہی زبردست جھٹکا لگا تھا مگر وہ سرنگ میں داخل ہو چکا تھا شاید یہ اسی کیل کا اثر تھا جو طلسمی پتلے کے سر سے نکل کر اس کے سر میں گھس گیا تھا کہ اسے اندھیرے میں نظر آنے لگا وہ سرنگ میں ڈرتے ڈرتے چل رہا تھا سرنگ کی چھت کے ساتھ لٹکے ہوئے جالے اس کے چہرے سے بار بار ٹکرا رہے تھے جنہیں وہ ہاتھ سے پیچھے ہٹاتا جاتا تھا ایک جگہ سرنگ ختم ہو گئی اور سامنے دیوار آ گئی کاشی بدروح نے اسے بتایا تھا کہ اس دیوار میں ایک تنگ و تاریک زینہ نیچے تہہ خانہ میں جاتا تھا۔

بابو نے دیوار کے قریب ہو کر پوری آنکھیں کھول کر اس کا جائزہ لیا ایک جگہ اسے تنگ شگاف دکھائی دیا جس کے دہانے پر مکڑیوں نے جالے بن رکھے تھے صاف لگ رہا تھا کہ اس شگاف میں ایک مدت سے کوئی داخل نہیں ہوا بابو نے دونوں ہاتھوں سے جالے کو ہٹایا ایک زینہ نیچے جاتا دکھائی دیا بابو بڑی احتیاط کے ساتھ زینہ اترنے لگا جیسے جیسے وہ نیچے جا رہا تھا اسے نیچے سے ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے سانپ پھنکار رہے ہوں وہ زینہ اتر کر تہہ خانے میں آ گیا یہاں اس قدر تاریکی تھی کہ بابو کو بھی بہ دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا تہہ خانہ ایک بڑی قبر کی طرح لگ رہا تھا اس کی چھت سے لمبے لمبے جالے لٹک رہے تھے اس نے اندھیرے میں گندے آلودہ فرش پر چھوٹے چھوٹے سیاہ بچھوؤں اور سانپوں کو رینگتے ہوئے دیکھا خوف سے اس کا خون سرد ہو گیا لگتا تھا کہ اس نے جیسے ہی آگے قدم رکھا یہ سارے کے سارے سانپ اور بچھو اس

سے چمٹ کر ڈسنا شروع کر دیں گے اور وہ اسی جگہ ختم ہو جائے گا لیکن منزل کے اتنا قریب آ کر وہ واپس نہیں جانا چاہتا تھا دوسرا کاشی بدروح نے اسے یقین دلایا تھا کہ یہ سانپ اور بچھو اسے کچھ نہیں کہیں گے بابو ڈرتے ڈرتے قدم تہہ خانہ کے سامنے والے کونے کی طرف بڑھا جہاں مڑ کر ایک چھوٹی سی ڈھیری بنی ہوئی تھی طلسمی چتلا اسی جگہ دفن تھا جیسے ہی بابو نے آگے قدم رکھا سانپ اور بچھو پھنکارتے ہوئے ادھر ادھر ہو گئے اس کا حوصلہ بڑھ گیا وہ سیدھا کونے والی مٹی کی ڈھیری کے پاس بیٹھ گیا اور ہاتھوں سے مٹی کو ہٹانا شروع کر دیا اندھیرے میں سانپ اور زہریلے بچھو پھنکاریں مارتے ہوئے اردگرد رینگ رہے تھے بابو جلدی جلدی مٹی ہٹا رہا تھا ایک فٹ مٹی ہٹانے کے بعد اس کے ہاتھ کسی سخت چیز سے ٹکرائے اس کے ہاتھ اور تیزی سے چلنے لگے تھوڑی سی دیر کے بعد اس نے طلسمی چتلا باہر نکال لیا جیسے ہی چتلا اس کے ہاتھ میں آیا اس کو جیسے کسی نے زور سے پیچھے دھکا دیا وہ پیچھے گر پڑا مگر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے پتلے کو دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

یہ کالی چرن کا ہی چتلا تھا اس کے سینے اور سر میں چھوٹی چھوٹی کیلیں ٹھکی ہوئی تھیں جو آدھی باہر کو نکلی ہوئی تھیں ان میں سے پہلی دفعہ ایک کیل اتر کر اس کے سر میں دھنس گئی تھی جواب بدروح والی لاش کے بابو کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کر رہی تھی معلوم نہیں اس میں کہاں تک سچائی تھی پتلے میں گرمی کی لہریں نکل رہی تھیں بابو جلدی سے تہہ خانے سے نکل کر سرنگ میں آ گیا سرنگ میں اس کا لرزا دینے والی چیخوں نے استقبال کیا یہ چیخیں سرنگ کی چاروں طرف سے بلند ہو رہی تھیں مگر بابو ان کی پرواہ کیے بغیر سرنگ میں تیز تیز قدموں سے چلتا گیا سرنگ کے دہانے کے پاس آیا تو اسے ایک اور دھکا لگا مگر وہ سنبھل گیا اب وہ گپھاہ کے کھنڈر سے باہر نکل آیا تھا اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے طلسمی پتلے میں جان پڑ گئی ہے اور وہ اس کے ہاتھ سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے مگر بابو نے اسے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ لیا۔

یہ چتلا سارے فساد کی جڑ تھا اور وہ فوراً اسے جلا کر راکھ کر دینا چاہتا تھا وہ اندھیری رات میں غور سے دیکھتا ہوا دلدلی تالاب کے قریب سے بھی گزر گیا اب سیاہ چٹان اس کے سامنے تھی جہاں کاشی بدروح اس کے انتظار میں راہ دیکھ رہی تھی کاشی بدروح نے بابو کو اندھیرے میں اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا جیسے ہی بابو سیاہ چٹان کی اوٹ سے نکلا کاشی بدروح نے آگے بڑھ کر کہا میں جانتی تھی کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہو یہ منحوس چتلا مجھے دے دو تاکہ میں اسے فوراً جلا کر بھسم کر دوں بابو بھی خود یہی چاہتا تھا اس نے کچھ سوچے سمجھے بغیر کالی چرن کا طلسمی چتلا کاشی بدروح کے حوالے کر دیا چتلا ہاتھ میں آتے ہی کاشی بدروح کی آنکھوں میں ایک تیز روشنی بجلی کی طرح چمکی اور اس نے بھیانک قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اب مجھ سے کوئی بھی نہیں بچے گا بابو سہم کر کاشی بدروح کو دیکھ رہا تھا کاشی نے بابو کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں اب بھی آسمانی بجلی کی تیز چمک برس رہی تھی کہنے لگی مقصد تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا۔۔ بابو بولا مگر چتلا میں لے آیا ہوں اب اسے میرے سامنے جلا کر بھسم کر دو کاشی بدروح نے ایک جھٹکے سے اپنے سر کے بال کھول دیئے اور دائیں بائیں گردن ہلاتے ہوئے بولی لیکن اس کو بھسم کرنے سے پہلے میں تمہیں اس کامیابی کی خوشی میں ایک انعام دینا چاہتی ہوں بابو نے جلدی سے کہا نہیں نہیں۔ مجھے کسی انعام کی ضرورت نہیں ہے میرا انعام یہی ہے کہ اس پتلے کو اسی جگہ اسی وقت جلا کر بھسم کر دو کاشی بدروح نے غصے سے کہا نہیں تمہیں تمہارا انعام پہلے ملے گا بابو نے محسوس کیا کہ کاشی بدروح کی آواز بدل گئی تھی وہ بھاری اور ڈراؤنی ہو گئی تھی وہ بولا۔

مجھے جو تم نے انعام دینا ہے وہ جلدی جلدی سے دے دو اور خدا کے لیے اس پتلے کو بھسم کر دو کاشی بدروح کا چہرہ آہستہ آہستہ تبدیل ہونا شروع ہو گیا تھا بابو کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے اس پر ایک دہشت سی طاری ہو رہی تھی چتلا کاشی بدروح کے ہاتھ میں تھا اس کی آنکھوں میں بجلیاں چمک رہی تھیں آہستہ آہستہ تبدیل ہوتے ہوئے کاشی بدروح کے چہرے نے کالی چرن کے چہرے کی جگہ لے لی کالی چرن کا چہرہ دیکھ کر بابو کے حواس جاتے رہے کالی چرن مسکراتا ہوا بولا کہ تو کیا سمجھ رہا تھا کہ ہم تجھ کو بھول گئے ہیں نہیں بالک نہیں میں ہر لمحے کی تیری خبر گیری کر رہا ہوں تو کیا سمجھتا تھا کہ آسیبی کھنڈر کی بدروح اور کاشی بدروح سے مل کر بازی لے جائے گا ہاں آسیبی کھنڈر کی بدروح کا انجام سن کر بابو بولا کالی چرن اگر میرے مقدر میں تیرے ہاتھوں مرنا لکھا ہے تو مجھے کوئی نہیں بچا سکتا اور اگر تیرے ہاتھوں میری موت نہیں لکھی تو شیطان تو جتنا زور لگا لے میرا تو بال بھی بیکا نہیں کر پائے گا اور میری بیوی کہاں ہے مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بتا دے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا کالی چرن مسکراتا ہوا بولا تیری بیوی کا انجام بھی تجھ سے بھی برا ہوگا اور تو اسے ڈھونڈ نہیں پائے گا جب تک تو میرا کام نہیں کرتا میں تھوکتا ہوں تجھ پر اور تیرے شیطان پر میں لعنت بھیجتا ہوں تیرے کام پر بابو کی بات پر کالی چرن کی آنکھیں غصے سے لال ہو گئیں اور بولا دیکھ اب میں کیا کرتا ہوں تیرے ساتھ اس سے پہلے کہ بابو سنبھلتا کالی چرن نے کچھ پڑھتے ہوئے بابو کی طرف اپنے ہاتھوں کو جھٹکا تو بابو جھٹکا کھا کر پیچھے کی طرف جا گرا اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا نیچے گرتے ہوئے بابو کی آخری سوچ یہی تھی کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔

❁❁❁

ناگ راجہ انسانی روپ میں آ کر کمرے میں آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا سامنے دیوار پر چار سینگوں والے شیطان کی مخصوص تصویر بنی ہوئی تھی اور ناگ راجہ بغیر پلکیں جھپکائے مسلسل اس تصویر کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک کمرے میں پرندوں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنائی دینے لگی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں تاریکی سی پھیلتی چلی گئی ناگ ویسے ہی آنکھیں جھپکائے ہوئے بغیر شیطان کی تصویر کو دیکھتا رہا تھوڑی دیر بعد کمرہ مکمل طور پر تاریکی میں ڈوب گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں تیز اور مکروہ سڑاند جیسی بو پھیلتی چلی گئی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ بو کمرے کے در و دیوار چھت اور فرش کی ایک اینٹ سے نکل رہی ہو لیکن ناگ اسی طرح خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھا رہا پرندوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ کا شور لحظہ بہ لحظہ بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ اچانک مکروہ سی چیختی ہوئی آواز سنائی دی یوں لگ رہا تھا کوئی بوڑھی ڈائن چیخ چیخ کر بول رہی ہو یکلخت آواز سنائی دینی بند ہو گئی اس کے ساتھ ہی پرندوں کے پھڑ پھڑانے کا شور بھی مدھم پڑتے پڑتے غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی تاریکی بھی غائب ہو گئی چند لمحے بعد کمرہ ویسے ہی روشن ہو گیا لیکن اب سامنے دیوار پر بنی ہوئی شیطان کی تصویر غائب ہو چکی تھی۔

اب وہاں ایک سایہ لہراتا ہوا نظر آ رہا تھا چند لمحوں بعد سائے کی حرکت رک گئی اور پھر جیسے سائے نے آگے قدم بڑھائے اور دیوار سے نکل کر کمرے کے فرش پر آ گیا لیکن وہ بدستور سایہ ہی رہا ناگ اسی طرح خاموشی اور بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا پھر سایہ تیزی سے مجسم ہونے لگ گیا اور چند لمحوں بعد سائے کی جگہ ایک بوڑھی اور بدصورت عورت کھڑی نظر آئی وہ اس قدر بدصورت تھی کہ اسے دیکھتے ہی اچھے اچھے مضبوط دل کے لوگ بھی غش کھا جاتے اس کے سفید رنگ کے بڑے بڑے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے آنکھیں گہری سرخ تھیں اس کے سر کے بال اس کے پیروں تک آ رہے تھے جسم پر سیاہ رنگ کا لباس تھا چہرہ انتہائی مکروہ اور بدشکل تھا کراتی حاضر ہے۔ کراتی کو تمہاری کنیز بنا گیا ہے حکم کرو ناگ آقا وہ چیختی ہوئی آواز میں بولی ناگ کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے کرپا ہے شیطان کی کہ اس نے میری درخواست قبول کر لی ہے بیٹھ کراتی ۔ ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا تو کراتی اس کے سامنے ہی دو زانوں ہو کر بیٹھ گئی کیا تمہیں ہمیشہ مجھے بخش دیا گیا ہے یا تم عارضی طور پر ہی آئی ہو ناگ نے کہا انسانوں کی بھینٹ دے دو تو ہمیشہ کے لیے تمہاری کنیز رہوں گی کراتی نے کہا تم اگر انسانوں کی بھینٹ چاہتی ہو تو وہ بھی مل جائے گی مگر مجھے مہان شکتی کا مالک بنا دو میں اپنی سانپوں کی دنیا کا راجہ ہوں اور جب شکتی مہان بن جاؤں گا تو میں ہمیشہ سانپوں کی دنیا یعنی ناگ بھون کا راجہ ہوں گا اور کوئی وہ مجھ سے چھین نہ پائے گا اگر تمہیں مہان شکتی بنانا ہے تو پھر تمہیں کالی چرن کے پاس جانا ہوگا وہ کیوں کراتی ۔۔ کیونکہ کالی چرن بھی مہا کالی بننا چاہتا ہے اس کے لیے اس نے ایک مسلمان لڑکے بابو پر اپنا طلسم چلایا ہوا ہے کراتی نے کہا تو ناگ بولا۔ تو پھر کراتی اس سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔

ناگ تم نہیں جانتے وہ جو میں جانتی ہوں اس مسلمان لڑکے کی بیوی کنتی ہے اسے بھی لالی چرن نے اپنے قبضے میں کر رکھا ہوا ہے اس کی بیوی بہت نیک اور پاکیزہ عورت ہے اور ایک بچے کی ماں بننے والی ہے جب وہ ماں بن جائے گی تو پھر اتم نے اس کی بچے کی بلی دے کر کنتی سے شادی کر لینی ہے زبردستی چاہیے کرنی پڑے کنتی سے شادی کرنے کے بعد تمہاری طاقتوں کے ساتھ ایک اور طاقت آ جائے گی جو روشنی کی طاقت ہوگی بس کے بعد تم شکتی مان ہو جاؤ گے تو کیا کالی چرن مجھے کنتی کو لے جانے دے گا ایسے ۔کراتی ہنس کر بولی ۔شیطان نے پہلے کالی چرن کو کہہ دیا ہوا ہے کہ ناگ دیو کنتی کو لینے آئے گا تو اسے لے جانے دینا کراتی کے منہ سے یہ سن کر ناگ دیو بہت خوش ہوا اور شیطان کی تصویر کے سامنے جھک گیا اور پھر بولا کراتی میں ابھی جاتا ہوں کالی چرن کے پاس یہ کہہ کر ناگ دیو نے اپنا منہ اوپر کر کے لمبی سی سانس لی اور سانپ بن کر رینگتا ہوا باہر نکل گیا ناگ کو باہر جاتا دیکھ کر کراتی بھی

دھواں بن کر غائب ہو گئی اب کمرے میں سناٹا چھا گیا تھا اور شیطان کی تصویر واپس فریم میں آ گئی تھی۔

❁❁❁

کالی چرن اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا شیطان کی بت کے سامنے کچھ پڑھنے میں مصروف تھا اور اس کے سامنے آگ کا الاؤ روشن تھا کبھی کبھی وہ پڑھتے ہوئے ایک دیسی گھی کا چمچ آگ کے الاؤ میں ڈال دیتا تھا گھی آگ کے الاؤ میں گرتے ہی پورے کمرے میں اس کی خوشبو پھیل سی جاتی تھی کالی چرن اپنے عمل میں بہت ہی انہماک سے مصروف تھا کہ ایسے میں ایک سانپ کی خوفناک پھنکار کی آواز اسے سنائی دی سانپ کی پھنکار سن کر کالی چرن کے پڑھتے پڑھتے لب ہلنا بند ہو گئے چند لمحے تک خاموشی طاری رہی پھر کالی چرن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سی پھیل گئی پھر کالی چرن کے لب ہلے اس نے کہا آ جاؤ ناگ دیو آ جاؤ کالی چرن کا کہنا تھا کہ ایک کالا سیاہ سانپ جس کی لمبائی بیس فٹ اور موٹائی تین انچ اور اس کا پھن آٹھ انچ چوڑا تھا لہراتا ہوا رینگتا ہوا کمرے کے دروازے سے اندر آیا اور کالی چرن کے ساتھ ہی کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد سانپ اپنی جون بدلی اور اس کی جگہ ناگ دیو موجود تھا چند لمحے تک تو خاموشی طاری رہی اس کے بعد کالی چرن بولا کیسے آئے ہو چرن مہاراج آپ جانتے ہو کہ ہمارے اس فرقے میں ہر کوئی بس یہی سوچتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ شکتی مان ہو جائے تو کالی چرن مہاراج اس لیے آیا ہوں ٹھیک ہے ناگ دیو جا کر بھوانی نار سے اس لڑکی کو لے جاؤ اور اسے رکھو گے کہاں مہاراج اسے میں اپنی دنیا ناگ بھون میں لے جاؤں گا ٹھیک ہے ناگ دیو جا کر اسے لے جاؤ ۔کالی چرن نے کہا تو ناگ دیو نے اپنی جون بدلی اور کمرے سے باہر نکل کر ایک طرف کی سمت چل پڑا۔

❁❁❁

اٹھو بھائی صاحب جلال پور کا آخری اسٹیشن آ گیا ہے اور بابو حیران ہو کر اٹھ کھڑا ہوا وہ ایک مسافر تھا جو بابو کو اٹھا کر چلا گیا تھا بابو حیران پریشان اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرانی بھری نظروں سے کبھی اس ڈبے کو اور کبھی اس ڈبے کو دیکھ رہا تھا کبھی اپنے ڈبے میں موجود لوگوں کو اور کبھی باہر پلیٹ فارم پر چلتے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں سوچوں میں گم تھیں کہ وہ تو بدروح والے جنگل میں تھا اور کالی چرن کے ہاتھ سے روشنی نکل کر اس پر پڑی تھی اور اس کی آنکھوں پر سیاہ پردہ چھا گیا تھا اور جب

اب ہوش آیا تو وہ ایک ٹرین میں سفر کر رہا تھا کہ اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو گیا ہے بابو سوچتا ہوا ڈبے سے اتر کر باہر نکل آیا اور حیران پریشان لگا ہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ جنگل وہ چڑیل اور منحوس کالی چرن کہاں گیا ابھی بابو سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے اپنے کندھے میں ایک ہاتھ محسوس ہوا اور یہ سوچ کر کہ یہ کالی چرن نہ ہو بابو کے چہرے کا رنگ پیلا پڑتا چلا گیا اس کے بعد کیا ہوا یہ جاننے کے لیے کہانی کا اگلا حصہ ضرور پڑھئے۔

❁❁❁

غزل

آپ سے پیار نہ کرتے تو اچھا تھا
معصوم دل کو نہ تڑپتے تو اچھا تھا
تم ملے ہی شاید مجھ سے بچھڑنے کے لئے
محبت کر کے پچھتا رہے ہیں نہ کرتے تو اچھا تھا
تمہاری جدائی تو جلاتی ہے میری زندگی
آپ سے ملاقات ہی نہ ہوتی تو اچھا تھا
سپنے کب سچ ہوتے ہیں دیکھو ہماری نادانی کو
سپنوں پر یقین نہ کرتے تو اچھا تھا
غم تو پہلے ہی کم نہ تھے عمران کی زندگی میں
مگر محبت کا غم نہ لیتے تو اچھا تھا

☆ محمد عمران بٹ۔ ڈھوک ڈل

غزل

میں ہارا اس لئے تھا میں نے تجھ پہ فیصلہ چھوڑا
میری منصف میرے دل کی عدالت ہو بھی سکتی تھی
اُسی کی بے وفائی نے مجھے بزدل بنا ڈالا
وگرنہ رسم دنیا سے بغاوت ہو بھی سکتی تھی
اُسے بھی لے گیا امراء اپنا ڈوبتا سورج
نہ لے جاتا تو یہ اس کی عنایت ہو بھی سکتی تھی
اکیلا ہو گیا ہوں میں کہ مجھ جیسا نہیں کوئی
کوئی مجھ جیسا ہوتا تو رفاقت ہو بھی سکتی تھی
گلی مرجھا چکی ہو گی جو اب سونی حویلی میں
اُسے معصوم سے کوئی نسبت ہو بھی سکتی تھی

☆ فیروز خان معصوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خون آشام ناگن

---تحریر: عمران رشید۔ راولپنڈی۔ قسط نمبر ۱---

ایک ایسی ہندو لڑکی کی کہانی جس کا جنم ایسے وقت ہوا جب ایک شیطان ناگن کا خاتمہ ہوا وہ لڑکی ہر چاند کی چودھویں رات کو انسان سے ناگن کے روپ میں آجایا کرتی تھی ایک طاقتور علم والے جوگی بابا کو جب اس لڑکی کے متعلق جانکاری ہوئی تو اسے مستقبل میں بہت بڑے خطرے کے پیش نظر آتا ہوا نظر آیا کیونکہ وہ ناگن کسی بھی وقت بے گناہ انسانوں کی جان کے لیے خطرے کی تشکیل ثابت ہو سکتی تھی جوگی بابا نے اس ناگن کے ساتھ ناگ کو بھی خاتمہ کر دیا کیونکہ وہ ناگ اس ناگن سے بہت پیار کرتا تھا مگر جب ناگن کے شیطانی ارادوں سے واقف ہوا تو ناگ اس کی جان کا دشمن بن گیا یوں ناگ نے جنم میں بھی اور ناگن کی دشمنی نے جوگی بابا کو اس حد تک خوفزدہ کر دیا تھا کہ سوائے انہیں ختم کرنے کے اور کوئی چارہ باقی نہ تھا ناگن کا خاتمہ ہوتے ہی لڑکی کی روح بھٹک گئی جسے جوگی بابا نے نظر انداز کر دیا پھر کچھ خطرناک عمل میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد جوگی بابا کو احساس ہوگی کہ وہ دوبارہ بھی ناگن کے روپ میں آسکتی ہے اس لیے اسے چاند کی چودھویں رات کو ہی ایک چاندی کی انگوٹھی میں قید کر دیا جنگل کے وسط میں واقع ایک پرانے مکان میں جہاں بھی اس ناگن نے جنم لیا تھا اب وہاں خوفناک ویرانی چھائی ہوئی تھی جوگی بابا اس انگوٹھی کی کمزوری کو اچھی طرح سے جان سکتا تھا مگر پھر ایک دن ایسا آیا کہ جب چاند کی چودھویں رات کو چاند گرہن لگا تو وہ انگوٹھی کو اتارنے پر مجبور ہو گیا ایک نئی شیطانی طاقت ناگن کے روپ میں دوبارہ سے جنم لیتے ہی اس کے لیے خطرے کا باعث بن گئی جوگی بابا اس کی قابل تسخیر طاقت کو جان نہ پایا وہ اس کے سم سے بھی طاقتور تھی جو کوئی بھی جنگل میں اس کی طرف جاتا وہ ناگن اسے مار ڈالتی پھر ایک خاندان ایسا آیا جسے ناگن نے مار ڈالا خوش قسمتی ایک بار پھر جوگی بابا پر مہربان ہو گئی اور ناگن کو دوبارہ قید کر دیا چونکہ یہ بہت ہی مشکل اور جان لیوا قدم تھا مگر وہ ثابت قدم رہا اور ایک سفید رنگ کا منکا جسے جوگی بابا نے ناگن کا توڑ تجویز کیا اس لڑکی کو دیا جس کے خاندان کو ناگن نے مار ڈالا تھا اب وہ دو بہن بھائی زندہ بچ گئے مگر قسمت نے زیادہ دیر ان کا ساتھ نہ دیا اس ناگن کی روح کے ساتھ اس کے بھائی کی روح بھی وہاں بھٹک گئی وقت اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہا اس لڑکی کی شادی ایک اچھے گھرانے میں ہوگئی پھر اس کی شادی کے بعد وہ وقت بھی آگیا جس کا کسی کو علم نہیں تھا وہ ناگن کئی سالوں بعد ابھر کر سامنے آئی اس کے اپنے بچے اس ناگن کے طلسمی سحر میں پھنس گئے اور خون آشام ناگن کا ایک خوفناک بھیانک کھیل شروع ہو گیا ماضی کی خوفناک داستان حقیقت بن کر آہستہ آہستہ کھل کر سامنے آنے لگی اس ناگن کے انتقام لینے کا انتہائی ایک انداز تھا وہ اپنی طاقت سے شیطانی دنیا کو قائم کرنا چاہ رہی تھی اس نے یہ سب کیسے کیا آپ اس داستان میں پڑھئے۔

اس وقت رات اپنے عروج پر تھی آسمان پہ کہیں کہیں بادلوں کے ٹکڑے واضح دکھائی دے رہے تھے پہاڑوں کے ساتھ ساتھ ایک گھنے جنگل کے وسط میں پرانا اور ویران سا ایک مکان جس کے در و دیوار میں پڑی ہوئی گہری دراڑیں کمزوری کا احساس دلا رہی تھیں آس پاس زمین پر تا حد نگاہ انسانی کھوپڑیاں اور ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں ایسے میں دو سائے اس مکان کی طرف بڑھے یہ کالے رنگ کی ایک ٹیکسی تھی جس میں سے دو انسانی سائے دور سے مکان کے بوسیدہ گیٹ کی جانب آتے ہوئے دکھائی دیئے بھیا۔ یہ جگہ بہت عجیب لگتی ہے دیکھو نا ہمیں جب تک کوئی مکان نہیں مل جاتا یہ جگہ مناسب رہے گی لیکن بھیا وہ ٹیکسی والا یہاں آنے سے انکار کیوں کر رہا تھا یار بھیا بولیں جواب دیں یار صبا کا بھائی تھا اپنے کندھے سے بیگ اتار کر بوجھل قدموں سے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا صبا میں ایسی باتوں پہ بالکل یقین نہیں کرتا جب سے باوجی کی موت ہوئی تب سے ہی ہماری زندگی میں یہ طوفان آ کھڑا ہوا ہے ورنہ تو میں نے آج تک بھی کسی مخلوق یا شیطانی جنات کا سامنا نہیں کیا مگر جب بھی ہو تو مجھے مقابلہ کرنا اچھی طرح سے آتا ہے صبا زمین پہ خوف سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نظریں گاڑھے کھوپڑیوں اور ہڈیوں کو مسلسل دیکھنے میں مصروف تھی۔

یاسر بھیا اس جگہ کو دیکھ کر ایسے نہیں لگتا ہے جیسے یہاں کبھی ماضی میں سر کٹے ڈھانچے رہتے تھے جنہیں کسی نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ختم کر دیا یاسر نے گیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا بڑی مشکل سے گیٹ کو کھولا تو اس کا لوہے والا جنگلا ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا رات کی تاریکی میں جنگلے کے ٹوٹنے کی آواز کافی بلند تھی صبا اس آواز کو سن کر دل میں کانپ اٹھی اب وہ دونوں اس مکان کے اندر داخل ہو گئے تو پرندوں کی پھڑپھڑاہٹ سن کر دونوں نے اپنے آپ کو ٹارچ کی روشنی میں دیکھ اور خوف سے سر جھکا لیا بہت بڑی بڑی سائز کی چمگادڑیں کمروں سے نکل کر تیزی سے باہر جا رہی تھیں صبا یہاں تو بہت اندھیرا ہے ضرور رات کا کہیں نہ کہیں تو انتظام ہو گا چلو چل کر دیکھتے ہیں ابھی وہ دونوں آگے بڑھے تھے کہ اچانک صبا نے اوپر سے ایک خوفناک سانپ کو آتے ہوئے دیکھا تو اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔۔۔آ۔۔آ۔۔۔یاسر نے گردن گھما کر زمین پر ایک مردہ سانپ کو دیکھا تو بولا یہ مرا ہوا ہے صبا یہ مرا ہوا ہے ہوش میں آؤ صبا بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی اور اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولی۔

مجھے اس جگہ سے ڈر لگ رہا ہے چلو واپس چلتے ہیں صبا پاگل مت ہو میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں کرائے کا مکان لے سکوں ہمیں کچھ دن یہاں ہی رکنا پڑے گا میں اس جگہ کے متعلق معلومات حاصل کروں گا ویسے بھی یہ جگہ پرسکون ہے نہ کوئی شور شرابہ نہ ہنگامہ یہ جگہ آبادی سے ہٹ کر ہے ویسے میرا خیال ہے کہ شہر جا کے مزدوروں کو بلوا کر مکان کی مرمت کروا دی جائے ٹھیک رہے گا صبا بولی بھیا میرا دل بہت گھبرا رہا ہے یاسر نے اس کالے رنگ کے مردہ سانپ کو اٹھا کر باہر پھینکتے ہوئے کہا کم آن۔کیا ہو گیا ہے تمہیں جب تک کوئی اور مکان نہیں مل جاتا یہاں ہی رہنا مناسب ہو گا تم سمجھتی کیوں نہیں وہ مکان بابو جی نے کرایہ پر لیا ہوا تھا اب بابو جی نہیں رہے ہیں اور مکان بھی مالک نے اپنی ملکیت میں لے لیا فی الحال ہم اس کمرے کو ٹھیک کرتے ہیں ایک کمرہ سونے کے لیے تیار ہو چکا تھا یاسر نے زمین پر جمی ہوئی مٹی کو صاف کیا اور پرانی سی چادر بچھا کر سو گئے۔

ابھی انہیں سوئے گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ کچھ ملی جلی آوازوں سے صبا کی آنکھ کھل گئی اس نے زمین پر ہاتھ ٹٹولتے ہوئے ٹارچ نکالی اور کھڑی ہو کر ان آوازوں کو سننے لگی اس کے قدم آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگے پھر دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی صحن میں آئی تو سامنے ایک لڑکی پر نظر پڑتے ہی وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی جانب دیکھنے لگی صبا اس کی نیلی آنکھوں کو دیکھ کر ہی خوف سے سہم گئی ت۔۔ت۔۔۔تم۔۔تم کون ہو صبا نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا تجھے یہ سب معلوم ہو جائے گا ذرا اپنے بھائی کی موت کا منظر دیکھنے کے لیے تیار ہو جا میں بہت عرصے سے یہاں انتظار کر رہی تھی تیرے بھائی کی ہڈیاں بھی اب سے کچھ ہی دیر بعد باہر بکھری پڑی ہوں گی نہیں نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا ہے صبا اس لڑکی کی بات سن کر کانپ اٹھی پھر اس کے سامنے ہی کھڑے کھڑے وہ غائب ہو گئی صبا نے جب یہ دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔۔وہ شور شرابے کی آواز سن کر باہر کی جانب بھاگی تو اسے ایک تالاب نظر آیا جہاں اسے پانی کی بجائے ہڈیاں تیرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں وہ تالاب کی جانب تجسس و خوف سے بڑھی جیسے میں اس کا دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے وہ ابھی پنجرہ توڑ کر باہر نکل آئے گا اب وہ تالاب کے بالکل قریب کھڑی تھی اچانک تالاب میں حرکت پیدا ہونا شروع ہو گئی اور ایک سفید رنگ کا ڈھانچہ صحیح سالم باہر نکل آیا آ۔۔آ۔۔آ۔صبا کے حلق سے چیخیں نکل گئی کیونکہ وہ ڈھانچہ اس کے بالکل پاس آ کر کھڑا ہو چکا تھا پھر وہ بولا نادان لڑکی تو نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے اب تیرے بھائی کی موت ہمارے ہاتھوں یقینی ہے یہ جو تالاب تو یہاں دیکھ رہی ہے اس کی حقیقت شاید تجھے اگر معلوم ہو جائے تو تجھے اگلا سانس لینے کی مہلت ہی نہ ملے تو شاید جاتی نہیں آج چاند کی چودھویں رات ہے اور چاند گرہن لگا ہوا ہے ذرا اوپر دیکھ۔۔۔دیکھ اوپر تو صبا نے لرزتے ہوئے اپنا سر اوپر اٹھایا تو چاند کی روشنی کم ہوتی ہوئی دکھائی دی پھر وہ بولا ہمیں جس گھڑی کا انتظار تھا۔

آج وہ گھڑیاں اختتام پذیر ہو چکی ہیں تیرے بھائی کی موت سے ابھی شروعات ہو گی چلو باہر آؤ اس ڈھانچے نے تالاب کی جانب گردن گھما کر کہا تو تالاب سے ڈھانچوں کا لشکر باہر نکلتا ہوا دکھائی دیا صبا نے ان ڈھانچوں کو مکان کے اندر جاتے ہوئے دیکھا تو زور زور سے چلانے لگی۔خدا کے لیے۔۔خدا کے لیے میرے بھائی کو چھوڑ دو میرے بھائی کے سوا اس دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے چھوڑ دو۔۔۔آ۔۔آ وہ زمین پر بیٹھ کر زار و قطار رونے لگی اچانک اس کے کندھے پر کسی نے

ہاتھ رکھا تو وہ خوف سے جھٹکا کھاتے ہوئے کھڑی ہوئی سامنے ہی اپنے بھائی کو دیکھ کر اس کے ساتھ چمٹ گئی بھیا۔۔۔بھیا۔وہ تمہیں جان سے مار دے گی بھیا۔۔وہ تمہاری جان لینا چاہتی ہے صبا کیا ہوا کون تمہیں کہہ رہا تھا بولو جواب دو بھیا میں نہیں جانتی وہ لڑکی کون تھی مگر اس کی آنکھیں نیلے رنگ کی تھیں ماتھے پر لال رنگ کی ٹکیا سی بنی ہوئی تھی کیا۔۔یاسر یہ سن کر حیران رہ گیا میں کچھ سمجھا نہیں یاسر بھیا میں سچ کہہ رہی ہوں یہاں ضرور ماضی میں کچھ ہوا ہے جو اب پھر سے شروع ہو چکا ہے بھیا وہ باہر ہڈیاں اور کھوپڑیاں ان ڈھانچوں کی نہیں ہو سکتیں وہ ضرور انسان کی ہوں گی او ہو صبا۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں بھیا وہ دیکھو سامنے تالاب میں ہڈیاں اور کھوپڑیاں تیر رہی ہیں وہاں سے میں نے خود اپنی آنکھوں سے ڈھانچوں کا لشکر گھر کے اندر جاتے ہوئے دیکھا تھا میرا یقین کرو اتنے میں چاند کی روشنی جیسے ہی زمین پر پڑی تو بے اختیار صبا نے سر اٹھا کر چاند کی طرف دیکھا اور بولی۔

یاسر بھیا لگتا ہے آج پورے چاند کی رات ہے وہ ڈھانچہ کہہ رہا تھا کہ اب ہمارا ہی راج ہو گا تیرے بھائی کی موت سے شروعات ہو گی بھیا اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا یاسر بولا صبا اپنے آپ کو سنبھالو چلو اندر چلتے ہیں صبح اس کا حل نکالیں گے اب وہ دونوں مکان کے اندر چلے گئے۔اگلے دن ہی صبح یاسر اور صبا شہر روانہ ہو گئے انہیں مکان کی تلاش تھی مگر کرایہ زیادہ ہونے کی وجہ سے کچھ دلی پریشانی اور مسائل کا انہیں شدت سے سامنا کرنا پڑا شام ہوتے ہی وہ واپس اسی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے پہاڑوں کے ساتھ ساتھ بنی آبادی سے گزر کر جیسے ہی وہ ندی عبور کرنے لگے تو پیچھے سے کسی نے آواز دی بیٹا کہاں جا رہے ہو یاسر اور صبا نے پیچھے مڑ کر ایک بوڑھے بابا کو دیکھا تو حیران رہ گئے پھر وہ واپس پیچھے کی جانب چلے تو اس نے دونوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا جیتے رہو بیٹا تم کہاں سے آ رہے ہو یاسر بولا بابا جی ہم حالات کے ستائے ہوئے ہیں یہ میری چھوٹی بہن صبا ہے ہمارا خاندان پانچ افراد پر مشتمل تھا دو سال پہلے ہماری ماں سخت بیمار ہونے کی وجہ سے چل بسی پچھلے سال میرا چھوٹا بھائی یہ دنیا چھوڑ کر چلا گیا ابھی میرے بھائی کو مرے آٹھ ماہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ بابو جی یعنی میرے والد صاحب راشد علی سکول ٹیچر تھے وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

بوڑھا شخص بڑی تجسس سے یہ سن رہا تھا بولا مجھے دکھ ہوا تمہاری کہانی سن کر تمہارا ماضی واقعی غم سے چور ہے اچھا یہ بتاؤ تمہارے بھائی اور باپ کی موت کیسے ہوئی بابا جی یہ مت پوچھئے کیسی ہوئی بہت ہی بھیانک موت ہوئی میرا چھوٹا بھائی شام کے وقت دوستوں کے ساتھ اس جنگل میں آ گیا جہاں اسے ایک سانپ نے ڈس لیا تھا نجانے وہ سانپ کتنا زہریلا تھا کہ چند منٹوں میں ہی اس کے جسم سے کھال اور گوشت تک کو پگھلا کر رکھ دیا گیا مجھے یہ دیکھ کر یقین نہ آیا کہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا میرے باپ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا اس رات کو بابو جی کسی کام سے دوسرے گاؤں گئے ہوئے تھے واپسی پر انہیں آتے ہوئے کافی دیر ہو گئی صبح چار بجے بابو جی کو بے ہوشی کی حالت میں کچھ لوگ گھر میں آئے وہ گھر بابو جی نے کرایے پر لیا ہوا تھا بابو جی کی حالت دیکھ کر یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ میرا باپ ہے چہرہ مکمل طور پر پیلا زرد ہو چکا تھا دوپہر کے وقت انہیں تھوڑی دیر کے لیے ہوش ضرور آیا مگر ہم سے زیادہ دیر بات نہ کر سکے آخری الفاظ جو ان کی زبان پر تھے وہ صرف یہی تھے کہ ایک بہت بڑے سانپ نے پہلے راستہ کاٹنے کی کوشش کی بعد میں پیچھے سے حملے کا ارادہ کر کے دوبارہ نمودار ہوا اور پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس سانپ کے ڈسنے سے قبل بین بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر دھندلی آنکھوں سے مالٹائی رنگ کے لباس میں کسی انسانی سایہ کو قریب آتے دیکھا پھر کوئی ہوش نہ رہی آج تک میں یہ سوچتا رہا ہوں کہ وہ شخص کون تھا جس نے میرے بابو جی کو بچانے کی کوشش ضرور کی تھی مگر ناکام رہا یہی سوال آج تک میرے دل و دماغ میں گردش کر رہا ہے جس کی تہہ تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکا اس بوڑھے شخص نے یاسر کی مکمل بات سن کر گہرا سانس لیا اور بولا بیٹا تم نے اپنا کیا نام بتایا۔

جی میرا نام یاسر علی ہے۔ہاں۔ہاں بیٹا یاسر پہلی بات تم جس جنگل میں رہتے ہو اس مکان کی طرف آج تک ہم میں سے کوئی نہیں گیا آج سے گیارہ سال پہلے۔۔بابا جی۔۔بابا جی۔۔ایک چھوٹے سے بچے نے درمیان میں آ کر بات کاٹتے ہوئے یاسر کی توجہ ہٹا دی بابا جی میں دوائی لے آیا ہوں نماز کا ٹائم ہو رہا ہے گھر آ جائیں اچھا بیٹا چلو میں آتا ہوں یاسر بیٹا یہ ہماری بستی آبادی میں ہی رہتا ہے اس بستی کے لوگ پچھلے سات سال سے یہاں رہ رہے ہیں لیکن اس واقعہ کو صرف میں جانتا ہوں آج بھی مری آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی سکرین کی مانند گھومتا ہے چونکہ آبادی اور اس جنگل کے درمیان کافی فاصلہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے اس لیے کسی بھی خطرناک جانور کے خوف اور خطرے کے پیش نظر لوہے کی جالیوں والی باڑ جنگل کے آخری حصے تک دیوار کی مانند لگائی گئی ہے ویسے تو کسی شیر چیتے گیدڑ یا لومڑ کے حملے کا کوئی خطرہ نہیں مگر اس شیطانی ناگن سے آج بھی ڈر لگتا ہے اس ناگن کا آج تک خاتمہ نہیں ہو سکا صبا جو کافی دیر سے یہ سن رہی تھی بولی بابا جی کیا وہ ناگن اس جنگل کے پرانے مکان میں تو نہیں ہے بوڑھا آدمی دھیرے سے مسکرا کر بولا نہیں نہیں صبا بیٹی اس کا تو اب شاید نام و نشان بھی مٹ چکا ہوگا مگر میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ آدمی مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے جس نے اس ناگن کا سامنا کیا ہے اچھا بیٹا میں ابھی چلتا ہوں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے کل تم مجھے ملنا میں تمہاری مدد کرنے کا سوچوں گا شکریہ بابا جی ۔ یاسر نے بوڑھے کو لکڑی کا سہارا لیتے ہوئے بستی کی آبادی کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر کہا اور صبا کو ساتھ لے کر پرانے مکان میں چلا گیا اب دونوں کے درمیان بحث شروع ہو چکی تھی بھیا ۔۔ بھیا ۔۔ آخر یہ ناگن والا معاملہ کیا ہے صبا مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی کہیں ایسا نہ ہو میرے بھائی اور بابا جی کو بھی اسی ناگن نے مارا ہو میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن بوڑھے بابا کی باتوں میں مجھے وزن لگتا ہے وہ اس جنگل کی جانکاری رکھتا ہے گیارہ سال پہلے یہاں کچھ تو ہوا تھا جسے بتانے سے قبل وہ بچہ درمیان میں آ گیا اور بابا جی کی بات ان کی ہو گئی بھیا کل شہر جا کر کسی سے کرائے کے مکان کے متعلق معلومات حاصل کرو ہاں صبا میں اسی کوشش میں لگا ہوا ہوں لگتا ہے کہ جلد یہ کام ہو جائے گا۔

رات ایک بار پھر عروج پر آ گئی یاسر نے ایک کمرہ سونے کے لیے صاف کر رکھا تھا دونوں گہری نیند سوئے ہوئے تھے اچانک صبا نے باتوں کی آواز سنی تو اس کی آنکھ کھل گئی آواز دروازے کی جانب سے آ رہی تھی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور آوازوں پر غور کرنے لگی دروازہ کھولتے ہی جیسے ہی وہ صحن میں آئی تو اسے یقین ہو گیا یہ انسانی آوازیں باہر سے آ رہی ہیں جیسے وہ واضح سن رہی تھی وہ قدم اٹھاتے ہوئے گیٹ کی جانب بڑھی تو اسے ایک نوجوان لڑکا اور وہی لڑکی آپس میں باتیں کرتے دکھائی دیے دونوں کا لہجہ صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف بول رہے ہیں۔

رادھا ۔۔ رادھا تم پچھلے جنم میں بھی میرے ساتھ تھی اب تم نے نیا جنم لیا ہے خدا کے لیے لوٹ آؤ ۔۔ واپس لوٹ آؤ اپنی حقیقی زندگی کی جانب واپس لوٹ آؤ بس کر دو یہ خون خرابہ ۔۔ تم بے گناہ انسانوں کی زندگیوں سے نہیں کھیل سکتی میں نے تم سے سچا پیار کیا تھا صرف اس لیے نہیں کہ تم شیطان پجاری کی سیوا کرو بلکہ اس لیے کہ ہم نئی زندگی کی شروعات کر سکیں وہ جوگی بابا تمہیں بھی ختم کرنے کے ساتھ ساتھ میرا بھی خاتمہ کر دے گا تم شاید جانتی نہیں ہمارے ناگ دیوتا صرف تمہاری ۔۔ صرف تمہاری وجہ سے ناخوش ہیں کیونکہ جس راستے کا تم نے انتخاب کیا ہے وہ برائی کی جانب جاتا ہے اور میں تمہیں ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گا وہ لڑکی چیختے ہوئے بولی ۔ راکیش ہمارا ساتھ پچھلے جنم تک تھا لیکن اب اس جنم میں ایک پل بھی تمہارے ساتھ رہنے کا کبھی نہیں سوچ سکتی تم جانتے ہو میرے اور تمہارے راستے اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو چکے ہیں تمہاری روح میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی رادھا میری آتما کو شانتی ضرور ملے گی چودھویں رات کے اس چاند گرہن کا میں گیارہ سال سے شدت کے ساتھ انتظار کر رہا تھا کیونکہ یہ تم بھی اچھی طرح سے جانتی تھی ایسا وقت دوبارہ ضرور آئے گا کل چاند کی چودھویں رات کو جیسے ہی گرہن لگا تم ناگن سے دوبارہ آتما بن کر آج میرے سامنے موجود ہو ابھی بھی وقت ہے شیطانی ارادوں کو اپنے دل سے نکال دو اس شیطان پجاری نے مرتے وقت تمہیں جو طاقت دی ہے تم اس کا غلط استعمال کر رہی ہو تم میرے ہمشکل انسان کو جان سے نہیں مار سکتی وہ مخلص لگتا ہے یہ سن کر رادھا ہنستے ہوئے بولی میں یہی چاہتی ہوں راکیش کہ میرے راستے کا سب سے بڑا کانٹا صاف ہو جائے میں صرف اپنی حکمرانی کا تاج اپنے سر پہ چاہوں گی ناگ اور ناگن کا یہ ملن آج کے بعد کبھی نہیں ہوگا۔

ٹھیک ہے رادھا اگر تم شیطانی راستے کو ترک نہیں کر دیتی میرا بھی اپنے ناگ دیوتا سے وعدہ ہے تمہیں کسی کی جان لینے نہیں دوں گا راکیش فضول کی بات مت کرو میرے پاس شیطانی طاقتیں ہیں کوئی بھی روپ اپنا سکتی ہوں اور میرے جسم میں دوڑتے ہوئے زہر کا اندازہ تم بخوبی لگا سکتے ہو اب ہر روز خون کی ہولی کھیلی جائے گی میں بے گناہ انسانوں کے شریر سے آتما کو آزاد کر کے اپنی شیطانی طاقتوں میں اضافہ کروں گی رادھا بس کرو ۔۔ خدا کے لیے اس جنم میں تو تم ناگ دیوتا کی پوجا کر لو وہ تم سے سخت ناراض ہیں جن ڈھانچوں کی سلطنت تم قائم کرنا چاہ رہی ہو اس کا انجام تم جانتی نہیں ہو رادھا بولی جو مرضی ہو جائے لیکن میں اپنا مشن مکمل کر کے ہی رہوں گی چاہے اس کا

انجام کچھ بھی ہو رادھا جس راستے پہ میں چل رہا ہوں اس راستے پہ بہت سی تکلیف دہ اور کٹھن مراحل کا مجھے سامنا ضرور کرنا پڑے گا مگر جس دنیا کو بسانے کی کوشش میں تم لگی ہوئی ہو اس کا انجام عبرتناک موت ہے رادھا بولی میں اس جنم میں سامنے آنے والی ہر رکاوٹ کو توڑ ڈالوں گی میں اس جوگی بابا کا ناش کر دوں گی راکیش بولا اس سے پہلے میں تجھے ختم کر دوں گا اتنا کہتے ہی راکیش نے پیچھے مڑ کر صبا کی طرف دیکھا جو گم سم کھڑی یہ سب سن اور دیکھ رہی تھی اچانک راکیش پر نظر پڑتے ہی اس کے حلق سے چیخیں نکل گئیں کیونکہ وہ اس کا ہمشکل بھائی تھا اب وہ دونوں سانپ کے روپ میں آ گئے ناگ اور ناگن کا آپس میں خوفناک مقابلہ شروع ہو گیا صبا یہ سب کچھ اپنی جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی دو خطرناک سانپ ایک دوسرے کو بل دیتے ہوئے تابڑ توڑ حملے میں مصروف تھے صبا نے اپنے عقب میں ایک انسانی سایہ اچانک سے نمودار ہوتے ہوئے محسوس کیا تو پلٹ کر پیچھے اپنے بھائی کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی یاسر بھی پھٹی پھٹی نظروں سے دونوں کو بری طرح سے لڑتے ہوئے بڑی حیرت محسوس کر رہا تھا پھر ایک سانپ نڈھال ہو کر زخموں سے چور زمین پر بے حس و حرکت پڑا تھا جبکہ ایک سانپ اپنا پھن پھیلا کر زمین سے دو فٹ اوپر بلند ہو کر ان دونوں کو خوفزدہ کر چکا تھا پھر ایک انسانی شکل ظاہر ہونا شروع ہو گئی یاسر اس سانپ کی شکل دیکھ کر حیران رہ گیا۔

ساتھ کھڑی ہوئی اس کی بہن صبا کا بھی یہی حال تھا وہ بھی اس چہرے کو دیکھ کر سر سے پاؤں تک کانپ اٹھی تھی اب وہ لڑکی ان سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں بولی تم نے دیکھا میں نے اس ناگ کا کیا حال کیا ہے بہت جلد تمہارا بھی حال ایسا ہی ہوگا یہاں سے جتنی جلدی ہو سکتا ہے چلی جا ۔۔۔ میں تیرے اس بھائی کو تیرے سامنے نہیں مار سکتی تم اسے صرف دھمکی نہ سمجھنا بلکہ یہ میری مجبوری ہے جب تک تیرا بھائی زندہ ہے میری شیطانی طاقتوں کا اثر کسی پر نہیں ہو سکتا کیونکہ جو حال ابھی اس ناگ کا ہوا ہے اس سے زیادہ برا حال تیرے اس بھائی کا ہو سکتا ہے یاسر یہ سن کر لمبے لمبے سانس لے کر غصے سے بے تاب نظر آ رہا تھا آس پاس کوئی پتھر یا اینٹ تلاش کرنے لگا پھر اسے ایک ٹوٹی ہوئی کھوپڑی جو انتہائی شکستہ زار تھی اسے اٹھا کر اس ناگن پر دے مارا تو اس کا سر کچلا گیا اس کی گردن آدھی سے زیادہ کٹ چکی تھی مگر نہ خون کا کوئی قطرہ باہر نکلا اور نہ ہی زہر کا کوئی نام و نشان دکھائی دیا صبا اور یاسر اس لڑکی کو چیختے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گئے پھر صبا نے آگے بڑھ کر ہمت کرتے ہوئے اس ناگن کو پاؤں تلے کچل دیا اور اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا۔

یاسر خوف سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولا صبا تم ۔۔ تم ٹھیک کہتی تھی واقعی یہ جگہ ہمارے لیے مناسب نہیں ہے مجھے سانپ کی شکل میں یہ کوئی بری آتما یا جنات کی قسم لگتی ہے یا پھر کوئی شیطانی چکر بھی ہو سکتا ہے جس میں ہم پھنس کر موت کے منہ میں داخل نہ ہو جائیں تم میری مدد کرو چلو ۔۔ چلو میرے ساتھ اب وہ دونوں مکان کے اندر داخل ہو گئے جہاں یاسر نے مٹی کا تیل بوتل میں بھر رکھا تھا اور ماچس اٹھاتے ہوئے صبا کا ہاتھ پکڑ کر باہر آ گیا پھر مٹی کا تیل اس تالاب میں چھڑکتے ہوئے بولا صبا تیلی جلاؤ ۔۔ ایسی غلطی ہرگز مت کرنا صبا کے کانوں میں نامانوس آواز سنائی دی مگر اس نے پرواہ کیے بغیر ہی ماچس کی تیلی جلا کر تالاب میں پھینک دی اگلے ہی لمحے تالاب میں خوفناک آگ بھڑک اٹھی جس میں سے ایک انسانی سایہ لہراتا ہوا واضح دکھائی دے رہا تھا زرد پیلے اور سرخ رنگ کا یہ سایہ بالکل سانپ کی مانند آگ کی لپیٹ میں دکھائی دے رہا تھا اچانک عقب سے آواز سنائی دی یہ تم نے اچھا کیا بہت اچھا کیا جو اس ناگن کو جلا کر بھسم کرنے کی ایک کوشش کی جو کامیاب تو نہیں ہو سکی مگر امید ہے تم کامیاب ہو سکتے ہو یاسر اپنے ہمشکل انسان کو دیکھ کر حیران رہ گیا ۔ ت ۔۔۔ تم ۔ تم ۔۔ تم کون ہو وہ قریب آ کر بولا شاید میں انسان ہوتا تو تمہاری طرح خوشگوار زندگی گزار رہا ہوتا آج اس طرح اس ناگن کا ہر موڑ پہ سامنا نہ کر رہا ہوتا صبا بولی یہ تمہارے جسم پہ اتنے زخم کیسے لگے اور تمہارا پورا سر خون میں ڈوبا ہوا ہے صبا نے ایک کپڑے کا پھٹا حصہ اس کی طرف بڑھایا مگر اس کا ہاتھ اس کے جسم سے گزر گیا یاسر بھی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا پھر وہ بولا میں ایک ناگ ہوں ایسا ناگ جس کی آتما کو کبھی شانتی نہیں مل سکتی یاسر بولا تمہارا نام کیا ہے اور تمہاری یہ حالت کس نے کی ہے ناگ نے کہا تم اپنی آنکھوں سے کچھ دیر پہلے مجھے دیکھ ہی چکے ہو ہاں میں جانتی ہوں بھیا ۔۔

یہ وہی ہے جو اس ناگن سے لڑ رہے تھے ۔۔ کیا ۔ یاسر یہ سن کر حیران و پریشان ہو گیا پھر وہ ناگ گویا راکیش بولا ہاں میرے دوست تمہاری بہن سچ کہہ رہی ہے وہ ناگن تمہیں کل رات کو ہی مار دیتی اگر میں ان ڈھانچوں کا مقابلہ نہ کرتا صبا حیرت سے بولی ک ۔۔ ک ۔۔ کون سے ڈھانچے تو ناگ بولا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہی ڈھانچے جنہیں گیارہ سال پہلے اس خونی ناگن نے اپنی دنیا میں بسایا ہوا تھا اس ناگن کا دوبارہ جنم ہوا ہے میرا جسم نہ جانے کہاں دفن ہے اس کا صرف جوگی بابا کو علم ہے شاید وہ یہ بات بھول چکا ہے کہ وہ خون آشام ناگن دوبارہ اپنی شیطانی طاقت کے ساتھ ابھر کر سامنے آ چکی ہے یاسر میرے دوست وہ ناگن تمہیں بھی جان سے مار سکتی ہے آج جس طرح میں بھٹک رہا ہوں ہو سکتا ہے کل تمہارے ساتھ بھی ایسا ہو جائے مگر خدا نہ کرے ایسا ہو لیکن اگر ایسا ہو گیا تو پھر تمہارے مرتے ہی یہاں ہر طرف ڈھانچوں کا وجود ہو گا۔ کیا۔۔۔ یاسر نے یہ سنا تو اس کا دماغ گھوم گیا نہیں نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے میں کیسے یقین کر لوں تمہیں یقین کرنا ہو گا میرے دوست کیونکہ وہ ناگن تمہیں کسی بھی وقت کسی لمحے جان سے مار سکتی ہے اس کا مقصد اس دنیا میں اپنا شیطانی راج قائم کرنا ہے لیکن اس سے پہلے وہ تمہاری جان لینا چاہتی ہے کیونکہ تمہارے مرتے ہی اس ناگن کے زہر سے مرنے والے انسان جنکا وجود ڈھانچے کا بن جاتا ہے وہ اس تالاب سے نکل کر تباہی مچا دیں گے اس ناگن کا مجسمہ بھی اس تالاب کے اندر گہرائی میں شیطانی دنیا کے اندر موجود ہے جہاں تک پہنچنا میرے خیال سے صرف تمہارے بس کی بات ہو سکتی ہے وہ ناگن درحقیقت ناگ دیوی اپنی بچی کا بدلہ لینے کے لیے اس تالاب سے ضرور جنم لے گی اس ناگن کے زہر کا تمہارے جسم پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا شاید اسی لیے کہ تم میرے ہمشکل انسان ہو صبا اور یاسر بڑی حیرت اور تجسس سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔

صبا بولی تم نے اپنا نام نہیں بتایا میرا نام راکیش چندر ہے میں ہندو ہوں اور ناگ دیوتا کی اولاد سے ہوں ہمارا جنم آج سے بیس سال قبل اس مکان میں ہوا تھا سچ تو یہ ہے کہ میں نے کبھی انسانی شکل میں جنم نہیں لیا تھا بلکہ رادھا اور میں ساتھ ساتھ رہتے تھے ہماری سانپوں کی جوڑی بہت مشہور تھی لیکن پھر نجانے کب وہ منحوس شیطان پجاری ہماری زندگی میں طوفان بن کر آیا جو مرتے وقت رادھا کے جسم میں شیطانی طاقتوں کو منتقل کر چکا تھا اور اس نے بے گناہ انسانوں کی زندگی سے کھیلنا شروع کر دیا اس کا زہر اتنا خطرناک تھا کہ وہ جس کو بھی ڈس لیتی اگلے ہی دن اس کے جسم میں خون کی بجائے صرف زہر موجود ہوتا اور ہڈیاں تک غائب ہو جاتیں نو سال گزرنے کے بعد جب ناگن ایک بار پھر ابھر کر سامنے آئی تو جوگی بابا نے اپنے طاقتور علم سے اس کا خاتمہ کر دیا آج تک میرے جسم کی ہڈیاں جوگی بابا تلاش نہیں کر سکا اور نہ ہی اس ناگن نے کسی کو اس کے متعلق کچھ بتایا۔

جوگی بابا تک اگر تم پہنچ سکتے ہو تو دیر مت کرو ایسا نہ ہو تمہارے بھائی کی جان چلی جائے اور پھر وہ ناگن بے گناہ انسانوں کی زندگیوں کے چراغ گل کر دے یاسر بولا میرے دوست تمہاری سب باتوں کی مجھے کچھ کچھ سمجھ آ گئی ہے تم یہ بتاؤ تمہارا جسم سانپ کے روپ میں دفن ہے یا پھر ہماری طرح انسانی ہڈیوں پر مشتمل ہے دوسری بات کیا وہ ناگن میری وجہ سے شیطانی کھیل شروع کرنا چاہتی ہے اگر وہ چاہتی ہے تو ابھی اس وقت کیوں اس نے ایسا قدم نہیں اٹھایا دوست یہ سب مجھ سے زیادہ صرف جوگی بابا تمہیں بتا سکتا ہے صبا تم اپنے بھائی کا خیال رکھنا ہو سکے تو ابھی اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ رات گزرنا تم دونوں کے لیے خطرے سے خالی نہیں ہے صرف میری وجہ سے تم دونوں پر ابھی تک اس نے جان لیوا حملہ نہیں کیا ورنہ تو وہ ڈھانچے بوٹی بوٹی کر دیتے یہاں سے چلے جاؤ اور جوگی بابا کو تلاش کرو ٹھیک ہے چلو صبا جیسے ہی وہ قدم اٹھا کر آگے کی جانب بڑھی تو یاسر نے پیچھے اس راکیش کو ناگ کے روپ میں دیکھا تو بولا دوست ایک بات تم سے پوچھنی ہے بولو جلدی پوچھو۔ کیا تم جانتے ہو میرے چھوٹے بھائی اور بابو جی کا خون کس سانپ نے کیا ہے کیونکہ ان کی موت بھی سانپ کے ڈسنے سے ہوئی ہے راکیش بولا یہ میں نہیں جانتا شاید جوگی بابا کو علم ہو تم جلد از جلد ان سے ملو اس وقت تمہارا جوگی بابا کے پاس ہونا بہت ضروری ہے وہ ناگن کسی بھی لمحے تم سے تمہاری زندگی ہمیشہ کے لیے چھین سکتی ہے بھیا۔۔۔ بھیا۔۔۔ چلو ہم چلتے ہیں اب یاسر اپنی بہن صبا کے ساتھ رات کی تاریکی میں جنگل سے گزرتے ہوئے ندی کی جانب تیز قدموں سے جا رہے تھے پیروں تلے درختوں کے پتے کھرچ کھرچ کی آواز پیدا کر رہے تھے۔

اچانک سفید رنگ کا سایہ ان کے سامنے انسانی شکل میں ظاہر ہوا صبا اور یاسر اس لڑکی کو ایک ہی نظر میں جان گئے یہ وہی ناگن ہے جو حقیقت معلوم پڑنے پر ان کے سامنے کھڑی تھی وہ قہقہہ لگاتے ہوئے ان کی بے بسی پر ہنس رہی تھی تم کیا سمجھتے ہو یہاں سے بچ سلامت چلے جاؤ گے یہ تمہاری بھول ہے کیونکہ میرا شیطانی مشن شروع ہونے سے قبل تیری موت یقینی ہے اتنا کہتے ہی اس نے سانپ کا روپ بدلا اور یاسر کے قریب آ کر اس کو ڈسنے کی کوشش کی تو ایک بہت بڑا سانپ اس کو اپنے شکنجے میں لپیٹ چکا تھا کیا یہ راکیش ہے۔۔۔ صبا نے آہستگی سے اپنے لبوں کو حرکت دیتے ہوئے کہا تو یاسر نے سر ہلا کر اس کا ہاتھ تھاما اور آگے نکل گئے عقب میں ناگ اور ناگن کا خونی مقابلہ شروع ہو گیا یاسر اور صبا اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر جنگل کی حدود سے نکل کر جلدی جلدی ندی عبور کر کے پہاڑوں تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگے کیونکہ ساتھ ہی پکی آبادی موجود تھی دونوں کا پیدل چل کر برا حال ہو گیا تھا صبح ہونے سے دو گھنٹے قبل وہ پکی آبادی میں داخل ہو چکے تھے۔

یاسر بیٹا بہت اچھا کیا جو اسی وقت وہاں سے چلے آئے نجانے اس ناگ کا کیا حال ہو چکا ہو گا بابا جی اب تو ہم واپس اس جگہ تب ہی جائیں گے جب ہماری جوگی بابا سے ملاقات ہو گی ۔ہاں ہاں بیٹا کیوں نہیں لیکن تم انہیں کہاں تلاش کرو گے میں ہر جگہ ہر شہر ہر گاؤں میں انہیں تلاش کروں گا لیکن بیٹا انڈیا تو بہت بڑا ہے تم انہیں کب تک تلاش کرتے رہو گے بابا جی مجھے آج شہر جا کر کسی سپیرے سے رابطہ کرنا ہو گا۔ کیونکہ سپیرے اپنے استاد گرو سے ہی سیکھ کر لوگوں کی مدد کرتے ہیں بوڑھا آدمی سوچ کر بولا بہت خوب۔۔۔ ویسے تمہارا دماغ بہت تیز ہے تم کامیاب ہو سکتے ہو جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا بابا جی یہ میری بہن ہے اس کا خاص خیال رکھئے گا میں شام ہونے سے پہلے پہلے آ جاؤں گا اب یاسر پکی آبادی سے نکل کر سڑک پر آ گیا جہاں سے اسے شہر جانے والی بس با آسانی مل گئی ہر جگہ اس نے جوگی بابا کے متعلق معلومات حاصل کیں مگر کوئی بھی ایسا شخص سامنے نہیں آیا جو اس کی مدد کر پاتا بالآخر ایک ایسے سپیرے سے اس کا سامنا ہوا جو بانسری اور کالے رنگ کا تھیلا اٹھائے کہیں جا رہا تھا یاسر نے اس سے ہاتھ ملایا تو وہ اسے سر سے پاؤں تک حیرانگی محسوس کرنے لگا جی بھیا۔ کس سے ملنا ہے یاسر بولا بھائی کیا آپ جوگی بابا سے ملوا سکتے ہیں وہ سپیرا سر ہلا کر بولا ہمارے استاد گرو اسی شہر میں رہتے ہیں مگر تمہیں کیا کام ہے کوئی سانپ تلاش کرنا ہے یا پھر کسی سانپ کو قید کر کے پٹاری میں لے جانا ہے یا کہیں ایسا تو نہیں کسی زہریلے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ یاسر تحمل سے بولا ارے نہیں نہیں بھائی ایسا نہیں ہے میں جوگی بابا سے ملنا چاہتا ہوں میرا صرف ان سے ملنا ضروری ہے اچھا اچھا ٹھیک ہے میں تمہیں راستہ سمجھا دیتا ہوں پھر اس نے ہاتھ کے اشاروں سے اسے مختلف راستوں کے متعلق بتایا اور شکریہ کہہ کر یاسر نے اسے الوداع کیا

اب یاسر اکیلا جوگی بابا سے ملنے اس ایڈریس پر چلا گیا دروازے پر دو تین بار دستک دی تو ایک آدمی نے دروازہ کھولا جی فرمایئے کس سے ملنا ہے ارے بھائی شکر ہے آپ ہی سے ملنا تھا کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔

ہاں ہاں۔۔ ہاں آیئے۔۔ اس نے ایک طرف ہوتے ہوئے یاسر کو اندر آنے کا راستہ دیا پھر وہ سامنے کرسی پر بیٹھ کے بولا جی بتایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں یاسر نے کہا جوگی بابا میں اس امید کے ساتھ آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میری پریشانی حل کریں میری زندگی خطرے میں ہے اگر بہت جلد آپ نے میری مدد نہ کی تو پھر میری جان چلی جائے گی۔ ارے۔۔ ارے نہیں نہیں یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔ کیا تمہیں کسی سانپ نے کاٹ لیا ہے یا پھر تمہارے گھر کوئی سانپ آ گیا ہے نہیں نہیں جوگی بابا وہ سانپ نہیں ایک خونی ناگن ہے جو صرف میری موت کا انتظار کر رہی ہے یوں سمجھ لیں میری موت کے بعد وہ بے گناہ انسانوں کی زندگیوں سے کھیلے گی اور اپنا شیطانی مقصد حاصل کرے گی آپ تو ویسے بھی مجھے جانتے ہی ہوں گے میری شکل اس ناگ سے ملتی ہے کیا۔۔ کون سا ناگ۔۔ کس ناگ کی بات کر رہے ہو یاسر نے یہ سنا تو اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے آ۔۔ آ۔۔ آپ مجھے نہیں جانتے میری شکل کا وہ ناگ جسے آپ نے بیس سال پہلے بھی دیکھا تھا اس ناگن نے اب دوبارہ جنم لیا ہے میں اس سانپ کی جوڑی کا ذکر رہا ہوں کچھ یاد آیا۔ ارے بیٹا مجھے تو تمہاری کسی بات کی سمجھ نہیں آ رہی اوہ جوگی بابا یاد کریں وہ ناگ گیارہ سال پہلے ہی مر چکا ہے حقیقت تو یہ ہے اس کی روح بھٹک رہی ہے اور میں چاہتا ہوں اس ناگ کی روح کو بھی سکون مل جائے اور ناگن کا بھی خاتمہ ہو جائے۔ دیکھو بیٹا تمہیں ضرور کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے میں نے تو آج تک بھی کسی ناگ کو نہ انسانی شکل میں دیکھا ہے اور نہ ہی کبھی یہ سنا ہے کہ کوئی ناگن شیطانی طاقت بھی رکھتی ہے لہذا تم غلط جگہ پر آئے ہو اگر کسی ناگن کو قید کرنا ہے تو مجھے بتاؤ میں تمہاری مدد ضرور کر سکتا ہوں کہ اسے پٹاری میں قید کر لوں یہ شیطانی طاقتوں والی باتیں جنات اور آتماؤں کو قید کرنا کسی عام جوگی بابا کے بس کی بات نہیں ہے یاسر کھڑا ہو کر بولا۔

جوگی بابا اتنا تو آپ کم از کم جانتے ہی ہوں گے ایک ناگ سو سال بعد انسانی روپ میں آ جاتا ہے اور کوئی بھی روپ اختیار کر سکتا ہے ہاں میں جانتا ہوں لیکن آج تک بھی میرا سامنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی اس جوڑی سے واسطہ نہیں پڑا جس کا تم ذکر کر رہے ہو چلو مان لیتے ہیں سو سال بعد وہ ناگ انسانی شکل میں آیا اور ناگن سے اس کی دشمنی شروع ہوگئی مگر میں کیسے اس بات کا یقین کر لوں کہ ایک ناگن شیطانی طاقت بھی رکھتی ہے میرے جتنے بھی شاگرد ہیں سبھی کو میں نے ٹرینڈ کیا ہے کم از کم ایک ناگن کا شیطانی مخلوق سے تعلق ہو کوئی بھی یقین نہیں کرے گا میں اپنی لائف میں پہلی بار وہ بھی صرف تمہاری زبانی یہ سن رہا ہوں کہ کوئی ناگن شیطانی طاقت رکھتی ہے دیکھئے جوگی بابا یہ ایک انسانی زندگی کا سوال ہے کیونکہ اگر میں مر جاتا ہوں تو آپ نہیں جانتے وہ ناگن کسی بھی انسان کو زندہ نہیں چھوڑے گی آپ کو جب یہ پتہ چلے گا کہ اس کا زہر کوئی معمولی نہیں ہے بلکہ وہ زہر اپنے اندر بے انتہا شیطانی اثرات رکھتا ہے تو آپ سر سے پاؤں تک کانپ اٹھیں گے جوگی بابا بھی کھڑا ہو کر یاسر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا تو پھر ٹھیک ہے میں اس ناگن کا سامنا کرتا ہوں یہ دیکھنا چاہتا ہوں وہ اپنے اندر کتنی طاقت رکھتی ہے لیکن جوگی بابا آپ کو اس ناگ کا جسم بھی تلاش کرنا ہوگا جس میں آپ کی مدد میں خود کروں گا میں کوشش کروں گا اس ناگ کا جسم حاصل ہو جائے تاکہ اس کی بھٹکتی ہوئی آتما کو شانتی مل جائے ویسے تو مجھے یقین نہیں آتا کوئی شیطان کسی سانپ پر حاوی ہو جائے ناممکن سی بات ہے چلو میرے ساتھ۔۔اب جوگی بابا اور یاسر وہاں سے سید عباس کے ذریعہ آخری سٹاپ پر اتر گئے جہاں پہاڑوں کے اطراف سے گزر کر وہ کچی آبادی میں پہنچ گئے اس وقت شام کافی ہو چکی تھی سورج بھی اپنا سفر مکمل کر کے رخت سفر باندھ چکا تھا۔

اس وقت رات کی سیاہی پھیل چکی تھی یاسر جوگی بابا کے ساتھ اس جھونپڑی میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ وہ بوڑھا آدمی بھی پاس ہی بیٹھا ہوا کسی کسی وقت کھانسنے لگ پڑتا اور باتیں بڑی غور سے سننے میں محو تھا اچھا بیٹا جاؤ تم نیک مقصد کے لیے نکلے ہو اور کامیابی ضرور تمہارے قدم چومے گی اب یاسر صبا اور جوگی بابا جنگل سے گزر کر اس پرانے مکان تک پہنچ گئے جوگی بابا غور سے دیکھئے اس جگہ کو وہ سامنے اس تالاب پر تیرتی ہوئی ہڈیاں اور کالے رنگ کی گلی سڑی کھوپڑیاں جنہیں کل رات آگ لگا کر راکھ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی مگر نجانے ان ہڈیوں اور کھوپڑیوں میں ایسا کیا جادو ہے اور اس تالاب میں چھپا ہوا راز نجانے کتنے ہی سالوں سے سینے میں دفن ہے میں تو یہ سوچ کر آپ کے پاس گیا تھا کہ آپ مجھ سے زیادہ اس جگہ کے متعلق جانکاری رکھتے ہوں گے اور ناگن کا وہ ماضی جو شیطانی مراحل سے گزر چکا ہے اسے جان چکے ہوں گے لیکن اب یہاں تک آگئے ہیں تو امید ہے ہماری کچھ مدد کر سکیں گے ٹھیک ہے میں اس ناگن کا سامنا کرنے کے لیے پوری طرح سے تیار ہوں چلو اندر چلتے ہیں۔

اب یاسر صبا اور وہ جوگی بابا مکان کے اندر داخل ہو چکے تھے جہاں جوگی بابا اپنے چھوٹے سے بیگ کو زمین پر رکھنے کے بعد مختصر سا سامان باہر نکالنے میں مصروف تھا اسے نجانے کیوں اپنے گردو اطراف سے انجانا سا خوف محسوس ہونے لگا جسے وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا صبا اور یاسر اس جوگی بابا کی طرف متوجہ تھے اب جوگی بابا اپنا تھیلا کھولتے ہوئے بانسری نکال کر ایک منکا اپنی اوپری جیب میں رکھتے ہوئے بولا میں اس ناگن کو اپنی قید میں کر کے ساتھ لے جاؤں گا یا پھر اس دوائی سے ہمیشہ کے لیے اس کا خاتمہ کر دوں گا اتنا کہتے ہی تھیلے سے اس نے سفید رنگ کی شیشی باہر نکالی جس میں لال رنگ بھرا ہوا تھا صبا حیرت سے بولی بابا جی اس شیشی میں کیا ہے جوگی بابا کھڑا ہو کر بولا اس میں سانپ کو مارنے کی سب سے بڑی شکتی موجود ہے دنیا کا کوئی بھی بڑے سے بڑا خطرناک سانپ چاہے وہ سو سال بعد انسانی شکل میں ظاہر ہوا پھر اچھادھاری ناگ کی کوئی بھی قسم ہو اس کے وجود کو ہمیشہ کے لیے ختم کر سکتا ہے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت پیش آ سکتی ہے جب سے اس ناگن کا تم سے ذکر سنا ہے تب سے میرے دل میں ایک بے چینی سی لگی ہوئی ہے اب جوگی بابا صبا اور یاسر تینوں صحن میں آ گئے جوگی بابا نے ایک خاص جگہ کا انتخاب کیا جہاں روشنی کم ہونے کے برابر تھی جوگی بابا ایک جگہ مناسب سمجھ کر وہاں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اب اس نے بانسری بجانا شروع کر دی صبا اور یاسر اس سریلی آواز میں ایک مٹھاس محسوس کر رہے تھے لیکن اس بات سے بے خبر بہت جلد یہ آواز موت کی نوید بن کر سامنے آ جائے گی ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اچانک تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں دور دور تک زمین پر بکھری کھوپڑیاں اور ہڈیاں تیز ہوا کے دباؤ سے آس پاس لڑھکتی ہوئی جا رہی تھیں۔

صبا اور یاسر اس آنے والے عجیب و غریب تیز رفتار طوفان کو سمجھنے سے قاصر تھے اچانک تالاب کا پانی چھلک چھلک کر باہر آنے کی تگ و دو کرنے لگا۔ جوگی بابا کی نگاہوں کا مرکز اب وہ تالاب تھا جبکہ بانسری کی دھن مسلسل جاری تھی وہ بھی

اس حیران کن تبدیلی سے دل میں ایک لمحے کے لیے تجسس پیدا کرنے لگا وہ اس ناگن کو دیکھنا چاہتا تھا جس کی شیطانی طاقت کے آگے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی اگلے ہی لمحے تالاب سے ایک صحیح سالم ڈھانچہ جوگی بابا کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا صبا اور یاسر کے دل اچھل کر حلق میں آ گئے یہی حال جوگی بابا کا تھا جس نے بانسری بجانا بند کر دی تھی عقب میں وہ تین ڈھانچے تالاب سے باہر نکلے ساتھ ہی کالے رنگ کا ایک بہت ہی بڑا سانپ کنڈلی مار کر زمین پر بیٹھ کے جوگی بابا سے کچھ ہی فاصلے پر اپنی چمکتی ہوئی آنکھوں سے مسلسل دیکھنے میں مصروف تھا جوگی بابا کھڑا ہو کر اس سانپ کو دیکھ کر دھیرے دھیرے مسکرانے لگا اور بولا آج میں تجھے پٹاری میں بند کر کے یہاں سے بہت دور لے جاؤں گا جہاں سے تو کبھی واپس نہیں آئے گی یہ سن کر وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوئی جوگی بابا نے سانپ کے پھن کی جگہ ایک لڑکی کا چہرہ دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا پھر اس لڑکی نے اپنی آنکھوں سے سبز رنگ کی روشنی جوگی بابا کی طرف منعکس کی تو جوگی بابا اڑ کر پیچھے جا گرا جوگی بابا کے چہرے پر ہوائیاں سی اڑنے لگیں اس نے اگلے ہی لمحے وہ سفید رنگ کی شیشی اس ناگن پر الٹ دی جس کا نتیجہ بہت ہی بھیانک ہوا آس پاس کھڑے وہ چاروں ڈھانچے کھڑچ کھڑچ کی بلند آواز کے ساتھ خود بخود ٹوٹ کر زمین پر بکھر گئے پھر وہ ناگن سے انسانی شکل میں ظاہر ہوئی تو جوگی بابا غصے بھرے انداز میں بولا تو سو سال پورے ہونے کے بعد انسانی شکل میں اب آ تو گئی ہے لیکن میں تجھے اس طرح آزادی سے جینے نہیں دوں گا میں یہ تو نہیں جانتا تیری کون سی طاقت تیرا ساتھ دے رہی ہے مگر مجھے اپنے خدا پر پورا یقین ہے آج یا تو میں تجھے قید کر کے یہاں سے لے جاؤں گا یا پھر یہاں اسی جگہ جلا کر بھسم کر دوں گا یہ سن کر وہ ناگن بولی۔

سو سال تو کب کے بیت چکے ہیں آج تک کوئی بھی سادھو علم والا یا پھر کوئی طاقتور سپیرا مجھے قابو نہیں کر سکا تو پھر تو کیا چیز ہے صرف ایک آدمی ایسا ہے جس کی طاقت کے آگے میں بے بس ہوں پچھلی بار چودھویں رات کے چاند گرہن نے مجھے میرے مقصد سے دور کر دیا تھا اس مہان گرو کے بارے میں اتنا ضرور معلوم ہے وہ زندہ ہے مگر وہ بھی یہاں تک نہیں پہنچ سکے گا اگر وہ آ بھی گیا تو ابھی میری شکتی میرے پاس ہے میں اس کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہوں اگر تجھے اپنی زندگی پیاری ہے تو یہاں سے چلا جا تجھے میرا کوئی بھی ساتھی نہیں روک پائے گا جن چاروں ڈھانچوں کو تو نے ریزہ ریزہ کر دیا ہے اس سے کئی ہزار گنا شیطانی طاقتیں اگر ابھر کر سامنے آ جائیں تو سوچ تیرے اس جسم کا کیا حال ہوگا وہ تیرے جسم کی تکہ بوٹی ایک کر دیں گے یاسر بولا۔

"رادھا تم ایک شیطانی ناگن ہو شیطانی طاقتیں رکھتی ہو جبکہ میں مسلمان ہوں میرے پاس اللہ کی دی ہوئی نورانی طاقت ہے تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی یہ وقت بتائے گا کون کتنے پانی میں ہے اس ناگن نے آگے سے جواب دیتے ہوئے کہا تو جوگی بابا بولا اب تم مجھے مجبور کر رہی ہو لگتا ہے سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا۔ سیدھی طرح اپنا روپ دھار کر اس پٹاری میں شرافت سے بیٹھ جاؤ مجھے مجبور نہ کر رادھا بولی تمہاری یہ بانسری مجھ پر ذرا بھی اثر نہیں کرے گی یوں بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے اتنا کہتے ہی وہ شیطانی مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجانے لگی تو جوگی بابا غصے سے اس طرف بڑھا جہاں بانسری زمین پر پڑی ہوئی تھی اسے اٹھا کر بجانا شروع کر دی وہ انسانی شکل دھیرے دھیرے سانپ کے پھن میں دوبارہ تبدیل ہوگئی اور بجائے پٹاری میں جانے کے اچھل کر جوگی بابا پر حملہ کر دیا اس نے جوگی بابا کی گردن کو اپنی لپیٹ میں لے لیا صبا اور یاسر خوف سے پیچھے ہٹ گئے پھر اس ناگن نے جوگی بابا کی پیشانی پر ڈس لیا۔ آ۔۔آ۔۔۔جوگی بابا کے حلق سے چیخ نکل گئی پھر اس سانپ کو نیچے اترتا ہوا دیکھ کر صبا اور یاسر جیسے ہی اینٹ اٹھا کر اس کو مارنے کی غرض سے آگے بڑھے وہ ان کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئی یہ دیکھ کر دونوں ہی حیران رہ گئے جوگی بابا نے جیب سے وہ منکا نکال کر پیشانی پر رکھا اور بولا وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ ناگن بہت ہی طاقتور ہے اس کے لہجے میں کپکپاہٹ نمایاں تھی۔

اب صبا اور یاسر جوگی بابا کو سہارا دے کر مکان کے اندر داخل ہو چکے تھے جہاں کمرے کے ایک بیڈ پر اسے لٹا کر صبا دودھ گرم کرنے چلی گئی یاسر بولا جوگی بابا۔۔۔ جوگی بابا میں نے آپ کو کہا تھا وہ ناگن کوئی معمولی طاقتوں والی نہیں ہے وہ کوئی بھی روپ اختیار کر سکتی ہے اور نجانے کتنے بے گناہ انسانوں کی جان سے کھیل سکتی ہے جوگی بابا کی آنکھوں میں نشے کی کیفیت پیدا ہونے لگی اور اس کا خمار زدہ لہجہ صاف ظاہر کر رہا تھا کہ اس پر نیند کا غلبہ طاری ہو چکا ہے یاسر۔۔۔یاسر تم اس انسان کو تلاش کر سکتے ہو جس کا اس شیطانی ناگن سے بہت پہلے کا واسطہ ہے اور شاید اس نے پہلے بھی اسے قید بھی کیا ہو کیونکہ سو سال بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوئی بھی ناگن انسانی شکل اختیار کر کے اگر انسانی جان کی دشمن بن جاتی ہے تو اسے ختم کرنے کے لیے بھی کوئی نہ کوئی راستہ ایسا ضرور نکلتا ہے جو اسے عبرت ناک انجام تک پہنچا سکے میرے پاس موجود یہ سفید منکا زہر چوسنے کی صلاحیت رکھتا ہے تم میری فکر نہ کرو اور سو جاؤ میرے پاس یہ منکا ہے اس ناگن کے زہر کا سامنا کرنے کی اتنی ہمت ہے جاؤ یاسر۔۔ جوگی بابا کو چھوڑ کر ساتھ ہی کمرے میں چلا گیا جبکہ صبا دودھ گرم کر کے لے آئی جوگی بابا دودھ پی لیں اب جوگی بابا ٹیک لگا کر آہستہ آہستہ دودھ پیتے ہوئے لمبے لمبے سانس لینے لگا اس کے ہاتھ میں منکا ابھی تک ویسے ہی موجود تھا صبا اور یاسر ساتھ والے کمرے میں چلے گئے جبکہ جوگی بابا اس بات سے بے خبر ہو چکا تھا کہ وہ زہر بہت جلد اس کے جسم میں شامل ہو کر اپنا اثر دکھائے گا یوں تین چار گھنٹے تک جوگی بابا شدید تکلیف اور درد سے نڈھال ہو کر آنکھیں بند کر کے لیٹنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہو گیا اس کے جسم میں اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کی اب بالکل شکتی نہیں تھی اس زہر کے اثر نے اسے بے بس کر دیا تھا۔

صبح سب سے پہلے صبا کی آنکھ کھلی باہر چرند پرند اپنی اپنی آوازوں میں گنگنا رہے تھے صبا نے لمبی انگڑائی لی اور یاسر کی طرف ایک نظر بھر کر دیکھا جو گہری نیند سویا ہوا تھا وہ اٹھ کر اپنے بال سنوارتے ہوئے جیسے ہی ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئی تو بستر پر ایک سفید رنگ کا ڈھانچہ دیکھا جو ٹیک لگائے اس کی جانب دیکھ رہا تھا غالباً اس کی آنکھیں بے رونق تھی اور بے حس و حرکت پڑا تھا۔ آ۔۔آ۔۔آ۔۔ صبا اس ہڈیوں بھرے ڈھانچے کو دیکھ کر چیخ پڑی یاسر ہڑ بڑا کر اٹھ کے بیٹھ گیا اور صبا کی طرف دیکھا جو دروازے پر کھڑی اندر کا ماحول دیکھ رہی تھی صبا صبا کیا ہوا۔ بھیا۔۔ بھیا۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ دیکھو۔۔ صبا کے لب بری طرح سے کانپ رہے تھے جبکہ یاسر خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے آگے بڑھ کر اس ڈھانچے کو بڑی حیرت سے دیکھ رہا تھا یاسر نے اس کے ہاتھ میں وہ سفید منکا دیکھا تو خوف سے بولا صبا جاتی ہو یہ جوگی بابا تھا وہی جوگی بابا جو رات اس ناگن کے زہر سے مقابلہ کرتے کرتے نجانے کس وقت تڑپ تڑپ کر اپنی جان سے ہار بیٹھا مجھے پورا یقین ہے یہ وہی جوگی بابا کو ہڈیوں بھرا ڈھانچہ ہے مجھے حیرت اس بات کی ہے کہ اس سفید منکے نے ناگن کے زہر کا اثر ختم کیوں نہیں کیا اس ناگ نے بھی کل رات اس کی مدد نہیں کی صبا بولی نہیں یاسر اس ناگ کو زخمی حالت میں پہلے دیکھ چکی ہوں وہ دیکھو زمین پر اس کے نشان جو دروازے سے باہر جا کر ختم ہو گئے ہیں شاید وہ ناگ جوگی بابا کو رات بچانے کی ناکام کوشش کرتا رہا ہے مگر ناکام رہا صبا تم بوڑھے بابا جی پاس اب کچھ دن گزارو میں جوگی بابا کا پتہ کروں گا اس مہان گرو کا جو پہلے بھی ناگن کا سامنا کر چکا ہے ہم ابھی یہاں سے چلیں گے ابھی وہ دروازے سے نکلے ہی تھے کہ یاسر کے بازو سے ایک سانپ لپٹ گیا بھیا۔ بھیا۔ وہ۔۔۔ وہ دیکھو آپ کے بازو پر سانپ لپٹا ہوا ہے یاسر نے اپنی خوفناک آنکھوں سے اس سانپ کو دیکھا جو اپنا پھن اس کے ہاتھوں پر پیار سے سہلا کر دوستی کا ثبوت دے رہا تھا یاسر نے کانپتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے۔۔ اس سانپ کو زمین پر اتارا اور بولا میرے دوست تمہارے جسم کو تلاش کرنے کے لیے مجھے اس دنیا کا آخری کونہ بھی تلاش کرنا پڑے تو قدم پیچھے نہیں اٹھاؤں گا میں جانتا ہوں جوگی بابا کی موت کے ذمہ دار تم نہیں ہو وہی خون آشام ناگن ہے جس نے جوگی بابا کے جسم سے نہ صرف خون چوسا ہے بلکہ اس کا جسم بھی ہڈیوں میں تبدیل کر دیا ہے اب صبا اور یاسر مکان سے نکل کر جنگل سے گزرنے کے بعد وہ بھی آبادی میں داخل ہو گئے۔

مہاراج آیئے۔۔ آیئے آپ کا اس سفر میں ہمارے ساتھ رہنے کا سواگت ہے پہلے لباس اور سفید شلوار پہنے مہاراج کے ساتھ اپنے استاد گرو کے سامنے ادب سے جھکے ہوئے تھے جبکہ ان کا استاد ٹرین میں اپنا قدم اٹھا کر اندر داخل ہو چکا تھا پیچھے پیچھے چندرہ میں ساتھی بھی ٹرین کے اندر سوار ہو گئے اب گھنٹی بجتے ہی گاڑی رفتہ رفتہ پلیٹ فارم چھوڑنے لگی انکل ۔۔انکل یہ میری سیٹ ہے آپ کو کس نے کہا ہے یہاں بیٹھیں ارے ۔۔ارے نہیں وکی بیٹا ایسے نہیں کہتے بابا جی آیئے ۔۔آیئے تشریف رکھیے اس بوگی میں جہاں کئی مسافر انڈیا جا رہے تھے، اس سکول کا ایک ٹرپ بھی جا رہا تھا پانچ افراد پر مشتمل یہ مختصر فیملی بھی بچوں کے ساتھ شریک سفر تھی ایک بزرگ نے اس مہاراج کو بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر وہ سیٹ پر براجمان ہوئے اور مسکرا کر اس بچے کی طرف دیکھنے لگے بیٹا ۔۔کیا نام ہے تمہارا اس نے کہا میرا نام وقاص ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اسنے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا جیتے رہو بیٹا مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی تم مسلمان ہو ماشاءاللہ بہت اچھا نام ہے ویسے کہاں جا رہے ہو۔ یہ سن کر اس نے اپنے

بھائی کی طرف دیکھا تو وہ بولا بابا جی برا نہ محسوس کیجئے یہ میرا چھوٹا بھائی ہے ابھی نادان ہے میرا نام عدیل ہے یہ میرا دوست کبیر ہے کبیر نے اس بابا جی سے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا لگتا ہے آپ بھی انڈیا جا رہے ہیں ہاں بیٹا ایسی ہی سمجھو بہت عرصہ پاکستان رہ کر اب دل اکتا سا گیا ہے بوریت سی محسوس ہو رہی ہے عدیل نے کہا بابا جی آپ سے دو باتیں پوچھنی ہیں وہ مسکرا کر بولے بیٹا جو بات بھی دل میں ہے کہہ دو میں دلوں کے بھید بھی خوب جانتا ہوں مگر خدا نے جتنی ہمت مجھے دی ہے وہ ہی کافی ہے تم پوچھو کیا پوچھنا چاہ رہے ہو مہاراج لڑکا کافی ذہین لگتا ہے اس نے اپنے ساتھی کی طرف ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور عدیل کی طرف متوجہ ہوا بابا جی آپ کا یہ لال سرخ چہرہ میرا مطلب ہے چہرے کی رنگت اتنی سرخ کیوں ہے اور دوسری بات یہ جو آپ نے سر پر تاج پہن رکھا ہے جس پر ایک کالے سفید رنگ کا عجیب و غریب سانپ جو کنڈلی مارے اپنی دو شاخہ زبان باہر نکالے ہوئے ہے اسے دیکھ کر لگتا ہے آپ کوئی بہت ہی خاص شخصیت ہیں جن کے ساتھ میرا یہ سفر امید ہے اچھا گزرے گا وہ بولے۔

ہاں بیٹا تم ٹھیک کہہ رہے ہو میرے بارے میں تم نے جتنا کہا اس میں کوئی شک نہیں ہے تمہارے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میرے چہرے کا یہ رنگ آج سے نہیں بلکہ کئی سالوں سے ہے سانپوں سے مقابلہ کرنے اور ان کی کمزوریوں کو پکڑنا میری فطرت ہے میں نے انڈیا کے شہر دہلی میں آنکھ کھولی جب میرے پتا مہان زندہ تھے انہیں بھی ناگ پکڑنے کا شوق تھا جو آہستہ آہستہ میرے دل و دماغ میں اترتا چلا گیا اپنی چون سالہ زندگی میں صرف سانپوں کے درمیان اپنا زیادہ تر وقت گزارا ہے کبیر بڑی تجسس سے اس کی باتیں سن رہا تھا بولا بابا جی آپ کا نام کیا ہے بیٹا لوگ تو مجھے مہاراج کہتے ہیں کئی لوگ جوگی بابا بھی کہتے ہیں مگر میرا حقیقی نام امیش چندر ہے ہم ہندو طبقے سے تعلق رکھتے ہیں انڈیا میں جس جگہ میں رہتا ہوں وہاں میرے سوا اور کوئی نہیں ہوتا کیونکہ میں شیش محل میں رہتا ہوں میرے گھر میں ناگن اور ناگ دیوتا کی مورتی موجود ہے سانپوں کے درمیان رہتے ہوئے کافی عرصہ بیت چکا ہے شیش محل میں ہر قسم کے خوفناک سانپ پال رکھے ہیں میرے چہرے کی یہ حالت اس ناگن نے کی ہے جس کا آج سے بیس سال پہلے میں نے خاتمہ کیا تھا میں نے اس ناگن کا خون تک چوس لیا تھا حالانکہ اس بات کو گزرے ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے مگر آج بھی اس ناگن کے تازہ لہو کی مہک محسوس ہوتی ہے۔

عدیل کی والدہ بھی ساتھ بیٹھی ہوئی یہ سن رہی تھی اس کا نام شکیلہ تھا وہ بولیں بابا جی اس ناگن کے متعلق ہمیں بتانا چاہیں گے اس سے آپ کی کیا دشمنی تھی اور یہ تاج آپ کو کس نے دیا وقاص بھی درمیان میں بول پڑا ہاں بابا جی آپ کے ہاتھ کی انگلی میں یہ چاندی کی انگوٹھی بہت قیمتی لگتی ہے یہ آپ نے کہاں سے خریدی تھی آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں سفر اچھا کٹ جائے گا جوگی بابا نے ایک لمبا سانس خارج کیا اور قدرے توقف کے بعد کہا جہاں تک میرا علم کہتا ہے اس ناگن کی کہانی یوں تو سو سال سے چلی آ رہی ہے مگر بیس سال پہلے اس ناگن نے جب اپنا انسانی وجود میں جنم لیا تو شیطانی شکتیاں بھی اسے حاصل ہو گئیں شیطانی شکتیوں سے مراد تم سمجھ لو جس طرح دنیا میں بری آتمائیں اور راکشش یعنی بدروحیں۔ جنات ہوتے ہیں اس ناگن کی بھی کچھ ایسی ہی قسم تھی وہ سانپ کا ایک ایسا جوڑا تھا۔ سنا کے بارے میں لوگ کہتے تھے سانپوں کی جوڑی پیار کا وہ دشمن ہے جو کوئی بھی انہیں جدا کر دے تو ان میں سے کوئی ایک انتقام لے کر ہی چھوڑتا ہے مگر اس جوڑے کو شاید کسی کی نظر لگ گئی انہیں جدا کرنے والا کوئی ہتھیارا یا میری طرح کوئی معمولی انسان نہیں تھا بلکہ ایک شیطان تھا اس شیطان پجاری نے مرتے وقت ناگن کو تمام شیطانی طاقتیں دے دیں جس کا اس نے ناجائز استعمال کیا بے گناہ انسانوں کا خون چوس کر اپنا زہر جسم میں داخل کر دیا اس ناگن کا زہر بھی خاص طاقت رکھتا تھا اگر وہ ناگن کسی انسان کو ڈس لیتی تو اس انسان کے جسم میں سوائے گوشت اور خون کے کچھ بھی باقی نہ رہتا صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جاتا جو اس ناگن کی شیطانی طاقت سے غائب ہو جاتا۔

۔ یہ سب سن کر تم کو یقین نہیں آ رہا ہوگا مگر میں چشم دید گواہ بھی ہوں اور اس ناگن سے مقابلہ کرنے والا صرف میں ہی وہ واحد انسان ہوں جس کے زہر نے میرے جسم پر میرے اس شریر پر اثر نہیں کیا بلکہ میرے چہرے کا رنگ تک چھین لیا مجھے وہ چاندنی کی چودھویں رات کا خوفناک منظر آج تک نہیں بھولتا جب اس ناگن کو تالاب میں طلسمی طاقتوں کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر دیا تھا اس کا ساتھ دینے والا وہ ناگ جسے ختم کرنے کے سوا میرے پاس اور کوئی چارہ بھی نہ تھا اس ناگ کو جس وقت میں نے اپنے ہاتھوں سے ختم کیا وہ انسانی شکل میں تھا کیونکہ اس وقت ناگ کو ختم کرنا میرے لیے اس لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضروری تھا کہ سورج نکلنے سے قبل ناگن کی شکتیاں ناگ کے جسم میں داخل نہ ہو جائیں وہ ناگ اس ناگن کا دشمن بھی اس لیے بنا ہوا تھا کہ اس نے اپنا راستہ غلط منتخب کیا تھا وہ شیطانی راستے پر نکل پڑی تھی اور اس ناگ سے دشمنی بڑھ گئی تھی۔ وقاص بولا بابا جی ہم نے تو سنا ہے سانپوں کی جوڑی کو کبھی نہیں مارنا چاہیے اگر ایک کو مار دیا جائے تو دوسرے کا مرنا بھی لازمی ہے آپ کا علم کیا کہتا ہے۔

ہاں بیٹا تم نے صحیح کہا ہے میں نے ابھی ابھی تم سے اسی بات کا ذکر کیا ہے کہ اگر ایک بچ جائے تو وہ کسی بھی روپ میں اپنا انتقام اس شخص سے لے سکتا ہے جس نے اسے جدا کیا یا اس کے ساتھی کو جان سے مار دیا سمیر بڑی حیرت سے یہ کہانی سن رہا تھا بولا۔ بابا جی کیا ابھی وہ مردہ ناگ ہمیں دیکھ سکتے ہیں جوگی بابا مسکرا کر بولے ارے نہیں بیٹا اس کا جسم تو کبھی کا دفن ہو چکا ہوگا اس کی روح البتہ زندہ تھی جو کچھ ہی دنوں بعد ناگن کے ساتھ ساتھ اس دنیا سے چلی گئی مجھے کچھ کچھ یاد پڑتا ہے جب ناگ کا خاتمہ ہوا تو وہ بھی چاند کی چودھویں رات ہی تھی مگر اس رات کو چاند گرہن لگ گیا تھا مجھے حیرت تو اس وقت اس بات کی ہوئی تھی کہ ناگن کی روح بھی سانپ کی شکل میں دوبارہ نو سال بعد اس وقت سامنے آئی جب چاند کی چودھویں رات کو چاند گرہن لگا تھا آج گیارہ سال گزر چکے ہیں مگر خدا کا یہ کرم ہے اس ناگن کا پھر کبھی وجود ظاہر نہیں ہوا کیونکہ اس ناگ کی روح بھی لازمی بات ہے ظاہر ہوگی آج تک میں اس ناگ کا جسم تلاش نہیں کر سکا سمیر نے کہا بابا جی آپ نے اس ناگ اور ناگن کا خاتمہ کیسے اور کس جگہ کیا جوگی بابا سمیر کی طرف گہری نظروں سے دیکھنے کے بعد بولے اس چاندی کی انگوٹھی سے اس سانپ کی جوڑی کا میں نے بھرپور طاقت سے مقابلہ کیا جہاں اس ناگ کو میں نے مارا تھا وہ جگہ پہاڑوں کے پاس ہی دریا کے ساحل پر واقع جہاں مدت ہوئی میں کبھی نہیں گیا وہ جگہ شاید اب بھی قائم ہو مگر میں یقین سے نہیں کہہ سکتا جبکہ اس ناگن کو میں نے شام نگر کے جنگل میں کسی جگہ تالاب میں پھینک کر خاتمہ کیا تھا اس ناگ نے صرف ایک بار جنم لیا تھا یعنی آج سے نو سال پہلے جب چودھویں رات کے چاند گرہن نے مجھے خوفزدہ کر دیا تو حیرت کی بات یہ تھی کہ اس وقت بھی وہ روح کی شکل میں ظاہر ہوا تھا عدیل نے خاموشی کا تسلسل توڑتے ہوئے کہا جوگی بابا کیا وہ ناگن انسانی شکل میں بھی کبھی ظاہر ہوئی تھی وہ بولے۔

ہاں مگر اسے تالاب کے اندر ہی پانی کی گہرائیوں میں ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا تھا اس ناگن کی مرتے دم تک بھی ایک قسم تھی کہ وہ ناگ کا خاتمہ کر کے اپنا شیطانی دنیا کا راج قائم کر سکے کیونکہ ناگ کے ہوتے ہوئے وہ بھی ایسا نہیں کر سکتی تھی آج نو سال گزرنے کے بعد وہ واقعات آنکھوں کے سامنے تازہ پھول کی مہک کی مانند محسوس ہوتے ہیں اتنا کہہ کر جوگی بابا خاموش ہوا تو وقاص بولا بابا جی کیا میں آپ کا گھر دیکھ سکتا ہوں جوگی بابا بولے بیٹے تم نے سانپوں کو دیکھ کر کیا کرنا ہے اتنا کہہ کر وہ مسکرا کے ساتھ ہی اس کے بھائی کو دیکھنے لگے تو عدیل بولا بابا جی ہم انڈیا دس پندرہ دنوں کے لیے جا رہے ہیں امید ہے کہ آپ سے ضرور ملاقات ہوگی۔ بیٹا یہ جو بچے تمہارے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں کیا یہ سب۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئے تو بابا جی کی بات کو سمیر نے مکمل کرتے ہوئے کہا ہاں بابا جی بچوں نے تاج محل دیکھنا ہے اور انہیں دوسری سیر و تفریح والی جگہوں پر جہاں ہم بھی لطف اندوز ہو سکیں جوگی بابا نے کہا ٹھیک ہے بیٹا جب کبھی شام نگر جانے کا دل کرے تو مجھے ضرور بتانا میں تمہیں اس جگہ لے کر جاؤں گا جہاں ناگ اور ناگن بھی رہتے تھے جہاں سے ان کی محبت پروان چڑھی تھی سمیر اپنی منگیتر سائرہ کے ساتھ بیٹھا جوگی بابا کی بڑی تجسس سے دیکھ کر گہری سوچ میں گم ہو گیا سمیر ہمیں وہ جگہ دیکھنی چاہیے تم کیا کہتے ہو پہلے ہم انڈیا تو پہنچ جائیں پھر ہی گھومنے کا پروگرام بنا سکتے ہیں سائرہ بولی سمیر ویسے نجانے جوگی بابا کی باتیں سن کر کیوں ایک ڈر سا مجھے لگنے لگا ہے سمیر آہستہ سے بولا مجھے لگتا ہے اس نے ضرور پرانے زمانے کی کہانی سنائی ہے۔ آہ۔۔ آہا۔۔ سائرہ یہ بات کر ہنس دی پھر کسی نے بھی جوگی بابا سے کسی خاص موضوع پر بات نہیں کی اور سفر یونہی کٹتا چلا گیا۔

صبا جی۔۔ صبا جی تو کیوں پریشان ہو رہی ہو یاسر ابھی آتا ہی ہوگا بابا جی وہ صبح کے گئے ہوئے ہیں ابھی تک واپس نہیں لوٹے اوپر سے رات بھی ہو گئی ہے صبا جی وہ ضرور کہیں رک گیا ہوگا ہو سکتا ہے آخری بس اسے نہ ملی ہو یاسر اس وقت بس کا انتظار کرتے کرتے بالآخر رات گزارنے کے لیے سوچ و بچار کرنے لگا پھر اسے ایک گاڑی دور سے آتی ہوئی دکھائی دی یاسر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکنے کو کہا وہ تین نوجوان لڑکے تھے جو شہر کی طرف جا رہے تھے ارے بھائی۔۔ کہاں جانا ہے مجھے شام نگر کی آبادی تک جانا ہے ارے بھائی تو تو کافی

دور ہے ہاں معلوم ہے آخری بس بھی نجانے کب کی جا چکی ہے کیا آپ مجھے چھوڑ سکتے ہیں دیکھو بھائی ہم تو ہاسٹل میں رہتے ہیں فرسٹ ایئر میں پڑھتے ہیں اگر آپ برا نہ مانو تو ہمارے ساتھ ہاسٹل چلو کل صبح چلے جانا یاسر نے نہ چاہتے ہوئے ساتھ چلنے کی حامی بھر لی یاسر اب ہاسٹل میں اس کمرے کے اندر موجود تھا جہاں وہ تین لڑکے تاش کھیلتے ہوئے ہنس ہنس کر گپیں لگا رہے تھے یاسر بستر پر لیٹ کر اپنی بہن کے متعلق سوچنے لگا نجانے وہ کتنی پریشان ہو رہی ہوگی پھر اسے ناگن کا خیال آیا کہیں وہ اس کی جان نہ لے لے مگر بوڑھے بابا کا ساتھ تھا اس لیے اس نے اپنے آپ کو دل میں کچھ تسلی دی رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی اچانک یاسر کو اپنے اطراف سے سرسراہٹ محسوس ہوئی یاسر نے دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولیں اور نیلے رنگ کے زیرو واٹ پاور بلب کی روشنی میں سرسراہٹ کو واضح محسوس کیا اب کی اس سرسراہٹ واضح سنائی دے رہی تھی یاسر نے زمین پر کچھ فاصلے پر ایک کالے رنگ کا خوفناک سانپ دیکھا تو وہ پسینے پسینے ہو گیا اچانک اس نے اپنا پھن اوپر کیا تو وہ لڑکی کی شکل میں ظاہر ہوا اس کا چہرہ دیکھ کر یاسر فوراً سمجھ گیا یہ وہی ناگن ہے جو آج اس کی جان لے کے چھوڑے گی وہ ناگن جیسے ہی بستر پر چڑھی تو یاسر کے ہوش اڑ گئے اس نے اپنی دوشاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے یاسر کی طرف اپنی چمکتی آنکھوں سے دیکھا یاسر کو کاٹنے کی کوشش کی۔

اچانک کمرے میں سفید رنگ کی تیز روشنی پیدا ہوئی جس نے سانپ کو دور پھینک دیا اور وہ ناگن دور زمین پر دیوار کے کونے سے جا لگی یاسر نے اس سفید روشنی میں اپنے دوست کا سایہ دیکھ لیا تھا اور اپنے ہمشکل کو پہچان لیا تھا اسے حیرت اس بات کی ہو رہی تھی کہ اتنی تیز روشنی سے وہ تینوں لڑکے اٹھ کر انہیں دیکھنے لگے حتیٰ کہ پورا کمرہ چندھیانے کے لیے اتنا روشن ہو چکا تھا کہ آنکھوں میں تیز روشنی واضح محسوس کی جا سکتی تھی اب یاسر اس سانپ کو ان دیکھی طاقت سے لڑتے ہوئے محسوس کرنے لگا پھر جیسے ہی روشنی ختم ہوئی اس ناگن نے ایک لڑکے کی طرف رینگتے ہوئے اس کی ٹانگ پر کاٹ لیا۔۔ آ۔۔ آ۔۔ وہ چیخ کر اٹھ بیٹھا اگلے ہی لمحے کمرے کی ٹیوب لائٹ روشن ہوئی اور یاسر نے چیختے ہوئے اس جاتے ہوئے سانپ کی طرف اشارہ کیا وہ۔۔ وہ۔۔۔ وہ دیکھو کتنا لمبا سانپ ہے ان تینوں لڑکوں نے دروازے کے ساتھ کھڑکی کے سوراخ میں سانپ کو واضح طور پر دیکھا تھا اور خوف سے کانپ رہے تھے یاسر نے جلدی سے اس کھڑکی کو بند کر کے پرانا کپڑا اس جگہ پر پھنسا دیا جہاں وہ ناگن اس لڑکے کو ڈسنے کے بعد واپس چلی گئی تھی یاسر نے کہا میں ابھی جا کر ڈاکٹر کو بلاتا ہوں اس کی ٹانگ کو مضبوط کپڑے سے باندھ کر رکھو اس سانپ کا زہر بہت ہی جان لیوا ثابت ہوگا جلدی کرو یاسر نے بڑی تیزی سے الفاظ ادا کیے اور باہر چلا گیا۔

رات کی اس گہری تاریکی میں کسی ڈاکٹر کو تلاش کرنا اس وقت ناممکن نظر آ رہا تھا قریبی آبادی میں کچھ رہائش پذیر لوگوں کا مستقل ٹھکانہ جہاں بہت سے ملازم یا تو آفیشل ورکر تھے یا پھر اپنے ذاتی مکان میں رہ رہے تھے یاسر کا کوئی بھی جاننے والا دوست یا کوئی عزیز یہاں شہر میں نہیں تھا جو اس مشکل میں رات کے وقت اس کی مدد کو آتا وہ جلد ہی ایک بلڈنگ کے پاس پہنچا جہاں گیٹ پر ایک آدمی ڈیوٹی دے رہا تھا ایک رائفل اس نے اپنے کندھے سے لٹکا رکھی تھی۔۔ بھائی جان۔۔ بھائی جان پلیز مجھے آپ کی مدد چاہیے کیا اس وقت کوئی ڈاکٹر مل سکتا ہے میرے دوست کو خطرناک سانپ نے ڈس لیا ہے اگر بروقت کسی ڈاکٹر کا انتظام نہ ہوا تو شاید موت اس کا مقدر بن جائے گی وہ زندگی کی بازی ہار جائے گا وہ آدمی یاسر کو سر سے پاؤں تک حیرت سے دیکھنے لگا اور بولا۔ بھائی فی الحال تو ڈاکٹر کوئی بھی اس وقت آپ کو نہیں مل سکتا مگر ہاں ایک حکیم ہے جو شاید آپ کی مدد کر سکے آپ تیسرے فلور کے سات نمبر کمرے میں چلے جاؤ وہاں ایک حکیم اپنے خاندان کے ساتھ پچھلے دو تین سالوں سے رہ رہا ہے شاید وہ آپ کی مدد کرے جی بہت شکریہ۔ یاسر نے اتنا کہتے ہی اپنے قدم عمارت کی حدود میں رکھے اب وہ تیسری منزل کی سیڑھیاں عبور کرنے کے بعد سات نمبر کمرے کے بالکل سامنے کھڑا تھا اس نے جلدی جلدی سے دروازے پر دستک دی کچھ ہی لمحوں بعد اندر سے مردانہ آواز سنائی دی آ رہا ہوں بھئی۔ رات کو سونے نہیں دیتے نیند حرام کر دی ہے پتہ نہیں کون آ گیا۔

اگلے ہی لمحے ایک چالیس سالہ شخص چادر اوڑھتے ہوئے دروازہ کھول کر بولا جی بھائی کس سے ملنا ہے یاسر بولا دیکھیں جناب میرے ایک دوست کو سانپ نے کاٹ لیا ہے پلیز اس وقت صرف آپ ہی ساتھ دے سکتے ہیں وہ کچھ لمحے سوچ کر بولا چلنا کہاں ہے۔ زیادہ دور نہیں وہ سامنے ہی ایک ہاسٹل ہے وہاں تک جانا ہے تقریباً پندرہ منٹ بعد یاسر ایک حکیم کو لے کر ہاسٹل پہنچ گیا حکیم نے اس نوجوان کی ٹانگ کو دیکھا پھر بیگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے تازہ پتے نکالتے ہوئے اس کا عرق ٹانگ میں قطرہ قطرہ ٹپکنے لگا یاسر بولا حکیم صاحب یہ پتے اس سانپ کے زہر کو زائل نہیں کر سکتے وہ یاسر کی طرف دیکھ کر بولا کیا تم مجھ سے زیادہ علم جانتے ہو میں یہاں لیکچر دینے یا کچھ سننے نہیں بلکہ تمہاری مدد کرنے کے لیے آیا ہوں سانپ کے کاٹنے کا علاج بڑی اچھی طرح سے جانتا ہوں اسی لمحے میں دوسرا ساتھی بولا حکیم صاحب ہمارا دوست ٹھیک تو ہو جائے گا وہ بولے تم فکر مت کرو کچھ ہی دیر میں زہر کا اثر ختم ہو جائے گا اب وہ حکیم واپس چلا گیا تو یاسر نے کہا دوست آنکھیں کھولو۔۔۔ آنکھیں کھولو ابھی وہ خمار زدہ آنکھوں سے یاسر کی طرف دیکھ رہا تھا اور نہایت سستی آمیز لہجے میں بولا میرا جسم اندر سے ٹوٹ رہا ہے یاسر نے اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا مگر وہ نارمل تھی یعنی اس کا جسم زیادہ گرم نہیں ہو رہا تھا مگر چہرہ پیلا زرد ہو چکا تھا یاسر بولا لگتا ہے اس سانپ نے اس کے جسم سے خون کو بھی چوس لیا ہے۔۔۔

کیا وہ دونوں لڑکے خوف سے یاسر کی طرف دیکھنے لگے

یہ تم کیا کہہ رہے ہو ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں تم جلدی سے گرم دودھ لے کر آؤ اب یاسر نے اس کی دونوں ٹانگوں کو مضبوطی سے کپڑے کے ساتھ باندھ دیا اور بولا شاید اس کی جان بچ سکتی ہے اگر اس سانپ کے زہر نے اپنا اثر جلدی نہ دکھایا اب وہ بستر پر لیٹ چکے تھے یاسر نے گھڑی پر سوا تین بجے کا ٹائم دیکھا اور کروٹ بدل کر سو گیا۔ اگلے دن صبح ہی ساتھ بجے جیسے ہی اس کے دو دوست اٹھ کر بیٹھے تو زور زور سے چیخنے لگے کیونکہ جس کو سانپ نے رات کاٹا تھا اب وہ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ بن چکا تھا یاسر بھی ہڑبڑا کر اٹھ کے بیٹھ گیا جلدی سے کمبل اتار کر اس نے سب سے پہلے ٹانگ کو دیکھا جہاں دو کپڑے اسی طرح موجود تھے یعنی دونوں کو گرہ لگی ہوئی تھی دونوں ہی خوف سے یاسر کی طرف دیکھ رہے تھے پھر روتے ہوئے ہڈیوں کے ڈھانچے سے لپٹ گئے یاسر بولا میں نے کہا تھا وہ سانپ معمولی نہیں ہے مگر اس حکیم نے میری بات کو نظر انداز کر دیا یاسر ہاسٹل سے نکل کر باہر سڑک پر کھڑا ہو گیا اور خود سے ہمکلام ہو کر بولا اس ناگن نے میرا جینا حرام کر دیا ہے وہ تو بے گناہ انسانوں کی دشمن بن گئی ہے اس نے خون اور گوشت تک اپنی طلسمی طاقت سے ختم کر دیا اس سے پہلے وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ زندہ ہو مجھے اس سے پہلے یہ شیطانی کھیل کسی بھی طرح روکنا ہو گا مگر کیسے کیسے روک پاؤں گا یہی خیالات اس کے دل و دماغ میں سوالیہ نشان بن کر رہ گئے اب وہ بس کے ذریعے شہر پہنچ گیا۔

بھیا۔۔۔ بھیا اچھا ہوا تم آ گئے جانتے ہو رات میں ٹھیک طرح سے نہیں سوئی ساری رات تمہاری سلامتی کے لیے خدا سے دعا مانگتی رہی صبا۔۔۔ مجھے لگتا ہے وہ ناگن اب بے گناہ انسانوں کی زندگی سے اپنا شیطانی کھیل کا بھیانک آغاز کر چکی ہے وہ ناگن کوئی معمولی طاقت نہیں رکھتی وہ ایک خون آشام ناگن ہے ایسی ناگن جو کسی بھی لمحے بھیانک روپ اختیار کرتے ہوئے کسی بھی انسان کو دردناک موت سے دوچار کر سکتی ہے مجھے اس ناگن کی کمزوری معلوم کرنی ہے اور اس کے لیے مجھے واپس اسی جنگل میں جانا ہو گا نہیں نہیں بھیا۔۔۔ ہم اس ٹوٹے ہوئے مکان میں دوبارہ نہیں جائیں گے یاد ہے وہ جوگی بابا کا ڈھانچہ جسے ہم وہاں چھوڑ آئے تھے کہیں ہمارا حال بھی ایسا نہ ہو جائے نہیں صبا ایسا نہیں کہتے مجھے تو فکر لاحق ہو رہی ہے کہیں وہ ڈھانچہ زندہ ہو کر غائب تو نہیں ہو گیا یاسر یہ کیسی عجیب و غریب بات کہہ ڈالی صبا۔ یہ حقیقت ہے مجھے تو لگتا ہے کہیں وہ اپنا شیطانی کھیل پھر سے شروع کر چکی ہے جسے ہم نظر انداز کر رہے ہیں بوڑھا شخص پاس آتے ہوئے بولا بیٹا کہتے تو تم ٹھیک ہو اس ناگ سے رابطہ مسلسل رکھو شاید وہ ناگن کی کمزوری جانتا ہو ہاں بابا جی آپ نے ٹھیک کہا ہے آج رات کو وہاں جا کر اس ناگن کی کمزوری کو دیکھنا ہے اور وہی کمزوری ہماری کامیابی کی پہلی سیڑھی ہے صبا بولی ہاں بھیا اس ناگن کو ہمیں روکنا ہو گا صبا شاید تم جانتی نہیں ہو کل رات میں جس ہاسٹل میں ٹھہرا وہاں میرا سامنا اس ناگن سے ہوا ہے مجھے اس کی آنکھوں میں ایک انتقام کی واضح جھلک دکھائی دی ہے یوں لگا جیسے برسوں سے میری موت کا انتظار کر رہی ہو اور مجھے ڈسنے کے بعد وہ اپنا شیطانی جشن شروع کرنا چاہتی ہو۔ بھیا۔۔۔ بھیا وہ دیکھو سانپ۔۔۔ یاسر نے جھونپڑی کے اندر آتے ہوئے سانپ کو دیکھا جو کنڈلی مار کر اس کے بہت قریب بیٹھ چکا تھا یاسر نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور بولا۔

کیا تم ناگن کی کمزوری کو جانتے ہو یہ سن کر اس نے سرسراہٹ کی آواز نکالی یعنی وہ یاسر کی بات سن اور سمجھ چکا تھا پھر بولا آج رات جب تم انسانی شکل میں آؤ گے تو اس کی کمزوری ضرور بتانا تاکہ اس کا سامنا کرنے کی ہمت پیدا ہو جائے میں آج رات کو اس مکان میں دوبارہ آؤں گا جہاں تم نے کچھ اپنی زندگی کا طویل عرصہ اس رادھا کے ساتھ گزارا وہ سانپ اپنی دو شاخہ زبان نکالتے ہوئے سرسراہٹ کی آواز پیدا کرتے ہوئے اس کی ٹانگ سے چمٹ گیا پھر وہ باہر چلا گیا بوڑھا شخص

بڑی حیرت اور خوف سے یہ سب اپنی جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا بولا۔ یاسر بیٹا لگتا ہے اس کی تم سے کچھ زیادہ ہی دوستی ہو گئی ہے ہاں بابا جی ہم دونوں ایک ہی شکل کے ہیں یہ میرا ہمشکل دوست ہے مگر افسوس ہماری طرح زندگی گزارنے سے محروم ہے اسے صرف شانتی چاہیے جو صرف میری وجہ سے ممکن ہے وہ ناگ تو حق کے راستے پر ہے شیطانی راستے کا تو اس خونی ناگن نے انتخاب کیا ہے بیٹا تم تھکے ہوئے ہو کچھ دیر آرام کر لو نہیں بابا جی جب تک میرے دو اہم کام پورے نہیں ہو جاتے آرام زندگی میں کبھی نہیں مل سکتا وہ دو کام یہی ہیں سب سے پہلا اس ناگ کی روح کو سکون پہنچانا اور دوسرا زندگی گزارنے کے لیے ایسی چھت کا سایہ جو میری اور میری بہن کی عزت کو محفوظ رکھے میں اپنی بہن کو دلہن کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں جلد ہی اس کے لیے کوئی اچھا سا رشتہ مل جائے تو شادی کر دوں گا۔ بھیا۔ پہلے میری پڑھائی تو مکمل ہو لینے دو میٹرک کے بعد ابھی میں کم از کم تین چار سال پڑھنا چاہتی ہوں اس بوڑھے نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور بولا اللہ تمہیں خوش رکھے سدا خوش رہو چلو تمہیں کھیت کی سیر پہ لے چلتا ہوں یاسر بیٹا تم چلنا چاہو گے ہاں ہاں بابا جی کیوں نہیں اب وہ کھیتوں کے ساتھ ساتھ گزر کر پہاڑوں کے پاس پہنچ گئے یاسر نے دور پہاڑوں کے پاس سے گزرتے ہوئے دریا کو دیکھا اور بولا۔

بابا جی یہ دریا کتنے سال پرانا ہے بیٹا مدت ہو گئی ہے آج تک بھی دریا کے ساحل تک نہیں آئے جب میں تمہاری عمر کا تھا تو پانی میں غوطہ لگانے کا بہت شوق ہوا کرتا تھا لیکن اب وہاں ساحل پر سوائے ہڈیوں اور کھوپڑیوں کے کچھ بھی نہیں ہے اتنا کہہ کر وہ آگے چل پڑے تو یاسر کھوپڑیوں کا سن کر ایک لمحے کے لیے گہری سوچ میں کھو گیا بابا جی بابا جی ایک منٹ۔۔۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں وہاں جو کھوپڑیاں اور ہڈیاں موجود ہیں وہ کسی انسان کی ہیں یا پھر ماضی میں ان شیطانی ڈھانچوں کی جو اس جنگ میں لڑتے لڑتے ریزہ ریزہ ہو گئے بوڑھا دھیرے دھیرے سے مسکراتے ہوئے یاسر کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولا تم اتنی گہری سوچ میں کیوں پڑ جاتے ہو ہماری بستی کے جو شرارتی بچے ہیں صرف وہی کبھی کبھار ساحل تک جاتے ہیں مگر آج تک کبھی کسی نے غور نہیں کیا اور تم یہ کہنا چاہتے ہو اس جگہ پہ ماضی میں بھی شیطانی طاقتوں کا ٹکراؤ ہوا تھا یاسر سر ہلا کر بولا جی ہاں بابا جی سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں راکیش نے بھی ماضی کا ذکر کیا تھا

کچھ تو ایسا ہوا تھا جب ناگ اور ناگن کی لڑائی میں بہت سے بے گناہ مارے گئے اور وہ جوگی بابا جس نے اس ناگن کا خاتمہ کیا اور اس ناگ سے بے خبر کہ اس کی آتما بھٹکتی پھر رہی ہے شاید اس بات سے بے خبر ہو لیکن میں اس جوگی بابا کو تلاش کر کے ہی چھوڑوں گا یاسر بیٹا میرے خیال میں ہم واپس چلتے ہیں ٹھیک ہے بابا جی آئیے۔ اب صبا یاسر اور بابا ان کے ساتھ آبادی میں چلے گئے۔

ٹرین اب دہلی ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر رک گئی جوگی بابا کے ساتھ اب باہر کھڑے تھے عدیل اور سمیرا اس جوگی بابا سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولے بابا جی ہمارا ٹور پندرہ ہی دنوں کا ہے ہم آپ سے دوبارہ ملنا چاہتے ہیں اور ساتھ میں سکول سے آئے ہوئے بچوں کو بھی لائیں گے بیٹا ویسے تو میں بھی کبھار ہی شام نگر جاتا ہوں مگر میری رہائش اسی شہر میں ہے شیش محل ہی میری مستقل رہائش ہے میرے بڑے گرو جان استاد گرو کی مورتی وہاں موجود ہے جن کی میں سیوا کرتا ہوں تم جب بھی شام نگر چلنا چاہو تو مجھے ساتھ ضرور لے کر چلنا تمہیں وہ جگہ دکھاؤں گا جہاں نو سال پہلے ناگن سے میرا آمنا سامنا ہوا تھا عدیل بولا بابا جی یہ جو آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہن رکھی ہے کیا آپ اسے بطور تحفہ مجھے دے سکتے ہیں جوگی بابا مسکرا کر بولے نہیں بیٹا تم اس انگوٹھی کی تاثیر نہیں جانتے ہو کیونکہ نو سال قبل جب اس ناگن کو اس میں قید کیا تھا تبھی کچھ خاص شکتیاں میرے قبضے میں تھیں لیکن چاند کی چودھویں رات کو گرہن لگتے ہی اس کی شکتیاں ختم ہو جاتی تھیں اور مجھے دوبارہ عمل کرنا پڑتا تھا اس یقین کے ساتھ وہ ناگن پھر سے زندہ ہو گئی ہے اس انگوٹھی کی طاقت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ کسی بھی سانپ کو جب چاہوں جلا کر بھسم کر سکتا ہوں بابا جی کیا آپ اس وقت ایسا کر سکتے ہیں جوگی بابا نے مسکرا کر کہا جب تم میرے پاس آؤ گے تو تمہیں ہر سانپ کی جانکاری ساتھ ساتھ دیتا رہوں گا۔

اچھا بابا جی ہم چلتے ہیں آپ سے دوبارہ ضرور ملیں گے اب عدیل سمیرا اور اس کے گھر والے ریلوے اسٹیشن سے باہر آ گئے تھے جہاں سمیرا کے ایک دوست نے گاڑی کا انتظام کر رکھا تھا۔ سامان سیٹ کرنے کے بعد وہ اب یہ دو گاڑیاں آگے پیچھے شہر کی طرف جا رہی تھیں۔ جبکہ رامیش چندر ان گاڑیوں کو دور جاتا دیکھ رہا تھا اتنے میں اسے اپنے کانوں میں گھوڑے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹاپوں کی آواز سنائی دی اس نے دائیں جانب سر اٹھا کر اپنی طرف آتے ہوئے ایک کالے رنگ کے گھوڑے سے اتر کا نہایت ہی احترام سے سر جھکانے والے انداز میں بولا مہاراج کیسے ہیں آپ۔ سفر کیسا رہا ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں بہت تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں تم بالکل ٹھیک وقت پر آئے ہو مہاراج آپ کا یہ وفادار ساتھی آپ کے بغیر بہت اداس تھا اب دیکھیے آپ پر نظر پڑتے ہی کتنی خوشی محسوس کر رہا ہے وہ گھوڑا رامیش چندر کے پاؤں میں اپنا سر پھیر رہا تھا رامیش نے بھی اسے پیار کیا اور جسم پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگا مہاراج آج صبح ہی آپ کے محل کی صفائی ستھرائی کروا دی تھی آپ مکمل اطمینان کے ساتھ جا سکتے ہیں ٹھیک ہے تم میرے ساتھیوں کو لے کر آؤ میں اپنے دوست کے ساتھ شیش محل کی طرف روانہ ہوتا ہوں اب رامیش چندر کا گھوڑا برق رفتاری سے دوڑتا ہوا مختلف سڑکوں سے گزر کر شیش محل کے قریب پہنچ گیا گیٹ پر ایک ملازم پہلے سے موجود تھا چھوٹا سا گیٹ کھلنے پر جیسے ہی رامیش چندر کا گھوڑا اندر داخل ہوا تو جیسے ہر طرف ایک طوفان سا آ گیا ہر طرف مٹی کا گرد و غبار دکھائی دینے لگا شیش محل کے صحن میں لگی ہوئی گھنٹیاں زور زور سے بجنے لگیں رامیش چندر کے دل و دماغ میں انجانی کیفیت طاری ہونے لگی وہ گھوڑے سے اترا اور حالات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا اس کا ساتھی وفادار گھوڑا بھی اپنی دونوں ٹانگیں اٹھا کر اسے خطرے سے دوچار ہونے کی علامت ظاہر کرنے لگا رامیش چندر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر بولا لگتا ہے میرے جانے کے بعد ضرور پیچھے سے کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے صحن میں لگی وہ گھنٹیاں ضرور مجھے خطرے کا اشارہ دے رہی ہیں۔

مہاراج آئیے۔۔۔آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں جوگی بابا رامیش چندر اداس کرتے ہوئے پریشان سے بولا نہیں کچھ نہیں کوئی خاص بات نہیں دروازہ کھلواؤ اب شیش محل کا دروازہ کھلتے ہی صحن میں لگی گھنٹیوں کی آوازیں کم ہونا شروع ہو گئی رامیش چندر نے اپنے شیشے کے خوبصورت شوکیس میں سانپوں کو دیکھا جو کہ اس کی جانب دیکھ رہے تھے رامیش چندر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اندر کمرے میں داخل ہوا یہ کمرہ بہت ہی بڑا اور کشادہ تھا اس نے شوکیس میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ایک سفید رنگ کے سانپ کو باہر نکالا جو اس کے بازوؤں میں کلبلا رہا تھا اس نے اس کی آنکھوں میں خوف کا ایک گہرا تاثر نمایاں ہوتے ہوئے دیکھا پھر اس کا ملازم قریب آ کے بولا مہاراج کیا بات ہے آپ کا چہرہ ظاہر کرتا ہے ضرور کوئی پریشانی ہے رامیش چندر خود کو سنبھالتے ہوئے بولا ہاں پریشانی والی بات تو بظاہر نظر آتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے میری چھٹی حس مجھے خبردار کر رہی ہے میرا کوئی دشمن میری جان کے پیچھے پڑا ہوا ہے کیونکہ محل خطرے کا اشارہ دے رہا ہے آخر کون سا ایسا دشمن پیدا ہو گیا ہے جس کا خوف میرے ان دوستوں کی آنکھوں میں واضح دکھائی دے رہا ہے تم نے ان سب سانپوں کو دیکھا جیسے بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور کسی دشمن کی وجہ سے پریشان ہیں اچھا یہ بتاؤ میرے جانے کے بعد یہاں محل میں کوئی آیا تو نہیں تھا مہاراج ایسا کیسے ہو سکتا ہے میرے علاوہ بھلا کون یہاں آئے گا اور ویسے بھی اگر کوئی یہاں آنے کی کوشش کرتا تو یہ سانپ اسے ڈس کر مار بھی سکتے تھے رامیش چندر کچھ سوچ کر بولا ہاں تمہاری باتوں میں دانائی ہے یعنی وہ دشمن کوئی عام انسان نہیں ہو گا خیر ہم دیکھ لیں گے کون ہم سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تم ابھی جاؤ اور ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کرو ٹھیک ہے مہاراج ابھی کرتا ہوں اب وہ پیلے لباس اور سفید شلوار پہنے ہوئے ملازم کو جاتے ہوئے دیکھنے لگا جبکہ وہ خود کپڑے تبدیل کرنے کے بعد اپنے ناگ دیوتا کی مورتی کے سامنے جھک گیا اور بولا ناگ دیوتا آپ کو سب معلوم ہے میرے جانے کے بعد یہاں کون آیا تھا میں اپنے ملازموں سے اچھی طرح واقف ہوں کوئی بھی میرے ساتھ دھوکا بازی نہیں کر سکتا ہے میرے محل کی حفاظت کیجئے گا حفاظت کیجئے گا۔۔۔ناگ دیوتا میں صرف آپ ہی کے کرموں کی وجہ سے آج اس مقام تک پہنچا ہوں مجھے ہمت اور طاقت دیجئے کہ میں اس دشمن کا سامنا کر سکوں جس نے میرے اس محل کو اپنی نگاہوں کا مرکز بنایا ہوا ہے مجھے ہمت دیجئے۔ طاقت دیجئے ناگ دیوتا۔

مہاراج کھانا لگ چکا ہے۔ رامیش چندر نے عقب میں اپنے ملازم کو دیکھا تو آنکھوں میں آئی ہوئی نمی صاف کرتے ہوئے اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلا گیا مہاراج آپ کی طبیعت مجھے لگتا ہے کہ کچھ ٹھیک نہیں ہے کچھ ضرور کوئی وجہ ہے پریشانی والی بات ہے۔ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو میرا کوئی دشمن ضرور میری جان کے پیچھے پڑا ہوا ہے میں جب یہاں سے گیا تھا تو اپنے ساتھیوں کے چہرے پر صرف اداسی اور غم کے بادل چھائے ہوئے تھے کہ میں اتنا عرصہ دور جا رہا ہوں اور اب پاکستان سے واپس لوٹ آنے پر بجائے ان سانپوں کی آنکھوں میں خوشی کی چمک کے خوف کے آثار واضح

دکھائی دے رہے ہیں مہاراج آپ بالکل بے فکر ہو جائیے جو کوئی بھی آپ کے شیش محل کو بری نظر سے دیکھے گا عبرت کی موت کا شکار ہو جائے گا اب آپ کھانا کھا کے آرام سے سو جائیے رامیش چندر اب کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا جبکہ اس کا ملازم بھی واپس چلا گیا۔

اس وقت کمرے میں قہقہہ لگانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں عدیل اور سمیر ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے جبکہ عدیل کا بھائی کرکٹ کھیلنے کے لیے باہر نکل گیا تھا اور ثمین شکیلہ باجی ماشاءاللہ بچے بہت ہی پیارے ہیں اچھا کیا جو بچوں کو لے کر انڈیا چلی آئیں بچوں کو تفریح کرنے کے لیے ایک اچھا ٹائم مل جائے گا سمیر بولا جی ہم نے بھی سیر و تفریح کا کچھ خاص ہی پروگرام سوچ رکھا ہے سمیر نے سائرہ کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو عدیل بولا تو ابے او تیرے ارادے مجھے ٹھیک نہیں لگتے سمیر نے عدیل کے ہاتھ میں پالش والا برش دیکھا تو باہر نکل گیا پھر سمیر کی ماں بولی شکیلہ سمیر کا ذہن بالکل بچوں جیسا ہے لیکن شادی کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا آہا۔۔۔آہا۔۔۔ شکیلہ یعنی عدیل کی ماں ہنسنے لگی ہاں بھئی اللہ کرے ایسا ہی ہو شکیلہ باجی آپ نے بھی عدیل کے بارے میں نہیں سوچا شکیلہ نے سامنے خالی کرسی کو ایک نظر دیکھا جہاں عدیل بیٹھا ہوا تھا جو کہ اب باہر نکل چکا تھا وہ قدرے توقف سے بولی اسے کوئی لڑکی پسند ہی نہیں آتی پہلے بھی دو تین رشتے آئے مگر عدیل نے ٹھکرا دیا کہتا ہے میں شادی نہیں کروں گا میرا دل نہیں کرتا مجھے ابھی میڈیکل میں داخلہ ملا ہے اصل میں وہ ڈاکٹر بننا چاہتا ہے فی الحال جاب تو ابھی جاری ہے مگر مستقبل کے بارے میں اس نے بھی سنجیدگی سے نہیں سوچا پارٹ ٹائم جاب کرنے کا ارادہ اس کا بہت پہلے سے تھا مگر اب میں نے بھی تہیہ کر لیا ہے اس کے لیے اچھی سی لڑکی تلاش کر کے ہی واپس پاکستان جاؤں گی سمیر کی امی نورینہ حیرت سے بولی شکیلہ باجی کیا آپ انڈیا میں اس کے لیے لڑکی پسند کریں گی ہاں اب مجھے خود ہی یہ کام کرنا پڑے گا کم از کم رشتہ پکا ہو جائے تو شادی جب دل چاہے کرے گا ایک بار سائرہ کی شادی ہو جائے تو وہ خود اس بارے میں سوچے گا آخر مجھے بھی گھر کے لیے بہو درکار ہے آہا۔۔۔ہاہا۔۔۔یہ سن کر نورینہ زور زور سے ہنسنے لگی جبکہ شکیلہ کے بھی قہقہے کمرے میں گونجنے لگے۔

رات کی تاریکی میں بستی آبادی سے تین سائے جنگل کی حدود میں آ کر کھڑے ہو چکے تھے جو صبا اس کے بھائی یاسر اور بوڑھے شخص کے تھے یاسر بیٹا میرا دل نہیں کہتا تم اس پرانے مکان میں واپس جاؤ مگر پھر مجبور ہو جاتا ہوں بابا جی آپ فکر مت کریں میں اس خونی ناگن کی کمزوری معلوم کر کے ہی چھوڑوں گا مجھے اس ناگ کا جسم تلاش کرنا ہے جو زندہ تو ہے مگر ایک روح کی شکل میں جسے ہمیشہ کے لیے مجھے سکون پہنچانا ہے صبا تم چلنے کے لیے تیار ہو۔۔۔ ہاں بھیا چلو اب صبا اور یاسر جنگل میں داخل ہو چکے تھے جنگل کا ماحول ان دونوں کو خوفزدہ کر دینے کے لیے کافی تھا وہ جنگل سے گزر کر مکان کی طرف آئے تو تالاب کے اندر سے ایک سایہ باہر نکلا صبا اور یاسر اسے پہلی نظر میں پہچان گئے یہ وہی راوعا تھی جو خون آشام ناگن کے روپ میں ان کے سامنے کھڑی تھی یاسر بولا تو نے اس بے گناہ نوجوان کو موت کے گھاٹ اتار کر اچھا نہیں کیا میں تیرے زہر کا توڑ ضرور نکالوں گا وہ یہ سن کر زور زور سے ہنسنے لگی اور بولی تم کچھ نہیں کر سکتے کچھ ہی دنوں بعد چاند کی چودھویں رات آ رہی ہے اس رات میں میرا طلسم اور جادو مکمل ہو جائے گا پھر تو بھی زندہ نہیں رہ سکے گا تیرے مرتے ہی بے گناہ انسانوں کی موت کا خوبصورت نظارہ ہر کوئی دلکش آنکھوں سے دیکھے گا بکواس بند کر اپنی مجھے اللہ پر پورا یقین ہے وہ جب چاہے میری جان لے سکتا ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو تیرا یہ خوفناک جادوئی طلسم اور شیطانی طاقتوں سے بھرا زہر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا وہ ناگن دوبارہ سے مخاطب ہو کر بولی۔

تو جتنا مرضی زور لگا لے آنے والی چاند کی چودھویں رات تیری آخری رات ہو گی کیونکہ اس رات چاند پوری طرح روشن ہو گا اور میرے ہاتھوں موت کی نیند سونے والے میری دنیا میں پھر سے آباد ہوں گے وہ ڈھانچے دوبارہ سے زندہ ہوں گے اور میں انہیں اپنی دنیا میں لے جاؤں گی اتنا کہتے ہی اس نے دوبارہ ناگن کا روپ بدلا اور تالاب میں اتر گئی صبا اور یاسر خوف سے تالاب کی طرف بڑھے اور اس کالے رنگ کے پانی کو بڑی حیرت سے دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اچانک سانپ کی سرسراہٹ انہیں اپنے عقب سے سنائی دی یاسر نے پیچھے مڑ کر اپنے ہمشکل ناگ کو دیکھا تو اسے کچھ سکون ملا صبا کے چہرے پر بھی اب خوف کے آثار کچھ کم ہو چکے تھے مگر وہ اپنے بھائی کی پریشانی کو واضح محسوس کرنے لگی تھی میرے دوست شکر ہے تم آ گئے ابھی ابھی وہ ناگن۔۔۔ہاں میں دیکھ چکا ہوں یاسر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ابھی تالاب میں واپس گئی ہے اس ناگ نے یاسر کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا پھر بولا اس تالاب میں سوائے اس ناگن اور اس کے زہر سے شکار ہونے والے ڈھانچے ہی اتر سکتے ہیں کوئی عام انسان اس تالاب میں قدم رکھنا دور کی بات جانے کا تصور بھی نہیں کرسکتا صبا کو یہ سن کر بے حد حیرانگی ہوئی اور بولی م۔۔۔م۔۔۔میں کچھ بھی نہیں ہوں صبا اس تالاب کالے پانی کی طاقت کا شاید تمہیں اندازہ نہیں ہے اس تالاب میں موت کا ایک ایسا طلسم ہے جو آنے والی چاند کی چودھویں رات کو ہی ختم ہوسکتا ہے تو وہ صرف ایک ہی واحد انسان ہے جو اس ناگن کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا توڑ بھی نکال سکتا ہے صبا بولی کون ہوسکتا ہے تمہارا بھائی یاسر۔۔۔اس ناگ کے منہ سے اپنے بھائی کا نام سن کر صبا کو اپنا جسم کانپتا ہوا محسوس ہونے لگا پھر وہ خوف سے بولی بھیا۔۔۔ناگ بھیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں یاسر صرف ایک طریقہ ہوسکتا ہے اس ناگن سے چھٹکارا پانے کا اگر کسی طرح اس کے شیطانی مجسمے تک پہنچ جاؤ تو بات بن سکتی ہے وہ مجسمہ درحقیقت اسی ناگن کا ہے تمام شیطانی قوتیں اس مجسمے کے اندر موجود ہیں اس مجسمے تک پہنچنے کے لیے کتنا سفر درکار ہے۔

اس کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن جہاں تک میرا علم ہے کوئی بھی زندہ واپس اس تالاب سے کبھی واپس نہیں آسکتا اور یہ کام شاید تم اکیلے بھی نہیں کرسکتے کیونکہ چاند کی چودھویں رات کا مختصر وقت اور ناگن کے مجسمے تک پہنچنا ناممکن سا کام ہے اس کے لیے تمہیں شاید اپنی جان کی قربانی بھی دینی پڑ سکتی ہے نہیں نہیں پلیز ایسا مت کہو میں اپنے بھائی کو مرتا ہوا کبھی نہیں دیکھ سکتی صبا اپنے آپ کو سنبھالو میں بھی نہیں چاہتا تمہارے بھائی کو کچھ ہو میں خود یاسر کی زندگی کے لیے دعا کرتا ہوں مگر آنے والے حالات سے کچھ ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے بھائی کی چودھویں رات تمہارے بھائی یاسر کے لیے موت کی نوید سنا رہی ہے اور شاید اس ناگن کی طاقتیں اجاگر ہوتے ہی وہ تمام ڈھانچے زندہ ہو جائیں گے جنہیں اس ناگن نے مار ڈالا ہے جن کے جسم میں اپنا زہر انڈیل دیا ہے اچانک ہی یاسر کو اس جوگی بابا کی لاش اور اس نوجوان کو سانپ کے کاٹنے والا واقعہ آنکھوں کے سامنے روشن ہوتا دکھائی دیا کیا وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔ سب پھر زندہ ہوں گے یہ سوچتے ہی یاسر کو ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی سرد لہر اترتی ہوئی محسوس ہوئی اور خوفزدہ ہوگیا راکیش۔۔۔راکیش اس ناگن نے بھی مجھے کچھ ایسا ہی کہا تھا مگر ہمیں اس شیطانی ناگن کے اس خطرناک طلسم کو توڑنا ہوگا مقابلہ کرنا ہوگا نہیں تو بہت دیر ہو جائے گی تم مجھے اس تالاب میں اترنے کی اجازت دو میں ابھی جائے نہیں یاسر رک جاؤ۔۔۔ناگ نے رینگتے ہوئے یاسر کے سامنے آکر اپنا پھن سیدھا کرتے ہوئے کہا تو یاسر کے قدم وہیں رک گئے پھر وہ ناگ یعنی راکیش تحمل سے بولا۔

دیکھو یاسر تم چاند کی چودھویں رات کے علاوہ اس تالاب میں اترنے کا کبھی اپنے دل میں خیال مت لانا کیونکہ تم اگر تالاب میں اتر گئے تو اس جگہ بھی نہیں پہنچ سکو گے جہاں وہ ناگن کا شیطانی مجسمہ موجود ہے کیونکہ اس تالاب کی گہرائی پچاس فٹ ہے اور اس کی دیواروں پر بھی ناگن کا طلسمی سحر موجود ہے وہ دیواریں صرف چودھویں رات کو مختصر سے وقت کے لیے اپنا سحر چھوڑ دیتی ہیں وہ دیوار کوئی عام آنکھ نہیں دیکھ سکتی راکیش کیا کوئی ایسا حل بھی ہے کہ اس ناگن کی شیطانی طاقت سے اس کے طلسمی زہر سے محفوظ رہا جا سکے اس ناگ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ہاں اس کا حل بھی ہے مگر تمہیں میری لاش میرا ڈھانچہ تلاش کرنا ہوگا شاید وہ طلسمی مالا تمہیں مل جائے۔ کیا۔۔۔ طلسمی مالا۔۔۔ یاسر اور صبا بیک وقت حیرت سے بولے تو اس ناگ نے کہا ہاں طلسمی مالا جو میں اپنی رکھشا کے لیے گلے میں پہنا کرتا تھا اس طلسمی مالا کے اثر سے ناگن کا زہر کبھی بھی جسم پر اثر نہیں کرسکے گا یاسر تم جلد از جلد میرا جسم تلاش کرنے کی کوشش کرو چاند کی چودھویں رات زیادہ دور نہیں ہے تمہارے پاس وقت بہت کم ہے اب ناگن کو وہ جوگی بابا ختم کر سکتا ہے اور شاید وہ تمہیں پہچان بھی لے راکیش وہ مالا دیکھنے میں کیسی ہے۔

یاسر وہ مالا پورے سو دانوں پر مشتمل ہے اور چاندی کے دھاگے میں پروئی ہوئی ہے مرتے وقت وہ مالا مجھ سے کہیں کھو گئی تھی کسی طرح اگر وہ طلسمی مالا تمہیں مل جائے تو ناگن کے زہر سے بچ سکتے ہو مالا تمہاری زندگی کو بچا سکتی ہے میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ ہر وقت ہر واقعہ ڈائری میں لکھا کرتا تھا تم اب وقت ضائع مت کرو اس جوگی بابا کو تلاش کرو میں اب چلتا ہوں اتنا کہتے ہی راکیش کی انسانی شکل سانپ کے روپ میں آگئی اور وہ رینگتا ہوا لہراتے ہوئے اندھیرے میں جا کر غائب ہوگیا بھیا۔۔۔بھیا تم نے سنا ناگ نے کیا کہا ہے ہاں صبا اب مجھے اس جوگی بابا سے ملنا ہی ہوگا اسے پاتال سے بھی تلاش کرلوں گا چلو ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے اس ٹوٹے مکان میں سوائے موت

کی خاموشی کے اور کچھ نہیں ہے یہاں چاروں سو خطرہ ہی خطرہ منڈلاتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اب دونوں وہاں سے جنگل کی جانب رخ کرکے نکل پڑے اور اس ناگن کے زور زور سے چیخنے کی انسانی آوازیں تالاب کی اتھاہ گہرائیوں سے آتی ہوئی واضح محسوس ہونے لگیں۔

آدھی رات کے وقت کچی آبادی میں ہولناک سناٹا طاری تھا ایسے میں ایک نسوانی چیخ جنگل سے سنائی دی یاسر صبا اور وہ بوڑھا شخص اپنی جھونپڑی سے باہر نکل آئے سبھی لوگ باہر نکل کر بڑے بڑے دیو قامت درختوں کو دیکھ کر ایک دوسرے کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگے یہ۔۔۔یہ۔۔۔یہ آواز تو کسی لڑکی کی تھی ہاں صبا آواز سے معلوم پڑتا ہے ضرور کوئی تکلیف میں ہے میرے خیال سے اس کی مدد کرنی چاہیے آپ میں سے چند ساتھی میرے ساتھ جنگل میں چلنے کو تیار ہیں یاسر نے بلند آواز میں کہا تو چھ نوجوان لڑکے جو شلوار قمیض پہنے ہوئے تھے بولے ہم ساتھ چلیں گے یاسر نے ان سب کے چہروں پر ایک نگاہ دوڑائی اور آگے چل پڑا اب درخت کے سوکھے پتوں کی آوازیں جنگل میں واضح سنائی دینے لگیں کھڑچ کھڑچ کی آواز سے پیروں تلے درختوں کے پتے بے دردی سے کچلے جارہے تھے اب کچھ ہی فاصلے پر ٹارچ کی روشنی میں بیس بائیس سال کی ایک لڑکی درخت کے ساتھ زمین پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی جسے یاسر اور کچی آبادی کے نوجوان بڑی حیرت سے دیکھ رہے تھے یاسر کو دیکھتے ہی وہ زور زور سے رونے لگی تم کون ہو۔۔۔کہاں سے آئی ہو اس نے کانپتے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا تو ٹارچ کی روشنی میں یاسر نے جو وجود دیکھا تو سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا کیونکہ ایک سفید رنگ کا صحیح سالم ڈھانچہ زمین پر پڑا تھا اور اس کے استخوانی کندھے پر ریشمی رومال موجود تھا یاسر نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا یہ۔۔۔یہ ڈھانچہ کس کا ہے وہ خوف سے بولی یہ میرے بابو جی ہیں میرے بابو جی۔۔۔وہ روتے ہوئے لمبے لمبے سانس لے کر بولی کیا۔۔۔سبھی نوجوان حیرت سے بولے اور کہا لگتا ہے تم پاگل ہو ارے بھائی یہ لڑکی ہمارے علاقے کی نہیں ہے نجانے یہ ڈھانچہ کس نے جنگل میں پھینکا ہے یہ لڑکی سچ کہہ رہی ہے کیا وہ لڑکے یاسر کی طرف حیرانگی سے دیکھنے لگے۔

پھر یاسر بولا تم نے اس جنگل میں آکر زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے یہاں ایک بہت ہی خطرناک سانپ موجود ہے جس کے زہر سے پہلے بھی دو خون اپنی آنکھوں سے ہوتے ہوئے دیکھ چکا ہوں ارے بھائی کیا بات کررہے ہو ہم اتنے عرصے سے یہاں آبادی میں رہ رہے ہیں آج تک کبھی جنگل سے کوئی سانپ ہماری آبادی میں نہیں آیا۔ وہ سانپ کوئی معمولی سانپ نہیں ہے شاید تم یہ اس لیے کہہ رہے ہو کہ اس کی طاقت اس کا روپ تم نے کبھی نہیں دیکھا ہے یہ وقت یہاں کھڑے ہو کر ضائع کرنے کا نہیں ہے اس ڈھانچے کو لے جاؤ اور کفن دفن کا انتظام کرو اس کا نماز جنازہ جلد از جلد پڑھا دو کہیں یہ دوبارہ سے زندہ نہ ہو جائے مجھے تو صرف اسی بات کی فکر ہو رہی ہے۔ ارے بھائی جانے دو یہ سب مفاہانہ اور غیر عقیدی باتیں ہیں تمہیں لگتا ہے یہ جھوٹ ہے میں بھی نہیں مانتا اگرچہ سچ ابھی تک سامنے نہیں آیا لیکن حقیقت کا جب تمہیں خود اندازہ ہو گا تو سب سمجھ جائے گی اٹھاؤ اسے۔ یاسر نے اب کی بار سخت لہجہ استعمال کرتے ہوئے کہا ابھی وہ سب چند قدم ہی چلے تھے کہ پیچھے سے ایک نوجوان زور سے چیخ مارتے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا سب نے اس ڈھانچے کو اٹھا رکھا تھا اور پیچھے اس نوجوان کو تکلیف میں دیکھ کر یاسر قریب آکے بولا کیا ہوا تمہیں۔ کیوں چیخ ماری تم نے وہ اپنی ٹانگ پکڑ کر زمین پر بیٹھا شدید تکلیف میں دکھائی دے رہا تھا یاسر نے اس کی شلوار کو تھوڑا سا ٹخنوں سے اوپر سرکایا تو پنڈلی سے ذرا نیچے سرخ رنگ کے دو نقطے واضح دکھائی دے رہے تھے وہ نوجوان بولا بھائیو بھائیو میری ٹانگ میں جلن ہو رہی ہے سخت درد ہو رہا ہے مجھے۔۔۔ مجھے لگتا ہے کانٹا چبا ہے کانٹا نہیں کاٹا ہے۔۔۔کیا کیا۔۔۔وہ نوجوان لڑکا تھرتھر کانپنے لگا پھر یاسر بولا لگتا ہے تمہیں سانپ نے کاٹ لیا ہے جلدی چلو۔ سبھی تیز قدموں سے چلے جارہے تھے یاسر اس لڑکی کو آہستہ آہستہ چلتے دیکھ کر تجسس سے بولا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے وہ خمار زدہ لہجے میں بولی۔

ہاں ہاں میں ٹھیک ہوں میری کمر میں شدید درد ہو رہا ہے اچھا تم کچی آبادی تک چلو سب ٹھیک ہو جائے گا فی الحال اس جنگل سے جلد از جلد نکلو اب ندی کا پل عبور کرنے کے بعد وہ کچی آبادی میں داخل ہوگئے بوڑھے اور صبا نے جب آتے ہوئے لشکر کو دیکھا تو سکون کا سانس لیا پھر یاسر نے تیزی سے جھونپڑی کے اندر قدم رکھتے ہوئے کہا بابا جی۔۔۔بابا جی۔ جلدی سے ساتھ چلیے ارے۔۔۔ارے یاسر بیٹا کیا بات ہے کچھ بتاؤ۔۔۔بابا جی اسے سانپ نے کاٹ لیا ہے جلد از جلد کچھ کیجیے ارے تم فکر نہ کرو سانپ کے کاٹنے کا میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس ایک علاج ہے وہ نوجوان بری طرح سے تڑپ رہا تھا سے دو تین لڑکو نے سنبھال رکھا تھا بوڑھا کچھ ہی دیر میں دوا بنا کر لے آیا اور اس نوجوان کو فوراً طبی امداد دی اس کے پاؤں سے خون چوس کر بوڑھے نے سارا زہر نکالنے کی کوشش کی تو یاسر ہر بار اسے ایسا کرنے سے منع کرنے لگا بابا جی۔۔ بابا جی پلیز ایسا نہ کریں بیٹا مجھے کچھ نہیں ہوگا تم بے فکر رہو مگر بابا جی آپ اس کے زہر کا شیطانی اثر نہیں جانتے میں نے اس ناگن کے زہر کی جو معلومات اس ناگ سے وصول کی ہیں اس میں بال برابر بھی جھوٹ کا نشان نہیں ہے اب بوڑھا اس نوجوان کے جسم میں پھیلے سانپ کے زہر کو چوس کر باہر نکال چکا تھا سفید رنگ کی پٹی اس کی ٹانگ پر مضبوطی سے بندھی ہوئی تھی صبا اس لڑکی کے پاس ہی زمین پر بیٹھی ہوئی تھی جو آنکھیں بند کرکے لیٹ چکی تھی بھیا۔۔ بھیا اس لڑکی کو بہت تیز بخار ہے جسم آگ کی طرح تپ رہا ہے ہاں صبا مجھے معلوم ہے شاید اسے اپنے باپ کی موت کا بے حد رنج اور دکھ پہنچا ہے جبھی وہ نڈھال ہو کر اس کیفیت میں پڑی ہے تم اس کا خیال رکھو اب یاسر بوڑھے بابا کے ساتھ ہی زمین پر بچھی چٹائی پر لیٹ گیا بابا جی سمجھ نہیں آتی وہ ڈھانچہ واقعی اس لڑکی کے باپ کا ہے یا پھر کوئی اور بدنصیب انسان اس سانپ کے زہر کا شکار ہوا ہے۔

یاسر بیٹا یہ مجھے خود سمجھ نہیں آرہی ہے آخر سانپ کے زہر میں ایسا کون سا جادو ہے جو انسان کا جسم ہی ختم کرکے ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیتا ہے یاسر بولا بابا جی جو بھی ہو مجھے اب جوگی بابا کو تلاش کرنا ہی ہوگا چاہے مجھے انڈیا کے آخری کونے تک ہی کیوں نہ جانا پڑے ہاں بیٹا میں بھی یہی دعا کروں گا چلو اب تم سو جاؤ مجھے بھی نیند آرہی ہے میرا جسم بہت گرم ہو رہا ہے۔ کیا۔ یاسر نے چونکتے ہوئے بوڑھے بابا کی طرف دیکھا اور کہا بابا جی واقعی آپ کی طبیعت اپ سیٹ ہے۔۔۔ بیٹا کچھ نہیں ہوتا سو جاؤ ہلکا سا سر میں درد ہے صبح تک آرام آجائے گا اب صبح اٹھیں گے تو پھر ہی کچھ سوچیں گے اتنا کہتے ہی بوڑھے نے کروٹ بدل لی اور یاسر بھی کروٹ بدل کر آنکھیں بند کرکے سو گیا۔ صبح اذانوں کے ساتھ صبا زور زور سے چیخیں مارتے ہوئے باہر نکلی تو یاسر جلدی سے جھونپڑی کا پردہ اٹھا کر باہر آیا کیا بات ہے صبا۔ صبا تم ٹھیک تو ہو۔۔۔ بھیا۔۔ بھیا وہ۔ وہ رات کو۔۔۔ ابھی صبا نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس کے دل و دماغ میں حیرت و تجسس خوف سے پیدا ہونے لگا وہ تیز قدموں سے اندر کمرے میں گیا اس لڑکی طرف نگاہ ڈالی جہاں اس کا گوشت پوست جسم نہیں بلکہ سفید رنگ کا ڈھانچہ دکھائی دے رہا تھا۔

یاسر کے جسم میں خوف کی لہر پیدا ہوگئی وہ جلدی سے باہر نکلا اور بولا صبا۔۔ صبا۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے لگتا ہے بابا جی۔۔ بابا جی کو بھی۔۔ انہیں بھی اس سانپ کے زہر نے۔۔ یاسر کے کانپتے ہوئے لبوں سے صرف اتنا ہی نکل سکا اور صبا آہستہ آہستہ آبادی کے چند نوجوانوں کے ساتھ بوڑھے کی جھونپڑی میں داخل ہوئی اندر دو ڈھانچے چٹائی پر نظر آرہے تھے جن میں سے ایک اس نوجوان کا جسے اس ناگن نے کاٹا تھا اور دوسرا وہ بوڑھا شخص یعنی بابا جی تھے۔۔۔ یاسر بھی اندر جھونپڑی میں آکر دونوں ڈھانچوں کو دیکھ کر زمین پر دوزانو بیٹھ کے آنسو بہانے لگا بابا جی۔۔ بابا جی آپ ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتے میں نے کہا تھا اس کا زہر آپ کے لیے جان لیوا ثابت ہوگا میں نے کہا تھا مگر۔۔۔ آہ۔۔ یاسر کی آنکھیں بھر آئیں کچی آبادی کے بھی لوگ بوڑھے شخص اور اس نوجوان کی پراسرار موت پر سوگوار نظر آرہے تھے ہر آنکھ اشکبار تھی یاسر اور صبا کو بھی بابا جی کی موت کا دھچکا لگا تھا مگر اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا ظہر کی نماز کے بعد کچی آبادی کے لوگوں نے نماز جنازہ ادا کرکے قبرستان جاکر ان لاشوں کو دفن کردیا جنہیں ناگن نے مار ڈالا تھا یا اس کے زہر کا شکار ہوئے تھے

بھیا۔۔۔ بھیا۔۔ ہمیں اس جگہ سے نکل جانا چاہیے بابا جی نے ہمارے لیے کیا کچھ نہیں کیا سر ڈھانپنے کو جگہ دی پیٹ بھرنے کا ایندھن فراہم کیا یاسر بولا صبا میں آج ہی شہر جاکر رہنے کا کوئی مناسب انتظام کرتا ہوں آج شام کا اندھیرا پھیلنے سے قبل اس کچی آبادی کو خیر آباد کہہ دیں گے اب وہ واپس جھونپڑی میں آگئے جو بابا جی کے بغیر بہت ویران لگ رہی تھی جہاں ایک دن قبل بابا جی زندہ سلامت ان سے باتیں کررہے تھے اب قبر میں ابدی نیند سو رہے تھے رات ہونے سے قبل ہی صبا اور یاسر آبادی کے لوگوں سے مل کر انہیں الوداع کہہ کر بس کے ذریعے شہر روانہ ہوگئے یہ رات انہوں نے بمشکل باغ کے پرانے پارک میں کسی بھی طرح گزار دی۔

صبح ہوتے ہی دونوں نے اس جگہ کو چھوڑ دیا وہ چلتے چلتے کسی ایسی جگہ پہنچنا چاہتے تھے جہاں رہنے کا مناسب انتظام ہوسکے ان کے پاس جیب میں ایک روپیہ بھی نہیں تھا۔ یاسر کو اپنی جان سے زیادہ صبا کی فکر بھی لاحق تھی چلتے چلتے وہ پہاڑوں تک پہنچ گئے چار پانچ گھنٹے مسلسل چلنے کے بعد دونوں میں ہمت اور طاقت اب باقی نہ تھی یاسر نے ایک غار کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھا اور کہا صبا رات گزارنے کے لیے یہ جگہ مناسب ہے۔ صبح ہوتے ہی میرا یہ ارادہ ہے پہلی ٹرین سے یہ شہر چھوڑ کر نکل جائیں بھائی مرا بھوک سے برا حال ہے ہمیں اس کچی آبادی میں ہی رہنا چاہیے تھا صبا میں کسی پر بھی کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں بننا چاہتا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کے کندھے پر کوئی بوجھ رہے میں اپنے پیروں پر خود کھڑا ہونا چاہتا ہوں یہ جگہ آج کی رات کے لیے بہت اچھی گزرے گی سویٹ ہارٹ ہم سے دوستی کرلو صبا اور یاسر نے پہاڑ کی غار سے سات آدمیوں کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا تو حیرت زدہ ہوگئے پھر ایک آدمی اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بولا ارے بھائی موسم بھی خراب ہے اور تم حالات کے ستائے ہوئے ہو آج کی رات ہمارے ساتھ گزار لو صبح ہوگی تو چلے جانا یاسر نے دو قدم پیچھے کی جانب اٹھائے اور کہا جی نہیں بہت شکریہ ہم اپنا انتظام خود کرلیں گے چلو صبا۔ ارے کہاں چل دیئے اس گلاب جامن کو چھوڑ جاؤ فائدے میں رہو گے یاسر کو یہ سن کر طیش آگیا اور راستہ بدلتے ہوئے بولا خبردار اگر ہمارا پیچھا کیا ورنہ۔۔ ورنہ کیا کرے گا ایک اونچے قد کے نوجوان نے اپنے لمبے بالوں کو کھولتے ہوئے صبا کے قریب آتے ہوئے کہا تو یاسر نے اچھل کر لات اس کے منہ پر دے ماری یہ دیکھتے ہی پیچھے کھڑے چھ ساتھی یاسر پر حملہ آور ہوگئے صبا صبا تم بھاگ جاؤ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو میرے بھیا کو میرے بھیا کو جانے دو صبا نے ہاتھ جوڑتے ہوئے منت سماجت کی تو یاسر چیختے ہوئے بولا صبا چلی جاؤ خدا کے لیے چلی جاؤ۔۔ میں انہیں سبق سکھا کر آتا ہوں اتنا کہتے ہی یاسر نے بھی جواب میں ایک ایک سے مقابلہ کیا صبا وہاں سے نہ چاہتے ہوئے بھی بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئی جبکہ یاسر اس سب پر حاوی ہوتا دکھائی دے رہا تھا ایک اینٹ ہاتھ لگتے ہی اس نے تین نوجوانوں کا سر پھاڑ دیا دو کے ناخنوں پر لگی تو وہ بھاگ پڑے اور یاسر کو گالیاں دیتے ہوئے چلے گئے جبکہ یاسر اپنے سر سے خون اور بازو کو زخمی ہوتا دیکھ کر اس کی پرواہ کیے بغیر وہاں سے نکل پڑا نجانے صبا کہاں چلی گئی ہوگی یاسر نے اپنے دل میں یہ خیال ظاہر کیا اور اندازے سے سڑک تک پہنچ گیا صبا صبا کہاں ہو تم صبا تم جہاں بھی ہو کیا میری آواز سن رہی ہو یاسر نے زور زور سے بلند آواز میں پکارا رات کی تاریکی اب پھیل رہی تھی مغرب کی اذانیں کب کی ہوچکی تھیں جبکہ آسمان پر کالے بادلوں کی دبیز چادر پوری طرح تن چکی تھی یاسر نے گرج چمک کی خوفناک آوازیں سنی اور ساتھ ہی دور سے آتی ہوئی ایک بس کو آتے ہوئے دیکھا جس کا انجن بے انتہا شور پیدا کر رہا تھا۔

بس مسافروں سے کچھ کچھ بھری تھی یاسر نے بس کے پیچھے نکلنے کو ترجیح دی ساتھ ساتھ دائیں بائیں سڑک کے دونوں اطراف اس امید سے دیکھنے لگا شاید اسے اپنی بہن صبا کہیں دکھائی دے مگر اس کا نام و نشان بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا بس اپنے آخری سٹاپ پر اتری تو ہلکی ہلکی بارش کے قطرے یاسر کو واضح محسوس ہونے لگے سر پہلے ہی خون کی وجہ سے چکنا ہو چکا تھا بارش نے اس کے جسم میں تکلیف کو مزید بڑھا دیا وہ پیدل کافی دیر تک چلتا رہا حتیٰ کہ بارش اس قدر تیز ہوگئی کہ اسے ٹھنڈ کا احساس ہونے لگا وہ اب کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں نکل پڑا اسے کچھ ہی دور گھنٹیوں کی آوازیں آنے لگی ہوا میں تیزی آگئی تھی شیش محل کے صحن میں گھنٹیاں زور زور سے بج رہی تھیں یاسر اس شیش محل کے قریب پہنچ چکا تھا اسے گھنٹیاں بجنے کی پراسرار آوازوں نے اپنی طرف کھینچ لیا تھا شاید ان آوازوں میں اتنا سحر تھا کہ یاسر نہ چاہتے ہوئے بھی اس طرف چل پڑا اب وہ چھوٹے سے گیٹ کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا ایک چوکیدار چھتری ہاتھ میں لے کے گیٹ کا دروازہ بند کرکے جیسے ہی اندر کی طرف دو قدم بڑھانے لگا تو یاسر درخت کی اوٹ سے باہر نکل کر بولا سنو کیا تم میری مدد کرو گے چوکیدار نے پیچھے مڑ کر یاسر کی طرف دیکھا اور گیٹ کھول کر اس کے پاس آیا اور سر سے پاؤں تک جائزہ لیتے ہوئے بولا ارے بھائی کس سے ملنا ہے کہاں سے آئے ہو دیکھو بھائی میں ایک مسافر ہوں پلیز ایک رات کے لیے مجھے جگہ دے دو میں آج کی رات گزار کر صبح ہوتے ہی یہاں سے چلا جاؤں گا دیکھو بھائی تم جیسے اجنبی لوگوں کو مہاراج اپنی اجازت سے محل میں نہیں آنے دیتے تمہارے سر پہ یہ خون اور بازو پہ لگے زخم یہ ظاہر کرتے ہیں تمہارے ساتھ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ ہاں ایسا ہی سمجھو تم اپنے مہاراج سے اجازت لے آؤ ٹھیک ہے تم یہاں ہی رکو۔۔ وہ اتنا کہتے ہی اندر چلا گیا ٹھک ٹھک ٹھک۔۔۔ ٹھک۔ ٹھک۔ دروازے پہ دستک کی آواز سن کر راجیش چندر جو عبادت میں مصروف تھا سر اٹھا کر بولا۔

کون ہے دروازہ کھلا ہے اندر آسکتے ہو اب وہ چوکیدار دروازہ کھول کر اندر آیا تو راجیش چندر نے کہا لگتا ہے باہر بارش بہت تیز ہے تمہارا یہ بھیگا لباس باہر موسم کی تبدیلی کو ظاہر کررہا ہے مہاراج بالکل ٹھیک سمجھے میں تو اپنے کمرے میں جانے کی تیاری کررہا تھا جیسے ہی گیٹ بند کیا تو نجانے کہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ایک نوجوان میرے پاس آیا کہتا ہے مسافر ہوں ایک رات کے لیے جگہ دیجئے رامیش چندر بولا دیکھو میں کسی اجنبی کو اجازت تو نہیں دیتا مگر ہمدردی کے ناطے اس کی مدد کردو اچھا ہے ویسے وہ کہاں کا رہنے والا ہے مہاراج وہ بیس بائیس سال کا نوجوان ہے اور زخمی ہے شاید اس کے ساتھ ضرور کوئی برا حادثہ ہوا ہے مجھے تو وہ حالات کا ستایا ہوا لگتا ہے رامیش چندر نے کہا لیکن مجھے کسی خطرے کی بو آرہی ہے رامیش چندر نے سانپوں کی سرسراہٹ کو محسوس کیا اور بولا ان سانپوں کی طرف دیکھو یہ مجھے اشارہ دے رہے ہیں ضرور کوئی دشمن ہوگا جو میری جان لینا چاہتا ہے تم اسے اندر لے آؤ میں ملے بغیر اپنے شیش محل میں اسے ہر رات گزارنے کی اجازت نہیں دوں گا جو حکم آپ کا مہاراج ابھی لایا اتنا کہتے ہی چوکیدار واپس باہر چلا گیا چلو تمہیں مہاراج نے بلایا ہے شکر ہے خدا کا۔۔کوئی تو ہے مدد کرنے والا۔

یاسر نے دل میں شکر ادا کرتے ہوئے کہا اور اس چوکیدار کے ساتھ محل کے اندر داخل ہوگیا جیسے ہی دروازے سے اندر داخل ہوا تو یاسر اندر کا ماحول دیکھ کر نہ صرف حیران رہ گیا بلکہ شوکیس میں موجود زندہ خطرناک سانپوں کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے خوفزدہ ہوگیا جبکہ رامیش چندر نے پہلی ہی نظر میں یاسر کو دیکھا تو اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اس کے اوپر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے یاسر اس سے پہلے اپنا قدم اٹھاتا رامیش چندر زور سے بلند آواز میں بولا خبردار۔۔ جو ایک قدم بھی آگے بڑھایا تمہیں تو جلا کر بھسم کردوں گا یاسر نے یہ سنا تو اسے شدید ذہنی کوفت محسوس ہوئی اور چہرے پر یکدم پریشانی کے ہیولے امڈ آئے میں۔۔۔میں جانتا تھا معلوم تھا مجھے کہ میرا ضرور کوئی دشمن اس سرزمین پر قدم رکھ چکا ہے تبھی میں اپنے اردگرد کے حالات سے اچھی طرح چاک و چوبند ہوگیا تھا کہ ضرور وہ مجھے کسی بھی طرح جان سے مارنے کی کوشش کرے گا اپنے پیروں پر چل کے صحیح سلامت یہاں اس شیش محل کی چھت کے نیچے تک تو تم آہی پہنچے ہو بلکہ یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ اس ناگن سے مقابلہ کرنے یہاں آئے ہو تمہیں یہاں دیکھ کر ہی تمہارا ارادہ جان چکا تھا اسی لیے تو ہمیشہ اپنے ساتھ ہتھیار رکھتا ہوں کہ کبھی وہ سامنے آئے تو اس کا خاتمہ کردوں اتنا کہتے ہی رامیش چندر پیچھے دیوار کی جانب بڑھا اور میان سے ایک تیز دھار تلوار نکالی۔

یاسر نے بوکھلاتے ہوئے کہا دیکھو۔۔دیکھو۔۔ میں وہ نہیں ہوں جسے آپ اپنا دشمن سمجھ رہے ہیں خدا کے لیے میرا یقین کرو آپ کو ضرور کوئی دھوکہ ہوا ہے نہیں نہیں تو جھوٹ بول رہا ہے راکیش۔۔۔کیا۔۔کون راکیش۔ کس کی بات کررہے ہیں یاسر نے حیرت و تجسس سے کہا تو رامیش چندر نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا اچھا اب تو اپنا نام بھی بھول گیا مجھے کیا اندھا سمجھ رکھا ہے جو میری آنکھوں میں فریب اور دھول کی چادر تان کر اپنا مقصد حاصل کرے گا میں ایسا کبھی بھی نہیں ہونے دوں گا اچھا ہوتا اگر تیرا اسی وقت سروناش ہو جاتا اتنا کہتے ہی رامیش چندر نے تلوار کا وار یاسر پر تو یاسر نے پیچھے کی جانب سر کو جھکاتے ہوئے کہا میرا یقین کریں۔۔ بچپن میں نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا میں راکیش نہیں ہوں۔ جھوٹ بولتے ہو راکیش چندر تلوار سے یاسر پر حملہ کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف تھا جبکہ وہ چوکیدار خاموشی سے کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا پھر یاسر نے رامیش چندر کا ہاتھ پکڑ لیا اور تلوار کو دروازے کی طرف پھینکتے ہوئے کہا خدا کے لیے بس کیجئے بس کیجئے آپ جسے راکیش سمجھ رہے ہیں وہ نہیں ہوں میرا نام یاسر ہے اللہ کا شکر ہے مسلمان ہوں میں تو خود مشکل کی گھڑی میں کسی جوگی بابا کی تلاش میں پھر رہا ہوں میرا یہاں آنے کا مقصد نہ تو کسی کی جان لینا تھا اور نہ ہی کسی سے کوئی دھوکہ کرنا تھا میری تو تقدیر مجھے یہاں لے آئی ہے تاکہ رات گزارنے کے لیے کوئی سہارا مل جائے مگر کیا معلوم یہاں آپ میری جان کے دشمن بن جائیں گے میں قسم کھا کے کہتا ہوں میں راکیش نہیں ہوں آپ نے جس ناگن کا ذکر کیا ہے میں تو نہیں جانتا وہ کون ہے سچ بات تو یہ ہے کہ میری زندگی میں ایک ناگن ناگنے کی دیوار بن کر کھڑی ہے رامیش چندر غصے سے بولا میں تمہاری شیطانی چال کو سمجھتا ہوں اس سے پہلے کہ میرے ہاتھوں سے تیرا خون ہو جائے یہاں سے چلے جاؤ ورنہ یہاں کھڑے کھڑے جلا کر تجھے بالکل ویسے ہی راکھ کا ڈھیر بنادوں گا جیسے تیری وہ پرانی رادھا کو تالاب میں بھسم کرڈالا تھا یاسر نے یہ سنا تو اس کے اوپر حیرتوں کے ڈھیروں سوال ذہن میں پیدا ہوتے چلے گئے۔

آ۔۔آ۔۔ آپ اس ناگن کو کب سے جانتے ہیں رامیش چندر نے یاسر کے پاس آتے ہوئے کہا بہت ناٹک کھیل لیا تو نے اچھا ہوا رادھا تیری جان کی دشمن بہت پہلے ہی بن چکی تھی ورنہ یہ کام شاید آج ممکن نہ ہو پاتا اب تو تیری یہاں سے صرف لاش ہی جائے گی۔ اتنا کہتے ہی اس نے چاندی کی انگوٹھی کا رخ یاسر کی طرف کردیا اور اپنی آنکھیں بند کردیں۔ پھر

چوکیدار یاسر کے پاس آکر بولا تم ہمارے مہاراج کی شکتی کو نہیں جانتے آج سے تو سال پہلے ایک ناگ اور ناگن کا شیطانی ٹکراؤ ہوا تھا سب جانتا ہوں میں۔۔۔ مجھے جس انسان کی تلاش تھی وہ میرے سامنے کھڑا ہے جوگی بابا آپ کی یہ طاقت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی رامیش چندر نے کچھ ہی لمحوں بعد جب اپنی آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یاسر صحیح سلامت اپنے قدم پر اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہے رامیش چندر نے اس انگوٹھی کو پہلے خوف سے دیکھا پھر سانپوں کے شوکیس کی طرف اس کا رخ کیا تو یاسر بولا اب اس انگوٹھی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ۔۔۔یہ ۔۔نہیں ہو سکتا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اس کا مطلب۔۔۔اس کا مطلب نہیں وہ۔۔۔وہ ناگن دوبارہ ہے۔۔۔اس کا دوسرا جنم ہوا ہے جوگی بابا۔ یاسر نے رامیش چندر کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا تو جوگی بابا یاسر کی طرف بڑھا تم۔۔۔تم۔۔۔تم نے اس ناگن کو کہاں دیکھا ہے یاسر نے پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔

شکر ہے آپ نے میرا کچھ یقین تو کیا ورنہ آپ مجھے ناگ سمجھ کر ابھی جان سے ہی مار دینے والے تھے تم۔۔۔تم کس وقت پیدا ہوئے مجھ یاد ہے تمہارے ماں باپ تمہارا گھربار کہاں ہے میرا اس دنیا میں سوائے ایک بہن کے کوئی نہیں ہے جوگی بابا یاسر نے ایک لمبا سانس خارج کرتے ہوئے کہا تو جوگی بابا نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور اسے اپنے گلے لگایا تو چوکیدار بولا واہ۔۔۔واہ مہاراج جی پہلے لڑائی پھر قطع صفائی کیا سچویشن ہے تم اس کے لیے پانی وغیرہ کا انتظام کرو آؤ۔۔آؤ یاسر بیٹا اندر چل کر مجھے مکمل کر بتاؤ معاملہ کیا ہے اب یاسر اور جوگی بابا یاسر کی باتیں ناگن کا بے گناہ انسانوں پر ظلم کی داستان بے حد پریشانی اور خوف کے عالم میں خاموشی سے سنتا چلا جارہا تھا اچھا اب سمجھا وہ تمہارا ہمشکل ناگ ہے لیکن وہ تو کسی بھی بے گناہ انسان پر جان لیوا حملہ کر سکتا ہے نہیں جوگی بابا راکیش انسانی جانوں کا دشمن نہیں ہے آپ اور میری مدد کا طلب گار ہے اس کا جسم نجانے کہاں دفن ہے جوگی بابا اللہ کا شکر ہے میرا زیادہ وقت آپ کی تلاش میں نہیں گزرا ورنہ تو وقت کب کا ہاتھ سے نکل چکا ہوتا جوگی بابا اس ناگن نے مجھے آنے والی چاند کی چودھویں رات کو دھمکی دی ہے کہ وہ مجھے جان سے ماردے گی جوگی بابا پریشانی کے عالم میں کھڑا ہوا اور بولا اس ناگن نے سچ ہی کہا ہے میرے خیال میں تو چاند کی چودھویں رات کو ضرور چاند گرہن لگا ہوگا تبھی وہ ناگن اپنی شیطانی قوتوں کے ساتھ ابھر کر سامنے آئی ہے جوگی بابا مجھے تو اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے لیکن مجھے اس سے زیادہ اپنی بہن حبا کی فکر ہے وہ نجانے اس طوفانی بارش میں کہاں ہوگی کس حال میں ہوگی اوپر سے اس ناگن کا بھی خطرہ جو نجانے کب کسی وقت بے گناہ انسانوں کی زندگی چھیننے کے لیے نکل چکی ہے

جوگی بابا بہت جلد اگر اس ناگن کا یہ خونی کھیل ختم نہ کیا گیا تو نتیجہ آپ جانتے ہیں۔ یاسر بیٹا میں تو خود ابھی دو دن پہلے لندن سے آیا ہوں مجھے بھی چاروں اطراف ایک خطرہ منڈلاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا میرا دل انجانے میں ہی دھڑک رہا تھا جیسے کچھ ہونے والا ہے یا کوئی انہونی بیت چکی ہے آنے والی چاند کی چودھویں رات سے قبل میں اس ناگن کو تالاب میں ہی ختم کرنے کی کوشش کروں گا رہی بات اس ناگن کے مجسمے تک پہنچنے کی تو یہ ناممکن ہے ایسا کام تم اور میں شاید مل کر بھی نہیں کر سکتے لیکن اس شیطانی ناگن کو قید ضرور کر سکتے ہیں میں راکیش کا جسم تلاش کرنے میں تمہاری مدد کروں گا تم کو شام نگر کے پہاڑوں میں میرے ساتھ چلنا ہوگا وہ علاقہ تم پہلے بھی دیکھ ہی چکے ہو جی ہاں جوگی بابا وہ ناگن کتنے ہی بے گناہ انسانوں کے جسم میں زہر اتار کر زندگی کا خاتمہ کر چکی ہے مجھے تو ان ڈھانچوں کی فکر ہو رہی ہے جو آنے والی چودھویں رات کو قبر سے باہر نکلیں گے یاسر تم نے بالکل صحیح کہا ہے اس خون آشام ناگن سے میرا بہت پرانا تعلق ہے اس ناگن میں کوئی عام شکتی نہیں ہے وہ ناقابل تسخیر طاقت رکھتی ہے شام نگر کے پہاڑوں میں کہیں اس راکیش کا جسم دفن ہے اگر چاند کی چودھویں رات تک اس ناگن کو پھر اور نجانے کتنے ہی بے گناہ انسان موت کی بھینٹ چڑھ جائیں گے وہ تمام علاقہ ناگن کے شیطانی طلسم کے سحر میں گرفتار ہو جائے گا ہمیں ان لوگوں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دینا ہوگا اگر وہ لوگ بھی آبادی سے نہ گئے تو کیا ہوگا یاسر کی بات سن کر جوگی بابا نے کہا پھر وہ سب اپنی موت کے ذمے دار خود ہوں گے۔

کڑ۔۔۔کڑ۔۔۔دھم۔۔۔دھم۔۔۔بجلی کی گرج چمک سے یاسر اور جوگی بابا کا جسم لرز اٹھا اور خوف سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے باہر طوفانی بارش عروج پر تھی جوگی بابا باہر کا موسم بے حد خراب ہے کل صبح ہمیں شام نگر کے لیے نکل جانا ہوگا کیونکہ تین یا چار دن بعد چاند کی چودھویں رات آرہی ہے یہ بات صرف میں جانتا ہوں کہ اس رات کو تالاب سے سفید روشنی نکلے گی اور وہ ڈھانچے اسی تالاب میں جا اتریں گے جہاں اس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی شیطانی سلطنت قائم کر رکھی ہے جوگی بابا ایک بار ایسا ہوا تھا جب اس ناگن کو میں نے تالاب میں جلا کر بھسم کرنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہا تھا جوگی بابا نے کہا اس پر کوئی بھی آگ کوئی بھی ایسی شکتی اثر نہیں کر سکتی ہے وہ ایک خون آشام ناگن ہے شیطانی طاقت کا ایک مجسمہ ہے کسی بھی وقت روپ بدل سکتی ہے اور لڑکی کا حسین وجود ظاہر کر کے تم جیسے نوجوانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر شیطانی زہر سے زندگی کا خاتمہ کر سکتی ہے جوگی بابا ایک بات تو بتائیں۔۔ ہاں پوچھو۔ یہ آپ کے چہرے کی رنگت اتنی لال سرخ کیوں ہے بیٹا یہ سب اسی خونی ناگن کا نتیجہ ہے جس سے مقابلہ کرتے کرتے آج میرے چہرے کی یہ حالت ہوگئی ہے۔

جوگی بابا کیا آپ کو معلوم ہے میرے چھوٹے بھائی اور بابو جی کا خون کس نے کیا جوگی بابا کچھ دیر کے لیے یہ سن کر خاموش ہو گیا پھر بولا۔ میرے خیال میں تمہارے خاندان کا قاتل کوئی عام انسان نہیں اور نہ ہی کوئی عام سانپ ہے بلکہ وہی خون آشام ناگن ہے جو ہو سکتا ہے آنے والی چاند کی چودھویں رات کو ناگن کے شیطانی سحر کا شکار ہو کر تالاب میں واپس ڈھانچے کی شکل میں چلے جائیں ویسے تم تالاب میں کبھی بھی تنہا اترنے کا خیال اپنے دل میں مت لانا کیونکہ پھر تمہارے زندہ سلامت بچ جانے کو کوئی امکان نہیں اگر اس رات آسمان پر بادل آ جاتے ہیں تو شاید قدرت کا کوئی کرشمہ ہو سکتا ہے کہ اس ناگن کا شیطانی سحر توڑا جا سکے جوگی بابا میں کل آپ کے ساتھ چلوں گا ٹھیک ہے میرے ساتھ ہی آج کی رات گزارو وقت کافی ہو گیا ہے اب یاسر اور جوگی بابا ایک ہی کمرے میں لیٹ چکے تھے جوگی بابا کہیں وہ ناگن یہاں آنہ جائے مجھے ذرا اس بات کا ڈر لگا ہوا ہے جوگی بابا نے لیٹے لیٹے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا میرا ناگ راج کس وقت کام آئے گا صبح میں اپنے ناگ راج کو ساتھ لے کر جاؤں گا وہ رایکش کا جسم تلاش کرنے میں میری اور تمہاری مدد ضرور کرے گا اب دونوں ہی گہری نیند سو چکے تھے۔

ہیلو ہیلو۔۔عدیل بیٹا۔ کہاں سے بول رہے ہو امی جان گاڑی خراب ہو گئی تھی ابھی راستے میں ہوں کچھ ہی دیر میں گھر پہنچ جاؤں گا عدیل بیٹا رات کے تین بج رہے ہیں موسم اتنا خراب ہے ہم سب گھر پہ کتنا پریشان ہیں کہا تھا کل صبح ٹھیک کروالینا۔

او ہو امی جان میں راستے میں ہوں ابھی پہنچتا ہوں تم بول کہاں سے رہے ہو امی جان یہاں ورکشاپ کے نزدیک کہیں پی سی او سے وہاں سے بول رہا ہوں میرا انتظار کریں بس کچھ ہی دیر میں آ رہا ہوں ارے بھائی تمہارے کتنے پیسے ہوئے ہیں عدیل نے پرس نکالتے ہوئے کہا پھر پندرہ سو روپے مکینک والے دیے اب عدیل گاڑی کو اسٹارٹ کر کے شہر کی جانب روانہ ہو چکا تھا جیسے ہی گاڑی مین روڈ پہ داخل ہوئی تو عدیل نے کہا دیکھو تمہیں نہیں جانتا تم کون ہو اور گاڑی میں اس طرح چھپ کے بیٹھے ہوئے ہو اور دیکھ لیتا تو وہ کیا کہتا صبا کا پورا جسم بارش کی وجہ سے بھیگا ہوا تھا وہ سردی سے کپکپاتے ہوئے بولی دیکھو دیکھو بھائی میں خود حالات کا شکار ہوں میرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں تھا ورکشاپ میں صرف آپ کی گاڑی میں ہی سہارا لینے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ مجھے مناسب نہیں لگا میں معافی چاہتی ہوں عدیل بار بار بیک شیشے سے صبا کا چہرہ مسلسل دیکھے جا رہا تھا پھر بولا تم رہتی کہاں ہو تمہارے ماں باپ بہن بھائی کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے سوائے ایک بھائی کے اور کوئی نہیں ہے مجھے سن کر دکھ ہوا ہے ویسے تمہارا نام کیا ہے میرا نام صبا ہے پلیز مجھے میرے بھائی تک پہنچا دیں دیکھو تم گھبرائی ہوئی دوسری بات رات کے وقت اس طوفانی بارش میں مناسب نہیں ہے کل صبح بچوں کا گروپ سیر کے لیے شام نگر جا رہا ہے اگر آپ محسوس نہ کریں تو ہمارے ساتھ چل سکتی ہیں جی نہیں بہت بہت شکریہ میں اس جگہ نہیں جانا چاہتی وہاں چاروں طرف موت ہی موت ہے کیا۔۔ عدیل یہ سن کر حیرت سے مسکرا دیا تم شاید حالت سے ڈری ہوئی ہو جبھی ایسی باتیں کر رہی ہو میرے گھر والوں سے تو تم مل کر بے حد خوش ہو گے صبا کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے وہ اپنے آپ کو قدرے سنبھال کر بولی بس آپ صرف اتنا احسان مجھ پر کر دیں کہ میرے بھائی کا کچھ پتہ چل سکے وہ کہاں ہے نجانے کس حال میں ہوں گے بڑی مشکل سے ان غنڈوں سے بچ کر بھاگنے میں کامیاب ہوئی ہوں مگر بھائی کی فکر بہت زیادہ ہو رہی ہے۔

دیکھو تم پریشان مت ہو میں تمہاری مدد کروں گا اتنی دیر میں وہ گھر تک پہنچ گئے گیٹ کھول کر جیسے ہی گاڑی اندر داخل ہوئی سمیر کا دوست دروازہ بند کر کے اندر چلا گیا اور سمیر باہر صحن میں عدیل کے ساتھ انجان لڑکی کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا یار عدیل اتنی دیر کہاں لگا دی یار میں سب کچھ بتاتا ہوں اندر چلو

اب عدیل صبا کو لے کر اندر کمرے میں آیا تو قہقہہ لگانے کا سلسلہ ختم کیا عدیل کا چھوٹا بھائی بوبی اس کی ماں شکیلہ اور زینب اس کی بہن سائرہ بچوں کے ساتھ جو گپیں لگا رہے تھے عدیل اب عدیل اور صبا کی طرف حیرت سے دیکھ رہے تھے عدیل کی ماں نے جب اس لڑکی کو دیکھا تو جیسے حیران و پریشان رہ گئی عدیل ۔۔عدیل۔۔ بیٹا۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ لڑکی۔۔ امی جان یہ صبا ہے اس کا بھائی شام سے لاپتہ ہے اور یہ شام نگر رہتی ہے شاید موسم خراب ہونے کی وجہ سے گھر تک نہیں پہنچ سکی اسلیے میں اسے یہاں لے آیا ہوں کل ویسے بھی ہم سب نے شام نگر جانا ہے وہاں پہاڑیاں دیکھنی ہیں اور پھر جوگی بابا سے بھی ملنا ہے صبا نے جوگی بابا کا لفظ سنا تو حیرت زدہ ہو گئی بیٹی ادھر میرے پاس آؤ شکیلہ نے صبا کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تو وہ کچھ سہم سی گئی ارے بیٹی ڈر کیوں رہی ہو ہم تمہیں بھلا نقصان تھوڑی پہنچائیں گے میرے پاس آؤ پھر نہ چاہتے ہوئے صبا عدیل کی ماں کے پاس آ گئی اور اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی اللہ ضرور تمہاری مدد کرے گا تمہارے بھائی کا نام کیا ہے تمہارے گھر میں کون کون رہتا ہے۔ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے صرف ایک بڑا بھائی ہے اس کا نام یاسر ہے نجانے ان آوارہ لڑکوں نے میرے بھائی کا کیا حال کیا ہوگا آہ۔۔آ۔۔ اتنا کہتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تو سمیر کی ماں نورتیہ نے اسے حوصلہ دیا۔

نہیں صبا بیٹی روو مت اللہ سب بہتر کرے گا سائرہ اسے کمرے میں لے جاؤ صبا بیٹی جاؤ کپڑے تبدیل کر لو اسے تم اپنا ہی گھر سمجھو یہاں سب ہی تمہارے اپنے ہیں کوئی بھی پرایا نہیں ہے اب صبا اندر کمرے میں چلی گئی جبکہ سمیر عدیل کو لے کر کمرے سے باہر سیڑھیوں کے پاس لے گیا کیوں رے۔۔۔ یہ تو نے کیا چکر چلایا ہے تو تو کہہ رہا تھا میں نے کوئی شادی نہیں کرنی ہے مجھے کوئی لڑکی پسند نہیں ہے کسی سے محبت نہیں کرتا مجھے محبت سے بے حد نفرت ہے پھر یہ ڈرامہ کیسا ہے ارے یار سمیر کل اسے میں اس کے بھائی سے ملوا دوں گا میرا یقین کر میں نے اس کی مدد اس لیے نہیں کی اس سے محبت کا کھیل کھیلوں میں نے تو سب سمجھ گیا میں۔۔ سمیر نے عدیل کے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا میں تیری عادت سے اچھی طرح واقف ہوں چل اب سوتے ہیں صبح جلدی اٹھنا ہے پھر عدیل اور سمیر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

رات کے آخری پہر صبا گہری نیند سے آہستہ آہستہ بیدار ہوئی اسے اپنے جسم پر کوئی چیز رینگتی ہوئی محسوس ہونے لگی اس نے کمبل کو اتارنا چاہا تو اسے ہاتھوں میں کسی سانپ کی موجودگی کا احساس ہوا اور جیسے ہی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو اندھیرے میں اسے دو چمکتی ہوئی آنکھیں واضح دکھائی دیں تو صبا کا پورا جسم ایک لمحے کے لیے خوف سے تھر تھرا اٹھا اپنے سامنے صرف چند انچ کے فاصلے پر ایک سانپ کو دیکھ کر اس کی ہمت جواب دے گئی اچانک اس سانپ کی شکل ظاہر ہونا شروع ہو گئی اس نے اپنی دو شاخہ زبان باہر نکالتے ہوئے کہا میں یہاں رہنے والوں کو موت کی نیند سلا دوں گی صبح تو اس گھر میں زندہ انسانوں کو نہیں بلکہ ڈھانچوں کو دیکھے گی جو پورے چاند کی رات میرے ساتھ ہوں گے اس وقت تیرا بھائی بھی موت کی گہری نیند سو چکا ہوگا اتنا کہتے ہی اس نے دوبارہ اپنا روپ بدلا تو صبا نے اس ناگن کو اٹھا کر زمین پر پھینک دیا ساتھ ہی اس کے حلق سے دل خراش چیخ نکل گئی تھیں۔۔۔ اس کی آواز سن کر گھر کے بھی فرد جاگ اٹھے عدیل اور سمیر بھی خوف کے عالم میں ساتھ والے کمرے میں چلے گئے جہاں سائرہ اور صبا لیٹی ہوئی تھیں سائرہ کی نگاہیں صبا کے چہرے پر مرکوز تھیں سائرہ خود بھی خوفزدہ نظروں سے صبا کو دیکھ رہی تھی جیسے ہی دروازہ کھلا صبا تیزی سے باہر نکلی تو سمیر نے کہا صبا رکو کہاں جا رہی ہو رک جاؤ۔۔ پھر عدیل نے صبا کا ہاتھ تھام لیا تو صبا بھی اپنے بازو کو اور بھی عدیل کو حیرانگی سے دیکھنے لگی اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ عدیل اس کا بازو پکڑے گا عقب میں شکیلہ اور سائرہ بھی یہ سب دیکھ کر صبا کی طرف دھیرے دھیرے قدم اٹھانے لگیں۔ جاری ہے باقی آئندہ شمارے میں پڑھئے۔

دیتا رہا فریب کوئی سادگی کے ساتھ
اتنا بڑا مذاق میری زندگی کے ساتھ
شاید ملی سزا اس جرم کی مجھے
کیا تھا پیار اک اجنبی کے ساتھ
وہ زہر بھی دیتے رہے دوا کی طرح
اتنا برا سلوک میری سادگی کے ساتھ
اپنا سمجھ کر جس کے لئے اجڑ گئے ہم
کل شام جا رہا تھا کسی اجنبی کے ساتھ

مس صبا۔گھر سیداں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پائلوں کی تلاش

---تحریر: لقمان حسن۔ ڈیرہ اسماعیل خان---

دیکھو میں تم سے لڑنے نہیں آیا ہوں مجھے تم صرف اتنا بتا دو کہ پری دیوی کہاں ہے میں صرف اسے لے جانے کے لیے آیا ہوں میری بات سن کر وہ بولا بھول جاؤ تم پری دیوی کو اب وہ میری قید میں ہے اسے میری قید سے کوئی بھی آزاد نہیں کر سکتا اس کی بات سن کر میں اس کے قدموں میں بیٹھ گیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر کہا میں ہار مانتا ہوں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں تم بہت بڑے جادوگر ہو بس صرف ایک بار پری دیوی کو آزاد کر دو میں اسے تمہاری دنیا سے بہت دور لے جاؤں گا کئی لمحے میں اس کے پاؤں میں بیٹھا رہا شاید پھر اسے مجھ پر ترس آ گیا کہنے لگا ٹھیک ہے میں تمہاری پری دیوی کو آزاد کر دوں گا مگر تمہیں بھی میری ایک بات ماننی ہوگی اس کے منہ سے پری دیوی کی آزادی والی بات سن کر میں اچانک کھڑا ہو گیا اور اسے کہا مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے بس آپ صرف پری دیوی کو آزاد کر دیں میری بات سن کر اس نے ایک بار مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھا جیسے اسے مجھ سے اس وقت پورا ہونے کی توقع نہ ہو کہنے لگا سوچ لو میری بات کو پورا کرنا اتنا آسان کام نہیں وہ کہہ کر چپ ہو گیا تو میں نے کہا ہاں مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے میری بات سن کر وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا تو پھر سنو جو بات میں تمہیں کہنے والا ہوں جیسے کہ تمہیں معلوم ہے کہ میری بیوی کا جسم کئی سال پہلے ایک ملنگ نے تابوت میں بند کیا تھا اور اس تابوت پر اس نے اپنا حصار لگایا تھا میری بیوی کی روح بھٹک رہی ہے اپنے جسم میں جانے کے لیے تڑپ رہی ہے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی اگر وہ ایسا کرے تو اس تابوت پر لگایا گیا حصار اسے دور پھینک دے گا میں نے اس تابوت پر سے اس حصار کو توڑنے کی بہت کوشش کی ہے مگر میں ناکام رہا اس تابوت پر لگائے گئے حصار کو توڑنے کا اب اس حصار کو توڑنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اس کے بعد اس تابوت پر لگایا گیا حصار ٹوٹ جائے گا میری بیوی آزاد ہو جائے گی مگر ایسا تب ہوگا جب تم ہر رات ایک تازہ لاش میرے پاس لے کر آؤ گے میں اس لاش کو سامنے رکھ کر رات بھر اس پر منتر پڑھوں گا یہ چلہ سات دنوں کا ہے اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو نہ صرف میں تمہاری پری دیوی کو آزاد کر دوں گا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہارا پیچھا بھی چھوڑ دوں گا بولو کیا تمہیں میری شرط منظور ہے اس نے اپنا مطالبہ میرے سامنے رکھ کر پوچھا سوچا پری دیوی کو آزاد کرنے کے لیے یہ سودا مہنگا نہیں اور اس کے بغیر میں اور کر بھی کیا سکتا تھا مجبوری تھی میں نے اس کی بات مان لی اور اسے کہا مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے کہنے لگا ٹھیک ہے مجھے بھی منظور ہے جیسے ہی اب رات ہونے والی ہے تم آج سے ہی کسی لاش کا بندوبست کرو تاکہ جلد از جلد یہ چلہ ختم ہو جائے اور تم دونوں کی جان بھی چھوٹ جائے اور ہاں رات کو میں اس غار کے اندر تمہارا انتظار کروں گا اب تم جاؤ اور آدھی رات ہونے سے پہلے لاش لے کر آنا کیونکہ آدھی رات ہوتے ہی میں وہ منتر شروع کروں گا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔ جسے آپ مدتوں یاد رکھیں گے۔

آدھی رات سے ہم اس ویرانے میں بھاگ رہے تھے اور اب صبح ہونے والی تھی ہر طرف ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی مگر اب تک ہمیں کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آئی تھی جہاں ہم کچھ دیر کے لیے آرام کر لیتے بھاگتے ہوئے بار بار میں پیچھے مڑ کر دیکھتا تھا دل میں یہ ڈر تھا کہ کہیں کوئی ہمارا پیچھا تو نہیں کر رہا ہے اور پھر یہ دیکھ کر میرے دل کو تسلی ہو جاتی تھی کہ پیچھے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے ہم دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا تھا اور آگے کی طرف بھاگ رہے تھے ساری رات بھاگنے کی وجہ سے ہم دونوں تھک گئے تھے لیکن ہمت ہم نے ایک پل کے لیے بھی نہیں ہاری تھی گو پری دیوی بھاگتے ہوئے مجھ سے پیچھے رہ جاتی تھی شاید وہ بہت زیادہ تھک گئی تھی قصور اس کا بھی نہیں تھا اگر اس کی جگہ کوئی مرد بھی ہوتا وہ اس سے بھی زیادہ تھک جاتا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ تھک کر شاید وہ گر بھی جاتا وہ تو پھر بھی بہت اچھی تھی کہ رات سے میرے ساتھ بھاگ رہی تھی صبح سے دوپہر ہو گئی مگر وہ ویرانہ ختم نہیں ہوا تھا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہاں اس ویرانے کے سوا اور بھی کچھ ہے یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ تو کوئی آبادی تھی اور نہ ہی کوئی انسان دکھائی دے رہا تھا بس جہاں تک نظر جاتی تھی ویرانہ ہی ویرانہ دکھائی دے رہا تھا ہم کہاں تک کتنے بھاگے تھے یہ مجھے نہیں معلوم مگر ہمارے تھکن سے ہمیں معلوم ہو رہا تھا کہ ہم کافی بھاگے ہیں ہم بہت بری طرح سے تھک گئے تھے پاؤں ایسا درد کر رہے تھے کہ جیسے یہ ابھی درد سے پھٹ جائیں گے۔

میں نے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر دیکھا دور دور تک کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا اس بار جب پیچھے مڑ کر دیکھا اور دل کو تسلی ہوئی تو رک کر ہم ایک جگہ بیٹھ گئے بیٹھتے ہی شبانہ بولی کیوں فرہاد تھک گئے ہو کیا۔ اس کی بات سن کر میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا شبانہ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نہیں تھکا پر اس ڈر سے بھاگا جا رہا ہوں کہ کہیں ہم پکڑے نہ جائیں اب چونکہ آپ بھی تھک گئی ہیں تو اس لیے رکا ہوں مجھے اپنی جان سے زیادہ آپ کی فکر ہو رہی ہے شبانہ میں جانتا ہوں کہ پیار کا انجام بہت ہی بھیانک ہوتا ہے تقدیر والے ہی ہوتے ہیں جو منزل کو پا لیتے ہیں بہت پیار کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ اس راستے پر پہلا قدم رکھتے ہی موت انہیں آ پکڑ لیتی ہے اور ان کی خوشیاں ان کے دلوں میں ہی رہ جاتی ہیں ان کی خواہشات ان کے ساتھ ہی دفن ہو کر رہ جاتی ہیں۔

یہاں تک کہہ کر میں خاموش ہو گیا تو شبانہ بولی نہیں فرہاد ہماری تقدیر کو اوپر والے نے ان لوگوں کی طرح نہیں لکھا جو اپنی منزل کو نہیں پا لیتے ہم ایک دن اپنی منزل پا کر ہی رہیں گے یہ کہہ کر شبانہ خاموش ہو گئی اس کے بعد ہم دونوں نے کوئی بات نہیں کی کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد شبانہ بولی ۔فرہاد میرے خیال میں اب ہمیں اٹھ کر چلنا چاہیے کیونکہ کبھی بھی وقت وہ لوگ ہم تک پہنچ سکتے ہیں واقعی شبانہ ٹھیک کہہ رہی تھی وہ لوگ کبھی بھی کسی بھی وقت ہم تک پہنچ سکتے تھے۔ اس کے بعد ہم دونوں اٹھے اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر آگے کی طرف چلنے لگے ہم ایک نامعلوم منزل کی طرف جا رہے تھے ہمیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ہم کہاں اور کس طرف جا رہے ہیں بس ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہم خاموشی سے چل رہے تھے چلتے چلتے میں نے ایک بار شبانہ کی طرف دیکھا وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی اسے یوں سوچوں میں دیکھ کر میں نے اس سے پوچھا۔ شبانہ کیا سوچ رہی ہو میری بات سن کر وہ یکدم چونک سی گئی مجھے دیکھ کر بولی فرہاد جب سوچتی ہوں تو دماغ میں ہلچل سی مچ جاتی ہے دل زور زور سے دھڑکنا شروع کر دیتا

ہے اور جسم خوف سے کانپ کر رہ جاتا ہے۔

شبانہ کی بات سن کر مجھے حیرت کا ایک جھٹکا سا لگا سوچا کون سی ایسی بات ہے وہ جس کے سوچنے سے اسے اتنی تکلیف ہوتی ہے سو اس سے پوچھا بتاؤ۔ شبانہ وہ کون سی ایسی بات ہے جس کی سوچ آپ کو اس قدر خوفزدہ کر دیتی ہے میری بات ہے جس کی سوچ آپ کو اس قدر خوفزدہ کر دیتی ہے میری بات سن کر وہ رک گئی اور ایک نظر میری طرف دیکھ کر کہنے لگی فرہاد آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ اس کی بات سن کر میں تھوڑا سا مسکرایا اور مسکرا کر اسے کہا۔ پاگل یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے میں آپ سے اتنا پیار کرتا ہوں کہ شاید ہی آج تک کسی نے کسی سے کیا ہو اتنا پیار کرتا ہوں جتنا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی ارے خود سے بھی زیادہ چاہتا ہوں تمہیں پیار کر کوئی پیمانہ نہیں ہوتا اور اگر ہوتا تو بھی وہ بھی میرے پیار کے آگے چھوٹا پڑ جاتا شبا۔ تمہاری سوچ سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں تم سے میری بات سن کر وہ بولی فرہاد میں جانتی ہوں اور مجھے آپ کی باتوں پر یقین بھی ہے کہ جو آپ نے کہا وہ سچ ہے پر نجانے کیوں یہ سوچ میری روح کو ہلا دیتی ہے کہ آپ کہیں مجھے چھوڑ نہ دیں آپ ہی کے سہارے تو جی رہی ہوں گھر ماں باپ بہن بھائیوں کو آپ ہی کے لیے چھوڑا آپ کے پیار آپ کی چاہت کے لیے چھوڑا اب اگر آپ نے مجھے چھوڑا تو میں ٹوٹ کر بکھر جاؤں گی کہیں کی نہیں رہوں گی اور پھر شاید میں اس دنیا کو بھی۔ یہاں تک کہہ کر میں نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ۔نہیں شبانہ ایسی باتیں مت کرو میں بھلا تمہیں کیوں چھوڑوں گا میں ساری زندگی تمہارے ساتھ رہوں گا زندگی بھر تمہارا ساتھی بن کر تمہارے ساتھ رہوں گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے پکا وعدہ میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا۔

میری ہاتھ پر رکھ کر کہا فرہاد پیار کے اس سفر میں یہ ساتھی بھی آپ کے ساتھ آپ کے اوپر آنے والا دکھ ہو آنے والی خوشی میں میں آپ کے ساتھ سایہ بن کر رہوں گی یہ میرا بھی آپ سے وعدہ ہے پکا وعدہ یہ کہہ کر ہم دونوں پھر سے آگے کی طرف بڑھنے لگے زندگی کی اس موڑ پر بھی ہم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا ہمیشہ ساتھ رہنے کا کبھی نہ جدا ہونے کا ۔اس وقت سورج غروب ہونے کو تھا جب ہمیں بہت دور ایک پہاڑ دکھائی دیا ہمارا رخ اس پہاڑ کی طرف تھا اپنے سامنے پہاڑ کو دیکھ کر میں نے شبانہ کو بھی وہ پہاڑ دکھا کر کہا۔ شبانہ وہ جو سامنے پہاڑ نظر آ رہے ہیں آج کی رات ہم اس پہاڑ پر جا کر

گزاریں گے شبانہ نے پہاڑ کو دیکھ کر کہا مگر فرہاد وہ پہاڑ تو بہت دور ہے مشکل ہے کہ ہم رات ہونے سے پہلے اس تک پہنچ جائیں، ہاں شبانہ وہ پہاڑ دور ضرور ہیں مگر شاید اتنا نہیں کہ ہم رات ہونے سے پہلے اس تک پہنچ نہ جائیں مجھے یقین ہے کہ ہم رات ہونے سے پہلے اس تک پہنچ نہ جائیں مجھے یقین ہے کہ ہم رات ہونے سے پہلے اس پہاڑ تک پہنچ جائیں گے اگر ہم تھوڑا سا ہمت کر لیں تو یہ کہہ کر ہم اس پہاڑ کی طرف تیز تیز چلنے لگے ابھی ہم تھوڑا سا ہی چلے تھے کہ دیکھا سورج غروب ہو گیا ہماری کوشش تھی کہ ہم رات ہونے سے پہلے اس پہاڑ تک پہنچ جائیں ہم دونوں کافی تیز چل رہے تھے آہستہ آہستہ ہم اس پہاڑ کے نزدیک ہو رہے تھے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ہم اس پہاڑ تک پہنچ گئے ہمیں اس وقت اس پہاڑ کی بلندی اندھیرے کی وجہ سے نظر نہیں آ رہی تھی پہاڑ کے قریب آ کر میں نے شبانہ سے کہا شبانہ آج کی رات ہم نے یہیں گزارنی ہیں صبح ہوتے ہی ہم کہیں سے اپنے لیے کوئی ٹھکانہ ڈھونڈ لیں گے میری بات سن کر وہ بولی فرہاد میرا ٹھکانہ تو وہ ہے جہاں آپ ہیں چاہے وہ جنگل ہو ویرانہ ہو یا پھر یہ پہاڑ مجھے تو آپ کا ساتھ رہنا ہے شبانہ کی بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی دل ہی دل میں اپنی قسمت پر رشک کرنے لگا سوچنے لگا کتنا مقدر والے ہوں میں کہ مجھے اس قدر چاہنے والی ملی وہ بہت پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی باتیں کرتی تھی اور اس کی یہی باتوں نے مجھے پاگل کیا تھا اس کے بعد ہم نے وہاں تھوڑی سی جگہ صاف کیا اور اس پر لیٹ گئے سارا دن اور ساری رات چلنے کی وجہ سے ہم بہت تھک گئے تھے لیٹتے ہی ہمیں کافی سکون ملا تھکن سے ہم چور زمین پر لیٹے ہوئے تھے تھکا ہوا تو میں بھی تھا مگر شاید وہ مجھ سے زیادہ تھکی ہوئی تھی لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی اور وہ سو گئی

ابھی اسے سوئے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ میری نظر اس کے سر پر پڑی اس کا سر نیچے زمین پر تھا اس کا سر بھلا میں کیسے زمین پر دیکھ سکتا تھا اسوقت میں اٹھا اور بڑے دھیان سے اس کا سر رکھ دیا اس دوران اسے کچھ پتہ ہی نہ چلا وہ مسلسل سوئی ہوئی تھی میں بھی اس کی طرف چہرہ کر کے لیٹ گیا۔ ابھی مجھے لیٹے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک میری نظر سامنے اس پہاڑ پر پڑی وہاں سے روشنی آ رہی تھی پہاڑ سے آتی ہوئی روشنی کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا میں نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا وہ روشنی اس پہاڑ کے اندر ایک غار سے آ رہی تھی پہاڑوں کے

اندر غاروں کے بارے میں تو میں نے سنا تھا مگر غار سے روشنی نکلنے والی بات کچھ حیران کر دینے والی تھی۔

مجھے اس وقت اپنے بڑوں کی باتیں یاد آنے لگیں بچپن میں اکثر ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے جن میں غاروں کا ذکر بھی ہوتا تھا اور ہم نے اپنے بڑوں سے یہ بھی سنا تھا کہ ان غاروں میں بڑے بڑے جادوگر [illegible] رہتے ہیں جو لوگوں کو پکڑ کر قید کر لیتے ہیں [illegible] میرے دل میں خوف [illegible] ڈر سے بھر گیا [illegible] میں نے دل میں [illegible] پاگل ہوں کہ ایسی باتوں پر یقین کر لیتا ہوں وہ تو کہانیاں [illegible] ہوتی ہیں بھلا اب کہاں جادوگر اور کہاں جادو [illegible] اس سوچ نے میرے دل سے سارا خوف نکال دیا [illegible] میں نے اپنا ہاتھ شبانہ کے سر کے نیچے سے نکالنے [illegible] ہاتھ بہت احتیاط سے اس کے سر کے نیچے سے نکال رہا تھا یہ سوچ کر کہ کہیں اس کے آرام میں خلل نہ آئے اور وہ جاگ نہ جائے مگر ہو وہ اس کوشش کے وہ جاگ گئی آنکھیں کھول کر اس نے مجھے دیکھا اور پوچھا فرہاد کیوں صبح ہو گئی کیا اس نے بیٹھ کر مجھ سے پوچھا تھا مگر میں نے اس کو جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا شبانہ وہ سامنے غار دیکھ رہی ہو میں نے اس غار کی طرف اشارہ کر کے اس سے پوچھا تھا اس غار کی طرف دیکھ کر اس نے کہا ارے ہاں اس غار سے تو روشنی آ رہی ہے فرہاد کون ہو سکتا ہے اس غار میں اس نے حیران ہوتے ہوئے پہلے غار کو اور پھر مجھے دیکھ کر کہا یہ تو میں بھی نہیں جانتا کہ اندر کون ہو سکتا ہے میں نے اسے جواب دیا اس کے بعد ہم نے ایک دوسرے سے کچھ نہ کہا خاموشی سے اس غار کی طرف دیکھ رہے تھے کچھ دیر بعد میں نے شبانہ سے کہا۔

شبانہ چلو آؤ دیکھتے ہیں پتہ کرتے ہیں کہ اس غار کے اندر کون ہے اور یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے یہ کہہ کر ہم دونوں اس غار کی طرف چلنے لگے وہ غار کچھ ہی فاصلے پر تھا چند ہی لمحوں کے اندر ہم اس غار کے منہ تک پہنچ گئے مگر جیسے ہی ہم نے غار کے اندر جھانک کر دیکھا ہماری آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں کیوں کہ وہ روشنی جو اس غار سے آ رہی تھی وہ کسی دیئے روشن کی نہیں تھی بلکہ وہ روشنی ایک بہت بڑے پتھر سے آ رہی تھی ہم دونوں حیران کبھی اس پتھر کو اور کبھی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے پتھر سے نکلتی ہوئی اس روشنی سے سارا غار روشن تھا۔ اس ہر طرف ماحول واضح دکھائی دے رہا تھا وہ بہت بڑا غار تھا۔ اس کے اندر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا وہ غار اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بالکل ویران لگ رہا تھا کئی جگہوں پر تو مکڑی کے جالے لگ رہے تھے ہم اس غار کے اندر چلے گئے اور اس پتھر کے پاس جاکر اسے دیکھنے لگے وہ پتھر اس وقت ہمیں عجیب سا لگ رہا تھا نجانے کیوں اس میں سے روشنی نکل رہی تھی ایسی کونسی خاص بات تھی اس پتھر میں کہ جس کی وجہ سے وہ روشنی چھوڑ رہا تھا اس بات کی ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی ہم دونوں خاموشی سے اس پتھر کو دیکھ رہے تھے کہ مجھے اس خاموشی میں شبانہ کی آواز سنائی دی کہنے لگی فرہاد اس پتھر میں آخر ایسی کونسی بات ہے جس کی وجہ سے یہ روشنی چھوڑ رہا ہے اس کی اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا میں تو خود اس بات پر حیران تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ کیسے ایک پتھر سے روشنی نکل رہی ہے اور پھر ایک سوچ میرے دماغ میں آئی کہ ضرور اس پتھر کے اندر کوئی طاقت یا کوئی راز ہے جس کی وجہ سے یہ روشنی چھوڑ رہا ہے وہ طاقت کیا تھی وہ راز کونسا تھا یہ ہم نہیں جانتے تھے اور پھر کچھ سوچ کر جیسے ہی میں نے ہاتھ بڑھا کر اس پتھر کو چھونے کی کوشش کی ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ میں اوپر ہوا میں اٹھا اور کئی فٹ دور زمین پر گر گیا مجھے ایسا لگا جیسے مجھے اس وقت کسی نظر نہ آنے والے ہاتھوں نے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا ہو۔

زمین پر گرتے ہی میرے منہ سے چیخ نکل گئی چیخ کی آواز سن کر شبانہ میرے پاس بھاگتی ہوئی آئی اور پوچھنے لگی فرہاد کیا ہوا آپ کو زمین پر یوں گرے تھے آپ۔ وہ مجھ سے زمین پر گرنے کی وجہ پوچھ رہی تھی مگر میرا دھیان اس وقت اس کی باتوں پر نہیں تھا بلکہ اپنے ہاتھ پر تھا جو بالکل ساکت ہو چکا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرا ہاتھ مفلوج ہو گیا ہو ایک جلن سی ہو رہی تھی اس میں یوں لگ رہا تھا جیسے میں نے کسی پتھر کو نہیں بلکہ کسی جلتے ہوئے انگارے کو ہاتھ لگایا ہو میں ایک نظر اپنے ہاتھ کو اور ایک نظر اس جلتے ہوئے پتھر کو دیکھ رہا تھا ہاں اسے چھو لینے کے بعد اب وہ مجھے کوئی پتھر نہیں بلکہ ایک جلتا ہوا آگ کا گولہ دکھائی دے رہا تھا کیونکہ اسے چھونے کے بعد میرے ہاتھ نے رنگ بدل لیا تھا بالکل آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا اس وقت مجھے کافی تکلیف ہو رہی تھی اذیت سے ٹوٹ پھوٹ ہو کر زمین پر پڑا میں چیخ رہا تھا شبانہ سے میری یہ حالت نہ دیکھی گئی اس نے اپنے سر سے دوپٹہ اتارا اور میرے ہاتھ کو اس میں لپیٹ دیا اس کا ایسا کرنے سے مجھے بہت فائدہ ہوا جو جلن میرے ہاتھ میں ہو رہی تھی اس میں بہت کمی آئی اور پھر کچھ دیر بعد میری حالت پہلے جیسی ہو گئی اب میرے ہاتھ میں نہ درد ہو رہا تھا اور نہ ہی جلن سب میرے ہاتھ میں جلن بالکل ختم ہوئی تو اپنے ہاتھ سے دوپٹے کو ہٹایا اور اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا اب وہ پہلے کی طرح ٹھیک ہو گیا تھا۔

میں نے دوپٹہ واپس شبانہ کو دیا اور دوبارہ اس پتھر کو دیکھنے لگا شبانہ جو پہلے سے خوفزدہ ہوئی کھڑی تھی بولی فرہاد جتنا جلدی ہو سکتا ہے ہمیں اس غار سے نکل جانا چاہیے ضرور اس پتھر کے اندر کوئی بات چھپی ہوئی ہے تبھی تو اس نے آپ کو اتنا دور پھینکا شبانہ نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر مجھے غار سے باہر جانے کا کہا نہیں شبانہ ہم یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے اب ہم اس پتھر کا راز جان کر ہی رہیں گے کہ آخر اس پتھر میں ایسی کون سی بات ہے جو یہ روشنی چھوڑ رہا ہے میری بات سن کر شبانہ بولی فرہاد یہ جگہ یہ غار مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی ہے دیکھا نہیں آپ نے پہلے اس پتھر سے روشنی کا نکلنا اور پھر اس پتھر نے آپ کو دور پھینکا یہ سب کچھ عجیب نہیں تو اور کیا ہے مجھے یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں لگ رہا ہے ضرور یہاں اس پتھر میں کوئی بہت بڑی بات چھپی ہوئی ہے جو ہمیں نہیں معلوم ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہیے ابھی شبانہ یہ بات کر ہی رہی تھی کہ ہمیں غار کے دوسری طرف سے کسی چیز کی آواز سنائی دی آواز سن کر ہم حیران رہ گئے شبانہ نے مجھے اور میں نے شبانہ کی طرف دیکھا ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ آواز کس کی ہے اور یہاں غار میں ہمارے سوا اور کون ہے کچھ لمحے گزر گئے پر ہمیں کچھ پتہ نہ چلا کہ یہ آواز کس کی ہے اور وہ کون ہے اس کے بعد ہم اس طرف چلنے لگے جس طرف سے ہمیں وہ آواز سنائی دی تھی غار کافی لمبا تھا اس میں روشنی بہت دور تک پھیلی ہوئی تھی آگے جاکر وہ غار دائیں طرف مڑ گئی تھی آواز بھی اسی طرف سے آرہی تھی ہم بھی مڑتے ہوئے اس غار کے ساتھ مڑ گئے اور پھر جیسے ہی ہم اس طرف مڑے ہماری نظریں اس طرف ایک بوڑھے آدمی پر پڑیں وہ ایک تابوت کے پاس کھڑا تھا وہ آواز اس کی ہی تھی جو ہمیں سنائی دی تھی اس تابوت میں کون تھا یہ بات ہم اس وقت نہ جان سکے لیکن اتنا ضرور تھا کہ وہ بوڑھا اس تابوت کی طرف منہ کر کے کچھ باتیں کر رہا تھا۔

اب تم بہت جلد اپنی اصلی حالت میں آجاؤ گی جس کے ذریعے تم نے اصلی حالت میں آنا ہے وہ چیز اب ہمیں ملنے والی ہے بس صرف چند ہی دنوں کی بات ہے جو انتظار کرنا تھا ہم کر چکے ہیں اب ہمیں اور انتظار نہیں کرنا پڑے گا وہ خود چل کر یہاں آئے ہیں اب وہ دن دور نہیں جب تم پھر سے پہلے کی طرح خوبصورت ہو جاؤ گی تمہاری سب طاقتیں تمہارے اندر آجائیں گی تم پھر سے پہلے والی جادوگرنی بن جاؤ گی تمہیں اصلی حالت میں لانے کے لیے چاہے مجھے ہزار انسانوں کے خون سے ہی کیوں نہ تمہارے ڈھانچے کو نہلانا پڑے میں نہلاؤں گا پر تمہیں تمہاری اصلی حالت میں لے کر ہی آؤں گا وہ بوڑھا یہ کہہ کر خاموش ہو گیا ابھی وہ خاموش ہوا تھا کہ اس نے اچانک گردن گھما کر ہماری طرف دیکھا شاید اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اس غار میں اس کے علاوہ کوئی اور بھی ہے وہ ہمیں دیکھ کر کہنے لگا میں جانتا تھا کہ تم دونوں خود چل کر میرے پاس آؤ گے کیونکہ مجھے میرے علم نے بتایا تھا کئی سالوں سے میں تم دونوں کا انتظار کرتا رہا انتظار کا یہ عرصہ میں نے بہت اذیت میں گزارا ہے مگر اب میں بہت خوش ہوں جو تم دونوں یہاں آگئے ہو میرا انتظار ختم ہوا وہ بوڑھا یہ کہہ کر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا اس کی باتیں سن کر ہم دونوں حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے وہ کس کی باتیں کر رہا تھا یہ اس وقت ہم نہیں جانتے تھے ہم دونوں کو حیرت میں ڈوبے ہوئے دیکھ کر وہ بوڑھا پھر سے بولا میں جانتا ہوں کہ تم دونوں کو میری باتوں نے حیرت میں ڈال دیا ہے تم دونوں یہی سوچ رہے ہو گے کہ میں کس کی بات کر رہا ہوں جاننا چاہتے ہو تو سنو۔

اچانک اس بوڑھے نے اپنی بات کو درمیان میں چھوڑ کر کہا ہم اس کی بات سن کر سوچ میں پڑ گئے کہ نجانے وہ کون سی بات ہمیں بتانے والا ہے چند لمحوں تک وہ خاموش رہا پھر اس نے دوبارہ سے بولنا شروع کر دیا۔ ایک وقت ایسا تھا جب ساری دنیا پر ہماری حکومت ہوتی تھی دنیا کے سب جادوگر انسان اور جنات ہماری غلامی کرتے تھے حتیٰ کہ ہواؤں اور پانیوں پر بھی ہماری حکمرانی ہوتی تھی ہر کوئی ہمارے حکم کے سامنے سر جھکا کے پھرتا تھا اور یہ جو تابوت آپ لوگوں کو نظر آرہا ہے اس میں میری بیوی کا ڈھانچہ پڑا ہے جس کے پاس منتروں کا بہت بڑا خزانہ تھا جس کا نام سن کر بڑے بڑے جادوگر بھی کانپ جاتے تھے بڑے بڑے جن اس کے حکم کے غلام ہوتے تھے مگر ایک دن وہ سب ہمارے خلاف ہو گئے ہاں وہ ہمارے خلاف ہو گئے کیونکہ جس طرح انسان کو زندہ رہنے کے لیے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے ویسے ہی ان منتروں کو بھی قائم رکھنے کے لیے خوراک کی ضرورت ہوتی تھی اور وہ خوراک تھی انسانی خون اور گوشت۔ ڈرے ہوئے تو ہم پہلے سے ہی تھے اس کے منہ سے انسانی خون اور گوشت والی بات سن کر خوف و ڈر سے ہمارے جسم کانپ گئے میں شبانہ اور شبانہ مجھے دیکھنے لگی شاید اس بوڑھے نے ہمیں کانپتے ہوئے دیکھا تھا تبھی تو وہ بولا ڈرو مت آگے کی بات سنو یہ کہہ کر اس نے اپنی بات کو آگے بڑھا دی ہمارے جنات روزانہ ہمارے لیے زندہ انسانوں کو پکڑ کر اس غار میں لایا کرتے تھے ہم ان انسانوں کا خون پی کر ان کا گوشت کھا جاتے تھے اور ہڈیوں کو ایک طرف پھینک دیتے تھے بے شمار انسانوں کو ہم نے مارا تھا ان کے خون اور گوشت سے اپنی بھوک اور پیاس مٹائی تھی کئی گاؤں ہماری وجہ سے ویران ہوئے تھے دن بدن ہمارا ظلم بڑھتا گیا خون پہ خون کرتے گئے ہم روزانہ جی بھر کر انسانی خون پیتے تھے اور جو خون ہم سے رہ جاتا اس سے ہم ایک دوسرے کو نہلاتے مگر افسوس کہ ہمارا یہ خونی کھیل ایک دن ختم ہو گیا۔

اس دن وہ سب کچھ ہوا جس کا ہم نے کبھی بھی سوچا نہ تھا وہ بات ہوئی جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھی اس دن ہمارے جنات ایک انسان کو پکڑ کر لائے وہ ایک نوجوان لڑکا تھا جو بے ہوش تھا وہ کون تھا یہ ہم اس وقت نہ جان سکے پتہ اس وقت چلا جب اس کے پیچھے ایک ملنگ سا آدمی آیا اس کے پھٹے پرانے کپڑوں کو دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ شخص اتنی بڑی طاقتوں کا مالک ہوگا آتے ہی اس نے منہ میں کچھ پھونکا نجانے اس کی پھونک میں ایسی کون سی طاقت تھی کہ ہم اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گئے جہاں تھے وہیں کھڑے رہ گئے کئی بار ہم نے اپنے منتروں کو پڑھ کر اس پر پھونکا مگر یہ دیکھ کر ہم حیران رہ گئے کہ ہمارا کوئی بھی منتر اس پر اثر نہیں کر رہا تھا مگر بہت جلد مجھے وہ بات سمجھ آگئی کہ ہمارے منتر کیوں ناکام ہو رہے ہیں جب میری نظر اپنی بیوی کے پاؤں پر پڑی اس کے پاؤں میں وہ پائل نہیں تھی جس میں اس کی طاقتیں تھیں نجانے وہ پائل اس نے کہاں اتار کر رکھی تھیں وہ ملنگ ہمارے اوپر مسلسل منتر پڑھتا گیا اور ہمارے اوپر پھونکتا گیا کچھ دیر بعد ہمارے جسم کا گوشت پگھلنے لگا سر سے لے کر پاؤں تک ہمارے جسم کا گوشت پگھل کر زمین پر گرنے لگا۔

ہمیں اس وقت جو تکلیف ہو رہی تھی وہ میں جانتا ہوں ہم چیخنا چاہتے تھے پر چیخ نہیں سکتے تھے نجانے اس ملنگ نے ایسا کون سا منتر پڑھ کر ہم پر پھونکا تھا کہ ہمارے جسم کے ساتھ ساتھ ہماری زبان کو بھی تالے لگ گئے نہ تو ہم اپنی جگہ سے ہل سکتے تھے اور نہ ہی ہم کچھ کہہ سکتے تھے خاموش کھڑے ہمارے جسم پانی کی طرح بہتے گئے۔ ہمارے جسم کا گوشت پانی بن کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمین پر بہہ رہا تھا لمحوں کے اندر اندر ہمارے جسم ہڈیوں کے ڈھانچوں میں بدل گئے اور پھر جیسے ہی اس ملنگ نے آخری پھونک ماری ہمارے ڈھانچے ہوا میں اڑنے لگے اور غار کی دیواروں سے ٹکرا کر اس کی ہڈیاں ایک ہو گئیں مگر اس سے پہلے میں نے دیکھا کہ میری بیوی کا ڈھانچہ اس تابوت کے اندر گر گیا اس کے گرتے ہی اس تابوت کا ڈھکن اس کے اوپر بند ہو گیا اس کے بعد اس ملنگ نے اس بے ہوش لڑکے کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال دیا اور غار سے باہر نکل گیا یونہی ہوتے ہوتے نجانے کتنے دن گزر گئے کتنے مہینے اور کتنے سال گزر گئے ہماری روح اس غار میں بھٹکتی رہیں نجانے اس ملنگ نے اس غار کے منہ پر ایسا کون سا منتر پڑھ کر پھونکا تھا کہ جس کی وجہ سے ہم اس غار سے باہر نکل نہ سکے اس غار کے اندر ہی قید ہو کر رہ گئے کئی سال گزر گئے ایک دن یہاں اس غار میں ایک آدمی آیا اس کے سارے کپڑے بھیگے ہوئے تھے شاید باہر بارش ہو رہی تھی اور وہ بارش سے بچتے اس غار میں پناہ لینے آیا تھا آتے ہی اس نے کپڑے اتار کر نچوڑنے لگا پھر دوبارہ اس نے کپڑوں کو پہنا کپڑے پہن لینے کے بعد اس نے ایک پتھر کے ساتھ ٹیک لگائی اور سونے لگا شاید وہ زمین پر لیٹ کر اس لیے نہیں سونا چاہتا تھا کہ بارش سے بھیگے ہوئے کپڑے مٹی سے بھر جائیں گے مگر شاید وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ صبح میں اٹھوں گا بھی نہیں اٹھوں گا۔

ابھی اسے سوئے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ میں نے اپنی بدروح کو ایک بھیانک شکل میں لا کر اس کے سامنے کھڑا کر دیا وہ گہری نیند سو رہا تھا مگر شاید اسے نیند میں بھی کسی طرح سے محسوس ہوا تھا کہ اس کے علاوہ اس کے آس پاس کوئی اور بھی ہے وہ اچانک نیند سے جاگا اور اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر اپنے سامنے ایک بھیانک بدروح پر پڑی وہ چیخنے لگا غار کے اندر بھاگنے لگا وہ غار کے اندر ہی ادھر ادھر بھاگ رہا تھا خوف اور ڈر سے اسے غار کا منہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ چیختا اور چلاتا رہا مگر بہت جلد میں نے اسے ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیا اور اس کے جسم میں اپنی روح ڈال دی اور یہ جو آپ لوگ اپنے سامنے دیکھ رہے ہو یہ وہی جسم ہے اس بوڑھے کا میری روح کو انسانی جسم تو ملا مگر اس غار سے باہر جانے کا راستہ نہیں ملا انسانی جسم کے باوجود بھی میں اس غار سے باہر نکل نہ سکا یونہی اس غار میں قید رہا اس غار میں بھٹکتے ہوئے مجھے کئی سال گزر گئے میں نے ان پائلوں کو بہت تلاش کیا جس میں میری بیوی کی طاقتیں تھیں نجانے اس نے اسے کہاں رکھے تھے وہ مجھے غار کے اندر کہیں بھی نہیں ملے اگر وہ مجھے مل جاتے تو شاید ہم اس غار کے اندر کہیں باہر نکلنے میں کامیاب ہو جاتے مگر وہ ملتے تو تب ناں ان کا تو نہ ملنا تھا نہ مل سکے ایسا کوئی دن نہیں تھا جب میں نے اس غار سے نکلنے کی کوشش نہ کی ہو مگر غار کے منہ پر آ کر مجھے کوئی ان دیکھی سی طاقت روک دیتی اور غار سے باہر جانے نہیں دیتی تھی شاید ملنگ کی پھونکوں کا اثر تھا جو اس نے جاتے وقت اس غار کے منہ پر پھونکیں تھیں۔

کئی سال گزر گئے مجھے یہاں اس غار میں قید ہوئے پہلے تو میں روزانہ غار کے منہ پر جاتا تھا مگر جب روز روز ناکام ہو کر واپس لوٹ کر آ جاتا تھا تو میں نے وہاں جانا بھی چھوڑ دیا شاید یہ سوچ کر کہ اب یہاں سے نکلنا میرے نصیب میں نہیں مگر ہوا ایسا نہیں جیسے میں نے سوچا تھا ایک دن اچانک میرے دماغ میں کوئی خیال آیا اور میں اٹھ کر غار کی طرف چلنے لگا اور پھر جیسے ہی میں غار کے منہ پر پہنچا میں حیران رہ گیا جہاں مجھے پہلے کوئی ان دیکھی طاقت روک رہی تھی اب مجھے وہاں کسی نے بھی نہ روکا شاید ان پھونکوں کا اثر ختم ہو گیا تھا میں اس غار سے باہر نکل گیا باہر نکل کر میں کہیں اور نہیں بلکہ اپنے گرو جی کے پاس گیا اسے اپنی ساری کہانی سنائی اور اسے یہ بھی کہا کہ وہ پائل کہیں بھی نہیں مل رہی میری کہانی سن لینے کے بعد اس نے آنکھیں بند کیں اور کچھ دیر بعد دوبارہ کھول کر کہا معلوم نہیں کہ وہ پائل کہیں نظر نہ آئیں ضرور تمہاری بیوی نے جس وقت وہ ملنگ آنے والا تھا اس پائلوں کو اپنے پیروں سے اتار کر کہیں رکھ دیں ہوں وہ پائل اس کے پاس تھے یا اس سے دور مگر تمہیں وہیں اس غار کے اندر ہی کیونکہ جب تم دونوں کے پاس اپنے جنات اس ملنگ کے آنے سے کچھ ہی دیر پہلے تمہاری بیوی نے ان پائلوں کو اتار کر کہیں رکھیں جس کے بعد اس ملنگ نے تم دونوں کے جسم کو ڈھانچوں میں بدل دیا میرے خیال میں ان پائلوں پر ضرور کوئی ایسا منتر پڑھ کر پھونکا گیا ہے جو وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں وہ ہمارے آس پاس ہو کر بھی ہماری نظروں سے دور ہیں ہماری طاقتیں وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں۔

گرو جی نے یہ مایوس والی خبر سنائی اور خاموش ہو گئے کئی لمحے وہ یونہی خاموش رہے پھر بولے تم مایوس ہو کر یہ مت سمجھو کہ ہماری طاقتیں اتنی کمزور ہیں اور ہماری نظریں اس جگہ تک نہیں پہنچ سکتیں جہاں وہ پائل ہیں جانتے ہو جب میں نے

آنکھیں بند کیں اور ان پائلوں کو تلاش کر رہا تھا تو مجھے میرے منتروں نے وہ چہرے دکھائے جو ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے تھے میرے منتروں نے مجھے بتایا کہ یہ دونوں آج سے کئی سال بعد اس غار میں آئیں گے وہ پائل ان دونوں میں سے کسی ایک کو ملیں گے اور وہ ہی تمہاری بیوی کو اصلی حالت میں لے کر آئیں گے اس کے بعد انہوں نے مجھے کچھ طاقتیں دیں اور میں دوبارہ اس غار میں آیا اور پھر اس دن سے لے کر آج تک میں نے تم دونوں کا انتظار شروع کر دیا اور آج تم دونوں آئے میرا انتظار ختم ہوا۔ یہاں تک کہہ کر وہ بوڑھا خاموش ہوا ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے سوچا کہاں سے بھاگ کر ہم کہاں آ کر پھنس گئے کس سے بچ کر ہم کس کے ہاتھوں لگ گئے ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے اس بوڑھے سے پوچھا مگر آپ نے یہ سب باتیں ہمیں کیوں سنائیں اور آپ کی بات کہنے کا مطلب کیا ہے میری بات سن کر وہ بوڑھا بولا۔

ارے واہ میری اتنی لمبی بات کرنے کے باوجود بھی تم نہیں سمجھے کہ میری بات کہنے کا مطلب کیا ہے میری بات کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب تم دونوں کو وہ پائل میرے لیے ڈھونڈنی ہوں گی جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ کیا۔۔۔ اس کی بات سن کر ہم دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا شبانہ مجھے اور میں شبانہ کو دیکھنے لگا ابھی میں جواب دینے والا ہی تھا کہ وہ خود ہی بول پڑا مجھے انکار سننے کی بالکل بھی عادت نہیں ہے اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو تمہیں ان پائلوں کو ہر حال میں ڈھونڈ کر دینا ہوگا اور اگر انکار کیا تو موت کے سوا تم کو کچھ بھی نہیں ملے گا یوں سمجھ لو کہ ان پائلوں میں تم دونوں کی زندگی ہے اب جتنا جلدی ہو سکتا ہے انہیں ڈھونڈو ورنہ میں جو کہتا ہوں اسے کرنے میں دیر نہیں لگاتا وہ یہ کہہ کر اس غار سے باہر چلا گیا اس کے جانے کے بعد شبانہ بولی فرہاد ہم تو ایک مصیبت سے یہاں جان چھڑوانے آئے تھے یہاں آ کر تو دوسری مصیبت میں پھنس گئے میں تو کہتی ہوں ہمیں اس کی بات کو مان لینا چاہیے ان پائلوں کو ڈھونڈنا چاہیے جس سے ہماری زندگی بچ سکتی ہے اور اب ایسا کرنے کے علاوہ ہمارے سامنے کوئی اور راستہ ہی نہیں ہے شبانہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئی تو میں نے اسے کہا نہیں شبانہ ہم اس بوڑھے کی بات کو کبھی بھی نہیں مانیں گے میں جانتا ہوں کہ اس کی بات ماننے میں ہماری زندگی اور نہ ماننے میں ہماری موت ہے مگر شاید تم نہیں جانتی کہ اگر ہم نے اسے وہ پائل ڈھونڈ کر دے دیا تو یہ پھر سے پہلے کی طرح بے گناہ انسانوں کو ماریں گے ان کے خون سے اپنی پیاس بجھائیں گے شبانہ ہمیں اپنی زندگیوں کی فکر نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہمیں ان بے گناہ انسانوں کی زندگیوں کی فکر کرنی ہے جنہیں اس بات کی خبر ہی نہیں ہے۔

شبانہ میری خواہش تھی کہ میں تمہیں اپنا لوں میری اس خواہش کو اللہ نے پورا کر دیا اب میری زندگی کی کوئی بھی خواہش باقی نہیں اب اگر یہ زندگی ان بے شمار بے گناہ انسانوں کی زندگیوں پر قربان ہوتی ہے تو مجھے کوئی غم نہیں بلکہ مجھے خوشی ہوگی شبانہ جس طرح پیار میں تم نے میرا ساتھ دیا ہے اب ویسے ہی تم اس نیکی اور بدی کی جنگ میں میرا ساتھ دو تا کہ ہم بدی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا سے مٹا سکیں میں نے اپنا ہاتھ شبانہ کے آگے کرتے ہوئے کہا اور پھر شبانہ نے بھی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھا اور کہا فرہاد مجھے بھی اپنی زندگی سے زیادہ ان بے گناہ انسانوں کی زندگیاں پیاری ہیں جنہیں اس بات کی کوئی خبر ہی نہیں ہے مگر ان سب سے بڑھ کر مجھے آپ کی زندگی پیاری ہے اور جہاں تک بات ساتھ دینے کی ہے تو میں اپنی زندگی کی آخری سانس تک آپ کا ساتھ دیتی رہوں گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے شبانہ کے دل میں دوسروں کے لیے اس قدر ہمدردی دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس وقت رات ہونے والی تھی جب میں نے شبانہ سے کہا شبانہ لگتا ہے رات ہونے والی ہے ہمیں رات کا اندھیرا ہو جانے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل کر جانا چاہیے میری بات سن کر شبانہ بولی ہاں فرہاد میرا بھی یہی خیال ہے کہ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہیے یہ کہہ کر ہم دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور غار کے منہ کی طرف بڑھنے لگے مگر جیسے ہی ہم غار کے اندر اس موڑ کو موڑے اور ہماری نظریں غار سے باہر پڑیں ہم حیران رہ گئے باہر دن کی روشنی تھی جو ہلکی ہلکی غار کے اندر آ رہی تھی اور پھر دوسرے لمحے تو ہم یہ دیکھ کر حیرت سے اچھلنے لگے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

جب ہماری نظریں اس پتھر پر پڑیں جس سے پچھلی رات روشنی نکل رہی تھی جس کی روشنی کو دیکھ کر ہم اس غار میں آئے تھے اب وہ پتھر روشنی نہیں چھوڑ رہا تھا بلکہ ایک عام پتھر کی طرح دکھائی دے رہا تھا تب ہمیں اس غار کے اندرون کو اندھیرا ہونے کی وجہ معلوم ہوئی وہ پتھر صرف رات کو روشنی چھوڑا کرتا تھا اپنی روشنی سے گزر گئے پھر میں نے شبانہ سے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شبانہ یہ بات تو ہماری سمجھ میں آئی کہ یہ پتھر صرف رات کو ہی اس غار کو روشن کرتا تھا دن کو نہیں ہم دونوں حیران کھڑے خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کچھ لمحے خاموشی میں گزر گئے پھر میں نے شبانہ سے کہا شبانہ یہ بات تو ہماری سمجھ میں آئی کہ یہ پتھر صرف رات کو ہی اپنی روشنی اس غار میں بکھیرتا ہے اور دن کو ایک عام سا پتھر بن کر رہ جاتا ہے مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر اس پتھر میں ایسی کون سی خاص بات ہے کہ جو یہ رات کو اپنی روشنی چھوڑتا ہے اور دن کو ایک عام پتھر بن کر رہ جاتا ہے میں نے بڑے غور سے اس پتھر کو دیکھ کر شبانہ سے پوچھا میری بات سن کر وہ بولی فرہاد ضرور اس پتھر کے پیچھے کوئی ایسی کہانی چھپی ہوئی ہے جس کی ہمیں خبر نہیں واقعی شبانہ نے ٹھیک کہا تھا اس پتھر کے پیچھے کہانی چھپی ہوئی تھی پر ہم اس وقت اس سے بے خبر تھے ہم نے غار سے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اس پتھر کے پیچھے کونسی کہانی چھپی ہوئی ہے۔ وہ دن گزر گیا رات ہونے لگی غار کے باہر ہلکا ہلکا اندھیرا پھیلنے لگا مگر وہ اندھیرا غار کے اندر تھا غار سے باہر نہیں غار کے اندر ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی جو اس پتھر سے نکل رہی تھی ہم دونوں اس پتھر کے پاس آئے اور بیٹھ گئے ہم بڑے غور سے اس پتھر کو دیکھ رہے تھے۔

جیسے جیسے غار سے باہر اندھیرا ہو رہا تھا ویسے ویسے غار کے اندر روشنی ہو رہی تھی کچھ ہی دیر میں سارا غار روشن ہو گیا ہم دونوں اس پتھر کے سامنے بیٹھے تھے اور خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے وہ پتھر اس وقت عجیب سا لگ رہا تھا ہم اس کے سامنے بیٹھے اس کو دیکھ رہے اور یہ سوچ رہے تھے کہ آخر ایک پتھر سے روشنی کیسے آ رہی ہے عجیب سی بات تھی جس کی ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی ابھی ہمیں اس پتھر کے سامنے بیٹھے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اچانک مجھے اس پتھر کے اندر کوئی چیز دکھائی دی کچھ دیر پہلے جو میں گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اچانک اس چیز کو دیکھ کر میں چونک اٹھا اور بڑے غور سے اس چیز کو دیکھنے لگا وہ چیز صاف دکھائی نہیں دے رہی تھی بلکہ دھندلی دھندلی دکھائی دے رہی تھی میں اس چیز کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور یہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ چیز کیا ہے اور پھر یہ دیکھ کر میں خوشی سے اچھلنے لگا جب میں نے اس چیز کو پہچانا ہاں میں نے اس چیز کو پہچان لیا وہ چیز جو مجھے دھندلی دھندلی دکھائی دے رہی تھی وہ سفید رنگ کے دو پائل تھیں اس میں بہت پیارے ہیرے موتی جڑے ہوئے تھے اور وہ روشنی ان ہیروں موتیوں سے نکل رہی تھیں جو غار کے اندر پھیلی ہوئی تھی مجھے چونکتے ہوئے دیکھ کر شبانہ نے میری طرف دیکھ کر مجھ سے پوچھا فرہاد کیا ہوا آپ چونک کیوں گئے ہیں۔

میں نے کہا شبانہ جانتی ہو یہ پتھر روشنی کیوں چھوڑ رہا ہے بولی نہیں تو میں نے کہا شبانہ جن پائلوں کی اس بوڑھے کو تلاش ہے وہ اس پتھر میں ہیں میری بات سن کر وہ بھی چونک گئی اور حیرت سے اس پتھر کو دیکھنے لگی اور پھر یہ دیکھ کر وہ بھی خوشی سے اچھلنے لگی اور کہنے لگی ہاں فرہاد واقعی مجھے پتھر کے اندر پائل دکھائی دیں یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی اور پھر دوسرے ہی لمحے جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مجھے پریشان سی نظر آئی میں نے پوچھا شبانہ کیا بات ہے تم پریشان کیوں ہو گئی بولی فرہاد جب تک یہ پائل ہمیں نظر نہیں آ رہی تھیں تو ہمیں پتہ نہیں تھا اب چونکہ ہم نے انہیں دیکھ لیا ہے کہ یہ یہاں اس پتھر میں ہیں اب ڈر رہی ہوں یہ سوچ کر پریشان ہو گئی تھی کہ کہیں وہ ہمیں مار مار کر ہمارا منہ کھلوا نہ دے نہیں شبانہ چاہے وہ ہمارے ساتھ کچھ کر لے ہم نے اپنا منہ بند رکھنا ہے کبھی بھی اسے اس بات کی خبر نہیں ہو۔۔۔ دینا ہے کہ ہم نے پائل کہیں دیکھی ہیں۔ ابھی میں یہ بات کر ہی رہا تھا کہ میرے پیچھے سے مجھے کسی نے بالوں سے پکڑ کر زمین سے اوپر اٹھا لیا اور چیخ کر کہا بتاؤ کہاں دیکھی ہیں تم نے ان پائلوں کو بتاؤ ورنہ مار مار کر لمحوں کے اندر اندر تمہاری روح کو تمہارے جسم سے باہر نکال دوں گا۔

وہ وہی بوڑھا جادوگر تھا شاید اس نے ہماری باتیں سن لیں تھیں اس نے مجھے ایک ہی ہاتھ میں اوپر اٹھایا ہوا تھا ایسے جیسے وہ کوئی بہت بڑا پہلوان ہو سوچا اس کی بوڑھی ہڈیوں میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ دوبارہ اس کی آواز سنائی دی جلدی بتاؤ ورنہ زندگی ہار جاؤ گے کہاں دیکھی ہیں تم نے ان پائلوں کو اب کی بار اس نے اور بھی غصے سے کہا ابھی وہ خاموش ہوا ہی تھا کہ مجھے شبانہ کی آواز سنائی دی کہنے لگی نہیں فرہاد اسے کچھ نہیں بتانا ہے کہ ہم نے وہ پائل کہاں دیکھی ہیں شبانہ کی بات سن کر اس بوڑھے نے مجھے چھوڑا اور شبانہ کی طرف بڑھنے لگا اس کے پاس جا کر اسے کہا بتاؤ کہاں دیکھیں ہیں تم نے ان پائلوں کو ابھی وہ خاموش ہوا ہی تھا کہ میں نے شبانہ کو کہا نہیں شبانہ اسے کچھ مت بتانا اگر ان پائلوں کے بارے میں اسے پتہ چلا اور وہ اس کے ہاتھوں لگ گئیں تو انجام بہت برا ہو گا یہ بوڑھا انسان نہیں ہے انسانی روپ میں شیطان ہے اور یہ شیطان پھر سے پہلے کی طرح اس دنیا کو اندھیر کر دے گا تمہیں میری قسم شبانہ بات ہماری زندگی کی نہیں دنیا والوں کی ہے میری بات سن کر وہ اس بوڑھے سے بولی ہرگز نہیں بتاؤں گی کہ ہم نے وہ پائل کہاں دیکھی ہیں کیونکہ ہم جان چکے ہیں تمہارے گندے ارادوں کو تمہاری گھناؤنی سوچ کو مگر اب ایسا ہرگز نہیں ہو گا کیونکہ اب ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تم چاہے اب ہمارے جسم کے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دو ہم تمہیں وہ پائل نہیں دکھائیں گے شبانہ کی بات سن کر اس بوڑھے جادوگر نے اسے بالوں سے پکڑ کر اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارا جس سے شبانہ کے منہ سے ایک سسکاری سی نکل گئی شبانہ کو یوں سسکتی ہوئی دیکھ کر غصے سے میری آنکھوں میں خون اتر آیا اسی وقت میری نظر نیچے پڑے ہوئے ایک پتھر پر پڑی میں نے جھک کر اس پتھر کو اٹھایا اور بہت زور سے اس جادوگر کے سر پر مارا پتھر سیدھا جادوگر کے سر پر لگا اس کا سر پھٹ گیا اور اس سے خون نکل کر اس کے کپڑوں کو سرخ کرنے لگا اپنے سر سے بہتے ہوئے خون کو دیکھ کر جادوگر کی آنکھوں میں بھی غصے سے خون اتر آیا اس نے شبانہ کو چھوڑ دیا اور منہ میں کچھ پڑھنے لگا اور پھر کچھ دیر اس نے ہماری طرف پھونک ماری تو ہمارے جسم نظر نہ آنے والے ہاتھوں نے اوپر اٹھائے اور اوپر ہوا میں الٹا لٹکانے لگے ہم چیخ رہے تھے چلا رہے تھے اور اپنے آپ کو نظر نہ آنے والے ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کروا رہے تھے مگر شاید ان ہاتھوں کی گرفت بہت مضبوط تھی جس سے ہم اپنے آپ کو چھڑا نہ سکے وہ بوڑھا جادوگر ہمیں یونہی لٹکتا ہوا چھوڑ کر اس غار سے باہر چلا گیا۔

ہم دونوں یونہی اوپر سے نیچے الٹا لٹک رہے تھے کچھ دیر بعد وہ دوبارہ آیا اس کے دونوں ہاتھوں میں جلتے ہوئے انگاروں کے دو تال تھے اس نے آ کر ایک تال میرے سر کے نیچے رکھ دیا اور دوسرا تال اس نے شبانہ کے سر کے نیچے رکھ دیا اپنے سر کے نیچے جلتے ہوئے انگاروں کے تال دیکھ کر میرا جسم کانپ اٹھا اس کے بعد شبانہ کا تو مجھے نہیں پتہ مگر جلتے ہوئے انگاروں کو رکھتے ہی اس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ جیسے ہی اس نے وہ تال میرے سر کے نیچے رکھ دیا اس کی گرمی نے میری کھوپڑی کو جلانا شروع کر دیا جس سے میرے دماغ میں جلن سی ہونے لگی اور پھر وہ جلن آہستہ آہستہ بڑھتی گئی ہوتے ہوتے وہ اس حد تک بڑھ گئی کہ مجھے میری کھوپڑی میں میرا دماغ پگھلتا ہوا نظر آیا جس سے مجھے بہت اذیت ہو رہی تھی اذیت سے میری آنکھیں باہر نکل آئی تھیں وقت کے ساتھ ساتھ میرے دماغ کی تکلیف زیادہ سے زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ میں اپنے ہوش و حواس کھونے لگا۔

میری آنکھیں بند ہو گئی مگر آنکھیں بند ہونے سے پہلے میں نے ایک بار شبانہ کو دیکھا تو تڑپ کر رہ گیا کیونکہ مجھے اس وقت اس کے چہرے پر بہت اذیت دکھائی دے رہی تھی اس کی آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ وہ بھی چند ہی لمحوں کے اندر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے گی مجھے اس وقت خود سے زیادہ شبانہ کی تکلیف ستائے جا رہی تھی مگر میں کیا کر سکتا تھا میں تو خود بے بس اور مجبور تھا اپنی بے بسی کو دیکھنے کے بعد میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ نجانے کب تک میں بے ہوش تھا مگر جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو پتھروں پر پڑا ہوا پایا میرا سارا وجود دکھ رہا تھا ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے میں نے شبانہ کو تلاش کیا خود سے کچھ ہی فاصلے پر وہ مجھے بے ہوش پڑی ہوئی دکھائی دی میں نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اٹھ نہ سکا تو اپنے وجود کو گھسیٹتا ہوا اس کے پاس لے گیا اور پھر جیسے ہی میری نظر اس کے چہرے پر پڑی میرے منہ سے ایک چیخ نکل گئی کیونکہ اس کا سارا چہرہ خون سے سرخ تھا سر کے بال اس میں الجھے ہوئے تھے شبانہ کو یوں ہی خون میں رنگی ہوئی دیکھ کر مجھ سے میرا درد بھول گیا میں یک جھٹکے سے اٹھا اور اسے جھنجھوڑنے لگا اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا مگر اس نے ذرا بھی حرکت نہ کی میں نے اس کے دوپٹے سے کچھ حصہ پھاڑ دیا پھر اس کو دو حصے کر دیا ایک حصے سے اس کا چہرہ خون سے صاف کیا اور پھر دوسرے حصے سے اس کا سر باندھ دیا اب تک وہ بے ہوش تھی میں اس کے پاس بیٹھا ہوا اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا رہا پھر کچھ دیر کے بعد آخر کار وہ ہوش میں آ ہی گئی ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اس کی انگلیاں ہلنے لگیں پھر اس کی آنکھیں پھڑ پھڑانے لگیں اس کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھ کر بولی۔

فرہاد سر میں بہت درد ہو رہا ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے ابھی درد سے سر پھٹ جائے گا وہ یہ کہہ کر اٹھ رہی تھی کہ میں نے اسے دوبارہ لٹا دیا اسے پتہ نہیں تھا کہ اس کا سر پھٹ چکا ہے اس سے بہت خون بہہ چکا ہے جب میں نے اسے بتایا تو اسے پتہ چلا واقعی اس کے سر میں بہت درد ہو رہا تھا بھی تو وہ بار بار اپنا ہاتھ سر کی طرف لے جا رہی تھی اسے تکلیف میں دیکھ کر مجھے تکلیف ہو رہی تھی اس وقت مجھے احساس ہوا کہ وہ جتنی تکلیف سے گزر رہی ہے اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یوں تکلیف میں دیکھ کر مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اور اسے کہا شبانہ مجھ سے تمہاری تکلیف نہیں دیکھی جاتی میں آج ہی اس بوڑھے کو سب کچھ بتادوں گا کہ ہم نے وہ پاگل کہاں دیکھی ہیں دے دیں گے ہم اسے ان پاگلوں کا پتہ کیا کریں گے ہم ان پاگلوں کا کیا کریں گے ہم ان پاگلوں کو جن کے پیچھے ہماری زندگیاں چلی جاتی ہیں وہ ہمارے کس کام کے جن کے پیچھے ہم اپنی زندگیاں ضائع کریں ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ شبانہ میری بات کو کاٹ کر بولی۔ نہیں فرہاد آپ کبھی بھی اس بوڑھے کو ان پاگلوں کے بارے میں نہیں بتائیں گے اس کی اہمیت کیا ہے ہم جانتے ہیں ہمارا ایک بار بتانے سے یہ ساری دنیا اندھیرے میں ڈوب سکتی ہے اس بات کو کبھی بھی دل میں مت لانا کہ ہم اسے ان پاگلوں کا پتہ بتادیں گے سمجھو جب تک ہمارے منہ بند ہیں اس وقت تک یہ دنیا تباہی و بربادی سے بچی ہوئی ہے مگر جب جس دن ہم نے منہ کھولا اس دن ساری دنیا خون میں ڈوب جائے گی ہر طرف خون ہی خوں ہوگا ہر طرف انسانی لاشیں بکھری پڑی ہوں گی۔

بس فرہاد کچھ بھی ہو جائے ہم نے اسے ان پاگلوں کا پتہ نہیں بتانا ہے یہ کہہ کر شبانہ خاموش ہو گئی تو میں نے کہا مگر شبانہ مجھ سے تمہاری تکلیف برداشت نہیں ہوتی بولی فرہاد میری فکر چھوڑو فکر ان بے گناہ انسانوں کی کرو جنہیں اس بات کی خبر ہی نہیں ہے جو اس بات سے بے خبر ہیں اور اپنی دنیا میں مست ہیں نجانے ان میں کتنی شبانہ ایسی ہوں گی کتنے فرہاد ایسے ہوں گے جن کا ابھی تک ملن بھی نہیں ہوا ہوگا انہیں ملنے دو ہم تو ویسے بھی مل چکے ہیں ان کی زندگی کے ارمانوں کو پورا ہونے دو ہمارے تو ویسے بھی دن پورے ہو چکے ہیں اگر ہماری موت کے بدلے انہیں زندگی ملتی ہے تو کوئی بات نہیں ہم اپنی زندگیوں کو قربان کر دیں گے وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئی کچھ دیر ہم خاموش رہے کہ اچانک میری نظریں نیچے زمین پر پڑیں تو میں چونک اٹھا میرے چونکنے پر شبانہ بھی اس جگہ کو دیکھنے لگی جہاں میں دیکھ رہا تھا اب وہاں سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا میرا سارا دھیان اس دھوئیں پر تھا آہستہ آہستہ وہ دھواں اوپر کی طرف اٹھ رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس دھوئیں نے اس بوڑھے جادوگر کا روپ دھار لیا پھر آگے بڑھ کر وہ بولا تم دونوں ایسے ہی اپنی جان کے دشمن بنتے ہو سچ سچ بتاؤ کہ تم دونوں نے ان پاگلوں کو کہاں دیکھا ہے یونہی انکار کر کے نہ میرا وقت برباد کرو نہ اپنا برباد کرو تم دونوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم نے ان پاگلوں کو دیکھا تھا ورنہ انکار کی سزا سے تم دونوں خوب واقف ہو کہ میں انکار کرنے والوں کو کیسی سزا دیتا ہوں وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

میں نے کہا۔ تم تو اپنا وقت خود ہی برباد کرتے جا رہے ہو ہم تو تمہیں ایک بار نہیں بلکہ کئی بار کہہ چکے ہیں کہ ہم تمہیں اس جگہ کا پتہ کبھی نہیں دیں گے جہاں ہم نے ان پاگلوں کو دیکھا تھا تم چاہے ہمیں مار ہی کیوں نہ دو ہم تمہیں ان پاگلوں کے بارے میں کبھی نہیں بتائیں گے اگر ان بے گناہوں کے لیے ہماری زندگیاں بھی ہمیں قربان کرنی پڑیں تو ہم قربان کر دیں گے پر تمہیں ان پاگلوں کا پتہ کبھی نہیں بتائیں گے یہ کہہ کر میں خاموش ہو گیا میری بات سن کر وہ جادوگر بڑی تیزی سے ہماری طرف بڑھا اور بولا لگتا ہے کہ تم ایسے نہیں مانو گے یہ چھوٹی چھوٹی سزائیں تمہیں دے کر واقعی میں اپنا وقت برباد کر رہا ہوں تمہیں ایسی بھیانک سزا دینا چاہیے جس سے تمہاری روح کانپ اٹھے جو تمہارے دل میں ایک بہت بڑا خلا پیدا کر دے اس سزا کے بعد تمہیں دنیا کی کوئی سزا بڑی نہیں لگے گی جو کچھ تم آج کر رہے ہو تم کل اسے یاد کر کے پچھتاؤ گے یہ کہتے ہی اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ شبانہ کا ہاتھ پکڑا اور غائب ہو گیا یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ میں کچھ بھی نہ کر سکا وہ دونوں کہاں غائب ہوئے تھے یہ میں اس وقت نہ جان سکا۔ میں نے شبانہ کو بہت پکارا اسے بہت آوازیں دیں مگر مجھے کوئی جواب نہ ملا آخر کار غار سے باہر آ کر اسے دیکھنے لگا باہر اندھیری رات تھی اندھیرے کے سوا اور کچھ نہ تھا کچھ ہی فاصلے پر کچھ ہی دکھائی نہیں دے رہا تھا سوچا رات کے اس اندھیرے میں اسے کیسے تلاش کروں وہ مجھے کہاں ملے گی یہ بھی میں نہیں جانتا تھا اور پھر یہ فیصلہ کیا کہ صبح ہوتے ہی میں اس کی تلاش میں نکل جاؤں گا یہ سوچ کر دماغ میں آتے ہی میں دوبارہ غار کے اندر آیا اور اس پتھر کے سامنے جا کر بیٹھ گیا ساری رات میں اس پتھر کے سامنے جاگ کر بیٹھا رہا اس حالت میں نیند کس کو آ رہی تھی دل میں یہ بے چینی تھی کہ نجانے میری شبانہ کس حال میں ہوگی اس پر کیا بیت رہی ہوگی یہی سوچیں سوچتا ہوا پوری رات گزر گئی اور پھر جیسے ہی اس پتھر کی روشنی پھیکی پڑنے لگی۔

میں سمجھ گیا کہ صبح ہو گئی ہے صبح ہوتے ہی میں غار سے باہر نکلا اور ایک طرف چلنے لگا ابھی میں چند قدم ہی چلا تھا کہ مجھے اپنے سامنے ایک آدمی آتا ہوا نظر آیا وہ آدمی اپنے پیچھے کسی

چیز کو گھسیٹ رہا تھا وہ چیز کیا تھی دور ہونے کی وجہ سے میں اسے پہچان نہ سکا آہستہ آہستہ وہ آدمی میرے قریب ہوتا گیا کچھ دیر بعد وہ آدمی بالکل میرے قریب آیا میں نے اسے پہچان لیا وہ وہی بوڑھا تھا اور پھر دوسرے لمحے جیسے ہی میں نے اس کے پیچھے اس چیز کو دیکھا جسے وہ گھسیٹ رہا تھا تو میرے منہ سے زور کی چیخ نکل گئی میرے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا کیونکہ جو وہ اپنے پیچھے گھسیٹ رہا تھا وہ کوئی چیز نہ تھی بلکہ وہ میری اپنی شبانہ تھی اس کا سارا جسم خون سے سرخ تھا کپڑے پھٹ چکے تھے اور جسم کا گوشت جگہ جگہ سے اترا ہوا تھا اسے اس حالت میں دیکھ کر میں اس کی طرف بھاگا اور اس کے اوپر گر کر اسے جھنجھوڑنے لگا اسے آوازیں دینے لگا مگر وہ خاموش پڑی تھی اسی خاموشی میں مجھے اس جادوگر کی آواز سنائی دی۔ اب یہ مر چکی ہے یہ کبھی نہیں بولے گی تمہیں بتایا تھا ناں کہ ایسی سزا دوں گا کہ تم ساری سزائیں بھول جاؤ گے اب دیکھا تم نے انکار کرنے کا انجام میں نے تمہیں بتایا تھا ناں کہ میرے سامنے انکار کرنے کی سزا موت ہے یہ بھی ان پاگلوں کا پتہ بتانے سے انکار کر رہی تھی سوائے موت کے سوا اور کچھ نہ ملا دکھانے کے لیے اس کی لاش تمہارے پاس لے کر آیا ہوں کیونکہ تم نے ابھی تک موت کی سختی نہیں دیکھی ہے اس سے پہلے کہ میں تمہیں بھی اس سے بھیانک موت ماردوں مان جاؤ تم اور ان پاگلوں کا پتہ بتادو ورنہ انجام تمہارا اس سے بھی بدتر ہوگا کل صبح تک تم نے مجھے بتانا ہے اور یہ دوبارہ انکار کیا تو شاید صبح کا سورج تم نہ دیکھ پاؤ گے تم جہاں جس جگہ بھی جاؤ گے میری نظریں تمہارے اوپر ہوں گی وہ یہ کہہ کر اس غار کی طرف بڑھنے لگا اور میں شبانہ کی لاش کے پاس بیٹھا رہا اسے دیکھ کر روتا رہا۔

اس کا معصوم چہرہ خون سے سرخ تھا سر کے بالوں میں خون جم چکا تھا اس کی موت نے مجھے بہت دکھ دیا تھا اس دکھ سے میرا کلیجہ پھٹا جا رہا تھا وہ دن میرے لیے کسی قیامت سے کم نہ تھا جتنی اذیت مجھے اس دن ہو رہی تھی اتنی مجھے کبھی اپنی پوری زندگی میں نہیں ہوئی تھی سچ کہا تھا اس بوڑھے جادوگر نے کہ تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ جس سے تمہاری روح تک کانپ اٹھے گی تمہارے دل کو گھائل کر دے گا اس سزا کے بعد دنیا کی کوئی سزا تمہیں سزا نہیں لگے گی اس دن بالکل ویسے ہی ہوا تھا میرے ساتھ اس کی دی ہوئی سزا نے میری روح تک کو ہلا دیا تھا میرے دل کو گھائل کر دیا تھا دل خون کے آنسو رو رہا تھا اس دن ایسا کوئی نہ تھا جو میرے زخمی دل کو تسلی دے دیتا صبح سے دوپہر ہو گئی مگر میں روتا رہا اپنی محبوبہ کی لاش پر آنسو بہاتا رہا دوپہر کو اٹھا اور شبانہ کی لاش کو اپنے کندھے پر ڈال کر ایک طرف چلنے لگا۔

میں کسی قبرستان کی تلاش میں تھا جہاں میں شبانہ کی لاش کو دفن کر لیتا مجھے پوری طرح معلوم نہ تھا کہ اس طرف کوئی قبرستان بھی ہے یا نہیں کئی گھنٹے مسلسل چلنے کے بعد میں ایک قبرستان پہنچ گیا وہ ایک بہت ہی پرانا قبرستان تھا میں نے ایک جگہ شبانہ کی لاش اپنے کندھے سے اتار کر رکھ دی اور اپنے آس پاس دیکھنے لگا کیونکہ اب مسئلہ تھا قبر کو کھودنے کا اور میرے پاس ایسا کچھ نہ تھا جس سے میں قبر کو کھود لیتا میں نے وہاں آس پاس دور دور تک نظریں دوڑائیں تو مجھے کچھ ہی فاصلے پر ایک موٹی سی لکڑی نظر آئی وہ لکڑی تقریباً آدھا فٹ چوڑی تھی اور ایک فٹ لمبی تھی میں نے جا کر اس لکڑی کو اٹھایا اور اپنے پاس ایک خالی جگہ کو کھودنے لگا یہ تو میری خوش قسمتی تھی کہ زمین کا وہ حصہ نرم تھا اور لکڑی مضبوط تھی میں نے اس لکڑی سے زمین کھودنے لگا کچھ ہی دیر میں وہاں ایک قبر تیار ہوئی قبر کی اچھی طرح صفائی کرنے کے بعد میں قبر سے باہر نکل آیا اور شبانہ کے پاس آیا کئی لمحوں تک میں اس کے معصوم چہرے کو دیکھتا رہا اسے دیکھ دیکھ کر آنسو بہاتا رہا۔ بہت دیر تک میں اس کے پاس بیٹھا آنسو بہاتا رہا پھر اٹھا اور اس کا جسم پکڑ کر اس قبر کے پاس لے آیا اسے وہاں قبر کے کنارے پر رکھ کر میں قبر کے اندر اتر گیا اس کے بعد بڑے آرام سے اس کا جسم پکڑ کر نیچے قبر میں رکھا اسے قبر میں رکھ دینے کے بعد ایک بار پھر سے میں اس کے چہرے کا دیدار کرنے لگا دل نہیں کر رہا تھا کہ اس چہرے سے نظریں ہٹاؤں اس کے چہرے کو دیکھتا ہوا میں اپنی قسمت کو کوس رہا تھا کیسی قسمت تھی ہماری ملتے ہی وہ مجھ سے بچھڑ گئی نجانے ہماری قسمت کو اوپر والے نے کس قلم سے لکھا تھا جس کے لیے میں نے اپنی ماں باپ بہن بھائیوں کو چھوڑا تھا اس دن وہ مجھے چھوڑ کر جا رہی تھی جسے میں ظالم دنیا والوں سے چرا کر لایا تھا اس دن اسے مجھ سے موت چرا کر لے جا رہی تھی۔

یہی سوچیں سوچتا ہوا نجانے کتنے آنسو میری آنکھوں سے نکلے اور شبانہ کے چہرے پر گرے دل تو نہیں کر رہا تھا کہ اسے اپنی آنکھوں سے دور کر دوں مگر آخر کب تک اس کی لاش یونہی میرے سامنے پڑی رہتی کب تک میں اس کے سامنے یونہی بیٹھا روتا رہتا بس اس کا اور میرا ساتھ یہاں تک تھا اب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگر میں لاکھ چاہتا تو بھی میں اسے نہیں روک سکتا تھا آخر اٹھا اور آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھوں سے اس کے اوپر مٹی ڈالنے لگا کچھ ہی دیر میں وہ ساری مٹی میں نے قبر کے اندر ڈالی اب وہاں اس قبرستان میں ایک نئی قبر بن گئی جو دوسری قبروں سے مختلف تھی دوسری قبریں زمین کے ساتھ برابر ہو گئی تھیں اور یہ قبر زمین سے اوپر تھی اسے دفنانے کے بعد میں اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا اور دعا کے لیے ہاتھوں کو اوپر کیا اور دعا کرا للہ سے اس کی مغفرت ۔ کی دعا کے بعد کچھ دیر قبر کے پاس بیٹھا رہا پاگلوں کی طرح اس کی قبر پہ ہاتھ پھیرتا رہا اس وقت میرے دل و دماغ میں صرف شبانہ کی سوچیں تھیں اس کی کہی ہوئی باتیں تھیں جو اس نے مجھ سے کہیں تھیں وہاں اس کی قبر کے پاس بیٹھے ہوئے کچھ پتہ ہی نہ چلا کہ کب سورج غروب ہو گیا اور کب رات ہو گئی دیکھا تو اندھیرا پھیل رہا تھا مگر پھر بھی میں اٹھا نہیں بلکہ وہیں اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھا رہا اس رات مجھے شبانہ کی بہت یاد آ رہی تھی شدت سے اس کی کمی کا احساس ہو رہا تھا خود کو بہت اکیلا اور تنہا محسوس کر رہا تھا سچ کہتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ جب انسان اکیلا ہو جائے تو وقت بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے وہ رات بہت ہی لمبی تھی ہر پل ہر گھڑی مجھے اذیت دیتی رہی اس رات سب اذیتیں ایک ساتھ ہو کر میرے اوپر حملہ آور ہو گئی تھیں اور ان اذیتوں نے میرے وجود کو اندر سے توڑ پھوڑ کر کے رکھ دیا تھا میرے دل کو جیسے کاٹ کر رکھ دیا تھا نجانے کس وقت میری آنکھیں بند ہو گئیں اور میں سو گیا مجھے کچھ پتہ نہ چلا مگر جب آنکھ کھلی تو اپنے سامنے اس بوڑھے جادوگر کو دیکھا مجھے جگانے والا بھی وہی تھا بولا میں نے تمہیں کہا تھا ناں کہ تم جہاں کہیں بھی جاؤ گے میری نظریں تمہارے اوپر ہوں گی یہ کہہ کر وہ ایک کے لیے خاموش ہو گیا پھر اس نے شبانہ کی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

دیکھا تم نے اسے یہ بھی پاگل ہو گئی تھی ان پاگلوں کا پتہ بتا دینے سے انکار کر رہی تھی خود اپنی جان کی دشمن بن گئی تھی خوشی سے اگر یہ پاگلوں کا پتہ بتا دیتی تو شاید اب یہ یہاں اس قبر میں پڑی نہ ہوتی تم بھی اپنا دشمن آپ بنا ئے خوشی سے ان پاگلوں کا پتہ بتا دو ورنہ پچھتاؤ گے پھر جب موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھو گے اور ہاں ایک بات اور وہ پاگل تمہارے کسی کام کے نہیں اس بات کو تم اپنے دماغ سے نکال دو کہ میں انہیں حاصل کر کے دنیا کا بڑا جادوگر بن جاؤں گا وہ یہ کہہ کر چلا گیا مگر جاتے ہوئے وہ میرے لیے ایک بہت بڑے کام کی بات کر گیا جو بات نہ میں نے کبھی سوچی تھی اور نہ کبھی میرے دماغ میں آئی تھی سوچا کہ جو پاگل مجھے دکھائی دے رہی ہیں شاید میں انہیں حاصل بھی کر سکوں مگر کیسے یہ جاننے کے لیے میرا دماغ گہری سوچوں میں ڈوب گیا۔

بہت دیر تک میں اس بات کو دماغ میں لے کر اس پر سوچتا رہا اور پھر آخر کار میں نے ان سب سوچوں کا یہ نتیجہ نکالا کہ ساتھ والے گاؤں سے معلومات کرنی چاہیے شاید اس گاؤں میں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو ان پاگلوں کے بارے میں جانتا ہو یہ سوچ کر میں اٹھا اور ایک طرف چلنے لگا میرا رخ اس طرف تھا جس طرف سے آذانوں کی آوازیں آ رہی تھیں وہ صبح کی آذانیں ہو رہی تھیں تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد میں ایک گاؤں میں پہنچ گیا میرے اندازے کے مطابق اذانیں تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے ہوئی تھیں مگر یہاں تو ابھی بھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ رات ہو وہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اچانک مجھے ایک آدمی گھر سے نکلتا ہوا نظر آیا وہ گھر سے نکل کر ایک طرف چلنے لگا میں سمجھ گیا کہ ضرور یہ آدمی نماز پڑھنے جا رہا ہے میں اس آدمی سے تھوڑا فاصلے پر اس کے پیچھے چلنے لگا پھر میرا اندازہ بالکل ٹھیک نکلا کچھ دیر بعد وہ آدمی ایک مسجد کے دروازے کے سامنے جا کر رک گیا میرے خیال سے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا چابی اس کے پاس تھی کیونکہ دروازے کے پاس پہنچ کر اس نے جیب سے چابی نکالی اور تالا کھولنے لگا تالا کھولنے کے بعد وہ دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا میں اس سے کچھ ہی فاصلے پر کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جیسے ہی وہ مسجد میں داخل ہوا میں بھی چل کر اس کے پیچھے مسجد میں داخل ہوا اندر جا کر وہ آدمی مجھے اذان دیتا ہوا نظر آیا شاید وہ مولوی تھا میں وضو کرنے لگا کچھ دیر بعد جب وضو کر کے باہر نکلا تو چند لوگ اور بھی نماز پڑھنے آئے ہوئے تھے شاید جماعت کا وقت ہو چکا تھا جیسے ہی میں وضو کر کے نکلا جماعت کھڑی ہوئی نماز پڑھنے کے بعد سارے نمازی اٹھ کر چلے گئے میں اکیلا رہ گیا سوچ رہا تھا کہ ان پاگلوں کے بارے میں کس سے پوچھوں ایسا کون ہوگا جسے ان کے بارے میں معلومات ہوں۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا میرا سارا دھیان ادھر ہو گیا پیچھے مڑ کر دیکھنے لگا تو پتہ چلا وہ اس مسجد کا مولوی صاحب تھے بولے۔

بیٹا۔ بہت دیر سے تمہیں دیکھ رہا ہوں تم مجھے اس گاؤں میں پہلی بار نظر آئے ہو اور کچھ پریشان بھی دکھائی دے رہے ہو کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے ان کی بات سن کر میں کسی حد تک مطمئن ہوا میں تو خود چاہتا تھا کہ کوئی مجھ سے پوچھے اور میں اسے بتاؤں یہ تو اللہ بھلا کرے ان کا کہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے انہیں کہا ہاں مولوی صاحب ہے ایک بہت بڑی پریشان کرنے والی بات میری بات سن کر وہ دوبارہ بولے بولو بیٹا جو بھی بات ہے کھل کر کہو وہ یہ کہہ کر پھر خاموش ہو گئے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے اسے اپنے گاؤں سے لے کر اس غار تک اور پھر اس غار سے لے کر قبرستان تک اور پھر قبرستان سے لے کر اس مسجد تک کی ساری بات تفصیل سے بتائی جسے سناتے ہوئے کئی بار میری آنکھوں سے آنسو بہے تھے خاص کر اس وقت جس وقت میں شبانہ کا نام لیتا تھا یا پھر جس وقت میں اس کی کہی ہوئی باتوں کو دہراتا میری کہانی سن کر مولوی صاحب بولے بیٹا تمہاری بات سن کر میں سمجھ گیا واقعی تمہارے ساتھ بہت ظلم ہوا مگر بیٹا یہ بات تو کافی پرانی ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ خاص معلومات تو نہیں ہیں جو میں آپ کو دوں مولوی کی بات سن کر ایک بار میں نے ناامیدی کی نظروں سے مولوی صاحب کو دیکھا ان کی بات میں مجھے ناامیدی دکھائی دے گئی۔

مجھے سوچوں میں الجھا ہوا دیکھ کر وہ بولے لیکن بیٹا تم ناامید نہ ہو میرے ذہن میں ایک ایسا آدمی ہے جو نہ صرف اس کے بارے میں جانتا ہوگا بلکہ شاید وہ تمہاری کوئی مدد بھی کرے اب کی بار مولوی صاحب کی اس بات نے میری ٹوٹی ہوئی امید کو پھر سے جوڑا ان کی بات نے ایک بار پھر سے میری جان میں جان بھر دی خوشی خوشی انہیں دیکھا اور بولا مولوی صاحب آپ کی بہت مہربانی ہوگی اگر آپ مجھے اس آدمی سے ملوا دیں میں آپ کو یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا مجھے اس وقت ایسے آدمی کی بہت سخت ضرورت ہے میں نے مولوی صاحب کو منت کرتے ہوئے کہا میری بات سن کر وہ اٹھے اور بولے آؤ میرے ساتھ اس کی یہ ہی بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور خوشی خوشی ان کے پیچھے چلنے لگا مسجد سے نکل کر انہوں نے دروازے کو تالا لگایا اس کے بعد ہم ایک طرف چلنے لگے یہ ایک کچا سا گاؤں تھا اس کے گھر کچے تھے گلیاں تنگ تھیں ہم مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد ہم ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں میں حیران رہ گیا سوچا نجانے مولوی صاحب مجھے کہاں لے کر آئے کیونکہ وہاں صرف ایک ہی جھونپڑی تھی جس کی حالت دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ ہو نہ ہو یہ جھونپڑی مجھ سے زیادہ عمر کی ہے ہمارا رخ بھی اسی جھونپڑی کی طرف تھا ابھی ہم اس جھونپڑی سے کچھ ہی فاصلے پر تھے کہ مجھے مولوی صاحب کی آواز سنائی دی۔

بیٹا وہ آدمی اس جھونپڑی میں رہتا ہے اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئے کچھ دیر کے بعد ہم اس جھونپڑی تک پہنچ گئے اور پھر جیسے ہی میں نے جھونپڑی کے اندر دیکھا مجھے حیرت کا ایک زوردار جھٹکا لگا ایک لمحے کے لیے تو میرا دل میرے سینے میں زور زور سے دھڑکنے لگا ایک بار اس منظر سے نظریں ہٹا کر اپنے پاس کھڑے مولوی صاحب کو دیکھا اور پھر دوبارہ جھونپڑی کے اندر اس بوڑھے آدمی کو دیکھا اس کی عمر تقریباً سو سال سے بھی اوپر تھی وہ ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر آنکھیں بند کر کے پڑا تھا وہ کافی کمزور دکھائی دے رہا تھا وہ عمر کی جس سٹیج پر تھا اس سے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ زیادہ نہیں بس کچھ دنوں کا اس دنیا میں مہمان ہے ابھی میں اس کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے میرے کانوں میں مولوی صاحب کی آواز سنائی دی بولے بیٹا یہ ہی ہے وہ بزرگ ضرور ان پاگلوں کے بارے میں جانتا ہوگا ہماری باتیں سن کر اس بزرگ بابا نے آنکھیں کھولیں اور گردن گھما کر ہمیں دیکھا پھر پوچھا کون ہو۔

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے یہ بات طے تھی کہ وہ بوڑھا اور کمزور ضرور تھا مگر اس کی آواز میں ایک رعب تھا ایک اثر تھا جس نے نہ صرف مجھے بلکہ میرے ساتھ کھڑے مولوی صاحب کو بھی چونکا دیا اس سے پہلے کہ میں اس بزرگ کی بات کو کوئی جواب دیتا مجھ سے پہلے مولوی صاحب بولے درویش بابا میں ہوں گاؤں کی مسجد کا امام آپ سے ملنے ایک مہمان لے کر آیا ہوں مولوی کی بات سن کر درویش بابا بولے آ جاؤ اندر ہم دونوں جھونپڑی کے اندر داخل ہو گئے جھونپڑی کے اندر اس ٹوٹی ہوئی چارپائی اور پانی کے ایک مٹکے کے سوا اور کچھ نہ تھا چارپائی پر وہ خود پڑا تھا مجبوراً ہمیں نیچے زمین پر بیٹھنا پڑا ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ پھر سے اس بابا جی کی آواز سنائی دی بولو کیوں مجھ سے ملنا چاہتے ہو مولوی صاحب نے میری طرف دیکھا اور آنکھوں سے اشارہ کیا اس کا مطلب تھا کہ اپنی بات خود بتاؤں اس کے بعد میں نے اپنی ساری کہانی درویش بابا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو سنا دی۔

بابا بہت غور سے سنتے رہے کہانی سناتے سناتے کئی بار میں نے محسوس کیا کہ درویش بابا کے چہرے پر تاثرات بدل رہے ہیں ان کے چہرے پر عجیب عجیب تاثرات آتے جاتے گئے کئی بار ان کی آنکھیں خلاؤں میں کسی ان دیکھی چیز کو تلاش کرتیں اور پھر وہ دیکھتے دیکھتے خلاؤں میں ہی کھو جاتے پھر کچھ دیر بعد وہ اچانک میری طرف دیکھ لیتے میں نے اپنی ساری کہانی پوری تفصیل سے انہیں شروع سے لے کر آخر تک سنائی پھر خاموش ہو گیا کچھ دیر ہمارے درمیان خاموشی چھائی رہی بابا نے آنکھیں بند کی تھیں ایک لمحے کے لیے تو مجھے ایسا لگا جیسے بابا نے میری کسی بات کو بھی سنا نہ ہو گا ویسے ہی میں بولے جا رہا تھا میں نے ایک نظر مولوی صاحب کو دیکھا انہوں نے بھی مجھے دیکھا مگر دیکھنے کے سوا ایک دوسرے کو کچھ بھی نہ کہا ہمارے درمیان کئی لمحے خاموشی سے گزر گئے مگر ہم میں سے کسی نے بھی کچھ نہ کہا نہ میں نے نہ مولوی صاحب نے اور نہ ہی اس سوئے ہوئے بابا نے ہاں سویا ہوا ہی کہو تو ٹھیک رہے گا کیونکہ اگر جاگ رہا ہوتا تو ضرور آنکھیں کھول کر ہمیں کوئی جواب دیتا شاید وہ سو گیا تھا بھی تو اس کی آنکھیں بند تھیں میں اور مولوی صاحب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کئی لمحے گزر گئے کہ اچانک بابا نے ہمیں چونکا دیا ایک جھٹکے کے ساتھ آنکھیں کھولیں اور باتیں شروع کر دیں بولے۔

بیٹا میں پہاڑوں پر گیا تھا اس غار میں رہتے ہوئے اس جادوگر کی خبر ملنے بیٹا تم نے ٹھیک کہا تھا وہ جادوگر واقعی بہت خطرناک جادوگر ہے اسے میں آج سے نہیں بلکہ کئی سالوں سے جانتا ہوں درویش بابا کی یہ بات سن کر نہ صرف میں چونکا بلکہ میرے ساتھ ساتھ مولوی صاحب بھی چونک گئے ہمیں حیران ہوتے ہوئے دیکھ کر وہ بولے ہاں بیٹا پہلی بار میرا واسطہ اس سے میری جوانی میں پڑا تھا اس وقت میں جوان تھا اس کے چیلوں نے مجھے اپنے گھر سے اٹھا کر ان پہاڑوں پر لے گئے تھے یہ تو اللہ بھلا کرے میرے والد کا جو ایک پہنچے ہوئے بزرگ تھے انہوں نے بروقت ان پہاڑوں پر آ کر مجھے اس جادوگر سے چھڑایا اور اسے اس غار کے اندر قید کر دیا یہ کہہ کر بابا جی خاموش ہو گئے مگر اس کی بات نے مجھے گہری سوچوں میں ڈال دیا یہ وہی شخص تھا جس کا ذکر مجھے اس جادوگر نے اس غار میں کیا تھا درویش بابا کی باتوں سے پہلے تو میں انہیں ایک عام آدمی سمجھ رہا تھا لیکن جب ان کی باتیں سنیں تو مجھے پورا یقین ہوا کہ یہ ہی وہ انسان ہے جس کی مجھے تلاش تھی کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولے بیٹا دنیا میں ایسی علم والا نہ تھا جو اس جادوگر کا مقابلہ کرتا اسے ختم یا پھر قید کرتا اس نے ظلم کا بازار گرم کیا ہوا تھا کئی گھروں کو اس نے اجاڑ اتھا کئی ماؤں کو اس نے رولایا تھا مگر اس کی یہ خوشی بہت دیر تک نہ رہی بہت جلد اسے اپنے کالے کرتوتوں کی سزا ملی وہ دن اس کی آزادی کا آخری دن تھا جب بدقسمتی سے اس کے چیلوں نے مجھے اٹھا کر غار لے گئے وہ مجھے بھی دوسرے لوگوں کی طرح مارنا چاہتا تھا مگر شاید اوپر والے نے۔

ابھی مجھے زندہ رکھنا تھا مجھے مارنے سے پہلے مجھے میرے والد نے اس کی قید سے چھڑایا اور اسے اپنے علم سے اس غار کے اندر قید کر دیا اور مجھے یہاں لے آئے مگر اس کے بعد میں جب بھی اپنے والد کو دیکھتا وہ کھوئے کھوئے نظر آتے تھے ہر وقت گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے رہتے تھے ان کی یہ حالت دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور آخر کار ایک دن اس سے پوچھ ہی لیا میرے پوچھنے پر انہوں نے کہا بیٹا آنے والے کل کا کسی کو نہیں پتہ مگر میں جانتا ہوں کہ کل کیا ہونے والا ہے اس جادوگر کو قید کرنے کے بعد مجھے یقین ہے کہ میرے جیتے جی وہ اس غار سے آزاد نہیں ہو سکتا کیونکہ میرا علم اتنا کمزور نہیں مگر پھر بھی مجھے یہ پریشانی لگی ہوئی ہے کہ موت حق ہے ہر سانس لینے والے کو موت نے آنا ہے میرے بعد تو یہ شیطانی طاقت پھر سے آزاد ہو جائے گی وہ شیطان پھر سے اس دنیا کو اندھیر کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے کون روکے گا کون اس کا مقابلہ کرے گا جب اس بار وہ اس غار سے نکلے گا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شیطانی طاقتوں کا مالک ہو گا اور ایک دن وہ تم تک بھی پہنچ جائے گا۔ میرے والد یہ کہہ کر خاموش ہو گئے مگر ان کی باتوں نے مجھے سر سے پاؤں تک ہلا کر رکھ دیا تھا ان کی باتیں سن کر میرا دل بڑے زور زور سے میرے سینے میں دھڑک رہا تھا سوچا اتنے بڑے علم والے نے اسے ختم نہیں کیا تو میں کیا ہوں کچھ دیر کے بعد پھر دوبارہ مجھے اس کی آواز سنائی دی بولے۔ بیٹا تم پریشان مت ہو وہ تمہیں ذرا برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ان کی یہ بات سن کر ایک لمحے کے لئے میں حیران سا ہوا ان کی طرف دیکھ کر سوچا جانے کس یقین کے ساتھ انہوں نے یہ بات کہہ دی ہاں بیٹا وہ تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جانے سے پہلے میں اپنی ساری طاقتیں تمہیں دے دوں گا جس کا صرف تمہیں فائدہ ہو گا کہ وہ

جادوگر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا باقی تم اس کو استعمال نہیں کرو گے اور نہ ہی اس سے تم اس جادوگر کو ختم کر سکتے ہو۔

بیٹا اس کو ختم کرنے والا اب تک اس دنیا میں نہیں آیا ہے جس کے ہاتھوں اس کی موت لکھی ہوئی ہے تم نے ان طاقتوں کی حفاظت کرنی ہے عنقریب وہ انسان اس دنیا میں آنے والا ہے اور تم نے ان طاقتوں کو اس کے حوالے کرنا ہے اس کے ہاتھوں ہی اس شیطان کی موت ہو گی وہ ہی اس کو ختم کرے گا جس کے ہاتھوں کی لکیروں میں اس کی موت ہے اس کی نشانی ہے کہ اس کا دل دنیا سے بھر چکا ہو گا زندگی سے اس کا کوئی لگاؤ نہ ہو گا اور وہ خود ہی چل کر تمہارے پاس آئے گا اس کے بعد انہوں نے اپنے گلے سے ایک لاکٹ اتارا اور مجھے دیتے ہوئے بولے لو بیٹا پہن لو اسے اس کے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی یہ لاکٹ اس وقت تک تمہارے پاس امانت ہو گی جب تک وہ انسان تمہارے پاس آنہ جائے اور پھر جب وہ آ جائے تو یہ لاکٹ تم نے اسے دینا ہے یہ کہہ کر وہ بابا جی خاموش ہو گئے انہوں نے تو اپنی بات پوری تفصیل سے سنائی ان کی ہر ایک بات میری سمجھ میں آئی مگر اس کی ان سب باتوں میں مجھے میری باتوں کا جواب نہیں ملا تھا جن کے پوچھنے میں یہاں ان کے پاس آیا تھا وہ بات تو ابھی تک انہوں نے مجھے بتائی ہی نہیں تھی اور وہ بات تھی ان پائلوں کی تب میں نے ایک بار پھر درویش بابا سے پوچھا بابا جی آپ نے تو مجھے ان پائلوں کے بارے میں بتایا ہی نہیں کیا آپ مجھے ان کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں میری بات سن کر بابا جی ایک لمحے کے لیے خاموش رہے پھر بولے۔

بیٹا ان پائلوں کے بارے میں مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ پائل اس غار کے اندر اس پتھر میں بند ہیں ان کو بند کرنے والا بھی میرے والد تھے انہوں نے مجھے ان پائلوں کے بارے میں یہ بتایا تھا کہ وہ پائل اس جادوگری کی نہیں تھیں بلکہ ان پائلوں کو اس نے کسی سے چرائی تھیں مگر بیٹا ایک بات یاد رکھنا وہ یہ کہ ان پائلوں کو تم بھی استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ پتھر میں بند ہونے کے بعد اب وہ اپنے اصلی مالک ہی کو ملیں گی جو اس کا اصلی مالک ہو گا۔ یہ کہہ کر درویش بابا پھر خاموش ہو گئے اور اس لاکٹ کو انہوں نے اپنے گلے سے اتارا اور میرے گلے میں ڈال کر بولے بیٹا وہ طاقت آج میں تمہیں دیئے جا رہا ہوں جو مجھے میرے والد نے دی تھی جسے آج تک میں نے حفاظت سے تمہارے لیے امانت رکھا تھا یہ کہتے ہوئے انہوں نے وہ لاکٹ میرے گلے میں ڈال دیا جس کے ڈالنے کے بعد میرے وجود میں ایک طاقت سی بھر گئی میرا وجود ہلکا ہلکا سا ہونے لگا اپنے وجود میں اس تبدیلی پر میں حیران تھا اس کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے بابا جی کی آواز سنائی دی بولے بیٹا اب تم کوئی عام انسان نہیں ہو بلکہ ایک خاص انسان ہو جانتے ہو یہ لاکٹ کتنے بڑے کام کا ہے اس کے کیا کیا فائدے ہیں اس کے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی شیطانی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی یہ ہر شیطانی وار کا مقابلہ کرے گا تمہاری طرف آنے والے ہر شیطانی وار کو روکے گا۔

بیٹا جو کچھ مجھے پتا تھا وہ میں نے تمہیں بتا دیا اب یہ تمہارا کام کہ تم اس دنیا کو کیسے اندھیر ہونے سے بچاتے ہو یہ کہہ کر درویش بابا خاموش ہو گئے ان سب باتوں کے بتانے کے بعد اب ایسی کوئی بات نہیں تھی جو میں ان سے پوچھتا اب مجھے میری سب باتوں کا جواب مل گیا تھا کچھ دیر ہمارے درمیان خاموشی چھائی رہی پھر اس خاموشی کو مولوی صاحب کی آواز نے توڑا بولے بیٹا میرے خیال میں اب ہمیں چلنا چاہیے ویسے سورج غروب ہونے والا ہے ہمیں شام ہونے سے پہلے پہلے گاؤں پہنچنا چاہیے مولوی صاحب کی بات سن کر میں نے جھونپڑی سے باہر دیکھا تو پتہ چلا سورج غروب ہونے والا تھا اب ہمیں چلنا چاہیے تھا ویسے بھی جس بات کو پوچھنے میں ان کے پاس آیا تھا وہ انہوں نے مجھے بتا دی تھی اس کے بعد ہم نے بابا جی سے اجازت لی اور گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تقریباً بیس منٹ کے بعد ہم اس مسجد کے سامنے کھڑے تھے جہاں سے ہم دونوں صبح نکلے تھے اس کے بعد میں نے مولوی صاحب سے جانے کی اجازت مانگی مگر انہوں نے مجھے کسی قیمت پر بھی جانے کی اجازت نہ دی یہ کہہ کر انہوں نے مجھے اپنے روک دیا کہ رات ہونے والی ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم نے اس وقت کہاں جانا ہے مولوی صاحب کی بات سن کر میں حیران ہو گیا مجھے حیران ہوتے ہوئے دیکھ کر وہ بولے بیٹا حیران ہونے کی ضرورت نہیں تمہاری کہانی سننے کے بعد اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یہی سمجھتا کہ تم نے اس وقت کہاں جانا ہے۔ جہاں تک کہہ کر وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئے پھر دوبارہ بولے قبرستان جاؤ گے ناں۔ یہ سن کر میں چونک سا گیا ایک بار مولوی صاحب کو سر سے پاؤں تک دیکھا انہوں نے بات ہی میرے دل کے اندر والی کی تھی مجھے چونکتے ہوئے دیکھ کر مولوی صاحب ہنس دیئے اور بولے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹا اس میں چونکنے والی کون سی بات ہے سیدھی سی بات ہے جو میں نے تمہیں کہہ دی اور تم چونک گئے بہر حال جو کچھ بھی ہو جائے آج کی رات تم کہیں نہیں جاؤ گے آج کی رات تم میرے مہمان بن کر رہو گے صبح ہوتے ہی بے شک تم چلے جانا جہاں تمہارا دل کرے۔ پہلے پہلے تو میں نے وہاں سے جانے کی بہت ضد کی مگر شاید مولوی صاحب بھی ضد کے بڑے پکے تھے اس کی ضد کے آگے آخر کار مجھے ہتھیار ڈالنا پڑا اور مولوی صاحب کے ساتھ مسجد کے ساتھ بنے ہوئے ان کے حجرے میں چلا گیا رات کو ہم بہت دیر تک جاگ کر باتیں کر رہے تھے باتوں باتوں میں مولوی صاحب سو گئے مگر مجھے ابھی تک نیند نہیں آئی تھی میں جاگ رہا تھا ان کے سو جانے کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ میں اور جاگتا رہا جاگ کر طرح طرح کی سوچیں سوچتا رہا پھر نجانے کب مجھے نیند آ گئی اور سو گیا صبح میری آنکھ جیسے کھلی کمرے میں پھیلی ہوئی روشنی میں مولوی صاحب کی چارپائی کو دیکھا مگر اس کی چارپائی خالی تھی یہ سوچ کر چارپائی سے اٹھا کہ شاید مولوی صاحب نماز پڑھانے گئے ہوں گے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا میں کمرے سے نکل کر مسجد میں گیا جلدی جلدی وضو کیا اور پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے لگا نماز کے بعد سب لوگ چلے گئے صرف میں اور مولوی صاحب مسجد ہی رہ گئے لوگوں کے جانے کے بعد مولوی صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگنے لگے کچھ دیر وہ ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور میرے پاس آ کر میرے چہرے پر دو تین پھونکیں ماریں اور بولے بیٹا میری دعا ہے کہ اللہ تمہیں اس نیک مقصد میں کامیاب کرے اور مجھے یقین ہے کہ تم جس نیک مقصد کے لیے جا رہے ہو اس میں اللہ تمہیں ضرور فتح سے نوازے گا جاؤ بیٹا میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں یہ کہہ کر مولوی صاحب اٹھے اور مجھے اپنے سینے سے لگا کر دوبارہ بولے۔

بیٹا کبھی موت سے ڈرنا مت اس شیطان کا مقابلہ خوب بہادری سے کرنا اللہ تمہیں ضرور کامیابی عطا کرے گا۔ یہ کہہ کر مولوی صاحب نے مجھے سینے سے الگ کیا تو میں نے کہا مولوی صاحب دعاؤں میں یاد رکھنا اگر زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی اس کے بعد میں نے مولوی صاحب سے اجازت مانگی اور مسجد سے باہر نکل کر گاؤں سے باہر جانے والے راستے پر روانہ ہو گیا میرا رخ درویش بابا کی جھونپڑی کی طرف تھا میں ان سے بھی ملنا چاہتا تھا ان کی دعائیں بھی لینا چاہتا تھا کچھ دیر بعد میں ان کی جھونپڑی میں پہنچا مگر جیسے ہی میں نے جھونپڑی کے اندر جھانک کر دیکھا تو میں چونک اٹھا کیونکہ جھونپڑی اندر سے خالی تھی صرف وہ ٹوٹی ہوئی چارپائی اور پانی کو وہ مٹکا پڑا تھا کئی سوچیں میرے دماغ میں آئیں اور گئیں مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ درویش بابا کہاں گئے میں نے کافی دیر تک وہاں اس جھونپڑی میں ان کا انتظار کیا یہ سوچ کر کہ شاید ابھی آ جائیں مگر جب کافی دیر گزر گئی اور وہ نہ آئے تو مجبوراً مجھے وہاں سے جانا پڑا سوچا پھر کسی دن آ کر ان سے مل لوں گا اس کے بعد میں وہاں سے چل پڑا میرا رخ اس قبرستان کی طرف تھا جس میں میں نے خود اپنے ہاتھوں سے شبانہ کو دفنایا تھا جہاں میرا پیار میری چاہت میری شبانہ منوں مٹی تلے دفن تھی۔

قبرستان کی طرف چلتے ہوئے میں شبانہ کی سوچیں سوچتا رہا اس کی باتوں کو یاد کرتا رہا ان لمحوں کو یاد کرتا رہا جو ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ گزارے تھے سوچتے سوچتے پتہ ہی نہ چلا اور میں قبرستان پہنچ گیا شبانہ کی قبر کے دائیں طرف جا کر بیٹھ گیا اور اس کی قبر کی مٹی پہ ہاتھ پھیرتا رہا اس کی قبر کو دیکھتا رہا اور اس کی قبر سے باتیں کرتا رہا میں نے کہا شبانہ تم نے میرے لیے میرے پیار کے لیے اپنا گھر بار اپنے بہن بھائی ماں باپ کو چھوڑا مجھے اور میرے پیار کو اپنایا کتنا اچھا ہوتا اگر ہم دونوں آج ایک ساتھ ہوتے تم میرے ساتھ اور میں تمہارے ساتھ ہوتا شبانہ تمہیں مجھ سے جدا کرنے والا اب اور زیادہ عرصہ نہیں جیئے گا بہت جلد میں اسے ایک اذیت ناک موت دینے والا ہوں کیونکہ اب مجھے بہت بڑی طاقت ملی ہے بہت جلد میں اس شیطان سے خونی ٹکر لینے والا ہوں میں جانتا ہوں کہ تمہارا قاتل اب تک زندہ ہے تمہاری روح کو اذیت ہو رہی ہے بہت جلد میں تمہاری روح کو سکون پہنچا دوں گا بہت دیر تک میں شبانہ کی قبر کے پاس بیٹھا اس کی قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیرتا رہا اس سے پاگلوں کی طرح باتیں کرتا رہا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی جدائی نے مجھے پاگل نہیں بنایا تھا ان چند دنوں کی جدائی میں میری حالت پاگلوں کی طرح ہو گئی تھی سب باتوں سے بے خبر میں اس کی قبر کے پاس بیٹھا رہا کسی بات کی مجھے فکر نہیں تھی کب صبح سے دوپہر ہوئی مجھے نہیں پتہ مگر جب تیز دھوپ نے میرے جسم کو جلانا شروع کر دیا تو مجھے احساس ہوا سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو پتہ چلا کہ سورج عین سر کے اوپر کھڑا ہے۔۔ سوچا وقت کا پتہ ہی نہ چلا اور دوپہر ہو گئی اس کے بعد میں اٹھا اور ایک طرف چلنے لگا۔

میرا رخ غار کی طرف تھا کئی گھنٹوں کی مسافت کے بعد میں اس غار کے پاس پہنچا غار کے اندر دیکھا تو وہ شیطان ایک طرف اس تابوت کا ڈھکن کھولے بیٹھا تھا وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا شاید وہ اس تابوت کے اندر پڑے ہوئے مردے پر کوئی عمل کر رہا تھا میں بے خوف و خطر غار کے اندر داخل ہوا وہ بے خبر تابوت کے سامنے بیٹھا اپنے منتر میں مصروف تھا اسے یہ بھی پتہ نہ چلا کہ اس کے علاوہ اس غار میں کوئی اور بھی ہے اسے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس کی موت اس کے سر پر آ کر کھڑی ہے اور پھر اچانک میں نے اسے بالوں سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھینچا اور پھر کھینچتا چلا گیا وہ اس اچانک حملے سے بوکھلا سا گیا چیخنے اور چلانے لگا میں اسے کھینچتا ہوا غار سے باہر لے آیا اور اٹھا اٹھا کر اسے زمین پر مارنے لگا اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں کئی بار اس نے مجھ سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر میری پکڑ اتنی کمزور نہ تھی کہ وہ میرے ہاتھوں سے چھوٹ جاتا کئی بار اس نے منہ میں کوئی منتر بھی پڑھ کر میرے اوپر پھونکا مگر اس کی پھونکوں کا میرے اوپر کوئی اثر نہ ہوا اس وقت میں غصے سے پاگل ہو گیا تھا اسے بالوں سے پکڑا ہوا تھا اور زور زور سے زمین پر مار رہا تھا تکلیف سے اس کی بھیانک چیخیں نکل رہی تھیں زمین پر مارنے سے اس کا سارا چہرہ خون سے سرخ ہو گیا تھا اس کے چہرے سے بہتے ہوئے خون سے نیچے زمین پر پڑے ہوئے وہ پتھر بھی سرخ ہو گئے تھے جن کے اوپر میں اسے مار رہا تھا میں ظالم نہ تھا مگر اس کے ظلموں نے مجھے ظالم بنا دیا تھا خون دیکھ کر میرا دل خراب ہوتا تھا مگر اس دن اس کا بہتا ہوا خون دیکھ کر میرا دل خراب نہیں ہوا کیونکہ ایک دن اس نے بھی میری شبانہ کو بھی اسی طرح خون میں نہلایا تھا اس کے چہرے کو بھی ایسے ہی خون سے سرخ کیا تھا اس نے میری شبانہ کو اذیتیں دے کر بھیانک موت دی تھی اس سے اس کی سانسیں چھینی تھیں تو آج کیسے میں اس کو نہ مارتا کیسے اس کے گندے خون کو زمین پر نہ بہاتا آخر اس نے میرا پیار میری چاہت میری شبانہ کو مجھ سے جدا کیا تھا آج میں اس سے اس کی سانسیں نہ نکالتا تو کیا کرتا اس کے خون سے زمین کو سرخ نہ کرتا تو کیا کرتا اس نے میری زندگی سے خوشیوں کو چھین کر ان کی جگہ غموں کو بھر دیا تھا اسے مار مار کر اتنا مارا کہ اس کی سانسیں رک گئیں آنکھیں بند ہونے لگیں اور پھر اس کے جسم نے حرکت کرنا چھوڑ دیا اس کی گندی روح اس کے جسم سے نکل گئی یہ سوچ دماغ میں آتے ہی میں نے اسے ایک زور کی لات ماری اور اسے وہیں چھوڑ کر ایک طرف چلنے لگا۔

میں کہاں جا رہا تھا یہ اس وقت مجھے بھی نہیں پتہ تھا بس آگے ہی آگے چلتا گیا بوڑھے جادوگر کو مار کر میرے سر پہ سے بدلے کا بوجھ تو ہلکا ہو گیا تھا مگر اسے مارنے سے میرے ان دکھوں میں کچھ کمی نہ آئی تھی جو اس نے میری روح کو دیئے تھے اس کی موت سے وہ گھاؤ بھی نہ سکا جو اس نے میرے دل میں کیا تھا اور شاید یہ گھاؤ کبھی بھی زندگی بھر نہ بھر سکے کیونکہ وہ میرے دل پر گھاؤ کر گیا تھا مجھ سے میرا پیار میری چاہت میری شبانہ کو جدا کیا تھا اور جدائی کا غم بہت اذیت ناک ہوتا ہے انسان پاگل سا ہو کر رہ جاتا ہے وہ کہیں کا نہیں رہتا جس سے اس کا پیار اس کی چاہت جدا ہو جائے۔

میرا رخ ایک ویرانے کی طرف تھا کیونکہ شبانہ کے جانے کے بعد اب مجھے اس دنیا سے اور اس دنیا میں رہتے ہوئے انسانوں سے نفرت ہو گئی تھی کئی گھنٹوں کی مسافت کے بعد میں ایک ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں سے وہ پہاڑ کئی میل دور دکھائی دیتے تھے مگر ایک بات جو میں بار بار محسوس کر رہا تھا وہ یہ کہ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی سایہ میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے وہ ان دیکھا سایہ بار بار مجھے اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا کئی بار میں نے مڑ کر پیچھے دیکھا مگر سوائے ویرانے کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا غروب ہوتا ہوا سورج اس بات کا پتہ بتا رہا تھا کہ دن ڈھل گیا ہے اور رات ہونے والی ہے آہستہ آہستہ سورج غروب ہوتا گیا اس ویرانے کو اندھیرا اپنی لپیٹ میں لیتا گیا اور پھر سورج کے غروب ہوتے ہی ہر طرف اندھیرا چھا گیا پورے ویرانے کو اندھیرے نے اپنی لپیٹ میں لیا رات کے اندھیرے میں اس ویرانے میں چلنا کسی خطرے سے خالی نہ تھا یہ سوچ کر میں نے وہیں رات گزارنے کا فیصلہ کر لیا کہ کون سا میں نے کہیں وقت پر پہنچنا ہے یا کسی نے میرا انتظار کرنا ہے یا پھر دن رات چل کر اپنے سفر کو پورا کرنا ہے ویسے بھی اب تو ان ویرانوں میں میں نے ساری زندگی گزارنی ہے یہ سوچ کر میں وہیں زمین پر بیٹھ گیا سارا دن چلنے کی وجہ سے مجھے بہت سکون ملا اتنا سکون کہ اس سے پہلے میں نے کبھی بھی محسوس نہ کیا تھا میں وہیں پاؤں لمبے کر کے لیٹ گیا۔

ابھی لیٹے ہوئے مجھے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ مجھے پھر سے اپنے آس پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا پہلے تو میں نے چاروں طرف گردن گھما کر دیکھا مگر وہاں مجھے کچھ بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دکھائی نہ دیا کسی چیز کو نہ پا کر اپنے آپ سے بولا میں بھی کتنا پاگل ہوں بھلا رات کے اس اندھیرے میں کوئی پاگل ہے جو اس ویرانے میں گھومتا ہوگا ویسے اپنے آپ کو پریشان کیے جا رہا ہوں کچھ بھی تو نہیں ہے اسی سوچ نے میرے دماغ سے سب سوچوں کو نکال دیا اس کے بعد میں نے دماغ کو پرسکون کیا اور آنکھیں بند کر کے سونے لگا۔ ابھی آنکھیں بند کر کے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک میں نے آنکھیں کھولیں کیونکہ پھر سے مجھے وہی احساس ہوا تھا اس بار تو میں نے ایک اور بات بھی محسوس کی اور وہ یہ کہ اب مجھے میٹھی میٹھی خوشبو کا احساس ہو رہا تھا اچانک ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھا اور اپنے چاروں طرف اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا اندھیرے کی وجہ سے مجھے وہاں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن وہ میٹھی میٹھی خوشبو مجھے مسلسل محسوس ہو رہی تھی بلکہ مجھے تو اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ خوشبو میرے پاس ہی کہیں سے آ رہی ہو میری نظریں مسلسل اس اندھیرے میں اسے تلاش کر رہی تھیں مگر وہ کچھ بھی تھا مجھے دکھائی نہیں دیا کچھ دیر میں یونہی پریشان کھڑا اس اندھیرے میں تلاش کر رہا تھا مگر جب وہ دکھائی نہ دیا تو آخرکار میں نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

تم جو کوئی بھی ہو میرے سامنے آؤ چھپ چھپ کر مجھے یوں پریشان نہ کرو اتنا کہہ کر ابھی میں چپ ہی ہوا تھا کہ مجھے اپنے سامنے ایک لہراتا ہوا سایہ نظر آیا رات کے اس اندھیرے میں اور اس قدر ویرانے میں اپنے سامنے ایک لہراتا ہوا سایہ کو دیکھ کر میرا دل دھڑکنے لگا حالانکہ میں کمزور دل والا نہ تھا راتوں کو کافی دیر تک گھر سے باہر ہوتا تھا کبھی کسی چیز سے نہیں ڈرا مگر اس رات نجانے کیوں مجھے اس سایہ سے ڈر سا محسوس ہوا وہ کون تھا میرے پیچھے کیوں لگا ہوا تھا کیا مقصد لے کے وہ اس ویرانے تک میرے پیچھے آیا تھا ان سب سوالوں کا جواب اس وقت میرے پاس نہ تھا یہ سایا اب میرے سامنے آہستہ آہستہ واضح ہوتا چلا گیا ایک سایہ سے انسانی وجود بنتا چلا گیا اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد میرے سامنے ایک خوبصورت لڑکی کھڑی تھی اس کا چہرہ دودھ کی طرح سفید تھا موٹی موٹی آنکھیں گلاب کی طرح سرخ ہونٹ اور ان سب چیزوں سے بڑھ کر اس کے وہ خوبصورت بال جو اس کے سر سے کمر تک لٹک رہے تھے ایک ویرانے میں اپنے سامنے اس قدر خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر مجھے بہت عجیب سا لگ رہا تھا کیونکہ جس ویرانے میں سارا دن چل کر میں نے کسی انسان کو نہیں دیکھا تھا وہاں رات کے اس وقت اس قدر خوبصورت لڑکی کو دیکھنا کافی حیران کر دینے والی بات تھی سچ کہوں تو وہ ایک پری تھی ابھی میں اس کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے اس کی آواز سنائی دی

فرہاد میں جانتی ہوں کہ آپ کیوں حیران ہیں اس لڑکی کے منہ سے اپنا نام سن کر نہ ہی تو میں حیران ہوا اور نہ ہی تو میں چونکا کیونکہ اس کے بارے میں پہلے سے جان چکا تھا کہ وہ کسی انسانی مخلوق سے نہیں بلکہ کسی اور مخلوق سے ہے مگر کون سی مخلوق یہ اب تک مجھے معلوم نہ تھا کچھ دیر بعد وہ لڑکی دوبارہ بولی۔

میری کہانی بہت لمبی ہے بس اتنا سمجھ لیں کہ آپ کی اور میری منزل ایک ہی ہے جو مقصد آپ کا ہے وہ میرا بھی ہے میں بہت دیر سے آپ کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی جان بوجھ کر خود کو آپ کی نظروں سے غائب رکھا لیکن باوجود اس کے بھی مجھے آپ نے محسوس کیا یہ کہہ کر وہ پری دیوی خاموش ہوگئی باقی تو مجھے اس کی سب باتیں سمجھ میں آ گئیں مگر یہ بات مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی وہ کس منزل کس مقصد کی بات کر رہی تھی میری منزل کیا تھی میرا مقصد کیا تھا یہ تو اس وقت میں بھی نہیں جانتا تھا تو پھر وہ کیسے جانتی تھی اس پری دیوی کی باتوں نے مجھے سوچوں میں ڈال دیا مجھے سوچوں میں ڈوبا ہوا دیکھ کر وہ بولی لگتا ہے مجھے آپ کو اپنی کہانی سنانی ہوگی اس کے بعد آپ میری ہر بات کو باآسانی سمجھ پائیں گے میں بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ مجھے اپنی کہانی سنائے بے وجہ مجھے یونہی سوچوں میں نہ الجھائے۔ کچھ دیر ہمارے درمیان خاموشی رہی پھر وہ پری دیوی دوبارہ بولی میں نے پہلی بار آپ کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ نے ایک لڑکی کا وجود اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا شاید قبرستان لے کے جا رہے تھے میں آپ کے پیچھے چلنے لگی کچھ دیر چلنے کے بعد میرا اندازہ ٹھیک نکلا آپ ایک قبرستان میں داخل ہوئے قبرستان میں جا کر آپ نے اس لڑکی کے جسم کو اپنے کندھے سے نیچے اتارا اور پھر اسے زمین پر رکھ کر اس کے لیے قبر کھودنے لگے قبر کھودنے میں میں نے آپ کی مدد کی نجانے کیوں اس دن میرا کلیجہ آپ کو دیکھ کر پھٹا جا رہا تھا جب آپ اس لڑکی کی قبر پر بیٹھے رو رہے تھے آپ کی حالت دیکھ کر میرا دل رو رہا تھا اس لڑکی کے لیے آپ کے دل میں اس قدر پیار اور چاہت دیکھ کر میرے دل میں آپ کے لیے ایک تڑپ سی پیدا ہوگئی اس کی قبر پر کہی ہوئی آپ کی باتوں نے مجھے آپ کے قریب کرنے پر مجبور کر دیا اس دن سے میں آپ کے ساتھ

رہنے لگی۔ آپ جہاں کہیں بھی جاتے میں آپ کے ساتھ جاتی آپ جہاں ہوتے میں آپ کے ساتھ ہوتی ایک سایہ کی طرح آپ کے پیچھے لگی ہوئی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کے دل میں اس لڑکی کے لیے کتنی محبت ہے کتنا چاہتے ہیں آپ اسے۔

کئی بار میں نے سوچا کہ آپ کا پیچھا چھوڑ دوں مگر باوجود اس کے بھی میں آپ کا پیچھا نہ چھوڑ سکی دن بدن میرے دل میں آپ کے لیے ہمدردی پیدا ہوتی گئی آہستہ آہستہ آپ کے نزدیک ہوتی گئی جس دن آپ مسجد کے مولوی کو اپنی بات سنا رہے تھے تب بھی میں سن رہی تھی مگر جب آپ نے مجھیں ان پائلوں کی بات کی تو میں چونک سی گئی کیونکہ ان پائلوں کی تو مجھے بہت عرصے سے تلاش تھی ان پائلوں کو تلاش کر کر کے میں ناامید ہوگئی تھی جب وہ مجھے کہیں دکھائی نہیں دیں تو میرے دماغ میں کئی بار سوچ آئی کہ یا تو ان پائلوں کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو پھر وہ دنیا کے کسی ایسے حصے میں پڑی ہوئی ہیں جہاں کوئی پہنچ نہیں سکتا ہے یا پھر ان پر کوئی ایسا منتر پڑھ کر پھونکا گیا ہے کہ وہ ہمارے سامنے ہوتے ہوئے بھی ہمیں دکھائی نہیں دیتی مگر میں نے بھی آتے وقت یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس وقت پرستان واپس نہیں آؤں گی جب تک ان پائلوں کو ڈھونڈ نہ لوں کیونکہ وہ پائل میری ماں کی ہیں انہیں بہت عرصہ پہلے ایک جادوگرنی نے مار کر ان کے پیروں سے چرائی تھیں وہ پائل جادوائی پائل ہیں بڑی طاقتیں ہیں ان پائلوں کے اندر اگر ان پائلوں کو ڈھونڈنے میں میری پوری زندگی بھی گزر جائے تب بھی مجھے افسوس نہیں کیونکہ وہ پائل میری ماں کی آخری نشانی ہیں مگر جیسے کہ میں بہت جلد ان پائلوں تک پہنچ جاؤں گی اتنے سالوں سے میں جس چیز کی تلاش میں تھی اب وہ بہت جلد مجھے ملنے والی ہے یہ جان کر میں اور بھی آپ کے نزدیک ہوگئی کہ میری اور آپ کی منزل اور مقصد ایک ہے اس لیے اس دن سے لے کر آج تک ایک سایہ بن کر آپ کے ساتھ ساتھ رہنے لگی۔

یہ کہہ کر وہ پری دیوی خاموش ہوگئی اور میرا دماغ گہری سوچوں میں ڈوب گیا اس کی باتوں سے لگ رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے اس کی باتیں سن کر مجھے ایسا لگا جیسے واقعی میری اور اس کی منزل اور مقصد ایک ہو۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولی فرہاد وعدہ کریں کہ آپ میرے مقصد کو پورا کرنے میں میری مدد کریں گے یہ کہہ کر وہ پری دیوی ایک بار پھر سے خاموش ہوگئی میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مجھے ہی دیکھ رہی تھی تو میں نے کہا جب میری اور تمہاری منزل ایک ہے مقصد ایک ہے تو میں ضرور تمہاری مدد کروں گا میری بات سن کر پری دیوی بولی فرہاد پائلوں والی بات کا مجھے صرف چند دن پہلے ہی پتہ چلا تھا جب تک مجھے ان پائلوں کے بارے میں پتہ نہ تھا میرے اندر انتقام کی آگ اتنی بھڑکی ہوئی نہیں تھی مگر اب جب مجھے ان پائلوں کے بارے میں پتہ چلا تو اب میرا دل کرتا تھا کہ ابھی اڑ کر اس جادوگرنی کو ختم کر دوں اس کی سانسیں اس سے کھینچ لوں یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئی تو میں نے کہا پری دیوی اس جادوگر کو مار کر ویسے بھی اب میری زندگی گزارنے کا اور کوئی مقصد نہیں ہے یونہی بے وجہ زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ میں آپ کی کچھ مدد کر دوں۔

پری دیوی اس جادوگرنی کا جسم جو اس وقت اس تابوت میں بند ہے اور اس کی بدروح بھٹک رہی ہے کئی بار اس جادوگرنی کی بدروح اس غار میں اس جادوگر سے ملنے آئی تھی خود اپنی آنکھوں سے میں نے اسے اس جادوگر سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تھا اس کا وجود دھوئیں کی مانند تھا وہ جیسے آتی ویسے ہی غائب ہو جاتی تھی وہ تابوت میں پڑے ہوئے اپنے جسم میں داخل نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس کا جسم اس تابوت میں بند ہے اور وہ تابوت اس ملنگ بابا کے حصار میں بند ہے اور اس جادوگرنی کی بدروح اس انتظار میں ہے کہ کب اس تابوت سے اس ملنگ بابا کا کھینچا ہوا حصار ٹوٹ جائے اور وہ اپنے جسم میں داخل ہو جائے پہلے تو شاید ایسا ممکن ہوتا لیکن اب ایسا ممکن نہیں کیونکہ پہلے وہ جادوگر اس پر ایک وظیفہ پڑھ رہا تھا جس سے اس پر کھینچا ہوا حصار کمزور ہوتا گیا مگر اب چونکہ وہ جادوگر مر گیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا اب اس تابوت کے گرد حصار کمزور ضرور ہے مگر ہے سہی جس کی وجہ سے اس جادوگرنی کی بدروح اپنے جسم میں داخل نہیں ہو سکتی مگر پری دیوی ایک بات کا مجھے علم ہے اور وہ یہ کہ اس تابوت کے اوپر جو حصار ہے وہ زیادہ دنوں تک نہیں رہے گا کیونکہ وہ اس جادوگر کے پھونکے ہوئے پھونکوں سے کمزور ہو چکا ہے کبھی بھی کسی بھی وقت وہ ٹوٹ سکتا ہے اور اس جادوگرنی کی بدروح اس میں داخل ہو سکتی ہے مگر ہم نے کبھی بھی ایسا نہیں ہونے دینا ہے ہم نے اس کے جسم میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس کی بدروح کو ختم کرنا ہے پری دیوی اس جادوگر کو ختم کرنے میں جس بزرگ نے میری مدد کی تھی اب ہمیں اس جادوگرنی کو ختم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے کے لیے ابھی ان ہی سے مدد لینی ہوگی وہ ہی ہماری مدد کر سکتے ہیں میری بات سن کر وہ بولی ٹھیک ہے فرہاد صبح ہوتے ہی ہم ان کے پاس چلے جائیں گے۔

باتوں باتوں میں پتہ ہی نہ چلا کہ رات ہوگئی اور صبح ہوگئی صبح ہوتے ہی دور کسی گاؤں سے اذانوں کی آوازیں ہمیں سنائی دینے لگیں اذانوں کی آوازیں سن کر میں نے پری دیوی سے کہا پری دیوی لگتا ہے صبح ہوگئی ہے اب ہمیں جتنا جلدی ہوسکتا ہے بابا جی کے پاس پہنچ جانا چاہیے بولی ہاں فرہاد میرا بھی یہی خیال ہے ہمیں جلد سے جلد ان کے پاس پہنچ جانا چاہیے۔یہ کہہ کر ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوگئے ہمارا رخ اس طرف تھا جس طرف درویش بابا کی جھونپڑی تھی سارے راستے پر ہم باتیں کر رہے تھے ایک ساتھ چلنے سے راستے کا پتہ ہی نہ چلا کئی گھنٹے بعد ہم گاؤں میں پہنچ گئے جہاں درویش بابا کی جھونپڑی تھی گاؤں کی گلیوں سے ہوتے ہوئے ہم وہاں پہنچ گئے مگر یہ کیا اس جگہ کا تو نقشہ ہی بدل گیا تھا اس جگہ کو دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں درویش بابا کی جھونپڑی تھی کیونکہ اس دن اس جھونپڑی والی جگہ پر راکھ کا ایک بہت بڑا ڈھیر لگا ہوا تھا کس نے کیا ہے یہ سب میں نے جھونپڑی والی جگہ کو دیکھ کر پری دیوی سے پوچھا۔مگر اسے کیا پتہ تھا وہ تو خود میری طرح حیران کھڑی تھی مجھے حیرت میں ڈوبا ہوا دیکھ کر اس نے پوچھا فرہاد اس جگہ کو کیوں اتنی حیرانگی سے دیکھ رہے ہو میں نے کہا پری دیوی یہ وہ جگہ ہے جہاں اس بزرگ بابا کی جھونپڑی تھی جس نے مجھے یہ لاکٹ دیا تھا ان کی جھونپڑی جلی ہوئی کیوں ہے کس طرح ہوا ہے یہ سب کہاں ہیں بابا جی۔

میں نے اس جگہ جا کر اس جلی ہوئی جھونپڑی کے ڈھیر کو دیکھ کر پری دیوی سے پوچھا مگر اسے کیا معلوم تھا جس طرح میں نہیں جانتا تھا ویسے ہی وہ نہیں جانتی تھی ابھی مجھے اپنی بات کیے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ مجھے وہاں ایک آدمی نظر آیا وہ آدمی اسی طرف آ رہا تھا جہاں ہم کھڑے تھے کچھ دیر بعد وہ آدمی ہمارے پاس پہنچا تو میں نے اس سے پوچھا بھائی صاحب یہاں اس جگہ پر ایک جھونپڑی تھی جس میں ایک بزرگ رہتے تھے کہاں گئے وہ کیا آپ کو ان کے بارے میں کچھ علم ہے میری بات سن کر اس آدمی نے ایک بار مجھے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا ایسے جیسے میں نے اسے کوئی عجیب بات کی ہو یا پھر اس وقت میں اسے انسان نہیں کوئی اور ہی مخلوق دکھائی دے رہا تھا سر سے پاؤں تک دیکھ کر وہ بولا اس پر آسیب تھے ہر روز وہ عجیب عجیب حرکتیں کرتا رہتا تھا کبھی چھلانگیں مارتا تھا تو کبھی اپنے ہی جسم کو کاٹ کر اپنا ہی گوشت کھایا کرتا تھا رات ہوتے ہی جب لوگ اپنے گھروں میں سونے لگے تو یہ زور زور سے ہنسنے لگا اس کی ہنسی کی آواز پورے گاؤں میں سنائی دے رہی تھی اچھا ہوا کہ خود ہی اپنے ہاتھوں جل مرا پورے گاؤں کو سر پر اٹھا رکھا تھا اس نے جانتے ہو رات کو خود اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی جھونپڑی کو آگ لگائی تھی اور پھر خود ہی یہ اس آگ میں جلنے لگا رات کو ہنستے ہنستے اچانک اس کی ہنسی چیخوں میں بدل گئی وہ زور زور سے بھیانک چیخیں نکال رہا تھا اس کی چیخیں پورے گاؤں والوں نے سنی تھیں مگر شاید یہ سوچ کر لوگ اپنے گھروں سے نہیں نکلے تھے کہ اس بوڑھے نے گاؤں والوں کو تنگ کرنے کے لیے ضرور یہ کوئی نیا طریقہ اپنایا ہوگا۔

رات دیر تک اس کی بھیانک چیخیں پورے گاؤں میں سنائی دیتی رہیں اور پھر آہستہ آہستہ وہ چیخیں خاموش ہوگئیں صبح ہوتے ہی جب میں یہاں سے گزر رہا تھا تو دیکھا کہ اس کی جھونپڑی کو آگ نے جلا دیا ہے اب اس سے صرف ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا میرے بعد یہاں گاؤں کے اور بھی بہت سارے لوگ جمع ہوگئے سب نے اس جلی ہوئی جھونپڑی کو دیکھا لیکن ان سب باتوں میں سب سے حیران کر دینے والی بات وہ بوڑھا تھا جو ہمیں کہیں بھی نظر نہ آیا تھا ہاں وہ ہمیں کہیں بھی نظر نہ آیا تھا نہ جھونپڑی میں نہ جھونپڑی کے آس پاس نجانے کیسے اور کہاں غائب ہوگیا تھا وہ مگر آپ اس کا کیوں پوچھ رہے ہیں وہ آپ کو کون تھا اچانک اس نے ہماری طرف دیکھ کر حیرت سے پوچھا اس کے اس اچانک سوال نے مجھے چونکا دیا میرے پاس اس کے سوال کا کوئی بھی جواب نہ تھا جو میں اسے دے دیتا اس سے پہلے کہ میں اسے کوئی غلط جواب دیتا پری دیوی بولی دراصل بھائی صاحب وہ بزرگ میرے دادا تھے ہم انہیں اپنے گھر لے جانے آئے تھے پری دیوی نے اسے بالکل ٹھیک جواب دیا تھا اس کے جواب نے اس آدمی کو کافی حد تک مطمئن کر دیا سو وہ آدمی بولا آپ لوگوں نے آنے میں دیر کر دی ہے اگر کچھ دن پہلے آ جاتے تو شاید آپ لوگ اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے ہوتے وہ آدمی یہ کہہ کر آگے بڑھنے لگا عجیب بات کی تھی اس نے اس کی باتوں نے مجھے سوچوں میں ڈال دیا کس نے کیا تھا یہ سب ان کی کس سے کیا

دشمنی تھی کئی خیال میرے دماغ میں آئے اور آ کر چلے گئے۔

اچانک میرے دماغ میں ایک بات آئی اور پھر مجھے پورا یقین ہوا کہ ضرور یہ سب کچھ اس بوڑھے شیطان جادوگر نے کیا ہوگا کیونکہ جب تک یہ لاکٹ درویش بابا کے پاس تھا انہیں اس شیطان کے ہر وار سے بچاتا رہا لیکن جس دن انہوں نے یہ لاکٹ مجھے دیا وہ دن ان کی زندگی کا آخری دن ثابت ہوا مگر کیسے اس شیطان کو تو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے مارا تھا پھر کیسے اس درویش بابا کی جھونپڑی کو جلایا میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی تھی کہ اگر درویش بابا کی جھونپڑی کو اس شیطان نے نہیں جلایا تو پھر کس نے جلایا ہے ذہن سوچوں میں الجھا ہوا تھا ایک بار راکھ کے اس ڈھیر کو نم آنکھوں سے دیکھا سوچا کتنے بڑے انسان تھے وہ میری زندگی کو بچانے کے لیے انہوں نے اپنی زندگی کا سودا کیا تھا اپنی زندگی دے کر انہوں نے میری زندگی خریدی تھی جاتے جاتے انہوں نے میرے اوپر بہت بڑا احسان کیا تھا مجھے زندگی جیسا تحفہ دیا تھا انہوں نے۔کئی لمحوں تک میں وہاں اس ڈھیر کے سامنے بیٹھا آنسو بہاتا رہا ان کی باتوں کو یاد کرتا رہا کہ اچانک پری دیوی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی فرہاد بس کرو رونا کب تک روتے رہو گے جو ہوا بہت برا ہوا مجھے بھی بزرگ بابا کا بہت افسوس ہے وہ ہی ایک ایسے انسان تھے جو ہماری مدد کر سکتے تھے جو ہوا سو ہوا اب آگے کی سوچو کہ کس سے مدد لینی چاہیے۔

پری دیوی یہ کہہ کر خاموش ہوگئی اس کے سوال کا جواب میرے پاس نہیں تھا سو خاموش بیٹھا رہا سوچتے سوچتے میرا دماغ پھٹنے لگا مگر کوئی ایسا انسان نظر نہ آیا جس کے پاس جا کر ہم اس سے مدد مانگتے اچانک مجھے ایک جوگی بابا کا خیال آیا جو علم کے حساب سے بہت پہنچے ہوئے بزرگ تھے وہ ہی ہماری مدد کر سکتے تھے ان کا خیال دماغ میں آتے ہی میں پری دیوی سے بولا پری دیوی ایک ایسا انسان ہے میرے ذہن میں جو ہماری مدد کر سکتا ہے جوگی بابا ہاں جوگی بابا ہی ہمیں ان پائلوں کو حاصل کرنے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں میری بات سن کر پری دیوی بولی تو پھر دیر کس بات کی ہمیں ابھی اور اسی وقت ان کے پاس جانا چاہیے ہاں پری دیوی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں ہمیں ابھی اور اسی وقت ان کے پاس جانا چاہیے اس کے بعد ہم دونوں وہاں سے جوگی بابا کے پاس روانہ ہوئے جوگی بابا کے ٹھکانے کا مجھے پتہ تھا کالے پہاڑوں کے درمیان ان کی جھونپڑی تھی اور وہ پہاڑ وہاں سے تقریباً پانچ گھنٹے کی مسافت پر تھے باتوں باتوں میں ہمیں پتہ ہی نہ چلا اور ہم تقریباً پانچ گھنٹے کی مسافت ہم نے طے کی ہم کالے پہاڑوں تک پہنچ گئے وہاں ہمیں جوگی بابا کی جھونپڑی سامنے دکھائی دی کچھ دیر بعد ہم اس جھونپڑی تک پہنچ گئے اندر داخل ہو کر دیکھا تو جوگی بابا ہمیں جھونپڑی کے اندر نظر آئے ان کی آنکھیں بند تھیں شاید وہ کوئی وظیفہ پڑھ رہے تھے ہمارے قدموں کی آہٹ سن کر انہوں نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف دیکھ کر بولے آؤ بیٹا آؤ میں تم دونوں کا ہی انتظار کر رہا تھا میں جانتا تھا کہ تم دونوں آؤ گے یہ کہہ کر جوگی بابا خاموش ہوگئے اس کے بعد ہم دونوں جھونپڑی میں داخل ہوگئے جوگی بابا نے ہمیں ایک طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا ہم اس طرف زمین پر بیٹھ گئے پھر وہ بولے۔

بیٹا میں جانتا ہوں کہ تم دونوں میرے پاس کیوں آئے ہو ان کی بات سن کر ہم دونوں حیران رہ گئے سوچا یہ کیسے جانتے ہیں کہ ہم کیوں ان کے پاس آئے ہیں ہمیں حیران ہوتے ہوئے دیکھ کر وہ بولے ان پائلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو نا انہوں نے ہم دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا تھا ہاں جوگی بابا ہم ان پائلوں کو ہی حاصل کرنا چاہتے ہیں میری بات سن کر جوگی بابا بولے بیٹا پہلی بات تو میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ جس شیطان جادوگر کو تم نے مارا تھا وہ مرا نہیں تھا بلکہ زندہ تھا کیا۔۔۔جوگی بابا کی بات سن کر میں چونک گیا بلکہ میرے ساتھ ساتھ پری دیوی بھی چونکی تھی عجیب بات کی تھی انہوں نے سوچا ایسے کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ بوڑھا شیطان مرا نہ ہو زندہ ہو اسے تو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کے سامنے مارا تھا اس کی سانسیں میرے سامنے رک گئیں تھیں اس کا جسم میرے سامنے حرکت کرنا چھوڑ گیا تھا تو پھر اب ایسے کیسے ہوسکتا تھا کہ وہ مرا نہ ہو بلکہ وہ زندہ ہو۔کئی سوچیں میرے دماغ میں آئی اور گئیں مگر سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا ابھی میں ان سوچوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے ایک بار پھر جوگی بابا کی آواز سنائی دی بولے ہاں بیٹا وہ مرا نہیں زندہ ہے جس وقت تم نے اسے مارا اسے خوب زخمی کیا تو تم سمجھے کہ وہ مر گیا ہے مگر وہ اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ بہتر بھی ہوگا کہ تم اس کو مارنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو کیونکہ وہ کوئی عام انسان نہیں ہے بلکہ کالی طاقتوں کا مالک ہے اس سے مقابلہ کرنا اپنی موت کو دعوت دینا ہے کیونکہ تمہارے پاس کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جس سے تم اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر سکو یہ کہہ کر جوگی بابا خاموش ہوگئے مگر ان کی باتوں میں مجھے نا امیدی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دکھائی دی سوچو کہ اگر یہاں سے بھی کوئی مدد نہ ملی تو بس اور کسی کے پاس بھی نہیں جائیں گے مدد مانگنے ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ پھر سے جوگی بابا کی آواز سنائی دی۔

بیٹا ایک طریقہ ایسا ہے جس سے تم اس جادوگر کو ختم کر سکتے ہو جوگی بابا کی بات سن کر ہم دونوں حیرانگی سے ان کے منہ کی طرف دیکھنے لگے میں نے کہا بولیے بابا جی وہ کون سا طریقہ ہے جس سے اس جادوگر کی موت ہو سکتی ہے بولے۔ وہ پائل جو اس غار کے اندر پتھر کے اندر بند ہیں پہلے اسے آزاد کرنا ہوگا مگر بابا جی ہم انہیں کیسے آزاد کریں گے میں نے حیران ہوتے ہوئے کہا جوگی بابا بولے بیٹا وہ پائل جو کہ پہلے تمہاری پری دیوی کی ماں کی تھیں اس وجہ سے ان پائلوں کو صرف پری دیوی ہی آزاد کر سکتی ہے اور یہی انہیں استعمال کر سکتی ہیں مگر بیٹا چونکہ وہ پائل ایک پتھر میں قید ہیں اور اس کے اوپر ملنگ بابا کا کھینچا ہوا حصار ہے اس لیے کوئی اور اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا مگر بیٹا وہ حصار دوسرے لوگوں کے لیے ہے جو کوئی بھی اسے ہاتھ لگائے گا وہ اسے دور پھینکے گا مگر تمہاری پری دیوی کے چھونے سے نہ صرف وہ حصار ٹوٹ سکتا ہے بلکہ وہ پائل اس پتھر کی قید سے آزاد ہو سکتی ہیں بیٹا جیسے کہ تم جانتے ہو کہ وہ پائل جادوائی پائل ہیں ان کے اندر کئی جادوگروں کی طاقتیں موجود ہیں اور ان طاقتوں کو صرف تمہاری پری دیوی ہی استعمال کر سکتی ہے جوگی بابا کے منہ سے پائلوں والی بات سن کر پری دیوی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا بولی فرہاد ہم ابھی جا کر ان پائلوں کو قبضے میں لے لیتے ہیں پری دیوی یہ کہہ کر خاموش ہو گئی تو جوگی بابا بولے ہاں بیٹا تمہاری پری دیوی ٹھیک کہہ رہی ہے تم لوگ ابھی ابھی جاؤ اور ان پائلوں کو جتنا بھی جلدی ہو سکتا ہے اپنے قبضے میں کر لو اور اگر کبھی کسی وقت میری مدد کی ضرورت پڑی تو میرے پاس آنا مجھ سے جتنا ہو سکے گا میں تمہاری مدد کروں گا اس کے بعد ہم جوگی بابا کے پاس سے روانہ ہو کر اس پہاڑ کی طرف چلنے لگے جس کے اندر وہ غار تھا جس غار کے اندر وہ بوڑھا شیطان جادوگر رہتا تھا۔

پری دیوی میرے ساتھ تھی وہ اس وقت بہت خوش لگ رہی تھی چلتے چلتے وہ بولی۔ فرہاد وہ پائل بڑے کام کی ہیں اگر وہ پائل اس وقت ہمارے پاس ہوتیں تو ہم یوں ہی پاؤں پر نہ چلتے بلکہ ہم ہواؤں میں اڑتے اور کئی گھنٹوں کا یہ فاصلہ ہم چند لمحوں میں طے کر لیتے فرہاد سچ کہوں تو آج میں ان پائلوں کے بارے میں جان کر بہت خوش ہوں اور یہ خوشی مجھے آپ کی دی ہوئی ہے فرہاد یہ آپ کا میرے اوپر بہت بڑا احسان ہے اور اس احسان کو میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھ کر میں نے پری دیوی سے کہا پری سورج ڈوبنے والا ہمیں رات ہونے سے پہلے اس غار تک پہنچنا چاہیے کیونکہ اندھیرے میں پہاڑوں پر چلنا کسی خطرے سے خالی نہیں اس کے بعد ہم نے اور بھی تیز چلنا شروع کر دیا کچھ دیر بعد ہم اس غار کے بالکل سامنے پہنچ گئے تھے اس وقت رات ہو گئی تھی ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا اور اس اندھیرے میں اس غار سے ہلکی ہلکی روشنی نکل رہی تھی غار کے سامنے پہنچ کر میں رک گیا اور پری دیوی سے کہا۔

پری بی بی یہ ہے وہ غار جہاں میں پہلی بار اپنی شبانہ کے ساتھ آیا تھا جہاں ہم نے کچھ وقت اکٹھا گزارا تھا جہاں میری شبانہ اس ظالم کے ظلم کا شکار ہوئی تھی پری دیوی یہی ہے وہ غار جہاں سے شبانہ مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئی تھی جہاں سے میری بربادی شروع ہوئی تھی سوچتا ہوں مجھے موت کیوں نہ آئی مجھ سے میرا پیار جدا ہو گیا میری خوشیاں میرا ساتھ چھوڑ کر گئیں کیوں میں یہ گھٹن کی زندگی گزار رہا ہوں کیوں۔ شبانہ کی یاد آنے سے میری حالت خراب ہو گئی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور چیخ چیخ کر رونے لگا پری دیوی میرے پاس آئی اور مجھے تسلی دیتے ہوئے بولی فرہاد دل کو تسلی دو زندگی میں ایسے دن تو آتے ہی رہتے ہیں آپ کی قسمت میں بھی یہی لکھا ہوا تھا آپ سے آپ کا پیار جدا کر کے آپ کو زندہ رکھا اس میں بھی اللہ کا راز تھا اور شاید وہ راز یہ ہے کہ آپ اس شیطان کو ختم کریں گے اس کی موت اللہ نے آپ کے ہاتھوں لکھی ہے آج نجانے کیوں پری دیوی کی باتیں سن کر دل کو کچھ تسلی ہوئی کہ واقعی پری دیوی ٹھیک کہہ رہی ہے ضرور میری زندگی میں اللہ کی مرضی شامل ہے ورنہ شبانہ کے جانے کے بعد میں نے ہر وقت اللہ سے صرف اپنی موت ہی مانگی تھی تھوڑی دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد ہم دونوں اس غار کے اندر داخل ہوئے اور اندر کی طرف چلنے لگے میں آگے آگے چل رہا تھا اور پری دیوی میرے پیچھے پیچھے آ رہی تھی غار کے اندر وہ پتھر ویسے کا ویسا پڑا تھا جس کے اندر وہ پائل بند تھیں ابھی ہم پتھر تک پہنچے نہ تھے اس سے چند ہی قدموں کے فاصلے پر تھے کہ اچانک مجھے پیچھے سے پری دیوی کی چیخ سنائی دی چیخ کی آواز سن کر میں نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو پری دیوی زمین پر تڑپ رہی تھی اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اسے کسی نظر نہ آنے والے ہاتھوں نے پکڑ لیا

ہو اس کی حالت سے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ بہت تکلیف میں ہے اس کی آنکھیں باہر کی طرف نکلی ہوئی تھیں گردن ایک طرف مڑی ہوئی تھی ہاتھ پاؤں ساکت ہو گئے تھے۔ اس کی حالت دیکھ کر میں چونکا اور اس کی طرف بھاگنے لگا مگر یہ کیا دوسرے لمحے جیسے ہی میں نے اسے چھونے کے لیے اس کے جسم سے ہاتھ لگایا تو میرے وجود کو زور کا ایک جھٹکا لگا اور اپنی جگہ سے کئی فٹ دور جا گرا زمین پر گرتے ہی اچانک میں نے اٹھنے کی کوشش کی مگر میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور دوبارہ زمین پر گر گیا اور گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

کب تک میں بے ہوش تھا اور کب مجھے ہوش آیا یہ میں نہیں جانتا تھا مگر جب ہوش میں آیا تو یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ اب ہم اس غار میں نہیں تھے بلکہ ایک ویرانے میں تھے میرا سارا جسم خون سے سرخ تھا کپڑے سارے خون سے بھرے ہوئے تھے لیٹے لیٹے میں نے اپنے آس پاس دیکھا تو مجھ سے کچھ ہی فاصلے پر پری دیوی بھی زمین پر گری پڑی ہوئی نظر آئی اس کا جسم بھی خون سے سرخ تھا وہ بے ہوش تھی میں نے اٹھ کر اس کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ دھڑام سے نیچے زمین پر گر گیا۔ شاید خون بہہ جانے کی وجہ سے میرے جسم میں کمزوری پیدا ہو گئی تھی دوسری بار بھی میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو دوبارہ پہلے کی طرح دھڑام سے زمین پر گرا اس کے بعد میں نے اٹھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ زمین پر ہی بیٹھا رہا اور وہیں سے پری دیوی کو آوازیں لگانے لگا یہ سوچ کر کہ وہ میری آواز سن کر ہوش میں آ جائے گی مگر شاید اسے میری آواز سنائی نہیں دے رہی تھی آخر کار میں اپنے جسم کو زمین پر گھسیٹتا ہوا اس کے پاس لے گیا مگر جیسے ہی میں نے اسے چھونے کے لیے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ایک بار پھر مجھے زور کا ایک جھٹکا لگا اور میں اپنی جگہ سے کئی فٹ دور جا گرا شاید اس کا جسم نظر نہ آنے والے حصار میں بند تھا۔

ابھی میں اٹھنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے اپنے سامنے وہ بوڑھا آتا ہوا نظر آیا وہ میری طرف آ رہا تھا کچھ دیر بعد وہ میرے پاس آ کر بولا اپنے آپ کو اس ویرانے میں دیکھ کر خوش ہو گئے ہو گے تم یہ سوچ کر کہ میں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا ہے لیکن ایسے کبھی سوچنا بھی مت کہ میں اتنی آسانی سے تمہارا پیچھا چھوڑوں گا ابھی تو تم نے بہت کچھ دیکھنا ہے یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا تو میں نے بیٹھے بیٹھے اس کے پاؤں پکڑ لیے اور اسے کہا خدا کے لیے ہمیں معاف کر دو ہمیں چھوڑ دو اور اذیت نہ دو ہمیں ہم سے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیا بگاڑا ہے تم نے کیوں بھول گئے تم اس نے میری بات کو کاٹ کر کہا ارے مار دیا تھا تم نے مجھے پوری کوشش کی تھی تم نے مجھے مارنے کی مگر میں مرا نہیں کیونکہ میں نے تمہیں کہا تھا ناں کہ جب میری موت آئے گی تو بھی مجھ سے پوچھ کر آئے گی مجھے موت نہ آئی تمہیں اذیتیں دینے کے لیے میں زندہ رہا کیونکہ مجھے مارنے کا کوئی نہیں سوچ سکتا اور تم نے سوچ لیا تھا اب تمہیں اس کی سزا بھگتنی ہو گی اب تک جو اذیتیں تمہیں میں نے دی تھیں وہ اس اذیت کے سامنے کچھ بھی نہیں جو میں ابھی تمہیں دینے والا ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنی جیب سے ایک تھیلی نکالی اس تھیلی کا منہ بند تھا اس کے اندر کیا تھا مجھے نہیں پتہ تھا اس نے اس تھیلی کا منہ کھولا اور اس میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالا اور مجھے دیکھ کر بولا۔

جانتے ہو کیا ہے یہ میں نے اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز کو غور سے دیکھا تو اسے پہچانا وہ کچھ اور نہیں پسی ہوئی سرخ مرچ تھی مگر وہ مجھے کیوں دکھا رہا تھا میں حیران تھا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مرچ کو دیکھ رہا تھا مجھے حیران دیکھ کر وہ بولا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے اسے میں تمہارے ان زخموں پر چھڑکنے کے لیے لایا ہوں جو میں نے تمہارے جسم میں کیے تھے۔ اس کے منہ سے یہ بات سن کر میں سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا میرے کانپتے ہوئے جسم کو شاید اس نے بھی دیکھا تھا تبھی تو مجھے اس کی آواز سنائی دی جو ہنس کر کہہ رہا تھا کیوں کانپ گئے ناں موت کے ڈر سے کسی کو مارنا اتنا آسان نہیں جاتنا کہ تم نے سمجھا تھا کسی کو مارنے کے لیے سینے میں بڑا دل ہونا چاہیے جو کہ تمہارا دل بہت چھوٹا ہے موت کے ڈر سے ہی دھڑکنا شروع کر دیتا ہے مجھ سے سیکھو کہ کوئی کسی کو کیسے مارتے ہیں یہ کہہ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھیلی کے اندر سے ساری مرچ میرے اوپر پھینک دی مرچ لگتے ہی میرے جسم میں آگ سی لگ گئی میرے منہ سے سسکاریاں نکلنے لگی ایسا لگنے لگا جیسے کسی نے میرے وجود کو بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا ہو جتنی تکلیف مجھے اس وقت ہو رہی تھی اتنی کبھی مجھے اپنی پوری زندگی میں نہیں ہوئی تھی سچ کہا تھا کہ اس نے اس اذیت نے مجھ سے پہلے والی اذیت کو بھلا دیا وہ مجھے وہیں تڑپتا ہوا چھوڑ کر قہقہے لگاتا ہوا ایک طرف چلا گیا میں تکلیف سے وہیں تڑپ رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیسے اس اذیت سے جان چھڑاؤں بس صرف ایک سوچ میرے ذہن میں آئی اور اس پر عمل کرتا ہوا میں ایک طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھاگنے لگا بھاگتے بھاگتے مجھے دور آبادی نظر آئی میرا رخ اس آبادی کی طرف تھا آبادی کو دیکھ کر میں نے بھاگنے کی رفتار اور بھی تیز کر دی کئی منٹوں کا راستہ میں نے کئی لمحوں میں طے کیا وہ ایک گاؤں تھا وہاں پہنچ کر لوگ مجھے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے شاید وہ لوگ مجھے پاگل سمجھ رہے تھے کیونکہ اس وقت جو میری حالت تھی وہ کسی پاگل سے کم نہ تھی۔

بھاگتے بھاگتے وہاں مجھے ایک گندا پانی کا تالاب نظر آیا جس کا پانی دیکھ کر مجھے لگا کہ جیسے یہ کئی سالوں سے کھڑا ہے گندا پانی کا تالاب دیکھ کر میں بجلی کی طرح اس کے پاس پہنچا اور اس میں چھلانگ لگا دی وہ گندا پانی اس وقت میرے لیے کسی نعمت سے کم نہ تھا پانی کے اندر چھلانگ لگاتے ہی میرے جسم میں لگی آگ بجھ گئی وہ پانی گندا اور بدبودار ضرور تھا مگر اس وقت اس نے میرے جسم پر مرہم کا کام کیا تھا بہت دیر تک میں اس پانی کے اندر کھڑا رہا میرا جسم پانی کے اندر تھا صرف سر پانی سے باہر تھا اس کے اوپر بھی میں ہاتھوں سے پانی بھر بھر کر ڈال رہا تھا بہت دیر بعد جب میرے جسم کے اندر جلن کچھ کم ہوئی تو میں نے پانی کے کنارے پر دیکھا تو وہاں مجھے بہت سارے لوگ اپنی طرف دیکھتے ہوئے نظر آئے لوگوں کو یوں اپنی طرف متوجہ دیکھ کر میں اس سے باہر نکل آیا لوگ مجھے اب بھی عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے اب میرے جسم میں جلن کافی حد تک کم ہو گئی تھی مگر جسم پر لگے ہوئے ان زخموں سے اب بھی درد کی ٹیسیں نکل رہی تھیں ابھی میں پانی سے نکلا ہی تھا اور دو تین قدم اٹھائے ہی تھے کہ میرا سر چکرانے لگا آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا میں نے رک کر اپنا سر پکڑ لیا اس سے پہلے کہ میں بے ہوش ہو کر دھڑام سے نیچے زمین پر گر جاتا کسی نے مجھے تھام لیا اور بڑے آرام سے نیچے زمین پر بٹھا دیا لوگ میرے اردگرد جمع تھے ہر طرف سے میرے کانوں میں طرح طرح کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں کوئی کیا کہہ رہا تھا تو کوئی کیا ایک آدمی جو میرے پاس ہی کھڑا تھا دوسرے آدمی سے کہہ رہا تھا لگتا ہے پاگل ہے یہ بھی تو اس گندے پانی میں نہا رہا تھا اور پانی کی گندی بو سے اسے چکر آ رہے ہیں۔

اس کے آگے کیا ہوا مجھے نہیں پتہ کیونکہ اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا تھا کب تک میں بے ہوش رہا تھا یہ بھی میں نہیں جانتا تھا مگر جب ہوش آیا تو ایک گھر کے اندر چارپائی پر پڑا تھا میرے پاس ایک بوڑھا آدمی بیٹھا تھا مجھے ہوش میں آتا ہوا دیکھ کر وہ بولا بیٹا شکر ہے اللہ کا کہ تم نے آنکھیں کھول لیں ورنہ مجھے تو نہیں لگ رہا تھا کہ تم زندہ بچ پاؤ گے بیٹا وہاں سے میں تمہیں اٹھا کر یہاں لایا تھا یہاں لانے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ تمہارا جسم زخمی ہے مگر بیٹا جب میں تمہارے زخموں پر مرہم لگا رہا تھا تو یہ دیکھ کر چونک گیا اور میرے چونکنے کی وجہ وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے تھے جو تمہارے زخموں میں مجھے دکھائی دیے تھے ان کیڑوں کو دیکھ کر میں نے انہیں پہچان لیا اور یہ بھی جان گیا کہ وہ کیڑے تمہارے زخموں تک کیسے پہنچے تھے بیٹا وہ کیڑے گندا پانی میں ہوتے ہیں اور چونکہ تم اس گندا پانی کے تالاب میں نہائے تھے اس لیے وہ تمہارے زخموں میں پڑ گئے تھے اس آدمی کے منہ سے یہ بات سن کر ایک لمحے کے لیے میں کانپ کر رہ گیا شاید اس نے مجھے کانپتے ہوئے دیکھ لیا تھا اسی لیے کہنے لگا۔

بیٹا ڈرو نہیں اب وہ کیڑے تمہارے جسم میں نہیں ہیں میں نے ان کیڑوں کو گرم پانی میں دوائی ملا کر مار دیے ہیں اور اس کے بعد تمہاری پٹی کی ہے بہت جلد تم ٹھیک ہو جاؤ گے مگر بیٹا ایک بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی اور وہ یہ کہ تمہیں یہ زخم دیے کس نے میرا مطلب ہے وہ ظالم کون تھا جس نے تمہارے اوپر اتنا ظلم کیا ہے یہ کہہ کر وہ چپ ہو گئے مگر میں نے اسے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا خاموش ہی رہا مجھے خاموش دیکھ کر اس نے مجھ سے دوبارہ نہیں پوچھا میں نے یہ سوچ کر اسے اس لیے نہیں بتایا کہ میری بات سن کر پہلے تو وہ یقین نہیں کرے گا اور اگر یقین کر بھی لے تو ضرور وہ مجھے ایک آسیب زدہ انسان سمجھ کر اپنے گھر سے باہر نکال دے گا اللہ بھلا کرے اس آدمی کا اس نے کئی دن میری خوب خدمت کی اچھی طرح سے میرا خیال رکھا وہ باقاعدگی سے روزانہ میرے زخموں کو گرم پانی میں دوائی ملا کر دھوتا کئی دن میں اس کے گھر میں رہا اور پھر ایک دن میں نے اس سے اجازت مانگی اور اس ویرانے کی طرف روانہ ہو گیا کچھ دیر بعد میں اس ویرانے میں اس جگہ پر پہنچا جہاں مجھے اس بوڑھے جادوگر نے اذیت میں جلتا کیا تھا مگر وہاں پہنچ کر میں حیران رہ گیا جس جگہ پری دیوی بے ہوش پڑی ہوئی تھی اب وہ جگہ خالی تھی میں حیران کھڑا اس خالی جگہ کو دیکھ رہا تھا ابھی میں خالی جگہ کو دیکھ ہی رہا تھا کہ وہ بوڑھا جادوگر پھر سے وہاں آیا آتے ہی وہ بولا لگتا ہے بڑی سخت مٹی سے تمہاری جان بنی ہوئی ہے میری اتنی اذیتوں کے باوجود بھی تم زندہ ہو مگر کوئی بات نہیں مرنا تو تمہیں ہے ہی آج نہیں تو کل اس نے اپنی بات پوری کی تو میں نے کہا۔

دیکھو میں تم سے لڑنے نہیں آیا ہوں مجھے تم صرف اتنا بتا دو کہ پری دیوی کہاں ہے میں صرف اسے لے جانے کے لیے آیا ہوں میری بات کر وہ بولا بھول جاؤ تم پری دیوی کو اب وہ میری قید میں ہے اسے میری قید سے کوئی بھی آزاد نہیں کر سکتا اس کی بات سن کر میں اس کے قدموں میں بیٹھ گیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر کہا میں۔

ہار مانتا ہوں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں تم بہت بڑے جادوگر ہو بس صرف ایک بار پری دیوی کو آزاد کر دو میں اسے تمہاری دنیا سے بہت دور لے جاؤں گا کئی لمحے میں اس کے پاؤں میں بیٹھا رہا شاید پھر اسے مجھ پر ترس آ گیا کہنے لگا ٹھیک ہے میں تمہاری پری دیوی کو آزاد کر دوں گا مگر تمہیں بھی میری ایک بات ماننی ہوگی اس کے منہ سے پری دیوی کی آزادی والی بات سن کر میں اچانک کھڑا ہو گیا اور اسے کہا مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے بس آپ صرف پری دیوی کو آزاد کر دیں میری بات سن کر اس نے ایک بار مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھا جیسے اسے مجھ سے وہ بات پورا ہونے کی توقع نہ ہو کہنے لگا سوچ لو میری بات کو پورا کرنا اتنا آسان کام نہیں وہ کہہ کر چپ ہو گیا تو میں نے کہا میں نے کہا ناں مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے میری بات سن کر وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا تو پھر سنو جو بات میں تمہیں کہنے والا ہوں جیسے کہ تمہیں معلوم ہے کہ میری بیوی کا جسم کئی سال پہلے ایک ملنگ نے تابوت میں بند کیا تھا اور اس تابوت پر اس نے اپنا حصار لگایا تھا میری بیوی کی روح بھٹک رہی ہے اپنے جسم میں جانے کے لیے تڑپ رہی ہے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی اگر وہ ایسا کرے تو اس تابوت پر لگایا گیا حصار اسے دور پھینک دے گا میں نے اس تابوت پر سے اس حصار کو توڑنے کی بہت کوشش کی ہے مگر میں ناکام رہا اس تابوت پر لگائے گئے حصار کو توڑ نہ سکا اب اس حصار کو توڑنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اس کے بعد اس تابوت پر لگایا گیا حصار ٹوٹ جائے گا میری بیوی آزاد ہو جائے گی مگر ایسا تب ہوگا جب تم ہر رات ایک تازہ لاش میرے پاس لے کر آؤ گے میں اس لاش کو سامنے رکھ کر رات بھر اس پر منتر پڑھوں گا یہ چلہ سات دنوں کا ہے اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو نہ صرف میں تمہاری پری دیوی کو آزاد کر دوں گا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہارا پیچھا بھی چھوڑ دوں گا

بولو کیا تمہیں میری شرط منظور ہے اس نے اپنا مطالبہ میرے سامنے رکھ کر پوچھا سوچا پری دیوی کو آزاد کرنے کے لیے یہ سودا مہنگا نہیں اور اس کے بغیر میں اور کر بھی کیا سکتا تھا مجبوری تھی میں نے اس کی بات مان لی اور اسے کہا مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے کہنے لگا ٹھیک ہے مجھے بھی منظور ہے ویسے بھی اب رات ہونے والی ہے تم آج سے ہی کسی لاش کا بندوبست کر لو تا کہ جلد از جلد یہ چلہ ختم ہو جائے اور تم دونوں کی جان بھی چھوٹ جائے اور ہاں رات کو میں اس غار کے اندر تمہارا انتظار کروں گا اب تم جاؤ اور آدھی رات ہونے سے پہلے لاش کو لے کر آنا کیونکہ آدھی رات ہوتے ہی میں وہ منتر شروع کروں گا یہ کہہ کر وہ جادوگر ایک طرف چلنے لگا اس وقت سورج غروب ہونے والا تھا میں نے ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھا اور سوچا نجانے آج کس بدقسمت کی زندگی کا آخری سورج ہوگا کون بدقسمت ہوگا جس کی زندگی کا سورج آج اس ڈوبتے ہوئے سورج کی طرح ڈوب جائے گا یہ سوچیں سوچتا ہوا میں ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھ رہا تھا اور آہستہ آہستہ ایک طرف چلا جا رہا تھا سورج پہاڑوں کے پیچھے ڈوب گیا اور مجھے ایک گاؤں نظر آیا میرا رخ اس گاؤں کی طرف تھا اس گاؤں کی دوری کو دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ تقریباً رات ہونے تک میں اس گاؤں تک پہنچ جاؤں گا لیکن مجھے کوئی جلدی نہیں تھی مجھے تو رات ہونے کے بعد ہی اپنا کام شروع کرنا تھا اور رات سے پہلے اپنا کام کرنا کسی قسم کے خطرے سے خالی نہ تھا اس لیے میں جان بوجھ کر آہستہ آہستہ اس گاؤں کی طرف چل رہا تھا تاکہ اچھی طرح رات ہو جائے۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد میں اس گاؤں تک پہنچ گیا جیسے ہی میں نے چاہا تھا ویسے ہی ہوا تھا تقریباً رات ہو چکی تھی لوگ گھروں کے اندر بند ہو چکے تھے سنسان گلیوں کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے یہ گاؤں ویران ہے میں اس اندھیری رات میں اس ویران گلیوں میں پھرتا رہا مجھے کسی انسان کی تلاش تھی جو اب تک مجھے نہیں ملا تھا میں کافی دیر سے اسی راستے پر چل رہا تھا وہ ایک کھلا راستہ تھا میں اس راستے پر چلتا گیا آگے جا کر وہ راستہ دائیں طرف مڑ رہا تھا میں بھی راستے کے ساتھ دائیں طرف مڑ گیا ابھی میں مڑا ہی تھا کہ اچانک مجھے سامنے سے ایک آدمی آتا ہوا نظر آیا اس کا رخ میری طرف ہی تھا میں اپنے قدموں پیچھے ہو گیا اور اس گلی کے کونے میں چھپ کر اس آدمی کے آنے کا انتظار کرنے لگا کچھ دیر بعد مجھے اس کے قدموں کی آواز سنائی دی میں سمجھ گیا کہ اب وہ آدمی میرے پاس پہنچنے والا ہے میں نے خود کو اس پر حملہ کرنے کے لیے تیار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا اور پھر جیسے ہی وہ اس گلی میں مڑا میں نے اس کے اوپر چھلانگ لگا دی اور اسے لیتا ہوا زمین پر گرا دیا۔

وہ اس اچانک حملے سے بوکھلا گیا تھا اور پھر شاید چیخنے کے لیے منہ کھول ہی رہا تھا کہ میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا یہ سوچ کر کہ کہیں اس کے منہ سے نکلنے والی چیخ میرے لیے کسی خطرے کا باعث نہ بن جائے وہ آدمی کافی طاقتور تھا اپنے آپ کو مجھ سے چھڑانے کی بہت کوشش کر رہا تھا مگر میری پکڑ اتنی کمزور نہ تھی کہ وہ مجھ سے چھوٹ جاتا یونہی میرے ہاتھوں میں مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا جس کی ایک وجہ شاید اس کی سانسیں تھیں کیونکہ میں نے اس کا منہ اور ناک دونوں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا کئی لمحوں تک اس نے مجھ سے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر خود کو مجھ سے چھڑا نہ سکا اور پھر جب ناامید ہوا تو اس نے خود کو مجھ سے کی کوشش چھوڑ دی شاید اسے اب اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا اور تھا بھی ایسا ہی جیسے میں سوچ رہا تھا ابھی تو اس کی آنکھیں باہر نکل آئی تھیں کچھ ہی دیر میں اس کی روح اس کے جسم کو چھوڑ کر چلی گئی اس کی گردن ایک طرف لٹک گئی اور وہ مر گیا میں نے اس کا مردہ جسم اٹھا کر کندھے پر رکھا اور اس غار کی طرف چلنے لگا کچھ دیر بعد میں اسکا جسم کندھے پر اٹھائے ہوئے اس غار کے اندر پہنچ گیا غار اندر وہ بوڑھا پہلے سے میرا انتظار کر رہا تھا میرے کندھے پر مردے کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا بولا لاؤ اسے میرے سامنے رکھ دو اور جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ کل رات تک تم مجھ سے آزاد ہو لیکن رات ہونے سے پہلے اپنا کام پورا کر لینا وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا میں نے مردے کو اس کے سامنے رکھ دیا اور وہیں اس غار کے اندر ہی لیٹ گیا یہ سوچ کر کہ ویرانوں میں پڑا رہنے سے تو اچھا ہے یہیں پڑا رہوں نجانے کب مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا ساری رات غار کے اندر کیا ہوا تھا اس بات کا مجھے کچھ بھی پتہ نہیں اور اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو سکتی ہے کہ میں پچھلی کئی راتوں سے ٹھیک طرح سے سویا نہ تھا اس لیے میں بہت گہری نیند سو گیا تھا کب رات گزر گئی اور کب دن گزر گیا مجھے کچھ پتہ نہ چلا مگر جب آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ شام ہونے والی ہے کیونکہ غار کے اندر سورج ہلکی ہلکی روشنی چھوڑ رہا تھا میں اٹھا اور اس غار سے نکل کر ایک طرف چلنے لگا تقریباً ایک گھنٹے کے بعد میں ایک گاؤں میں پہنچ گیا۔

یہ دوسرا گاؤں تھا اس گاؤں کی گلیاں پہلے والے گاؤں کی گلیوں سے بہت تنگ تھیں اس رات بھی لوگ پہلے کی طرح پہلے سے گھروں میں بند ہو چکے تھے میں ایک گلی میں آگے ہی آگے بڑھتا گیا مجھے کسی انسان کی تلاش تھی ایک گلی سے دوسری گلی تک اور پھر دوسری سے تیسری گلی تک مجھے کوئی نظر نہ آیا جسے میں مار کر غار لے جاتا وقت بڑی تیزی سے گزر رہا تھا رات کافی گہری ہو گئی تھی اس رات اس گاؤں کی ویران گلیوں کو دیکھ کر مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے آج میں خالی ہاتھ ہی غار میں جاؤں گا کیونکہ گاؤں مجھے کوئی دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا اور آدھی رات ہونے سے پہلے پہلے مجھے کسی کو مار کر غار لے جانا تھا کئی گلیوں میں میں نے دیکھا مگر سوائے ویرانی کے مجھے اور کچھ نظر نہ آیا اس رات میں بالکل ناامید ہو چکا تھا اور یہ یقین ہونے لگا تھا کہ آج رات میں غار میں خالی ہاتھ ہی جاؤں گا ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے کسی کی آواز سنائی دی آواز سن کر میں ایک دیوار کے ساتھ اندھیرے میں چھپ گیا اور اسی طرف دیکھنے لگا جس طرف سے آواز آئی تھی اور پھر یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی جب مجھے اس طرف ایک آدمی گھر سے نکلتا ہوا نظر آیا اور پھر دوسری خوشی کی بات یہ تھی کہ وہ آدمی اسی طرف آ رہا تھا جس طرف میں دیوار کے پاس اندھیرے میں چھپا کھڑا تھا اتنی رات گئے وہ کہاں جا رہا تھا اس کا مجھے نہیں پتہ وہ بہت تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چلا آ رہا تھا میں نے ایک بار اپنے آپ کو دیکھا اور یہ تسلی کی کہ کہیں اسے نظر تو نہیں آؤں گا لیکن اندھیرے کی وجہ سے میں پوری طرح چھپا ہوا تھا اب وہ آدمی میرے بالکل قریب پہنچ چکا تھا اور پھر جیسے ہی وہ میرے آگے گزر رہا تھا میں نے بجلی کی سی پھرتی سے اس کے اوپر چھلانگ لگا دی اور اسے لیتا ہوا زمین پر گرا دیا۔

میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا لیکن وہ پہلے والے آدمی کی طرح نہ تھا بلکہ اس سے کافی طاقتور تھا وہ اس وقت ہاتھ پاؤں مارنے کے بجائے مجھ سے مقابلہ کرنے لگا کئی کے اس نے میرے منہ پر ماری تھیں اس نے میرے پیٹ پر ماری جس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی اور وہ ہاتھوں چھوٹ گیا اسے اپنے ہاتھوں سے چھوٹتا ہوا دیکھ کر میں حیران رہ گیا تھا کہ کیسے وہ میرے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا کیونکہ جب بھی کوئی چیز میرے ہاتھوں میں آئی تھی وہ پھر مجھ سے کبھی نہیں چھوٹی تھی شاید وہ بہت طاقتور تھا بھی تو اس نے میرا مقابلہ کر کے مجھ سے جان چھڑائی تھی اور بھاگنے کی کوشش کی تو میں نے پیچھے سے اس کی گردن پکڑ لی اور اسے زمین پر گرا دیا اس بار میری پکڑ پہلے کی طرح کمزور نہ تھی کہ وہ مجھ سے چھوٹ جاتا بلکہ پہلے کی

گئی مضبوط تھی میں نے مضبوطی سے اس کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اس بار وہ پہلے سے زیادہ ہاتھ پاؤں مار رہا تھا مگر مجھ سے خود کو چھڑا نہ سکا اس کی سب کوششیں بیکار گئیں کچھ دیر بعد اس کی آنکھیں ابل کر باہر نکل آئیں اور اس کی روح اس کا جسم چھوڑ کر چلی گئی اس کے مرتے ہی میں نے اس کا جسم اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور غار کی طرف چلنے لگا۔

کچھ دیر بعد میں غار کے اندر تھا غار کے اندر وہ بوڑھا جادوگر میرا ہی انتظار کر رہا تھا واقعی اس رات مجھے بہت دیر ہو گئی تھی مجھے دیکھ کر وہ میری طرف آیا اور بولا اچھا ہوا کہ تم آ گئے جلدی کرو لاش کو ادھر لے آؤ وہ یہ کہہ کر پیچھے مڑا اور ایک طرف چلنے لگا میں اس مردے کو کندھے پر اٹھائے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا وہ چلتے چلتے ایک جگہ جا کر رک گیا اور کہا لاش کو یہاں رکھو اور تم جاؤ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا اور میں غار کے اندر ایک طرف جا کر لیٹ گیا کچھ دیر تک جاگتا رہا پھر نجانے کب مجھے نیند آئی اور میں سو گیا مگر جب جاگا اور غار کے باہر دیکھا تو پتہ چلا کہ دن ہونے والا ہے جلدی اٹھنے پر میں حیران سا ہوا ایک بار جب نیند سے جاگا تو پھر دوبارہ نہیں سویا بلکہ اٹھا اور غار سے باہر نکل کر ایک طرف پہاڑوں پر چلنے لگا اس دن میرا رخ کسی آبادی کی طرف نہیں تھا بلکہ اونچی پہاڑوں کے اوپر آگے ہی آگے چلا جا رہا تھا ان پہاڑوں سے گزرنے کے بعد میں ایک ایسی جگہ جا کر پہنچا جہاں میں ایک بار پہلے بھی آیا تھا مگر کب یاد آیا یہ کالی پہاڑیاں تھیں جہاں جوگی بابا رہتے تھے بالکل سامنے پہاڑوں کے درمیان ان کی جھونپڑی دکھائی دے رہی تھی میں نے سوچا کیوں نہ اتنا آیا ہوں تو جوگی بابا سے مل کر جاؤں یہ سوچ دماغ میں آتے ہی میں جھونپڑی کی طرف چلنے لگا اور پھر جیسے ہی میں جھونپڑی میں پہنچا اور جھونپڑی کے اندر پہلا قدم رکھا ایک بارعب آواز میرے کانوں میں پڑی وہیں رک جاؤ آواز سنتے ہی میں نے اپنے قدموں کو وہیں روک دیا سوچا کیوں روکا مجھے جوگی بابا نے ابھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ دوبارہ آواز آئی آگے بڑھنے کی کوشش مت کرنا کیونکہ یہ جھونپڑی ان لوگوں کے لیے نہیں جن کے ہاتھ بے گناہ انسانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہوں کیا سوچا تھا تم نے کہ مجھے تمہاری کوئی خبر نہیں ہوتی کیا بے خبر ہوتا ہوں تم سے نہیں ہرگز نہیں تمہارے پل پل کی خبر رکھتا ہوں میں تمہاری ہر ہر بات سے واقف ہوں کیا کچھ کر رہے تھے تم سب جانتا ہوں۔

جوگی بابا یہ کہہ کر خاموش ہو گئے ان کی باتوں نے میرے سارے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا واقعی انہوں نے ٹھیک ہی کہا تھا اور جو کچھ میں نے کیا تھا وہ غلط تھا اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے مگر بابا یہ سب کچھ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اس بوڑھے جادوگر نے پری دیوی کو اپنی قید میں بند کیا ہے اور جب میں نے اس سے پری دیوی کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے میرے سامنے یہ گھناؤنی شرط رکھ دی بابا جی میں جانتا ہوں کہ یہ بہت ہی گھناؤنا کام ہے مگر کیا کرتا اس کے بغیر مجھے کوئی اور راستہ ہی دکھائی نہیں دے رہا تھا بابا اب آپ ہی مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں کیسے میں پری دیوی کو اس کی قید سے چھڑاؤں جیسے آپ کہیں گے میں ویسا ہی کروں گا یہ کہہ کر میں خاموش ہو گیا جوگی بابا نے مجھے اپنے قدموں سے اٹھایا اور اپنے کھڑا کر کے بولے بیٹا تم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے جب اس نے تمہاری پری دیوی کو اپنی قید میں بند کر لیا تو تم سیدھا میرے پاس آ جاتے میں تمہیں کوئی نہ کوئی راستہ بتاتا کہ تم نے کیا کرنا ہے جانتے ہو اگر وہ اس چلے میں کامیاب ہو جاتا تو اس کا انجام کیا ہوتا بہت ہی برا انجام ہوتا اس کا اس کا چلہ مکمل ہوتے ہی اس تابوت پر یہ حصار ٹوٹ جاتا جادوگرنی کا جسم آزاد ہو جاتا اور اس کی بدروح بڑی آسانی سے اپنے جسم میں داخل ہو جاتی اس کے بعد کیا ہوتا اس کا شاید تم نے کبھی سوچا بھی ہو گا اور نہ ہی کبھی تم نے دیکھا ہو گا ان دونوں کے دماغ میں کوئی بھیانک سوچ ہے۔

بیٹا میں جانتا ہوں ان کے دلوں میں کیا گھناؤنے ارادے ہیں اس سے میں باخبر ہوں اور ساری دنیا کو ویران کرنے کی سوچ رکھتے ہیں وہ دونوں دنیا میں اس وقت کسی کے پاس بھی اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان دونوں کو ختم کر سکیں ہاں اگر ان دونوں کا راستہ روکا جائے تو نہ صرف ان دونوں کی طاقتیں کمزور ہو سکتی ہیں بلکہ ساتھ ساتھ ان کا خاتمہ بھی ہو سکتا ہے مگر بابا ہم کیسے ان دونوں کا راستہ روکیں گے وہ تو بہت طاقتوں والے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا ایک بار میں نے اس کا مقابلہ کیا تھا جس کی مجھے بہت اذیتیں برداشت کرنی پڑیں بابا میری بات سن کر بولے اس بار تمہیں کچھ نہیں ہو گا اس بار جو میں تمہیں طریقہ سمجھاؤں تم ویسا ہی کرنا پھر دیکھو جیت کس کی ہوتی ہے تم چونکہ دن کو آزاد ہوتے ہو اس کے حکم کے پابند نہیں ہوتے تم جب چاہو دن کو اس غار میں جا سکتے ہو تمہارا کام صرف رات کو اس کے لیے کہیں سے مردہ لے کر جانا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جو کہ تم لے کر رات کو گئے ہو اب تمہارے اوپر آج کی رات تک کوئی پابندی نہیں ہے وہ لاکٹ کہاں ہے جو تمہارے پاس تھا اچانک جوگی بابا نے مجھ سے پوچھا لاکٹ کا نام سنتے ہی میں نے اپنے گلے میں اس لاکٹ کو دیکھا مگر یہ کیا میرے گلے میں تو لاکٹ تھا ہی نہیں۔

لاکٹ کو نہ دیکھ کر میں چونک گیا کب سے وہ میرے گلے سے غائب تھا مجھے تو کچھ علم ہی نہیں تھا شاید مجھ سے کہیں گر گیا ہے مگر کہاں میں سوچنے لگا پھر مجھے یاد آیا کہ جب میں نے پہلی بار اس بوڑھے کو غار سے گھسیٹ کر باہر نکالا تھا اور اسے مار رہا تھا تو وہ لاکٹ مجھ سے گر گیا تھا جسے میں نے خود زمین پر گرتے ہوئے دیکھا تھا مگر بعد میں اسے اٹھانا بھول گیا تھا جس کی وجہ سے میں نے اتنی اذیتیں دیکھی تھیں اگر وہ لاکٹ میرے گلے میں ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ کوئی بھی شیطانی طاقت مجھے چھونے کی کوشش نہ کرتی ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے جوگی بابا کی آواز سنائی دی کہاں ہے وہ لاکٹ تمہیں نہیں پتہ میں بتاتا ہوں یہ کہہ کر انہوں نے اپنے گلے سے ایک لاکٹ اتارا جسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا وہ لاکٹ بالکل اس کی طرح تھا اور پھر یہ سن کر میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں جب میں نے جوگی بابا کے منہ سے یہ بات سنی یہی ہے وہ لاکٹ جو پہاڑوں پر تم سے گر گیا تھا اچھا ہوا کہ اسے میں نے اٹھا لیا تو ورنہ کوئی اور اٹھا لیتا تو شاید یہ تمہیں زندگی بھر نہ ملتا لو اسے اپنے گلے میں پہن لو اور جا کر اسے اپنی پری دیوی کے جسم سے لگا دو اس سے اس کے اوپر چھایا ہوا وہ جادوئی حصار ٹوٹ جائے گا وہ آزاد ہو جائے گی اور ہاں ایک بات یاد رکھنا جب تمہاری پری دیوی کے اوپر چھایا ہوا جادوائی حصار ٹوٹ جائے اور وہ ہوش میں آ جائے تو کوشش کرنا کہ جتنی جلدی ہو سکے تم اسے اس پتھر کے پاس پہنچاؤ جس کے اندر وہ پائل ہیں اور جیسے ہی تم دونوں اس پتھر تک پہنچو گے پری دیوی سے کہنا کہ اس پتھر کے اندر ہاتھ ڈال دو اور ان پائلوں کو اس پتھر سے نکال لے یہ کہہ کر جوگی بابا نے لاکٹ میرے گلے میں ڈال دیا اور کہا بیٹا اب تم جاؤ اور اس غار میں پہنچو کہ تم شام سے پہلے وہاں پہنچ سکو اور اسے شک نہ ہو جائے اور بنا بنایا کام ہمارا بگڑ نہ جائے بس جلدی وہاں پہنچنے کی کرو۔

واقعی جوگی بابا ٹھیک کہہ رہے تھے مجھے شام ہونے سے پہلے پہلے اس غار میں پہنچ جانا چاہیے اس کے بعد میں وہاں سے غار کی طرف روانہ ہو گیا اور پھر جب غار کے سامنے پہنچا تو سورج غروب ہونے کو تھا میں غار کے اندر چلا گیا غار کے اندر سامنے ہی پری دیوی زمین پر پڑی تھی غار کے اندر اس وقت اور کوئی نہ تھا یہی موقع تھا پری دیوی کو آزاد کرانے کا میں جا کر اس کے قریب پہنچ گیا اور پھر اپنے گلے سے لاکٹ کو اتارا اور اسے پری دیوی کے جسم کے پاس لے جانے لگا اب کی بار میرا ہاتھ اس کو لگ گیا پہلے کی طرح نہ ہی مجھے کوئی جھٹکا لگا اور نہ ہی میں زمین سے ابھر کر دور گرا بلکہ ٹھیک ٹھاک اپنی جگہ کھڑا رہا لاکٹ کے لگتے ہی پری دیوی کے ہاتھوں نے حرکت کی اس کی آنکھیں کھل گئیں ابھی اس نے آنکھیں کھولیں ہی تھیں اور حیرانگی سے مجھے دیکھ رہی تھی کہ میں نے اسے اٹھایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتا ہوا اس پتھر کے پاس لے جانے لگا پتھر کے پاس پہنچ کر وہ حیران کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی شاید اس لیے کہ اسے کسی بات کا کوئی پتہ نہ تھا اس سے پہلے کہ وہاں وہ جادوگر آ جاتا اور پری دیوی مجھے دیکھتی رہ جاتی میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا پری دیوی جلدی کرو اس پتھر کے اندر ہاتھ ڈالو اور اپنی پائلوں کو نکالو پیا حیرت سے اس کے منہ سے صرف یہ نکلا جو کچھ دیر پہلے حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی اور مجھے دیکھ رہی تھی اب وہ اس پتھر کو دیکھنے لگی شاید اسے بھی اس پتھر میں اندر وہ پائل دکھائی دی تھیں بھی تو اچانک اس نے اپنا ہاتھ اس پتھر کے اندر ڈالا اور پھر دوسرے لمحے اس نے جیسے ہی ہاتھ نکالا اس کے ہاتھ میں وہ پائل تھیں پائلوں کو دیکھ کر میں نے دیکھا وہ بہت خوش ہوئی تھی اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پائلوں کو چومنا چاٹنا شروع کر دیا اور انہیں چومنے اور چاٹنے سے لگانے کے بعد وہ نیچے زمین پر بیٹھ گئی اور پاؤں میں وہ پائل باندھ لیں پائلوں کو پاؤں میں باندھنے کے بعد وہ اٹھی اور یوں جھومنے لگی جیسے اس کو بہت بڑی خوشی مل گئی ہو بولی۔

فرہاد آج میں بہت خوش ہوں جن پائلوں کی تلاش میں میں پرستان سے یہاں آئی تھی وہ آج مجھے مل گئیں ان کے بغیر میں ادھوری تھی اب میں مکمل ہو گئی ہوں ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ مجھے وہ بوڑھا شیطان آتا ہوا نظر آیا وہ غار کے اندر سے ہماری طرف بھاگتا چلا آ رہا تھا وہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا تم نے جو کچھ بھی کیا اچھا نہیں کیا تم نے مجھے دھوکہ دیا تمہارے اوپر بھروسہ کر کے میں نے بہت بڑی غلطی کی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مجھے دھوکہ دے رہے ہو تو میں تمہیں بڑی بھیانک موت مارتا لیکن افسوس کہ میں نے ایسا نہیں کیا یہ کہہ کر وہ خاموش ہوا تو میں نے اسے کہا تم نے مجھے زندہ چھوڑ کر

غلطی کی مگر میں تمہیں زندہ چھوڑ کر ایسی غلطی نہیں کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے گندے دماغ میں کون سی بھیانک سوچیں ہیں آج میں تمہیں دکھاؤں گا کہ اذیتیں کیا ہوتی ہیں آج تک تم سے ہر ہر اذیت کا بدلہ لوں گا ان بے گناہ انسانوں کے خون کا حساب لوں گا جسے تم نے بہایا ہے تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ تم قیامت تک یاد رکھو گے

ابھی میں یہ بات کر ہی رہا تھا کہ ایک طرف آگ بھڑک اٹھی میں نے چونک کر اس طرف دیکھا تو پتہ چلا وہ آگ پری دیوی نے اس تابوت کو لگائی تھی جس میں اس جادوگرنی کا جسم قید تھا تابوت دھڑا دھڑ جل رہا تھا آگ نے اس کے اندر پڑے ہوئے جسم کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا اور اسے جلائے جا رہا تھا اور پھر اس کے بعد جو منظر میں نے دیکھا تھا اس نے نہ صرف میرے دل کو ہلا کر رکھ دیا بلکہ میرے ساتھ کھڑے ہوئے اس جادوگر کے دل کو بھی ہلا کر رکھ دیا اس جادوگرنی کی دردناک چیخیں سے ابلتی ہوئی آگ اور اس بھڑکتی ہوئی آگ میں کھو گئی اس کے بعد آگ سے بھیانک چیخیں سنائی دیتی رہیں پھر میں نے دوبارہ اس جادوگرنی کی طرف دیکھا اور اسے کہا دیکھا تم نے انتقام کی آگ کیسی بھڑکتی ہے جب انسان کے دل میں یہ لگ جائے تو پھر سب کچھ اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے تابوت کو جلتا ہوا دیکھ کر اس جادوگر نے منہ میں کچھ پڑھ کر ان کی طرف پھونک ماری شاید وہ اس آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ دیکھ کر حیران رہ گیا جب کئی بار اس نے منتر پڑھ کر پھونکا اور ناکام رہا اس کی پھونکیں نہ ہمارے اوپر اثر کر رہی تھیں اور نہ ہی اس آگ پر جسے پری دیوی نے اس تابوت پر لگائی تھی اس نے جب اپنے منتروں کو ناکام ہوتے ہوئے دیکھا تو غار سے باہر کی طرف بھاگنے لگا مگر بہت جلد پری دیوی ہوا میں اڑی اور اس کا گریبان پکڑ کر اسے زمین پر گھسیٹتا ہوا دوبارہ اس غار میں لے آئی غار کے اندر لا کر وہ بولی فرہاد میں نے تو اپنے دشمن کو اپنے ہاتھوں سے مار دیا ہے اب آپ بھی اپنے دشمن کو اپنے ہی ہاتھوں سے مار دیں یہ کہہ کر اس نے جادوگر کا گریبان میرے ہاتھوں میں پکڑوا دیا اس کے بعد میں اس جادوگر کو زمین پر گھسیٹتا ہوا اس آگ تک لے آیا اور پھر اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر اس آگ کے اندر پھینک دیا آگ میں گرتے ہی آگ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

ایک بار پھر سے وہ آگ بھڑک اٹھی بہت دیر تک وہ آگ بھڑکتی رہی ان دونوں کے جسم اس آگ میں جل کر کوئلہ بنتے چلے گئے اور پھر آخر کار وہ دونوں جل کر راکھ ہو گئے آگ آہستہ آہستہ بجھ گئی وہ دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے اس کے بعد ہم دونوں غار سے باہر نکل آئے کیونکہ اب وہاں ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا تھا گوشت کے جلنے کی بدبو آ رہی تھی باہر نکل کر دیکھا تو ہم حیران رہ گئے کیونکہ صبح ہو گئی تھی اور رات کا ہمیں پتہ ہی نہ چلا تھا باہر نکل کر پری دیوی میرے پاس آئی اور مجھے بولی فرہاد آج میں بہت خوش ہوں کیونکہ آج مجھے وہ پائل مل گئی ہیں جن کی مجھے تلاش تھی جنہیں ڈھونڈتے میں پرستان سے ہو کر یہاں آئی تھی اور یہ سب آپ کی وجہ سے ممکن ہوا سوچتی ہوں کیونکہ آپ ہی نے ہر دکھ ہر تکلیف میں میرا ساتھ دیا میری طرف بڑھتی ہوئی ہر تکلیف کا مقابلہ کیا میری خاطر ہر اذیت برداشت کی فرہاد انسانوں کی دنیا میں رہ کر میں نے بہت اذیتیں دیکھی ہیں ہر پل ہر لمحہ میں نے اذیت میں گزاری مگر میں چاہتی ہوں کہ آپ بھی میرے ساتھ چلیں مجھے بہت خوشی ہو گی وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئی تو میں نے کہا نہیں پری دیوی میں اپنی شبانہ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا جب تک وہ زندہ تھی اس کے ساتھ رہنا اسے خوشیاں دینا میرا مقصد تھا اور پھر جب اس پر ظلم کر کے اسے مارا تو اس کا انتقام لینا میرا مقصد بنا اب جب میں نے اس کا انتقام لیا تو اب پھر سے پہلے کی طرح میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ ہاں اس کے ساتھ اس کی قبر پر سر رکھ کر باقی کی زندگی یہیں گزاروں گا۔ میری بات سن کر پری دیوی بولی۔

ٹھیک ہے فرہاد اگر آپ کی خوشی اس بات میں ہے تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گی مگر مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ وہ ایسا کونسا رشتہ تھا ہمارے درمیان جو آپ ہر گھڑی ہر لمحہ میری مدد کیا کرتے تھے قدم قدم پر میری مدد کرتے تھے یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی واقعی اس نے بہت اہم سوال کیا تھا اس نے مجھ سے وہ بات پوچھی تھی جس کا کبھی میں نے نہیں سوچا تھا جس بات کا جواب خود میرے پاس نہیں تھا اس بات کا جواب اسے کیسے دیتا سو خاموش رہا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے پری دیوی کی آواز سنائی دی فرہاد آپ کی خاموشی دیکھ کر میں سمجھ گئی ہوں کہ میرے سوال کا جواب میری طرح آپ کے پاس بھی نہیں ہے مگر کوئی بات نہیں آپ نے جو میرے اوپر احسان کیے ہیں میں ان کی قدر کروں گی ساری زندگی انہیں یاد رکھوں گی آپ کی اچھائیوں کو میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی یہ کہتے ہوئے وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رو رہی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے وہ دو تین قدم میری طرف آگے بڑھی پائل اس کے پاؤں میں تھیں جو قدم اٹھانے سے چھن چھن کی آواز پیدا کر رہی تھی اس نے آکر میرے ہاتھ کو پکڑا اور اسے اپنے منہ کے پاس لے گئی پھر اسے چوم کر کہنے لگی فرہاد پریشان جا کر مجھے آپ کی بہت یاد آئے گی اس نے یہ کہا اور پھر میرا ہاتھ چھوڑ کر اوپر کی طرف ہواؤں میں اڑنے لگی دور تک اڑتی ہوئی وہ مجھے دیکھ رہی تھی اور میں اسے ہاتھ ہلاتا ہوا دیکھ رہا تھا کئی لمحوں کے بعد جب وہ میری نظروں سے اوجھل ہوئی تو میں وہاں سے چل کر اس قبرستان میں آیا اور شبانہ کی قبر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

یہ کہہ کر وہ آدمی اٹھا اور کہنے لگا چھوڑو تمہارے ساتھ باتیں کرتے کرتے میں تو بھول ہی گیا تھا کہ شبانہ کو پانی پلانا ہے اسے پیاس لگی ہوگی یہ کہہ کر اس نے اپنے پاس پڑے ہوئے برتن کو اٹھایا اور ایک طرف چلنے لگا شاید وہ نلکے سے پانی بھرنے گیا تھا۔ قارئین یہ تھی اس آدمی کی کہانی جو اس نے مجھے ایک قبرستان میں سنائی تھی جس کا ایک ایک لفظ میں نے آپ لوگوں تک پہنچایا سوچتا ہوں پیار اسے کہتے ہیں وفا اسے کہتے ہیں جو مرنے کے بعد بھی وہ آدمی اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر زندگی گزار رہا تھا نجانے وہ کتنے عرصے سے اس قبر کے پاس اس قبرستان میں رہ رہا تھا یہ نہیں کہ اس کی زندگی میں کوئی اور نہیں آئی تھی آئی تھی پری دیوی جیسی خوبصورت پری پرستان سے آئی تھی مگر اس پری کے لیے اس کے دل میں سوائے انسانی ہمدردی کے اور کچھ نہ تھا کیونکہ اس کا پیار سچا تھا اور سچا پیار صرف ایک بار ہوتا ہے کہانی پڑھ کر خطوط کے ذریعے اپنی قیمتی رائے سے ضرور آگاہ کریں مجھے انتظار رہے گا۔

قطعات

تیری الفت کو کبھی ناکام نہ ہونے دیں گے
تیری محبت کو کبھی بدنام نہ ہونے دیں گے
میری زندگی میں سورج نکلے نہ نکلے
تیری زندگی میں کبھی شام نہ ہونے دیں گے

محمد سلیم دانش راجپوت۔ کراچی

کہیں میں حوصلہ نہ چھوڑ بیٹھوں

میرے آنگن میں آؤ...... تو نے پتے تو دیکھو...... میری سب کھڑکیوں پر ہجر کا کہر جما ہوا ہے...... میرے دروازوں کے پہ دو...... تمہارے لوٹنے کی چاہ میں شل ہو گئے ہیں...... میرے گھر کے چراغوں کی ہر لو...... درد میں ڈوبی ہوئی ہے...... وہ دیکھو تھرتھراہٹ بین کرنے لگی ہے...... میرے تکیے پہ ٹھہری دھول دیکھو...... میرے بستر کی چادر بے شکن گم صم پڑی ہے...... وہ آتش دان دیکھو کس طرح سونا رکھتا ہے...... وہ دیکھو رات کا کھانا پڑا ہے...... یہ دیکھو چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے...... تمہارے خط کتابیں کارڈ تحفے...... مجھ سے ملنے کی خواہش میں...... میرے چاروں طرف بکھرے ہوئے ہیں...... وہ اک تصویر میرے سرہانے گم صم پڑی ہے...... وہ ایک کونے میں حسرت تھک کر رو گئی ہے...... میرے پاؤں میں فرقت جم گئی ہے...... میرے ہونٹوں سے چپ لپٹی ہوئی ہے...... تمہارا ہجر حد سے بڑھ چکا ہے...... میں خود سے رابطے نہ توڑ بیٹھوں
کہیں میں حوصلہ نہ چھوڑ بیٹھوں

احمد حسن عرشی خان۔ قبولہ شریف

مجھے آواز دے لینا

جب کبھی آنکھ چھلکے تو...... کبھی جب دل نہ سنبھلے تو...... مجھے آواز دے لینا...... کبھی جب دور ہو کوئی...... بہت مجبور ہو کوئی...... کوئی آواز نہ دے تو...... مجھے آواز دے لینا...... کوئی آنسو نہ پونچھے تو...... کوئی جینے سے روکے تو...... کوئی تم کو ستائے تو...... مجھے آواز دے لینا...... میں تیرے پاس ہوتا ہوں...... میں تیرے ساتھ رہتا ہوں...... مگر پھر بھی گزارش ہے...... مجھے آواز دے لینا...... مجھے آواز دے لینا

نازیہ راجپوت۔ کوٹ ادو

قطعات

کیوں باقی ہو یہ ریت کے محل
کل خود ہی ان کو مٹاؤ گی
آج کہتی ہو عدنان سے پیار ہے
کل میرا نام تک بھول جاؤ گی

عدنان عارف۔ کیلیانوالہ

اپنی سزا بھی طویل کیے جا رہے ہیں ہم
اب تک میں نے ہمت کا ارادہ نہیں کیا
دل بھی لگایا تھا کسی سے ایک بار ہم نے
ہم نے بھی تو کوئی جرم دوبارہ نہیں کیا

عدنان عارف۔ کیلیانوالہ

آسیب زدہ مکان

تحریر: قیصر جمیل پروانہ۔ ماما نوں کانجن

ایک جن آیا جس کے دو سینگ تھے اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں رنگ اس کا کالا سیاہ تھا ایسے میں اس کی شکل ورڈانی لگ رہی تھی اس نے بابا جی کو کہا یہ پڑھائی بند کر دو اس سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے یہ بات اس نے دو بار بابا جی کو کہی لیکن بابا جی نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا اور اپنی پڑھائی میں مصروف رہے اس جن نے کہا کہ ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے جس نے آپ کو یہاں بھیجا ہے میں اس سے معافی مانگ لیتا ہوں بابا جی نے اس جن کی ایک نہ سنی اور اپنی پڑھائی کرتے رہے اور وہ چیخ مار کر غائب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ چڑیل آ گئی اور بابا جی کی منت کرنے لگی بابا جی مجھے معاف کر دیں میں اب یہاں کبھی نہیں آؤں گی میں یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلی جاتی ہوں بس ہمیں ایک بار معاف کر دیں لیکن بابا جی نے اس کی ایک نہ سنی اور دوبارہ پڑھ کر اس پر پھونک ماری جس سے اسے آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ جل کر راکھ ہو گئی ہم سب اس کے مرنے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے وہ بہت بدشکل تھی اور چیختے ہوئے وہ راکھ کر ڈھیر بن گئی۔ ایک خوفناک کہانی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

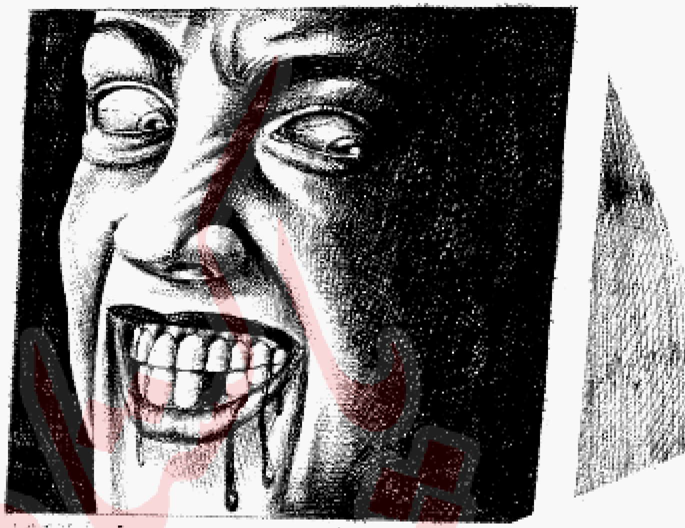

آج میں بہت خوش تھا اور مجھے گھر بھی جلدی پہنچنا تھا میں گاڑی بڑی تیزی سے چلا رہا تھا آج مجھے کچھ زیادہ ہی دیر ہو گئی تھی جب میں نے گھر دیکھا تو خوف کے مارے پسینے آنے لگے رات سے دن تارے تھے ویران راستہ تھا آس پاس آدمی کا کوئی نام و نشان نہیں تھا میں نے غور سے دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مجھے دور سے روشنی نظر آ رہی ہے جیسے ہی میں نے روشنی کو دیکھا تب میری جان میں جان آئی شہر سے آبادی تو آئی جیسے جیسے روشنی قریب آ رہی تھی تو وہ اور زیادہ تیز ہوتی جا رہی تھی جیسے ہی اس دکان کے قریب پہنچا تو اچانک میری گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی میں ایک دم پریشان ہو گیا گاڑی کو بھی اس وقت خراب ہونا تھا تو شدید سردی بھی تھی باہر نکلنے کو کچھ نہیں چاہتا تھا جہاں میری گاڑی رکی ہوئی تھی وہاں ایک کوٹھی تھی جیسے ہی میں نے کوٹھی کو دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کوٹھی باہر سے کافی پرانی تھی میں کیا دیکھتا ہوں کہ کوٹھی کا دروازہ یکدم کھل گیا پھر اندر سے ایک خوبصورت لڑکی باہر آئی دیکھنے میں لڑکی بہت ہی خوبصورت تھی وہ کسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی اس کے لمبے لمبے بال تھے آنکھیں بہت ہی پیاری تھیں اس نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا میں پریشان ہو گیا اتنی خوبصورت لڑکی اس وقت یہاں کیا کر رہی ہے اتنی ویران جگہ سے ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ وہ لڑکی میری گاڑی کے پاس آ گئی اور بولی۔

رمضان صاحب آپ کی گاڑی خراب ہو گئی ہے آج رات آپ ہمارے پاس ہی رک جائیں اس لڑکی کے منہ سے اپنا نام سن کر حیران سا رہ گیا۔ اس کو میرا نام کیسے پتہ چل گیا حالانکہ میں تو اس لڑکی کو جانتا تک نہیں ہوں ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ اس کی آواز پھر سے سنائی دی رمضان صاحب کس سوچ میں پڑ گئے ہیں آپ یقیناً یہی سوچ رہے ہوں گے کہ مجھے آپ کا نام کیسے پتہ چلا ہے رمضان صاحب کافی رات ہو گئی ہے چلو گھر چلتے ہیں میں نے کہا چلو ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ چلا جاتا ہوں پھر میں اندر حویلی میں چلا گیا حویلی باہر سے کافی پرانی لگ رہی تھی لیکن اندر سے اتنی ہی نئی لگ رہی تھی پھر میں گاڑی سے نیچے اترا اور لڑکی کے ساتھ چلا گیا جیسے ہی میں کمرے میں داخل ہوا وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جو دیکھنے میں عجیب و غریب لگ رہا تھا میں اس جیسا آدمی پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا میں نے سوچا یہ آدمی کون ہو سکتا ہے ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ وہ لڑکی بول پڑی۔

رمضان آپ بیٹھے کیوں نہیں میں نے کہا آپ جیسی لڑکی کہے اور میں نہ بیٹھوں یہ کیسے ہو سکتا ہے میں کمرے میں بیٹھ گیا جیسے ہی میں صوفے پر بیٹھا تو وہ آدمی اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا جیسے ہی وہ کمرے سے باہر گیا اس کے باہر جاتے ہی تیز آندھی چلنے لگی اور بادل بھی ساتھ ساتھ گرجنے لگے جس کمرے میں ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے اس کمرے میں ہر سہولت موجود تھی

کمرے میں ٹی وی فریج اے سی اور بیڈ تھا تھوڑی دیر بعد بارش شروع ہو گئی اس وقت بارش کافی تیز ہو رہی تھی وہ لڑکی میرے کمرے میں بیٹھی تھی میں نے اس سے پوچھا نے اپنا نام نہیں بتایا اس نے کہا میرا نام رخسار ہے اور میں اس گھر میں رہتی ہوں میں نے کہا آپ کا نام بہت ہی خوبصورت ہے بالکل آپ کی طرح میری تعریف کرنے کا شکریہ میں نے کہا رخسار جی کچھ کھانے کو مل جائے گا بھوک بہت لگی ہوئی ہے رخسار جی نے کہا بالکل ملے گا پھر تھوڑی دیر بعد ہی کھانا بھی آ گیا پھر میں نے کھانا کھایا کھانا بہت ہی مزیدار تھا میں نے کہا جان اس گھر میں آپ کے علاوہ اور کوئی بھی رہتا ہے میری بات سن کر وہ مسکرانے لگی اس نے کہا۔

اس گھر میں ہم چار لوگ رہتے ہیں امی ہمارا چوکیدار ایک اور آدمی تھا جس کو تم نے دیکھا تھا ایک میں ہوں ایک میری نوکرانی ہے آپ کو اس گھر میں ڈر تو نہیں لگتا ہے میری بات سن کر وہ بولی ارے نہیں بہت کا بچہ اب میں چلتی ہوں آپ آرام کریں رات بھی کافی بہت دیر ہو چکی ہے اب تم سو جاؤ پھر وہ چلی گئی اس کے جاتے ہی لائیٹ بھی چلی گئی کمرے میں خوفناک اور ڈراؤنی آوازیں آنے لگیں تھوڑی دیر بعد لائیٹ آ گئی میرے دیکھتے ہی دیکھتے ہی کھڑکیاں دروازے بجنے لگے جیسے ہی میں نے سارا ماجرہ دیکھا تو میرے منہ پر پسینہ آ گیا اتنی سخت سردیوں میں مجھے پسینہ آنے لگا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دم دروازہ کھل گیا ہمارے کمرے میں کسی آدمی کا سایہ داخل ہوا مجھے اس سائے سے خوف محسوس ہونے لگا اب وہ سایہ میرے بالکل قریب آ گیا اب مجھے یقین سا ہونے لگا کہ مجھے موت کے منہ سے کوئی نہیں بچا سکتا ہے جیسے ہی وہ سایہ میرے قریب آیا تو وہ ایک جھٹکے کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا۔ تم اپنے گلے سے یہ تعویز اتار دو اگر تم یہ تعویز اتار دو گے تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے میں نے کہا میں تعویز نہیں اتاروں گا تم کو جو کچھ بھی کرنا ہے کر لو اس سائے نے کہا اب تمہیں میرے ہاتھوں سے کوئی نہیں بچا سکتا ہے میں نے کہا تم سے جو کچھ ہوتا ہے کر لو وہ سایہ جیسے ہی میرے قریب آیا تو وہ سایہ چیخ مار کر غائب ہو گیا جیسے ہی وہ سایہ غائب ہوا تب میری جان میں جان آئی تب میں نے کچھ سکون کا سانس لیا پھر سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھوڑی دیر بعد وہی ہوا جس کا ڈر تھا میرے کمرے میں چڑیل داخل ہو گئی اس کے اچانک کمرے میں داخل ہونے سے میں بے خبر تھا چڑیل دیکھنے میں ڈراؤنی لگ رہی تھی وہ میرے پاس آئی اور بولی اب تم مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ میں نے کہا میں تم سے نہیں ڈرنے والا تم نے جو کچھ کرنا ہے کر لو وہ چڑیل میرے قریب آئی اور زوردار چیخ مار کر غائب ہو گئی تب جا کر میں نے سکون کا سانس لیا کہ شکر ہے اس چڑیل سے جان چھوٹ گئی تو تھوڑی دیر بعد ہی چڑیل میرے کمرے میں آ گئی تو ایک اس نے ایک آدمی کو پکڑا ہوا تھا جو کہ اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔

مجھے چھوڑ دو میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے اور پھر بھی تم مجھے مار رہی ہو چڑیل نے کہا کہ میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے یہ جو تمہارا ساتھی ہے میرے قبضے میں سے وہ نہیں کہیں جا سکتا ہے جب تک میں نہ چاہوں اس آدمی نے کہا کہ یہ تم انسانوں کی جانیں لے رہی ہو سراسر ظلم کر رہی ہو اس کی سزا تم کو ضرور ملے گی تم مجھے مارنا چاہتی ہو مار دو اس آدمی کی باتیں سن کر چڑیل کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ وہ خوفناک آواز میں قہقہے لگانے لگی ہاہاہا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔ تم سمجھتے ہوں گے کہ میں تمہاری باتوں میں آ کر تمہیں چھوڑ دوں گی۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے تم میرے شکار میں پھنس چکے ہو تمہارا یہاں سے نکلنا بہت مشکل ہے وہ چڑیل نوجوان کے پاس آئی اس نے اس جوان کی گردن میں دانت گاڑ دیے اس نوجوان نے چیخنے کی کوشش کی لیکن جان کی وجہ سے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے آپ کو چھڑانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اس چڑیل نے نوجوان کا خون چوسنا شروع کر دیا اب وہ خون بھی پی رہی تھی اور ساتھ ساتھ خوفناک قہقہے بھی لگا رہی تھی اس کے قہقہوں کی گونج دور دور تک سنائی دے رہی تھی اس چڑیل نے نوجوان کا سارا خون نچوڑ لیا تھا اب اس کا گوشت کھانے لگی وہ منحوس چڑیل گوشت ایسے کھا رہی تھی جیسے کئی سالوں سے اس نے کچھ نہ کھایا ہو اب وہ چڑیل اس نوجوان کا خون پی چکی تھی اور گوشت بھی کھا چکی تھی اب اس نوجوان کی ہڈیاں نظر آ رہی تھیں اس چڑیل نے کہا میں تمہارا اس سے بھی زیادہ برا حال کروں گی تم کسی بھول میں مت رہنا کہ میں تم کو چھوڑ دوں گی بالکل نہیں یہ ایسا نہیں ہو سکتا ہے مجھے اس چڑیل پر بہت غصہ آ رہا تھا میرا جی چاہتا تھا کہ اس کو قتل کر دوں فوری طور پر اس چڑیل کا گلا دبا دوں لیکن یہ سب کچھ میں فوری نہیں کر سکتا تھا میں کسی موقعے کی تلاش میں تھا کہ میں اسے اتنی جلدی نہیں ماروں گا اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گا اب وہ چڑیل وہاں سے چلی گئی میں وہاں سے اٹھا اور باہر نکل گیا میں گاڑی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھا اور تیزی سے گاڑی چلانی شروع کر دی حویلی کے اندر سناٹا تھا اندھیرا چھایا ہوا تھا جونہی میں باہر نکلا تو باہر دن کا اجالا پھیلا ہوا تھا میں سوچنے لگا کہ آخر یہ کیا ماجرہ ہے یہی سوچتے سوچتے میں گھر ان پہنچا جیسے ہی میں گھر میں پہنچا تو میرے گھر والوں نے کہا تم نے اتنے دن کہاں لگا دیے ہیں پورے دس دن بعد گھر واپس آئے ہو میں دونوں کان سن کر میں حیرت میں ڈوب گیا لیکن پھر کہہ دیا کہ ای جان میں ایک آسیب کے شکنجے میں پھنس گیا تھا اور بہت بری طرح پھنس گیا تھا یہاں سے واپس آنا بہت مشکل تھا میں نے کہا کہ ایک حویلی تھی کہیں تو اس حویلی کی بات تو نہیں کر رہا جو سڑک پر ہے میں نے کہا ہاں ماں لیکن آپ کو کیسے پتہ ہے بیٹا وہ دن مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ کمینی عورت مجھ سے میرا بیٹا چھیننا چاہتی ہے میں ایسا نہیں ہونے دوں گی میں نے کہا۔

ای میں آپ کی بات نہیں سمجھا بیٹا آج سے اٹھائیس سال پہلے کی بات ہے میں اور زینب ایک کالج میں پڑھتی تھی میں بی اے کر رہی تھی میں اور زینب بہت اچھی دوست تھیں ہر کوئی ہمیں اچھی نظر سے دیکھتا تھا میں اور زینب ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے بیٹا میں تمہارے ابو طارق کو پسند کرنے لگ گئی یہ بات زینب کو اچھی نہ لگی وہ اس دوستی سے کوشش نہیں تھی میں نے اس سے دور رہنا شروع کر دیا لیکن وہ بہت تیز تھی ایک دن زینب نے ہم کو ویران جگہ پر بلایا اس حویلی کے قریب ہم دونوں وہاں چلے گئے وہاں زینب کھڑی تھی اسے دیکھ کر کہنے لگی طارق آؤ میرے پاس میں کب سے تمہاری منتظر ہوں میں تم سے پیار کرتی ہوں میں اور طارق اس کی باتیں سن کر پریشان ہو گئے کہ زینب کو اچانک کیا ہو گیا ہے جو اتنی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے طارق نے کہا میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اتنی گھٹیا ہو میں تو تم کو بہت اچھی لڑکی سمجھتا تھا اس نے کہا تم مجھ سے محبت کرتے ہو کہ نہیں مجھے ہاں یا نہ میں جواب دو طارق نے کہا میں تم سے نفرت کرتا ہوں زینب نے پیچھے سے پسٹل نکال لیا اب بتاؤ اس کے اچانک پسٹل نکالنے سے ہم دونوں ڈر گئے کہ اس کے پاس پسٹل کہاں سے آ گیا طارق نے ڈرامہ رچایا اور کہا میں تم سے پیار کرتا ہوں طارق نے زینب سے پسٹل چھیننے کی کوشش کی اس ہاتھا پائی میں گولیاں زینب کے سینے میں آر پار ہو گئیں زینب نے مرتے وقت کہا کہ تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا ہے میں تم سے ضرور بدلا لوں گی اور اتنی بات کہہ کر وہ مر گئی ہم دونوں ڈر گئے یہ اتنی جلدی کیسے ہو گیا پھر ہم نے زینب کو اٹھایا اور اس حویلی میں دفن کر دیا اور ہم واپس اپنے گھر آ گئے پھر میری اور تمہارے ابا کی شادی ہو گئی دو سال بعد تمہاری پیدائش ہوئی پھر ہم کو زینب نے تنگ کرنا شروع کر دیا میں نے بابا جی سے رابطہ کیا اور بابا جی نے تعویذ دیا اور تمہارے ابا کو دیا انہوں نے تعویذ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ تمہاری بہن کی پیدائش ہوئی اور وہ بیماری میں مبتلا ہو گئی تو اسے اچانک موت ہو گئی میں سب کچھ جانتی تھی کہ یہ کس نے کیا ہے۔

آہستہ آہستہ تم سب بڑے ہوتے گئے تو زینب نے کہا کہ اب میں تمہارے بیٹے کو نہیں چھوڑوں گی اب وہ تم تک بھی پہنچ گئی لیکن میں اسے ایسا نہیں کرنے دوں گی پھر میری امی نے بابا جی سے رابطہ کیا بابا جی نے کہا کہ چار دن تک اس چڑیل کا خاتمہ ہو جائے گا۔

میں اپنے کمرے سویا ہوا تھا کہ اچانک دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو باہر اس کی بہن کھڑی تھی میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے بہن نے کہا بھائی مجھے ڈر لگ رہا ہے اپنے گلے سے تعویذ اتار دو میں نے کہا کہ امی نے کہا تھا کہ تعویذ مت اتارنا میری چھوٹی بہن نے کہا کہ امی نے کہا ہے کہ آپ تعویذ اتار دیں ابھی ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ اچانک امی آ گئی میری امی نے کہا کہ بیٹا اس کی باتوں میں مت آنا یہ تمہاری بہن نہیں ہے یہ چڑیل ہے اور تم کو مجھ سے چھیننا چاہتی ہے کمینی عورت تم میرے شوہر کو کھا گئی ہو اور اب میرے بیٹے کی دشمن بن گئی ہو میرے بیٹے کا کیا قصور ہے اس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے یکدم اس کی شکل بدل گئی اب وہ چڑیل کی شکل اختیار کر گئی تھی میری امی نے پڑھائی شروع کر دی تو وہ چیخیں مار کر غائب ہو گئی تب ہمیں سکون کا سانس ملا رمضان بیٹا میں نے تم سے کہا تھا کہ اس سے بچ کر رہنا میں کل ہی بابا جی کو یہاں بلاتی ہوں وہ اس کم بخت کو ختم کر دیں گے نہ ہی وہ اس دنیا میں رہے گی اور نہ ہی وہ کسی کا خون کرے گی اب تم سو جاؤ پھر میں سو گیا اگلے دن گھر میں بابا جی آ گئے بابا جی نے مجھے دیکھا اور کہا بیٹا کچھ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے سب کچھ پتہ ہے میں نے اس چڑیل کو کئی بار سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ تم لوگوں کا خون پینا بند کر دے لیکن اس نے میری ایک نہ سنی اور وہ یہ کام کرتی رہی پھر وہ تمہارے بیٹے کی زندگی میں داخل ہو گئی اس نے اسے بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہی اب میں اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا بابا جی نے حصار کھینچا اور اس میں بیٹھ کر پڑھائی کرنے لگے ہم سب ایک طرف بیٹھ گئے تھے ادھر بابا جی پڑھائی

کر رہے تھے کہ اچانک بلا آ گئی اور بابا جی کے سامنے زوردار آواز میں بولی بند کرو یہ پڑھائی اگر تم اپنی زندگی کی بھلائی چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ اور پڑھائی بند کر دو اس بلا کی بات کا بابا جی ذرہ بھی اثر نہ لیا بابا جی نے جیب سے خنجر نکالا اور زمین پر دے مارا جس سے وہ بلا زوردار چیخ مار کر غائب ہو گئی پھر بابا جی پڑھنے لگ گئے۔

ایک اور واقعہ پیش آیا کہ ایک جن آیا جس کے دو سینگ تھے اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں رنگ اس کا کالا سیاہ تھا ایسے میں اس کی شکل ڈراؤنی لگ رہی تھی اس نے بابا جی کو کہا یہ پڑھائی بند کر دو اس سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے یہ بات اس نے دو بار بابا جی کو کہی لیکن بابا جی نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا اور اپنی پڑھائی میں مصروف رہے اس جن نے کہا کہ ہم اسے کچھ نہیں کہتے جس نے آپ کو یہاں بھیجا ہے میں اس سے معافی مانگ لیتا ہوں بابا جی نے اس جن کی ایک نہ سنی اور اپنی پڑھائی کرتے رہے اور وہ چیخ مار کر غائب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ چڑیل آ گئی اور بابا جی کی منت کرنے لگ گئی بابا جی مجھے معاف کر دیں میں اب یہاں کبھی نہیں آؤں گی میں یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی جاتی ہوں بس ہمیں ایک بار معاف کر دیں لیکن بابا جی نے اس کی ایک نہ سنی اور وظیفہ پڑھ کر اس پر پھونک ماری جس سے اسے آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ جل کر راکھ ہو گئی ہم سب اس کے مرنے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے وہ بہت پر مشکل تھی اور چیختے ہوئے وہ راکھ کا ڈھیر بن گئی ہم نے بابا جی کا شکریہ ادا کیا اور وہ چلے گئے اس کے بعد ہمارے ساتھ کوئی بھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہے اور ہم خوشی سے زندگی گزار رہے ہیں۔

غزل

آنکھ بن جاتی ہے ساون کی گھٹا شام کے بعد
لوٹ جاتا ہے اگر کوئی خفا شام کے بعد
چاند جب رو کے ستاروں سے گلے ملتا ہے
اک عجب رنگ کی ہوتی ہے فضا شام کے بعد
ہم نے تنہائی سے پوچھا ہو گی کب تک
اس نے فوراً ہی کہا شام کے بعد
مار دیتا ہے اجڑ جانے کا دوہرا احساس
کاش ہو کوئی کسی سے نہ جدا شام کے بعد

آمنہ-راولپنڈی

جہاں پر تم نہیں ہوتے

جہاں پر تم نہیں ہوتے...... وہاں نہ پھول کھلتے ہیں...... نہ ہی
موسم بدلتے ہیں...... وہاں پہ کچھ نہیں ہوتا...... جہاں پر تم نہیں
ہوتے...... یہاں ویسے تو ہر سوغات...... آسانی سے ملتی ہے
مگر اس دل نہیں لگتا...... جہاں پر تم نہیں ہوتے...... یہاں
تو لوگ صدیوں کو...... بھی لمحوں میں بدلتے ہیں...... مگر اک
پل نہیں کٹتا...... جہاں پر تم نہیں ہوتے...... سبب رونے کا وہ
پوچھیں...... تو قصداً اتنا کہہ دینا...... مجھے ہنسنا نہیں آتا......
جہاں پر تم نہیں ہوتے

نازیہ ذوالفقار-کوٹ ادو

مجھے آواز دے لینا

جب کبھی آنکھ چھلکے تو...... کبھی جب دل نہ سنبھلے تو...... مجھے آواز
دے لینا...... مگر جب دور ہو کوئی...... بہت مجبور ہو کوئی...... کوئی
آواز نہ دے تو...... مجھے آواز دے لینا...... کوئی آنسو نہ پونچھے تو
کوئی جینے سے روکے تو...... کوئی تم کو ستائے تو...... مجھے آواز
دے لینا...... میں تیرے پاس ہوتا ہوں...... میں تیرے ساتھ
رہتا ہوں...... مگر پھر بھی گزارش ہے...... مجھے آواز دے لینا
...... مجھے آواز دے لینا

نازیہ راجپوت-کوٹ ادو

سنو تم لوٹ آؤ ناں

وہ دیکھو چاند نکلا ہے...... ستارے جگمگا رہے ہیں...... ہماری
منتظر تمہیں...... دعائیں مانگتی آنکھیں...... تمہیں ہی سوچتی
آنکھیں...... تمہیں ہی ڈھونڈتی آنکھیں...... تمہیں واپس بلاتی
ہیں...... یہ دل جب بھی دھڑکتا ہے...... تمہارا ہی نام لیتا ہے
...... یہ آنسو جب بھی بہتے ہیں...... تمہارے دکھ میں بہتے ہیں
...... یہ بارش جب بھی ہوتی ہے تمہیں ہی یاد کرتی ہے...... خوشی
کوئی جب آئے تو تمہارے بن ادھوری ہے...... سنو تم لوٹ آؤ
ناں!

احمد حسن مرتضی خان-قبولہ شریف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پراسرار بانسری

تحریر: ایم۔ آفریدی۔ قسط نمبر ۲

دنیائے کائنات کے اندر ظلم و ستم کے اطوار جاری و ساری تھے ظالم طاقت کے بل بوتے پر لوگوں کے آگے رکاوٹیں بنے کھڑے تھے اور مظلوم اپنے دکھوں کو سمیٹتے ہوئے اپنے آپ کو نہ جانے کہاں کہاں چھپاتے پھرتے تھے۔ ہر کوئی اپنے آپ کو بچانے کے لیے خود کو مضبوط تر بنانے میں مصروف عمل تھے اور انہیں مظلوموں میں دانیال بھی سر فہرست تھا خاندان کے ختم ہونے کے بعد اب وہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے لیے اور اپنی حفاظت کے لیے مہان بننا چاہتا تھا اور بڑی ہستیوں نے اس کی خواہش کو پورا کرنے میں اس کی مدد کی اور وہ مہان بننے والے راستے پر گامزن ہو گیا اور یہ راستہ صرف موت تک ختم ہوتا دوسری طرف خاکر اور گوپال رام جادوگر اس دنیا پر اپنی حکومت کرنے کے چکر میں تھے اور یہ دونوں بدی کے ہرکارے زیادہ سے زیادہ خود کو طاقت ور بنانے میں مصروف تھے دانیال اکیلا ان بدی کے ہرکاروں کے مقابلہ میں کھڑا تھا اب دیکھیں کہ پہلے کون مہان بنتا ہے اور دوسرے کو ختم کرتا ہے تو پڑھیے ایم آفریدی کے قلم سے لکھی ہوئی پراسرار اور خوف و تجسس سے لبریز داستان جو کہ قارئین کو اپنی گرفت میں جکڑ لے گی۔

پورے بدن میں تکلیف اور تھکن کا احساس ہو رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے میں پورے ہفتے کام میں مصروف رہا ہوں اور آرام نہیں مل سکا پورے بدن میں درد کی لہریں بار بار اٹھ رہی تھیں۔ میں اپنی جھونپڑی میں ہی پڑا ہوا تھا اور میرے قریب بابا سائیں جبار آنکھیں بند کیے کچھ پڑھ رہا تھا میں نے بڑی مشکل سے خود کو گھسیٹ کر اٹھایا اور بہ مشکل بیٹھ سکا اب میری بھوک اور پیاس عروج پر تھی اور یہ حالت مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی تھی بابا جی نے آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے۔۔۔ اور بولے بڑی بات ہے بالک بہت جلدی ہوش آ گیا ہے اب جلدی کرو عمل کی آخری رات ہے چلنا ہے اور ساتھ ہی پڑے ہوئے کٹورے میں جو دودھ تھا مجھے پکڑا کر بولے جلدی سے اسے پی جاؤ اور تیاری کرو میں نے فوراً اس دودھ کو پیا اور توانائی کی ایک لہر میرے اندر دوڑی لیکن جو عمل کے لیے ابھی چلنے والی بات تھی وہ بڑی عجیب اور مشکل تھی اور مجھے اس بات کا علم بھی ہو چکا تھا کہ میں چوبیس گھنٹے تک بے ہوش رہا ہوں۔

کچھ دیر کے بعد سائیں بابا نے آنکھیں کھولیں اور اٹھے اور مجھے بھی اٹھنے کا اشارہ کیا لیکن میرے اندر اتنی سکت نہیں بچی تھی کہ میں اور بیٹھی کہ بیٹھے سے کھڑا ہو سکوں اور چلنے پھرنے لگوں لیکن سائیں بابا نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا انہوں نے بھی شاید میری مجبوری سمجھ گئے تھے اس لیے انہوں نے کچھ پڑھ کر میرے اوپر پھونکا تو اچانک میرے اندر ایک عجیب سی کیفیت بن گئی میری ساری تکلیف ختم ہو گئی میں نے بابا جی کی طرف دیکھا تو وہ مسکرائے اور مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ ہم دونوں اب جھونپڑی سے نکل کر ایک بہت بڑے اور عجیب و غریب کھنڈرات نما قبرستان میں پہنچ چکے تھے یہ ہماری رہائش تھی کہ ادھر جھونپڑی سے نکلے اور ادھر دو قدم ہی چلے اور قبرستان پہنچ گئے۔۔۔ ورنہ اگر دیکھا جائے تو جہاں ہماری رہائش تھی وہاں سوائے پانی کے اردگرد کچھ بھی نہیں تھا لیکن عمل کے وقت ہم بہت جلد ہی قبرستان پہنچ جاتے تھے یہ بابا جی کا کمال لگتا تھا ورنہ تو سالوں بیت جاتے قبرستان تک پہنچتے پہنچتے۔ حسب معمول کی طرح سائیں بابا قبروں کو دیکھتے اور غور کرتے ہوئے چل رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ پتہ نہیں کہاں سے بابا جی کے سامنے آیا لیکن لگتا تھا کہ شاید سانپ کی موت اس کو سائیں بابا کی طرف لے آئی تھی وہ منظر بڑا حیران کن اور خوفناک تھا کہ سائیں بابا نے بڑی پھرتی سے اس سانپ پر قابو پایا اور بڑے آرام سے اس کو ہاتھ میں پکڑ کر میرے سامنے ہوا میں لہرایا اور بولے کہ اب دیکھنا کہ میں اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں اور پھر اس سانپ کو اسی حالت میں زندہ اپنے منہ میں دانتوں سے ادھیڑنے لگے اور اس کو اپنی خوراک سمجھ کر کھانے لگے یہ منظر میرے لیے بڑا عجیب اور دل کی حالت کو خراب کرنے کے مترادف تھا اس لیے میں نے اپنے ہاتھوں

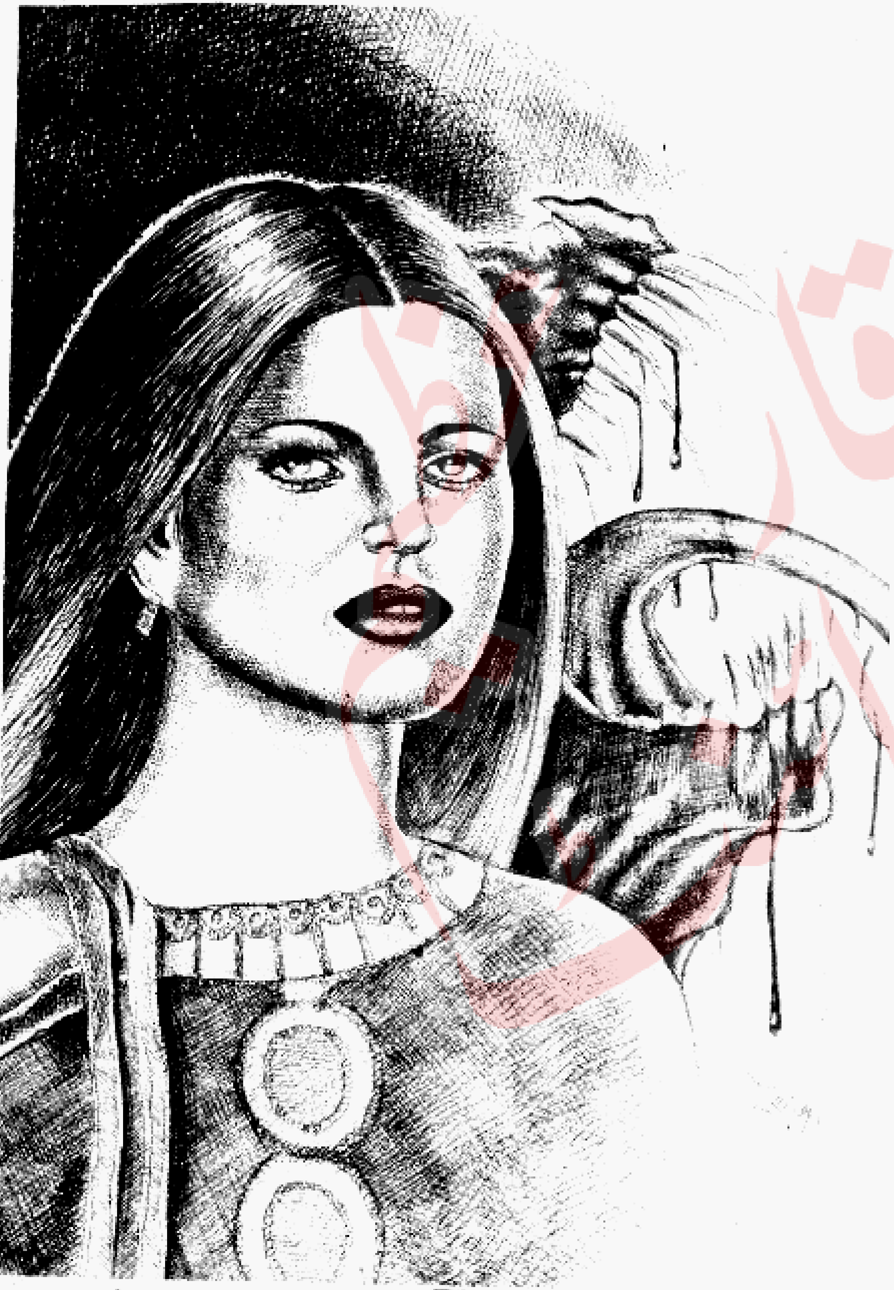

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا لیکن بابا جی کی طنزیہ ہنسی کی آواز مجھے ضرور سنائی دی۔

قبرستان کے اندر ہمارا سفر کچھ دیر کے رکنے کے بعد دوبارہ شروع ہو چکا تھا اور جلد ہی ہم اپنی مطلوبہ جگہ تک پہنچ چکے تھے۔ سائیں بابا نے اپنی تسلی کے بعد اپنے ساتھ لائے ہوئے بیلچے سے اس قبر کی مٹی کو نکالنے لگا۔ قبر کی مٹی کافی نرم تھی ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی ابھی کسی نے بند کیا ہو سائیں بابا بہت آسانی سے قبر کی مٹی کو باہر نکال رہے تھے جلد ہی سائیں بابا نے اس قبر سے مردے کو باہر کھینچ لیا اور خود بھی قبر سے باہر نکل آئے سائیں بابا۔۔۔ ابھی تک ہمارے ساتھ سوائے سانپ والے واقعے کے اور کچھ بھی نہیں ہوا اس لیے ابھی تک نہ تو میں نے کوئی چیخ ماری اور نہ ہی ڈر اور خوف سے کپکپا رہا تھا کیونکہ ابھی تک میں نے مردے کو نہیں دیکھ سکا تھا اور مردہ چونکہ ابھی تک کفن میں لپٹا ہوا تھا اس لیے میں نے خاموشی کے دامن کو ابھی تک نہیں چھوڑا تھا۔

دانیال۔ ہاں۔۔ کہاں گم تھے اپنے ذہن کو یہاں حاضر کرو۔ جی اچھا یہ کہہ کر سائیں بابا دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے جیسے ہی سائیں بابا نے سامنے پڑے ہوئے مردے کے منہ سے کفن اتارا تو اس کے چہرے کا دیدار ہوا۔۔۔ لیکن یہ دیدار مجھے بہت ہی مہنگا پڑا اور ایک خوف سے بھری ہوئی چیخ خاموشی کے سناٹے کو توڑتی ہوئی اس قبرستان میں پھیل گئی اور یہ چیخ پچھلی راتوں کی چیخوں سے کئی گنا زیادہ بڑی تھی نجانے کیوں میرے ذہن بھاگنے کی سوچ رہا تھا اور میں چیختا ہوا ایک طرف دوڑ گیا۔ میری اس چیخ سے سائیں بابا نے متوجہ نہیں ہوئے بلکہ اپنے کام میں مصروف رہے لیکن میرے دوڑنے کی آواز نے شاید ان کی توجہ میری طرف کر دی۔۔۔ اور یہی میرے لیے فائدہ مند ثابت ہوا اور ایسا لگا کہ میرے جسم کو کسی نے دوڑتے ہوئے ساکت کر دیا ہو پھر میرے قریب سائیں بابا کے زناٹے دار تھپڑ میرے منہ پر پڑ رہے تھے تو میری ساری محنت پر پانی پھیرنے والا تھا پہلے تو مجھ کو بھی تنگ نہیں لگا تھا لیکن آج آخری رات تجھے کیا ہو گیا اچھا خیر۔۔۔ ابھی تو عمل کا وقت نکلنے والا ہے اس لیے تیری سزا جو کہ غلطی کی وجہ سے ہوگی وہ بعد میں ملے گی۔ اب چلو اور سائیں بابا نے مجھ کو اٹھایا اور دوبارہ اسی جگہ لے کر پہنچ گئے میں ابھی تک اسی سکتے والی حالت میں تھا۔ میری خوف زدہ ہونے والی حالت اس مردے کی وجہ سے تھی اس مردے کا چہرہ بالکل سیاہ کالا جلا ہوا تھا سائیں بابا نے مجھے وہی زمین پر لٹا دیا اور ابھی تک سائیں بابا نے مجھ پر سے اپنا جادو ختم نہیں کیا تھا سائیں بابا نے دوبارہ اس مردے کے کفن کو اتارنے لگا اور میری نظریں اب مردے کے جسم کا نظارہ کرنے لگیں مردے کا سارا جسم ہی کوئلے کی طرح کالا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کی موت جلنے کی وجہ سے ہوئی ہو اس کا سارا وجود جلا ہوا تھا۔ سائیں بابا نے مردے کے جسم سے فارغ ہو کر مجھے اٹھایا اور اس مردے کے ساتھ لٹا دیا اور میرے ہاتھوں کو جو کہ بے جان لگ رہے تھے اس کے جسم سے ایسے لپیٹ دیا جیسے کہ ایک ماں اپنے بچے کو محبت سے لپیٹ لیتی ہے اپنے بازوؤں میں۔۔ سائیں بابا کی اس حرکت سے میرے وجود میں خوف اور ڈر کی ایک لہر اٹھا دی تھی کیونکہ ایک مردے کو اپنے جسم سے لپٹا لینا کوئی اچھی اور ایک عقلمند انسان کی حرکت نظر نہیں آسکتی لیکن میں کیا کر سکتا تھا بے بس جو تھا نہ ہی میرا کوئی عضو کام کر سکتا تھا سوائے جسم میں ذرا سی حرکت پیدا کرنے کے۔۔۔ سائیں بابا میرے ساتھ یہ سلوک کر کے خود کچھ پڑھنا شروع کر چکے تھے لیکن جاتے ہوئے انہوں نے اس مردے کے چہرے کو دوسری طرف کر دیا تھا لیکن کیا فائدہ یہ کرنے کا میں خود اس وقت مردے کے ساتھ چمٹ کر لیٹا ہوا تھا نجانے کیوں اس مردے سے بہت ہی گندی اور زہریلی بدبو پیدا ہو رہی تھی میرا سانس رکنے لگا تھا اور سینے میں دل بڑی زور سے دھڑک رہا تھا اور اس کے دھڑکن کی آواز بخوبی مجھے سنائی دے رہی تھی عجیب و غریب خیالات میرے ذہن میں پیدا ہو رہے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ آج کی رات میری زندگی کی آخری رات ہے اور کچھ ہی لمحوں میں یہ مردہ اٹھ کر مجھے کچا کھا جائیگا۔

حسب معمول کی طرح آج بھی اس مردے سے پہلے کی طرح ہلکا ہلکا دھواں نکلا اور پھر دھواں تیز سے تیز ہوتا چلا گیا اور اس دھوئیں نے ہم دونوں کو اپنے اندر چھپا لیا تھا میری آنکھوں کے سامنے وہ دھواں سات رنگوں میں چکرا رہا تھا اور سائیں بابا کا عمل تیز سے تیز ہوتا چلا گیا اور سائیں بابا نے کچھ دیر گزرنے کے بعد پھونک ماری تو میرے سانس گھٹنے لگا کیونکہ وہ دھواں زہریلا اور گندی بدبو آنا شروع ہو گئی تھی اور اب میرے جسم کی حالت وہ نہیں رہی تھی میں نے تھک آ کر اٹھنا چاہا تو ایسے لگا جیسے مجھ کو کسی نے جکڑا ہوا ہو اور وہ بہت ہی طاقتور ہے بے بسی کے عالم میں تڑپتا رہا لیکن دھوئیں کے اس گھیرے میں نہیں نکل سکا تھا اب میری سانسیں اکھڑنا شروع ہو گئی تھیں اور یہ لمحہ مجھ کو اپنی زندگی کا آخری لمحہ نظر آ رہا تھا لیکن میں کچھ بھی

نہیں کر سکتا تھا کہ اچانک سائیں بابا نے پھونک ماری اور مردہ چونکہ پورا دھوئیں میں تبدیل ہو چکا تھا اس لیے وہ یک لخت ایک زبردست اور زناٹے دار آواز کے ساتھ میرے وجود میں داخل ہوتا چلا گیا لیکن اس دفعہ نہ تو میں اچھلا اور نہ ہی جھٹکا لگا بلکہ میرے سارے جسم پر کسی نے چھریاں چلا دیں ہوں اور میں روح کی طرح تڑپ رہا تھا لیکن کوئی مجھے اس تکلیف سے نکالنے والا نہیں تھا بلکہ اب میرے سامنے سائیں بابا کھڑے ایک نیا کوئی عمل کر رہے تھے اور ان کی کوئی توجہ میری طرف نہیں تھی کچھ دیر گزرنے کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں اور ایک پھونک میری طرف ماری ایک عجیب سی ٹھنڈک میں نے اپنے وجود میں اترتی ہوئی محسوس کی اور آہستہ آہستہ وہ تکلیف ختم ہوتی چلی گئی لیکن ساتھ میں وہ مجھ کو اس دنیا و مافیہا سے بیگانہ کرتی چلی گئی میرے ذہن پر تاریکی چھانے لگی اور آنکھوں کے سامنے تاریکی کی ایک چادر چھا گئی اور میں اس جہان فانی سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔

ہندو سادھو بابو کی اس لڑکی کے پہنچانے والے فرمان کے بعد ٹھاکر نے اسی دن اپنی نوکروں سے رات کی تاریکی میں ایک لڑکی کو اغوا کروا کر حویلی میں قید کر دیا تھا اور رات کے وقت اس کے ہاتھ پیر باندھ کر اس کو جھونپڑی کے اندر ڈال آئے تھے لڑکی کی آنکھوں میں اور منہ پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور وہ کسمسا رہی تھی اس ہندو سادھو نے اس لڑکی کو دیکھا اور مطمئن انداز میں سر ہلا کر ان نوکروں کو بھیج دیا اور خود دوبارہ اپنے عمل میں شروع ہو گیا۔ آج رات نجانے کیوں بڑی اداس تھی چاند بھی نجانے کب سے ہم سے خفا ہو کر چھپ چکا تھا اور یہی حال ستاروں کا بھی تھا ہر چیز پر بے چینی چھائی ہوئی تھی اور اس اندھیری رات میں آسمان کو بادلوں نے ڈھانپ رکھا تھا ہر طرف اندھیرے کا راج تھا اور یہ رات سب راتوں میں اپنی منحوست میں افضل رات تھی یعنی اماوس کی رات۔۔۔ ہندو سادھو نے جان بوجھ کر اسی رات کے دن اپنے چلے کے اختتام کا دن رکھا تھا کیونکہ وہ انسانوں کی بلی دے کر خود مہان بننا چاہتا تھا اس کو تو ہر چیز کا علم تھا کہ ٹھاکر کیوں خسارے میں جا رہا تھا لیکن اپنے چلے کو کامیاب بنانے کے لیے اس نے ٹھاکر کو پھنسا کر اپنا کام نکالا تھا اور اس رات جب گرج چمک شروع ہوئی تو اس حویلی میں جو جھونپڑی تھی اس کے اندر بڑا ہی عجیب منظر تھا اور یہ منظر انسانی آنکھوں کے دیکھنے کے قابل نہیں تھا۔

رام گوپال ہندو سادھو اب اپنے چلے کے اختتام پر تھا اور کچھ ہی لمحوں نے اس کے چلے کو ختم کر چکا تھا حویلی کے اندر بنی ہوئی گھڑی نے رات کے بارہ بجنے کا اعلان کر دیا تھا اور اب ساری دنیا میں کالی طاقتیں اپنے علم کو بڑھانے کے لیے اپنے خداؤں اور دیوتاؤں کے سامنے انسانوں کی بلیاں دے کر اپنے گندی طاقتوں میں اضافہ کریں گے اور ان میں سے ایک رام گوپال بھی تھا جو کہ ٹھاکر کی حویلی میں اس کا ہمدرد بن کر اپنا کام نکلوانے کے لیے جادو ٹونہ کر رہا تھا لیکن اصل میں اس کو ایک مہرہ کی ضرورت تھی جو کہ ٹھاکر کی شکل میں اس کو مل چکا تھا۔ رام گوپال اپنا چلہ ختم کر چکا تھا اور پھر اس نے ایک پھونک اپنے چاروں طرف ماری اور اپنے اس حصار سے باہر نکل آیا اور ایک زبردست انگڑائی لی اور دبے پاؤں کے ساتھ چلتا ہوا اس بندھی ہوئی بھوکی لڑکی کے پاس پہنچ گیا اور اس کو ہلا جلا کر دیکھا کہ کہیں وہ دم تو نہیں توڑ گئی لیکن آگے سے لڑکی کی مزاحمت سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ زندہ ہے اور اس کے اس طرح زندہ ہونے سے اس بوڑھے عیار سادھو رام گوپال کی آنکھوں میں شیطانیت ناچ گئی اور ایک پراسرار مسکراہٹ اس کے چہرے پر نمودار ہوئی پھر نجانے کچھ سوچ کر اس رام گوپال ہندو سادھو اس لڑکی سے دور ہوا اور کچھ پڑھ کر اپنے اور اس لڑکی پر پھونکا تو اس اندھیرے میں ایک زبردست بجلی چمکی۔۔۔ اور ایک کڑاکے دار آواز پیدا ہوئی اور جب روشنی ختم ہوئی تو وہاں کچھ نہیں تھا۔

وہ ایک پہاڑی منظر تھا لیکن کھنڈرات اور ویران جگہ تھی اور اس پر ایک جھونپڑی بنی ہوئی تھی اور ایک شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑے ہوئے کچھ اپنے منہ میں اونچی آواز کے ساتھ بڑبڑا رہا تھا اور اس کے سامنے ایک شیر کے سر والا انسان کھڑا تھا اور وہ کوئی بت نما نظر آ رہا تھا لیکن اس کے ہاتھوں میں تلواریں اور کلہاڑیاں ایسے لگی ہوئی تھیں جیسے وہ کسی جنگ پر روانہ ہو رہا ہو بڑا ہی خوفناک نظارہ تھا اور وہ شخص رام گوپال تھا جو کہ غائب ہو کر اپنا کام کو پورا کرنے کے لیے اس جھونپڑی میں پہنچا جس میں وہ پہلے رہتا تھا اور بت کے سامنے اس لڑکی کی بلی دینے سے پہلے اختتامی کلمات ادا کر رہا تھا کچھ دیر کے بعد رام گوپال جو کہ اس وقت بالکل برہنہ تھا اور ننگ دھڑنگ اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگا جو کہ اس شیطان نے پہلے سے ہی اس کے سامنے کر دی تھی خوف اور ڈر سے اس لڑکی کے منہ سے آوازیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکلنے لگی لیکن وہ شیطان آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

عورت کے اندر اللہ کی ذات نے شرم کو سب سے زیادہ پیدا فرمایا ہے اس لیے وہ اپنی عزت بچانے کے لیے کچھ بھی کر گزرتی ہے رام گوپال جو کہ اس لڑکی کو پکڑ کر زبردستی اس بت کے سامنے اس کے قدموں میں ایک پیالہ نما گڑھے کے اوپر لٹا دیا اور ایک بہت بڑے چھرے سے اس کی گردن کو پکڑ کر ذبح کرنے والے انداز میں کاٹنے لگا لیکن اس لڑکی کی مزاحمت کی وجہ سے وہ اس میں ناکام ہو رہا تھا اس سے پہلے اس شیطان نے اس پر کوئی جادو کیا تھا اور لڑکی بالکل ہی ساکت ہو گئی اور پھر پلک جھپکتے ہی اس لڑکی کی گردن سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے اس گڑھے نما پیالہ بھر رہا تھا رام گوپال نے جب اس کا سب خون اس پیالہ میں بھر لیا تو پہلے اس کو خود پیا اور بعد میں سارا خون اس شیر نما بت پر ڈال دیا اور سجدے میں گر کر بولا اے پاتال کے اندر سمندروں کی تہہ میں آسمانوں کی بلندیوں تک راج کرنے والے شیر دیوتا میری اس بلی کو قبول کر۔۔۔ ایک زبردست زلزلہ آیا اور آندھی کی طرح ہوا چلنے لگی اور بجلی چمکنے لگی اور ہر طرف بین کرنے کی آوازیں آنے لگی اور اچانک ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔

اس سناٹے میں اس غار نما جھونپڑی کے اندر اندھیرے میں دو آنکھیں جو کہ شعلہ برسا رہی تھیں زندہ تھیں اور پھر بڑی مکروہ آواز سنائی دی بالک ہم نے تمہاری بلی قبول کر لی ہے اور ہم تم سے بہت خوش ہیں اور تم کو یہ طاقت دیتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی ہتھیار تم پر اثر نہیں کرے گا دنیا کی کوئی چیز بھی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گی اور ہاں تم نے ٹھاکر کو بھی ہمارا پیروکار بنانا ہے اور یہ ہمارا حکم ہے اور اس کے بعد ایک نیلی شعاع ان آنکھوں سے نکلی اور اس رام گوپال کے جسم میں سما گئی اور پھر دوبارہ ہر چیز اپنی جگہ پر آ گئی اور اب دوبارہ وہی اندھیرا چھا گیا اور نہ تو اس بت پر کوئی خون تھا اور نہ ہی اس لڑکی کا مردہ جسم دونوں چیزیں غائب تھیں اور اب رام گوپال سجدے سے اٹھا اور ایک زبردست نعرہ لگایا اور اس ویران اور پراسرار پہاڑوں میں اس کے خوفناک قہقہے گونج رہے تھے۔

دانیال کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھل رہی تھیں اور اردگرد کا منظر اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی سکت پیدا کر رہا تھا اور یہ یقین دلا رہا تھا کہ تم دیکھ سکتے ہو آہستہ آہستہ دانیال پورے ہوش و حواس میں آ چکا تھا اور اس کے ذہن میں پرانے خیالات گھوم رہے تھے کہ اس کے ساتھ کیا کچھ ہوا تھا اور آگے کیا ہوگا۔ بھوک اور پیاس سے برا حال ہو گیا تھا لیکن اس کے اردگرد کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو کہ اس کی یہ طلب مٹا دیتی بمشکل وہ اٹھ کر بیٹھا اور کھڑا ہونے کی ناکام کوشش کرنے لگا بمشکل وہ اٹھا اور اس اپنی جھونپڑی سے باہر نکل آیا اور قریب ہی موجود چشمے سے پانی پیا لیکن بھوک ابھی باقی تھی اردگرد چونکہ سمندر تھا اس لیے وہ بھوک نہیں مٹا سکتا تھا ابھی وہ کام کو پورا کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اپنے قریب سائیں ملنگ اور جبار بابا کو نمودار ہوتے ہوئے دیکھا اور چونک سا گیا لیکن حیران نہیں ہوا لیکن جب اسنے اپنے سراپے پر نظر ڈالی تو وہ حیران ہو گیا اور اس کی یہ حیرانگی بجا تھی اور اگر کوئی اس کے اس عمل پر سوچتا تو یقیناً اس کی حمایت کرتا۔

دانیال جو کہ چودہ سال کی عمر میں اندر ہوا تھا اب وہ ایک خوبرو اٹھارہ سال کا نوجوان لگ رہا تھا اور اس کے قد بال چہرہ ہر چیز بدل گئی تھی اور خود کو اس طرح دیکھنے پر دونوں بوڑھے ہنسنے لگے اور بولے۔۔۔ بالک تم نے بڑی جواں مردی سے یہ عمل کو پورا کیا ہے اگر تمہاری عمر کا اور تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید کب کا مر کھپ گیا ہوتا لیکن لگتا ہے تمہارا رب تمہاری مدد کر رہا ہے اور ان مشکلات سے تمہاری مدد کر کے تم کو بچا رہا ہے اور ایک دن آئے گا کہ تم اپنے دشمنوں کو مات دے دو گے لیکن ابھی تم کو بہت سے کام کرنے ہیں اور بہت سے مراحل طے کرنے ہیں بہت سی طاقتوں کو تم نے ختم کرنا ہے اور ہم اس میں تمہاری مدد کریں گے اب آؤ یہ کھانا کھاؤ یقیناً تم کو بہت سخت بھوک لگی ہوگی اور ایسے لگ رہا ہوگا جیسے تم نے صدیوں سے کچھ کھایا پیا نہ ہو اور یہ کہتے ہوئے بابا سائیں نے اپنے ہاتھ کو لہرایا اور ایک دسترخوان اس زمین پر بچھ گیا اور اس کے اوپر انواع اقسام کے کھانے لگے ہوئے تھے اور سب کے سب تازہ تھے اور ان کی خوشبو ساری ہوا کو معطر کر رہی تھی اور سب میں سے دھواں اٹھ رہے تھے یہ دیکھ کر میرے من میں میرا بھوکا نفس جاگ گیا اور سائیں بابا نے کہا آؤ بالک تمہارے عمل میں کامیابی کی وجہ سے ہماری طرف سے تم کو یہ دعوت قبول ہو آؤ اور میں تیزی سے اس طرف بڑھ گیا جہاں یہ سب کچھ تھا اور کچھ ہی دیر میں ہم تینوں اس دسترخوان پر بیٹھے ان لذیذ کھانوں کے مزے لے رہے تھے۔

بالک تمہارا عمل مکمل ہو گیا ہے اب تمہارے اندر ایک ایسی طاقت آ گئی ہے کہ تم خود کو دھوئیں میں تبدیل کر سکتے ہو

۔۔۔اور خود کو دھوئیں میں بدل کر جہاں چاہے ہوا کے دوش پر اڑ کر پہنچ سکتے ہو اور غائب ہو سکتے ہو کسی جسم کو دھوئیں میں تبدیل کرنا چاہو تو کر سکتے ہو اور کسی کو مارنے کے لیے زہر آلود دھوئیں میں اس کا دم گھونٹ سکتے ہو۔ تم چونکہ خوش قسمت انسان ہو لیکن تمہارے اندر طلسمی طاقتیں تمہارے اندر سوئی ہوئی ہیں اور تم جس وقت تک ان کو جگاؤ گے نہیں تم اس وقت تک عام انسان ہو میں یہ سب کچھ تم کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ تم نے بہت بڑی پہاڑوں سے ٹکرانا ہے اور ان کو نیست و نابود کرنا ہے لیکن پہلے مہان بن جاؤ۔۔۔ اب تمہارے پاس طاقتیں تو ہیں لیکن تم ان کو استعمال نہیں کر سکتے میں نے دنیا کے چالیس قبرستانوں سے چالیس قسم کے مردے جو کہ مختلف اموات سے مرے ہوں ان پر عمل کیا ہے اور ان کو دھوئیں میں تحلیل کر کے تمہارے وجود میں داخل کیا ہے۔

بالک اب تم آدھے مہان ہو کیونکہ پراسرار حاصل کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے اور اس کی وجہ سے تم اپنی عمر سے بڑے لگ رہے ہو اس کے لیے اگر تم کو طاقتیں حاصل کرنی ہیں تو تم نے ہر رات کو چالیس دنوں تک نوجوان لڑکیوں کا خون پینا ہے اور وہ بھی رات کے اندھیرے میں اور لڑکیاں تم خود لاؤ گے۔ خوف کی ایک لہر میرے وجود میں دوڑ گئی کہ انسانی خون پیوں اور وہ بھی میں۔۔۔ ایک دل کے اندر عجیب سا ماحول پیدا ہو گیا تھا کہ بابا جی یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں اور میں کیوں اپنے جیسے انسانوں کا خون پیوں۔۔۔ میں انہی ناگہانی سوچوں میں غرق تھا کہ سائیں بابا کی آواز نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور بولے بالک ان باتوں کو چھوڑو۔۔۔ کیا تم کو اپنے ساتھ ہونے والے واقعات بھول گئے ہو ان کو سامنے رکھو کہ اگر یہ کام کرو گے تو تمہارا ضمیر تم کو ملامت نہیں کرے گا اور تم نے اپنے دشمنوں سے بدلہ بھی تو لینا ہے اس لیے یہ سب کچھ بہت ضروری ہے اب تم ان باتوں کو چھوڑو اور آگے کے سفر کی تیاری کرو کیونکہ تمہاری منزل نہیں ہے اب تم نے ساری دنیا پر گھومنا ہے گھاٹ گھاٹ کا پانی پینا ہے اس لیے تم نے یہاں سے سفر کا آغاز کرنا ہے آگے تم کس طرح پہنچو گے اس کی فکر نہ کرو اور جب بھی کسی لڑکی کو مارنا تو اپنی ماں اور بہن کے ساتھ گزرے ہوئے واقعات کو ذہن میں رکھنا اور یہ سمجھ کر ان کو قتل کرنا کہ یہ قتل ان لوگوں سے بدلہ ہے اور جب چالیس لڑکیاں تم ان کو مار کر ان کا خون اپنے اندر اتارو گے تمہاری جادوئی طاقتیں تمہارے اندر جاگ اٹھیں گی اور پھر چاہے تم جو بھی کرو گے تم کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہوگا اور ہاں اب تمہارے دشمن بھی مضبوط ہوتے جا رہے ہیں اس لیے تم کو ابھی سے خون کی ضرورت ہوگی اس سے پہلے وہ۔۔۔ سائیں بابا بولتا جا رہا تھا اور میرے اندر ایک دفعہ پھر بجھے ہوئے واقعات تازہ ہو گئے تھے اور میرے اندر جیسے کسی نے آگ کا الاؤ روشن کر دیا ہو جو بجھائے بجھنے کے اور زیادہ بھڑک رہا تھا ٹھیک ہی کہہ رہا تھا بابا سائیں جو کچھ میرے ساتھ کیا تھا اس کے ساتھ بھی ہونا چاہیے تھا خاص کر اس ٹھاکر کی بیٹی کو تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا جس نے میری بہن کو ذلت کی موت مرنے پر مجبور کر دیا تھا اس طرح اس کی بیٹی کے ساتھ بھی ہوگا لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا اس سے تو میں ہر اذیت کا بدلہ لوں گا لیکن کیسے یہ سوال میرے اندر گونج رہا تھا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بالک کیونکہ اس کا حل بھی ہم نے نکال رکھا ہے میری باتوں کو غور سے سنو بالک کیونکہ یہ تمہارے بہت کام آئیں گی میرے علم اور نظر سے مجھے تمہارے جسم کے اندر ایک عجیب و غریب نظر آئی ہے اور وہ ہے تمہارے ہاتھوں کی انگلیوں میں ایک جادوئی طاقت دیکھ رہا ہوں ایک ایسی طاقت جو کہ تمہاری دوسری طاقتوں سے مختلف ہے اور زندہ بھی ہے اور تم اس سے فائدہ اٹھاؤ گے کہ جس سے تم بانسری بجاؤ گے جو لڑکی بھی اس بانسری کی لے میں ایسا مست کرتا ہے کہ وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جائے اور یہ بھی نہ جان سکے کہ میں کہاں جا رہی ہوں اور کیوں جا رہی ہوں ہر رات کو تم نے مختلف شہروں سے ایک ایک لڑکی کو اپنی بانسری کو لے میں مست کر کے لانا ہے اور اکیلی جگہ پر اس کا کام تمام کر کے خون اور گوشت کھانا ہے۔ لیکن ہاں۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا کہ راستے میں کہیں بھی بانسری سے وہ جادو ختم ہو جائے گا جو کہ لڑکی کو بیگانہ کرتی ہے اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لڑکی بھاگ جائے اور اپنے گھر کو پہنچ جائے اور تم اس دن کو ضائع کر دو۔

سائیں بابا نے ایک بانسری پر کچھ پڑھ کر مجھے دے دی اور ایک کپڑے کی مضبوط پٹی بھی اس کے ساتھ دے دی اور کہنے لگے بالک۔۔۔ ان دونوں چیزوں کی ہمیشہ حفاظت کرنا اور اس پٹی کو اپنے سر پر باندھ کر رکھنا جو کوئی بھی تمہاری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے گا تو وہ تم پر مر مٹے گا اور اس طلسمی پٹی کی وجہ سے وہ تمہارے سحر میں پھنس جائے گا بڑی بڑی حسین چہروں والیاں تمہارے آگے پیچھے دوڑیں گی اور اس بانسری کی جادوئی آواز تم نے لڑکیوں کو مستی میں ڈبو کر اپنے سحر میں پھنسا کر اس کا کام تمام کر دینا ہے اور خود کو جلد از جلد اس قابل بنانا ہے کہ تم اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دشمنوں سے مقابلہ کر سکو۔ سائیں بابا کی خاموشی کے بعد میں نے اس پٹی کو اپنے سر پر باندھ لیا اور بانسری کو میں نے غور سے دیکھا تو اس پر بڑے بڑے عجیب و غریب نقش و نگار بنے ہوئے تھے اس پر کھوپڑیاں بنی ہوئی تھیں جو کہ انسانی اور مختلف قسم کے جانوروں کی تھیں اور یہی حال اس کپڑے کی پٹی پر بھی تھا میں نے آزمائش کے طور پر اس بانسری کو منہ سے لگا کر اس کو بجایا تو بڑی مانوس سی دھن پیدا ہوئی اور اس سے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میں کافی عرصہ سے بانسری بجاتا آ رہا ہوں اس بانسری کی آواز واقعی خوبصورت اور دل میں مستی پیدا کرنے والی تھی اب بالک تم کو کافی لمبے سفر پر جانا ہے اس لیے اب تم ہم سے جدا ہو جاؤ گے لیکن اگر اس سفر میں تم نے ہمیں یاد کیا تو ہم تم کو یاد ضرور یاد کریں گے سائیں بابا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور مجھ سے لپٹ کر انہوں نے پیار کیا اور جب انہوں نے اپنے سینے سے مجھے ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ وہ رو رہے ہوئے تھے منگی ایسے لے جاؤ قریب ہی کھڑے سائیں بابا نے آواز دی جو حکم بابا سائیں۔۔۔ اور بابا منگی نے میرے بازو کو پکڑا اور ایک طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

سائیں بابا۔۔۔ میں نے بابا جبار سے کہا نجانے کیوں آج بڑے عرصے بعد کسی سے جدا ہونے کا غم مجھ کو تڑپا رہا تھا اور آپ سے جدا ہونے پر میرا دل آمادہ نہیں تھا کیونکہ مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ یہ دنیا مجھ سے دوسری مرتبہ باپ کا سایہ چھین رہی ہے میں یہ باتیں کرتے ہوئے رو رہا تھا کیونکہ بابا سائیں سے میں بہت مانوس ہو چکا تھا اور اکٹھے رہتے ہوئے انہوں نے میرے ساتھ اپنے بچوں سے بھی زیادہ اچھا سلوک کیا اور نہایت ہی نرم رویہ رکھا۔ ان سے جدا ہونے پر مجھ کو بڑا غم تھا انہوں نے ایک ماں کی طرح میری پرورش کی اور بہت سے علم اور دنیا سے بچاؤ کے کئی طریقے بھی سکھائے انہوں نے میرے اس علم سے سیکھنے کے دوران مجھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔ میں نے گلہ کرتے ہوئے کہا بابا سائیں میں آپ کا کیا لگتا تھا کہ آپ نے میری پرورش کی اور مجھے بہت سے علم سکھائے کس کے لیے کر رہے تھے کیا آپ کو کوئی خاص مشن تھا اس سلسلے میں کیا کام تھا میں نے ان سے جدا ہونے کے غم میں وہ باتیں کہہ دیں جو کہ مجھ کو نہیں کرنی چاہیے تھیں اور آنسو میری آنکھوں سے رواں دواں تھے بابا سائیں جو کہ سامنے کھڑے اپنی اشک بار آنکھوں سے یہ سب کچھ سن رہے تھے بولے بالک ایسا نہیں کہتے اور نہ ہی کبھی زندگی میں ایسا سوچنا اگر سننا ہے تو حقیقت سنو اور جانو کہ میں کون ہوں۔

"شفقت میرا بہترین دوست تھا اور مرنے سے کچھ دن پہلے وہ میرے پاس آیا تھا اور اپنی ساری باتیں سارے واقعات اس نے مجھے بتا دیے تھے میں بھی چونکہ اس گاؤں کا ہی تھا لیکن ایک ہندو سادھو نے میرے پورے خاندان کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کیونکہ وہ اس کے علم حاصل کرنے میں روکاٹ بن رہے تھے اور وہ بدی کی طاقتوں کو حاصل کرنا چاہتا تھا میں اپنی خالہ کے پاس تھا اس لیے بچ گیا لیکن اس کی نظر مجھ پر بھی تھی اور اس نے مجھے مارا تو نہیں لیکن کوڑھ کی بیماری میں مبتلا کر دیا تھا اور میں اس جنگل جو کہ تمہاری اس گاؤں کے قریب ہے میں پڑا زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا لیکن ایک دن اس جنگل میں شفقت کا گزر ہوا تو اس کی نظر میرے پر پڑی تو اس کے دل میں میرے لیے ترس پیدا ہوا اور اس نے اپنے ساتھ لائے ہوئے آدمیوں سے جو کہ کسی کام کو جا رہے تھے مل کر میرے لیے جھونپڑی کا انتظام کیا اور پھر کئی دنوں تک شفقت اکیلا تنہا اس جنگل میں میرے پاس رہا وہ چونکہ مسلمان تھا اس لیے وہ ہر روز کچھ قرآنی آیت پڑھ کر مجھ پر دم کیا کرتا تھا ایک حکیم صاحب سے اس نے میرا علاج کروانا شروع کر دیا چونکہ شفقت بھی گاؤں میں اکیلا رہتا تھا اور ٹھاکر کے ہاں کام کرتا تھا اور رات کو میرے پاس رہتا تھا اس کی اس محنت سے ایک دن میں صحت یاب ہوا اور میں چونکہ ہندو تھا اس لیے میں نے اس جادوگر سے بدلہ لینے کے لیے دنیا پر گھوما اور علم سیکھے اور اس جادوگر کا پتہ چلا تو اس کو اس علاقے میں پایا اور تم کو پتہ ہے کہ وہ اب ٹھاکر کو بھی کالا علم سکھا رہا ہے اور اب وہ دونوں مل کر اس دنیا پر ظلم کرنے کا پلان بنا رہے ہیں۔

بالک میں اپنے دوست کے اس بدلہ کا پاس رکھ رہا ہوں لیکن اگر میں قیامت تک تمہارے ساتھ احسان کروں تو بھی اس کا بدلہ نہیں ختم کر سکتا میں سائیں بابا کی ان باتوں کو بہت غور سے سن رہا تھا اس لیے جب بابا سائیں نے اپنی بات پوری کی تو میں خوشی سے دیوانہ وار اسلام کے طور پر بابا کے ساتھ لپٹ گیا اور کہا واقعی مجھے اس لیے آپ سے اپنے ہونے کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور پھر تھوڑی دیر میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اس رویہ پر منگی سائیں بہت حیران تھا اور مسکراتے ہوئے مجھے ساتھ لے کر ایک انجانی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا مجھے نہیں معلوم تھا کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں لیکن جانا تھا کیا کیا جا سکتا ہے۔

رام گوپال کے چلے ختم ہونے کے بعد یہ پہلی صبح تھی اور وہ ٹھاکر کے ساتھ بیٹھا صبح کا ناشتہ کر رہا تھا اپنے آقا کے حکم ملنے کے بعد اب گوپال بڑا مخلص ہو چکا تھا پہلے ان دونوں کے درمیان منافقت والی کاروائی تھی لیکن اب معاملہ ٹھیک تھا جیسے دونوں کے دلوں کے تال مل گئے ہوں سادھو بابا اب تو آپ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ ہمارے دشمن کون ہیں ٹھاکر نے سوال کیا ہاں بالک تمہارا دشمن وہی شفقت کا بیٹا ہے اور اس کو اب کوئی چھوٹی چیز نہ سمجھنا وہ بہت بڑا مہان بن گیا ہے سادھو کی اس بات سے ٹھاکر چونک گیا اور ایسے اچھلا جیسے اس کو کوئی بچھو نے ڈنگ مار دیا ہے۔

کیا۔ ٹھاکر کے منہ سے حیرانگی کی کیفیت سے نکلا ہوا یہ لفظ پوری حویلی میں پھیل گیا آرام سے میری پوری بات سنو ٹھاکر ابھی تو تم نے بہت کچھ سننا ہے اور دیکھنا ہے اور اگر موقع ملا تو تم نے بہت سے کام کرنے اس لیے میری بات آرام سے سنو دانیال جو کہ شفقت کا بیٹا ہے جب تم نے اس کی بہن کے ساتھ نازیبا سلوک کیا تو تم نے ایک غلطی یہ کی کہ تم نے اس کو اکیلا چھوڑ دیا اور اس پر کوئی پہرہ نہیں بٹھایا اور وہ وہاں سے بھاگ کر جنگل میں داخل ہو گیا تمہارے آدمی اس لیے ناکام واپس لوٹ آئے وہ بھاگتے ہوئے جنگل کے ایک گہرے گڑھے میں گر گیا اور وہاں سے اس کو سائیں منگی نامی ایک شخص جو کہ ملنگ ٹائپ ہے اس نے لے جا کر اپنی جھونپڑی میں رکھا اور کچھ دنوں کے بعد اس کو اپنے استاد سائیں بابا کے پاس لے گیا جو کہ ہندو سائیں ہے اور بہت دور دنیا کے کسی جزیرے پر اس کا بسیرا ہے اور اس کے بہت سے شاگرد ہیں اس کے پاس لے گیا اور اب تم اس کو یعنی جو بچہ تم سے بھاگ کر گیا ہے اب وہ جوان ہو گیا ہے اور مہان بھی ہے لیکن ہمارے علموں میں ایک اصول ہے کہ جب تک تمہارا کوئی بھی چیلا کرے تو جب تک وہ انسانی خون نہ پیئے وہ چیلا اس کے کسی کام میں نہیں آتا ہے لیکن میرے علم میں وہ لڑکا پیدائشی مہان اور بہت بڑا جادوگر ہے اور اب وہ خون جو کہ انسانی ہوگا پیئے گا اور پھر ایک دن وہ تم کو ختم کر دے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ سادھو بابا کی باتیں سن کر ٹھاکر کے ہوش اڑ گئے تھے کیونکہ اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ کہ ایک چھوٹا سا بچہ اتنی بڑی بلا بن سکتا ہے اس کے خیال سے وہ بچہ بھوک و پیاس سے کب کا مر چکا ہوگا لیکن ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بہت بڑی بلا بن گیا ہے اور ساتھ ہی آدم خور بھی بن گیا۔ جب ٹھاکر کو اپنی موت اپنی آنکھوں کے سامنے منڈلاتی ہوئی نظر آ رہی تھی تو اس نے گڑگڑا کر سادھو بابا سے پوچھا۔

"بابا اب میں کیا کروں اگر وہ لڑکا انتقام بن کر آ گیا تو اس نے میرے پورے خاندان کو ختم کر دینا ہے اور اب تو وہ درندہ بن چکا ہے اس لیے آپ ہی میری کچھ مدد کریں یہ کہہ کر وہ سادھو بابا کے پیروں کو پکڑ کر بیٹھ گیا ٹھاکر کے اس فعل سے سادھو بابا رام گوپال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھا گئی اور اس نے ٹھاکر کو اوپر اٹھایا اور کہا اگر تم اپنی بھلائی چاہتے ہو تو جو میں کہوں اور جس کا حکم کروں تو تم اس پر عمل درآمد کرو ورنہ اپنی تباہی کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ سادھو بابا کے ہر حکم پر ٹھاکر نے آمین کہا کیونکہ ٹھاکر کو نقصان والے واقعات پیش آئے تھے ان کا ٹھاکر کے دل پر بہت گہرا اثر ہو چکا تھا اس لیے سادھو بابا کی شاگردی میں شامل ہو گیا تھا سادھو بابا نے ٹھاکر کے تہہ خانہ میں ایک بڑا تہہ خانہ تھا اس کو خالی کروایا گیا اور اپنے ساتھ بہت سے بند لے کے ٹھاکر نے اس بڑی پہاڑی سے سب سے پہلے وہ بہت اور ہندوانہ راج قائم کیا اور کسی کو بھی اس طرف سے آنے سے منع کر دیا سادھو بابا نے ٹھاکر کو تمام باتیں بتا دیں کہ تم نے اب خود کو مہان بنانا ہے اور بہت سے چلے کرنے ہیں شیطان دیوتا کے سامنے بلی دینی ہے اس کے لیے اماوس کی رات ہے اور راتوں میں تم خود ہی خون پی کر اپنے جسم کو طاقتور بناؤ گے اور اب تم شیطانی راہوں پر چلو گے اور اب وہ مکمل طور پر شیطان کے پیروکاروں میں شامل ہو گیا تھا۔

رام گوپال نے کچھ ہی دنوں میں ٹھاکر کو چھوٹا جادوگر بنا دیا تھا اور اب وہ دونوں مکمل طور پر آدم خور بن گئے تھے اور رام گوپال ٹھاکر گاؤں کے علاقے سے کوئی بھی انسان نہیں اٹھانا چاہتا تھا بلکہ وہ خود اپنے علم سے آدمی کو جو کہ دور دراز کے علاقوں سے اغوا کر کے لاتا اور رات کو چلہ کروا کے وہ گوشت اور خون ٹھاکر زبردستی پلواتا اور گوشت بھی کھلواتا پہلے پہل تو ٹھاکر کو مشکل محسوس ہوئی تھی لیکن اب وہ خوشی سے اس کام کو کرتا تھا اور رام گوپال ٹھاکر کے اس جارحانہ رویہ پر بہت خوش ہوتا کیونکہ اس کو ٹھاکر کے اندر اپنا مستقبل سنورتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور نزدیک ہی وہ کچھ عرصے کے اندر ساری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اور اسی کے لیے اس کو ٹھاکر مل گیا تھا اور شیطان دیوتا کی بھی یہی تلقین تھی اس لیے رام گوپال بڑی جدوجہد اور تگ و دو کے ساتھ ٹھاکر کو اپنے علم سکھا رہا تھا اور ٹھاکر بڑی فرمانبرداری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھوں کے نقش قدم پر چل رہا تھا اور یہ دونوں انسانیت کے نام پر دھبہ تھے بدی کی طاقتیں حاصل کرنے میں سرگرم تھے اور مستقبل قریب میں خود کو بہت بڑا مہان بنا ہوا دیکھ رہے تھے خاص کر یہ دونوں رام گوپال اور ٹھاکر۔

ٹھاکر۔۔۔ جی حکم رام گوپال بابا۔ ٹھاکر جو کہ بڑھاپے ہی تھا اب نوجوان نظر آتا تھا جیسے جسم پر مشتمل تھا رام گوپال کے سامنے بڑی ہی فرمانبرداری سے جواب دیا اب کچھ ہی دنوں میں تم بہت بڑے مہان بن جاؤ گے لیکن اگر ہماری اسی طرح خدمت کرتے رہے تو بہت سے عملوں کو پالو گے اب اس لڑکے کے سامنے تم بھی بہت بڑی چیز ہو لیکن تم مکمل مہان صرف اماوس کی رات ہو گے جو ابھی کافی دور ہے۔ کسی کو بھی نہیں پتہ تھا کہ دونوں مل کر کتنا بھیانک اور گھناؤنا کھیل کھیل رہے ہیں ٹھاکر چونکہ بدی کی طاقتیں حاصل کرنے کی طرف مائل تھا اس لیے آج کل ہر کوئی چین کی زندگی گزار رہا تھا اور اب جب سے ٹھاکر نے ان چلوں والا کام شروع کیا ہے تو اس نے اپنی بیٹی کو اپنی ایک بہن جو کہ دروازے کے ایک بہت بڑے ٹھاکر کے گھر میں بیاہی گئی تھی اپنی بیٹی کو اس کی طرف بھیج دیا تھا اس لیے وہ پرسکون ہو کر ان کاموں کی طرف سر تا پاؤں شروع ہو گیا تھا اور سارا سارا دن اور رات وہ اس مندر کے اندر بند رہتا تھا اور رام گوپال اس سے ہر نئے دن کوئی نہ کوئی چلہ کرواتا اور اس کو طاقتیں دلواتا یہ دونوں اب مکمل بدی کے ہرکارے بن چکے تھے اور رات اور دن ان کی خوراک انسانی خون اور گوشت ہوا ان کے اس کام کی وجہ سے شیطانی آقا ان سے بہت خوش تھا کیونکہ وہ ان دونوں کو جنت سے دور کر کے دوزخ میں لے جا رہا تھا لیکن ان دونوں کی آنکھوں پر چونکہ پٹی بندھی ہوئی تھی اس لیے ان دونوں کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا اور یہ دونوں مست ماحول ہو کر اپنے کام میں گم تھے۔

سائیں بابا کے ساتھ میں کچھ دور تک تو میں نے سفر کیا اور جب جزیرہ ختم ہونے کو ہوا اور آگے سمندر کا پانی شروع ہونے والا تھا تو سائیں بابا نے اچانک رکتے ہوئے میری آنکھوں میں اپنا ہاتھ رکھا تو ایک ٹھنڈی سی چیز کا احساس ہوا اور میرا جسم سن ہو گیا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اور مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں کیونکہ جس جگہ ہم نے پہنچنا تھا اس کی جگہ کی پہچان صرف اور صرف سائیں بابا کو تھی مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں تھا اس لیے میں اندھیرے کی گہری کھائیوں میں اپنے آپ کو گرتا ہوا محسوس کیا جس کی گہرائی شاید ہی ناپی جا سکتی ہو۔ میرے ذہن اور آنکھوں پر سے اندھیرا چھٹتا ہوا تھا اور مجھے تپش اور روشنی کا احساس ہو رہا تھا اور آہستہ آہستہ مجھے وہ پرانا واقعہ یاد آنے لگا۔ اور پھر میں نے اچانک اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور ساتھ میں آنکھیں بھی کھولیں اور لیٹے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا آگے کا منظر بڑا سہانا اور دلچسپ تھا کیونکہ میں اس وقت ایک جنگل میں جھونپڑی کے باہر گھاس پر پڑا ہوا تھا اور دھوپ میرے جسم کو حرارت پہنچا رہی تھی اور میرے پاس سائیں بابا بیٹھا کچھ پھل اور دودھ وغیرہ کھا پی رہے تھے اور میرے لیے اس نے علیحدہ سب کچھ رکھا ہوا تھا مجھے جاگتے ہوئے دیکھ کر بولا اٹھ گئے بالک اب صبح ہو گئی ہے اور کھانا لے اور پھر اپنا شکار پکڑنے نکل پڑ مجھے بھی بہت سے کام کرنے ہیں جلدی اٹھ جا۔ سائیں بابا کی باتوں سے مجھے ٹھکانہ دور نظر آرہا تھا لیکن کیا کیا جا سکتا ہے میں نے بھی جلدی سے اٹھ کر نزدیک پڑے برتن سے پانی لیا اور منہ اور ہاتھ دھویا اور کچھ پانی اس سے پیا تو ایک عجیب سی لذت مجھے محسوس ہوئی اور راحت ملی اور اب میں سائیں بابا کے مقابلہ میں بیٹھا ہوا دودھ اور پھل ناشتے کے طور پر کھا رہا تھا۔

آج میرا پہلا شکار تھا سائیں بابا نے گاؤں کی حدود پر مجھے چھوڑ کر خود غائب ہو گئے میں نے اپنے لباس کو درست کیا جو کہ کافی پرانا تھا اور سر پر وہ خوفناک پٹی باندھی اور بانسری کو لباس میں چھپالیا کسی اجنبی جگہ پر یہ میرا پہلا موقع تھا کہ میں دوسرے لوگوں میں پہنچ کر اپنا کارنامہ سرانجام دے سکوں لیکن کیا ہے مجبوری تھی اس لیے انسانیت پر ظلم کرنے پر میں آمادہ تھا شہر کے حدود سے پتہ چلتا تھا کہ شہر شہر نہیں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں چند ایک گھر پکے تھے اور سب گھر اکثریت کے طور پر کچی کے گھر بنے ہوئے تھے میں تھوڑی دیر چلنے کے بعد شہر میں داخل ہو گیا ہر ایک میرے حلیے کو دیکھ کر مجھے اجنبی سمجھتا۔ اور واقعی میں اجنبی ہی تو تھا لیکن میں آگے ہی آگے چلا گیا کسی نے مجھے نہیں روکا سارا دن اسی طرح گھومتے ہوئے جب رات ہوئی تو میں اپنا اصلی مقصد کو پورا کرنے کے لیے سوچنے لگا اور پھر ہاں میں سر ہلا کر ایک طرف چل دیا میں نے بانسری نکالی اور شہر کی حدود کے اختتام والے گھروں کے پاس سے گزرتے ہوئے آہستہ آہستہ ان گھروں کے سامنے پہنچنے سے پہلے بانسری بجانا شروع کر دیا اور پھر ان گھروں کے پاس سے گزرتے ہوئے میں نے اور بھی زیادہ سریلی آواز میں

بانسری بجانا شروع کی اور آگے ہی آگے بڑھتا گیا کچھ دیر کے بعد میں ایک گھر کے سامنے سے گزرا تو اچانک اس گھر کا دروازہ کھلا اور ایک سانولی نوجوان لڑکی بانسری کی لے میں مست ہوئی اپنے دروازے میں کھڑے مجھے دیکھ رہی تھی میں نے کن انکھیوں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے پاس سے گزر گیا اور پھر جیسے ہی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سائیں بابا کی بات سچ ثابت ہوئی کیونکہ وہ لڑکی بانسری کی لے پر مستی میں ڈوبی ہوئی میرے پیچھے پیچھے آرہی تھی جیسے جیسے میں آگے بڑھتا گیا ویسے ویسے بانسری کے لے میں سرور آتا گیا ایک مستی آتی گئی اس لڑکی کو میں اپنے پیچھے لگا کر گاؤں کی اس حدود تک لے آیا جہاں مجھے سائیں بابا نے چھوڑا تھا اور میں نے اپنے انتظار میں سائیں بابا کو کھڑا دیکھا سائیں بابا کے پاس پہنچ کر میں نے بانسری بجانا بند کی بانسری بند ہوتے ہی ہر طرف خاموشی پھیل اور مستی میں ڈوبی ہوئی اس لڑکی کا سحر ٹوٹ گیا اور وہ اپنے ارد گرد دیکھنے لگی اور پھر کہنے لگی۔

میں کہاں ہوں اور میں یہاں کیسے پہنچی مجھے یہاں کون لایا ہے کس میں اتنی جرات ہے میں نے اپنے گھر واپس جانا ہے اور یہ کہتے ہوئے وہ ایک طرف چلنے لگی سائیں بابا نے مجھے خنجر دیا اور کہا جا! بچہ اس کے اصلی گھر پہنچا آ۔ سائیں بابا کے یہ الفاظ سنتے ہی نجانے کیوں میرے اندر وحشی انسان جاگ اٹھا اور میں انتقام اور درندگی کی آگ میں بھڑکتا چلا گیا اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگا اور جلد ہی میں نے اس کو پکڑ لیا اور خنجر کو اس لڑکی کی گردن پر رکھ کر بڑے زور اور قوت سے چلا دیا رات کی کالی سیاہ تاریکی میں ایک بھیانک چیخ میرے اس کام کی وجہ سے اس لڑکی کے منہ سے نکلی اس علاقے کی چاروں طرف گونجنے لگی اور پھر وہ لڑکی ساکت ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف خاموشی طاری ہو گئی جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہیں تھا میں نے اس وحشیانہ پن میں اس خنجر کو ایک طرف پھینک دیا اور اپنے ناخنوں سے اس کا گوشت نوچنے لگا لیکن اس سے پہلے میں اس کا گرم گرم خون پینا نہیں بھولا تھا اور اب میں اسکے جسم سے گوشت کو بڑی بے دردی سے اتار اتار کر کھا رہا تھا اور مزے کی بات کہ مجھے اس کا خون اور گوشت کھانا میں کوئی بھی دقت محسوس نہیں ہو رہی تھی اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں کئی عرصے سے یہی خوراک کھاتا آرہا ہوں خون پیتے وقت مجھے بہت مزا آرہا تھا کیونکہ اس لڑکی کے خون میں ایک سرور تھا ایک مستی تھی ایک طاقت تھی ایک نشہ تھا جو مجھے اپنے ساتھ مدہوش کرتا جا رہا تھا اس لڑکی کے خون پینے سے مجھے بھی ایک عجیب سا نشہ چڑھتا جا رہا تھا جنگل میں اٹھا اور واپس اس لڑکی کو وہی چھوڑ کر سائیں بابا کی طرف بڑھنے لگا اور میری حالت دیکھ کر سائیں نے کہا بالک تم نے اپنی منزل کی طرف بڑھنے والی پہلی سیڑھی پر کامیابی سے قدم رکھ دیا ہے اس طرح اگر تم نے روزانہ خون پیا تو کچھ ہی دنوں میں تم اپنی منزل پالو گے اب چلو۔ میں ڈگمگاتے ہوئے سائیں بابا کے ساتھ چلنے لگا اور پھر میں گہری تاریکی میں کھوتا چلا گیا۔

لڑکیوں کو بے دردی سے مارنا اب میرا معمول بن چکا تھا اس لیے میں ہر روز نئے نئے شہروں میں پھرتا اور اپنا شکار کو ڈھونڈتا اور پھر اس کو بانسری کی لے میں مست کر کے اس کا خون اپنی رگوں میں اتار دیتا اور اب میں پہلے سے زیادہ طاقتور ہو چکا تھا کیونکہ انسانی خون اور گوشت کھانے سے میں خاصا طاقتور بن چکا تھا اب میری خوراک صرف اور صرف انسانی خون اور گوشت تھی جو کہ میں صرف رات کے اندھیرے میں حاصل کر لیتا ابھی تک میرے راستے میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں آئی اور میں اپنی منزل کی جانب گامزن کامیابی سے ہو رہا تھا اور مجھے اپنی کامیابی کا بہت شدت سے انتظار تھا کہ کب میں اپنے اندر سے سوئی ہوئی طاقتوں کو جگا سکوں۔ سائیں بابا میرے سامنے اپنی جھونپڑی میں بیٹھا آنکھیں بند کیے کچھ بڑبڑا رہا تھا اور آج میری کامیابی کا دن تھا نجانے کیوں آج میرا دل دھڑک رہا بہت تیزی کے ساتھ تھا اور میں بہت بے چین تھا پتہ نہیں یہ کامیابی ملنے کے لیے خوشی تھی یا کچھ اور بات تھی لیکن میں اپنی شیطانی نفس کے ہاتھوں بھی بہت تنگ تھا کیونکہ آج ہم پہلے وقت سے بہت لیٹ ہو چکے تھے نہیں تو پہلے دنوں میں ہم شام کو نکل جاتے تھے لیکن آج رات ہو چکی تھی لیکن ہم ابھی تک کسی طرف بھی روانہ نہیں ہو سکے میں بار بار سائیں بابا کی طرف دیکھ رہا تھا میری یہ عادت تھی کہ اگر کوئی کسی کام میں مصروف ہوتا ہے میں اس کو تنگ نہیں کرتا تھا اسی وجہ سے میں آج بہت نادم تھا کہ یہ خصلت مجھ میں کیوں آگئی آخر کار چند لمحوں کے بعد سائیں بابا نے آنکھیں کھولیں اور بولے۔

بالک تم کو پتہ ہے کہ آج ہم کو کدھر جانے کا حکم ملا ہے میں نے نفی میں سر ہلایا تو بولے دنیال بالک آج ہم ٹھاکر کی حویلی جائیں گے اور اس کی بیٹی کو اغوا کر کے لائیں گے سائیں بابا کی اس بات کا اظہار میرے لیے بڑا عجیب تھا کیونکہ وہاں جاتے ہوئے ایک خوشی بھی تھی اور ایک غم بھی تھا لیکن حکم مل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گیا تھا اس لیے جانا تھا اور تھوڑی دیر میں ہم اس مہم پر روانہ ہو گئے۔ چند گھنٹے ہی گزرے تھے اور ہم ٹھاکر کی حویلی کے باہر پہنچ چکے تھے سائیں بابا نے کہا بیٹا بات سنو تمہیں ٹھاکر کی حویلی کے اندر میں پہنچا دوں گا بلکہ اس کی بیٹی کے کمرے تک میں پہنچا دوں گا کیونکہ وہ آج ہی اپنے گھر پہنچی ہے اور مزے کی بات کہ وہ ٹھاکر اور وہ ہندو سادھو جو کہ اب اس کا استاد ہے دونوں چلے کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے ہم کو کوئی خطرہ نہیں ہے اب تم نے ایک کام کرنا ہے کہ ٹھاکر کی بیٹی کو پکڑنا ہے اور منہ پر ہاتھ رکھ کے بے ہوش کر دینا ہے۔ مارنا نہیں ہے اب چلو یہ کہتے ہوئے سائیں بابا نے میرا ہاتھ پکڑا اور تو میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا ناچنے لگا لیکن یہ عمل کچھ ہی دیر کا تھا ہم چند لمحوں میں ٹھاکر کی بیٹی کے کمرے میں پہنچ چکے تھے لیکن آگے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔

ٹھاکر کی بیٹی کسی ملازم کے ساتھ نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لیے کھڑکی کے پاس کھڑی تھی کسی کے اندر پہنچنے کا انتظار کر رہی تھی لیکن اس کو اپنے انجام کا پتہ نہیں تھا ٹھاکر کی بیٹی سوہانہ کو دیکھتے ہی میرے اندر انتقام کی آگ بھڑک اٹھی تھی وہ میرے اندر وہی درندہ جو کہ خون کی طلب کی خاطر کچھ بھی کر سکتا تھا جاگ اٹھا اور میں نے ظاہر ہوتے ہی اس پر جھپٹا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے گرا دیا اور اس کے سانس کو بند کرنے لگا مجھے اس کام میں کافی تجربہ ہو چکا تھا کیونکہ اس سے پہلے بھی بہت سی لڑکیاں میرے اس عمل سے بے ہوش ہوئی تھیں چند منٹ کے بعد اس کا تڑپتا ہوا جسم ساکت ہو گیا لیکن مجھے کھڑکی سے کسی کے اندر آنے کودنے کی آواز آئی اور ایک سخت چیز کی ضرب میرے سر پر لگی اور تکلیف کی ایک لہر میرے اندر دوڑ گئی لیکن بار بار کی ضربوں سے میرے ذہن پر تاریکی چھانا شروع ہوئی اور کچھ ہی دیر میں میرا جسم بے حس پڑا تھا میری آنکھیں نجانے کس وقت کھلیں۔۔۔ لیکن اتنا پتہ چل رہا تھا کہ اندھیرا ہے اور مجھے اپنے اوپر کوئی جھکا ہوا نظر آ رہا تھا آہستہ آہستہ میرے ہوش و حواس بحال ہوتے جا رہے تھے اور پھر میرے کانوں میں سائیں بابا کی آواز سنائی دی اٹھو بالک کہیں پھر عمل کا نام ختم نہ ہو جائے اور پھر ہم کو دوبارہ چالیس دن تک خون چھپانا پڑے مجھے اپنے سر میں شدید درد کا احساس ہو رہا تھا لیکن سائیں بابا نجانے کیا کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک رہا تھا اور میں پھر کچھ ہی دیر میں نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھا اور ٹھاکر کی بیٹی جو کہ سائیں بابا کی جھونپڑی میں نجانے کیسے پہنچ گئی تھی اور ساتھ میں ایک دوسرا شخص بندھا پڑا تھا میں نے سوہانہ کو دیکھا تو ایک دفعہ پھر میرے اندر خون کے دوڑنے کی رفتار تیز ہو گئی اور میں جھپٹ کر اس کا بازو پکڑا اور اپنے دانت اس کی کلائی میں گھسیڑ دیے اور خون پینے لگا لیکن نہ جانے کیوں ٹھاکر کی بیٹی نے آگے سے جدوجہد نہیں کی مزاحمت کے لیے اپنے جسم کو نہیں چھڑوایا۔

میں خون پینے میں مصروف تھا کہ سائیں بابا نے مجھے اس سے چھڑوایا اور پیچھے کی طرف کھینچ کر زبردستی ایک طرف پھینک دیا میرا دل ابھی تک خون کی طلب سے بھرا نہیں تھا لیکن کیوں آج مجھے سائیں نے خون نہیں پینے دیا میں اس وقت مکمل شرابی بن چکا تھا اور میرا برا حال اس وقت نشے میں مدہوش شرابی کی طرح تھا میں نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش نہیں کی کچھ دیر بعد سائیں بابا نے ایک پیالہ لا کر مجھے دیا اور کہا اسے پی لو ۔۔۔ میں نے اس پیالہ کو منہ سے لگایا اور پینے لگا لیکن پہلا گھونٹ پیتے ہی مجھے قے محسوس ہوئی لیکن میں نے پیالہ کو دور کرنے کی کوشش کی تاکہ اور نہ پیوں لیکن میرے ہاتھ اس وقت میرے کنٹرول میں نہیں تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے زبردستی مجھ سے کوئی اس عرق کو پلوایا جا رہا ہو مجبوراً میں نے وہ سارا پیالہ ہی پی لیا اور خالی پیالہ کو سائیں بابا نے میرے ہاتھ سے لے لیا اس عرق کو پینے کے بعد مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں ہواؤں میں اڑ رہا ہوں اور پھر ایک دفعہ دوبارہ نیند نے مجھے اپنی آغوش میں بھر لیا اور میں اس کی گود میں سر رکھ کر سو گیا۔ جاری ہے۔ باقی آئندہ شمارے میں پڑھیے۔

تیری راہوں میں

تیری راہوں میں آنکھوں کو بچھائے بیٹھے ہیں ہم
شمع تیری یادوں کی دل میں جلائے بیٹھے ہیں ہم
دل لگانے کی اب جو بھی چاہو سزا دے لو ہمیں
سر کو اب تمہارے سامنے جھکائے بیٹھے ہیں ہم
آج بھی تمہیں ٹوٹ کر چاہتے ہیں اے صنم
دل کے مندر میں تیری تصویر کو سجائے بیٹھے ہیں ہم
میری زندگی میں بہار بن کر لوٹ آؤ اب تو
آنکھوں میں تیرے ہی سپنے بسائے بیٹھے ہیں ہم
جن کا پیار تھا میرے دل کا سکون کبھی
ان کی جدائی کے زخم دل کو لگائے بیٹھے ہیں ہم

سیف الرحمن زخمی۔ سیالکوٹ

زوگوال

---تحریر: فرید علی نبی۔ جیٹ پور---

میں اپنے بیٹے کو زوگوال سے انسان بنانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا میں نے ایک بابا جی سے رابطہ کیا ان کو تمام کہانی سنائی وہ کوئی دیر تک سوچتے رہے پھر بولے تمہارا بیٹا ایک عمل ہی اسے زوگوال بننے سے روک سکتا ہے اور وہ عمل یہ ہے کہ تم خنجر کے ساتھ اپنے نرخرے کو کاٹ ڈالو اور اسے اپنے خون سے نہلاؤ بصورت دیگر اسے زوگوال بننے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے کافی دیر کی سوچ بچار کے بعد میں بابا جی اپنے فیصلے سے آگاہ کر چکا تھا وہ میرے فیصلے کے سراسر خلاف تھا لیکن میں اپنے اکلوتے لڑکے کی بھلائی کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار تھا میری زندگی کا واحد سہارا میرا بیٹا ہی تھا بیوی پہلے ہی وفات پا چکی تھی اگر وہ بھی زندہ نہ رہتا تو مجھے زندہ رہ کر کیا کرنا تھا زندگی کا خاتمہ بہتر تھا میں نے بابا کو تہران میں موجود اپنے چھوٹے بھائی کا ایڈریس سمجھایا اور جواب کا انتظار کیے بغیر نرخرے کو چاقو کے ساتھ کاٹ دیا خون کا فوارہ برآمد ہوا اور مجھے اپنا سانس لینے میں دقت محسوس ہوا تھوڑی دیر بعد ہر جانب تاریکی چھا گئی۔ لیکن میں مرا نہ تھا زندہ بچ گیا تھا اور میری زندگی انسانی نہ رہی تھی اپنے بیٹے کی انسانی زندگی کے لیے مجھے اپنی انسانی زندگی کی قربانی دینی پڑی میں زوگوال بن گیا تھا۔ ایک سنسنی خیز کہانی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیوی کی وفات کے بعد میں نے ایران کے دور افتادہ پہاڑی قصبے کے قریب واقع ویران پٹرول پمپ خریدا اور وہیں رہائش اختیار کر لی بیوی کی ناگہانی موت نے مجھے انسانوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے پر مجبور کر ڈالا تھا اور میں پٹرول پمپ کی عمارت میں اپنے آپ کو بے حد مطمئن محسوس کرنے لگا میرا پانچ سالہ بیٹا صدام میری توجہ کا واحد مرکز تھا پٹرول پمپ سنبھالنے کے لیے میں نے بیس پچیس سال کا ایک نوجوان ملازم رکھ چھوڑا تھا جس کا نام شیزال تھا مجھے اس کی پراسرار شخصیت میں کوئی ایسی بات کھٹکتی محسوس ہوتی تھی جو بعض اوقات مجھے سوچنے پر مجبور کر ڈالتی تھی کہ وہ انسان ہے کہ کوئی مخلوق ہے آپ یہ بات سن کر ہنسنے پر مجبور ہو رہے ہوں گے لیکن یہ حقیقت ہے اس کی آنکھوں کی چمک میں درندگی اور بے حسی کا سمندر موجزن تھا اس کے چہرے کے خدوخال ارنے بھینسے سے مشابہت رکھتے تھے صرف سر پر سینگوں کا فقدان تھا اس کی پھٹی ہوئی بھاری آواز بھی بھینسے کے ڈکرانے سے کم محسوس نہیں ہوتی تھی اس کا پلا ہوا مضبوط جسم گینڈے کی مانند صحت مند تھا جو پٹرول پمپ کے کام کے لیے نہایت موزوں تھا میں نے اپنی آنکھوں سے اسے گاڑی کو ایک جانب سے اٹھاتے ہوئے دیکھا تھا۔

وہ بہرحال ایسا ہی تھا لیکن کام کے معاملے میں بے حد فرض شناس تھا کسی سے زیادہ بات کرنا اس کی عادت کے خلاف تھا لیکن نجانے وہ صدام سے کیوں بہت محبت کرتا تھا یہ بات مجھے بہت کھٹکتی تھی پہلی دفعہ جب میں نے صدام کو شیزال کی گود میں دیکھا تھا تب میرا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا صدام شیزال کے دائیں انگوٹھے کو منہ میں دبائے چوسنے میں مصروف تھا ایسے لگتا تھا جیسے اسے بہت مزا آرہا ہو کیا ایسا ہو سکتا ہے لیکن سب کچھ میرے سامنے تھا میں نے صدام کو اس سے چھینا اور ڈانٹتے ہوئے اپنے کام پر توجہ دینے کی تلقین کی اور میں اپنے کمرے کی جانب چل دیا جہاں قریبی گاؤں کا ایک بوڑھا آ کر میرا منتظر تھا سلام دعا کے بعد میں نے اس کے آنے کی وجہ دریافت کی اور جو کچھ اس نے بتایا اس نے مجھے اور بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ ان دنوں پہاڑوں میں عجیب و غریب عفریت کو گھومتے پھرتے دیکھا گیا ہے جسے گاؤں والے اپنی زبان میں زوگوال یعنی ارنا بھینسا کہتے ہیں اس مخلوق کے چہرے بھینسے کی مانند اور جسم انسانوں کی طرح کا ہوتا ہے یہ بے حد خطرناک مخلوق ہے انسانوں کی زندگی کو ختم کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے لیکن آگ اور لوہے کے تیر سے خوف محسوس کرتا ہے انسانی صورت اختیار کرنے پر قادر ہوتا ہے لیکن چاندنی کی چودھویں تاریخ کو زوگوال کی صورت میں باآسانی دیکھا جا سکتا ہے میں نے بوڑھے کی خاطر مدارت کرنے کے بعد اسے رخصت کیا اب میں یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ کیا شیزال زوگوال ہے اگر ایسا ہے تو یہ بات میرے اور صدام کے حق

میں خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس کو نوکری سے نکال دینا بہتر ہے لیکن میں کسی وجہ کے بغیر ایسا کر کے اسے اپنا اور صدام کا دشمن نہیں بنانا چاہتا تھا اس لیے کسی وجہ کا انتظار کرنے لگا مزید دو دن گزرنے کے بعد ایک اور ایسا واقعہ پیش آیا جس نے مجھے یقین دلا ڈالا کہ شیزال واقعی زوگوال ہے۔

ہوا کچھ یوں کہ رات کے بارہ بجے کا عمل تھا میں پانی پینے کے لیے پٹرول پمپ کی عمارت کی جانب آیا تب میں نے دیکھا پٹرول پمپ کے سامنے ایک سفاری وین کھڑی ہے اور شیزال وین میں پٹرول بھر رہا تھا چودھویں کے چاند کی روشنی میں میں نے صاف دیکھا کہ اس کا چہرہ ارنے بھینسے کی مانند تھا سر پر سینگ سامنے کی جانب جھکے ہوئے تھے جو کچھ میں دیکھ رہا تھا کیا وہ سب کچھ وین میں موجود افراد نہیں دیکھ رہے تھے اگر دیکھ رہے تھے تب پھر حالات پر سکون کیوں تھے ۔۔۔ پٹرول سے ٹینکی فل کروانے کے بعد گاڑی پہاڑوں کی جانب روانہ ہو گئی لیکن مجھے حیرانگی اس وقت محسوس ہوئی جب میں نے شیزال کو بھی تیر کی مانند وین کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا اس کی رفتار حیرت انگیز طور پر وین کی رفتار سے کسی طور کم نہ تھی میں نے گھبراہٹ کے عالم میں اپنے کمرے کا رخ کیا اور دروازے کو اندر سے کنڈی لگا دی۔

صبح میں نے پہلا کام یہ کیا کہ پٹرول پمپ کے ساتھ گیراج میں رکھی مختلف سلاخوں کی مدد سے ایک نہایت تیز تیر کمان تیار کر ڈالا اس کے بعد گاڑی میں بیٹھ کر پہاڑوں کا رخ کیا مجھے یقین تھا کہ سفاری وین صحیح سلامت اپنی منزل پر پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکی ہوگی اور میرے خدشے کی تصدیق بھی ہوگئی وین سڑک پر ایک سائیڈ پر کھڑی تھی اور اندر موجود افراد زندہ نہیں تھے میں نے جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر جھانکا وہ جوڑا عریانی کی حالت میں سیٹوں پر موجود تھا شراب کی بوتلیں ارد گرد بکھری پڑی تھیں لیکن حیرت انگیز بات جو میں نے محسوس کی وہ یہ تھی کہ ان کے سروں پر سینگ اگنے شروع ہو گئے تھے یعنی وہ زوگوال بننے کی تیاری میں تھے میں نے فوراً گاڑی کی ٹینکی میں سے پٹرول باہر نکالا اور اسے گاڑی کی باڈی پر چھڑکنے کے بعد ماچس کی تیلی جلا ڈالی گاڑی بھک کی آواز سے جلنے لگی کچھ ہی دیر میں آگ نے گاڑی کی پٹرول کی ٹینکی تک پہنچ جانا تھا وہاں کے بعد۔ اس کے بعد سوچنا فضول تھا اس لیے میں نے گاڑی موڑی اور پٹرول پمپ کی جانب چل دیا پٹرول پمپ کی عمارت میں قدم رکھتے ہی ایک دفعہ پھر مجھے زمین اپنے پاؤں کے نیچے سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی شیزال صدام کو گود میں اٹھائے ہوئے تھا اور حسب معمول وہ شیزال کا انگوٹھا چوسنے میں مصروف تھا شیزال کے ساتھ ایک کم سن لڑکی بھی کھڑی تھی جو صدام کی جانب دیکھے جا رہی تھی میں نے بریک پر پاؤں رکھے اور نہایت سرعت کے ساتھ باہر نکل کر صدام کو اپنی تحویل میں لے لیا اور سرد لہجے میں شیزال سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

شیزال آج کے بعد میں تمہیں صدام کو گود میں اٹھائے ہوئے نہ دیکھوں میری نظر میں یہ کام سے غفلت کی انتہا ہے اور اس کا نتیجہ تمہارے حق میں سنگین بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ جناب یہ رو رہا تھا میں نے تو اسے چپ کروانے کی کوشش کی ہے اور یہ لڑکی کون ہے۔ میں نے بات درمیان میں کاٹتے ہوئے کہا۔ جناب ہم دونوں جلد شادی کرنے والے ہیں آپ اسے میری منگیتر ہی سمجھئے اس کا نام عارفہ ہے اور آج اس کا جنم دن ہے یہ مجھے شام کو مدعو کرنا چاہتی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے ایسا کرنے سے نہیں روکیں گے۔ اس کے تحکمانہ لہجے میں نجانے ایسی کیا بات تھی کہ مجھے اپنے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس ہونے لگے میں بغیر کوئی جواب دیئے بغیر بوکھلائے ہوئے قدموں کے ساتھ رہائشی کمرے کی جانب چل دیا کمرے میں قدم رکھنے سے پہلے میں دل میں تہیہ کر چکا تھا کہ کل صبح میں صدام کو اپنے چھوٹے بھائی کے پاس تہران چھوڑ آؤں گا۔ اس کے بعد میں ہوں گا اور زوگوال ہوگا دیکھوں گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ اور کتنا پانی سے باہر۔ لیکن اس سے پہلے میرا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اس کی کم سن لڑکی کو اس کی جانب بڑھنے والے برے نتائج سے آگاہ کر ڈالوں میں نے صدام کو سلایا اور کمرے کو لاک کرنے کے بعد پہاڑوں کے پیچھے موجود قصبے کا رخ کیا لگ بھگ آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد میں اس مختصر قصبے میں موجود تھا عارفہ کا گھر تلاش کرنے میں مجھے دقت پیش نہیں آئی وہ لڑکی ایک مختصر مکان میں اپنی ماں کے ساتھ اکیلی رہتی تھی مجھے اتنی جلدی دوبارہ اپنے سامنے دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں اور جب میں نے اپنے آنے کے مقصد بیان کرنے کے بعد شیزال کی شخصیت کا پردہ چاک کیا تو وہ ٹھٹھا کر ہنسنے لگی اور مجھ سے مخاطب ہوئی۔

جناب آپ اسے غلط سمجھ رہے ہیں وہ ایسا نہیں ہے میں مانتی ہوں ہمارے قصبے میں زوگوال کا وجود پایا جاتا ہے لیکن زوگوال کے ہاتھ کا انگوٹھا سیاہ ہوتا ہے جبکہ شیزال کا انگوٹھا کالا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہے اور ایک بات میں بھی آپ کو بتاتی ہوں اگر آپ کو میری بات کا یقین نہیں آتا ہے تب آپ اپنے پٹرول پمپ کا رخ کریں اور فوراً اپنے لڑکے کو چیک کریں وہ شیزال کے ہاتھ کا گوشت منہ میں ڈال چکا ہے اگر شیزال زوگوال ہے تب آپ کا لڑکا بھی اس کا انگوٹھا چوسنے کی بدولت زوگوال بن چکا ہوگا آپ کو دیر نہیں کرنی چاہیے فوراً آپ کو پٹرول پمپ کا رخ کرنا چاہیے۔ مجھے ایک دفعہ پھر زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی اور کوئی جواب دیئے بغیر میں نے باہر کی جانب دوڑ لگا دی آتے ہوئے جو فاصلہ میں نے آدھے گھنٹے میں طے کیا تھا اب کی دفعہ میں نے پندرہ منٹ میں طے کر ڈالا شیزال عمارت کے باہر پٹرول پمپ کے پاس موجود تھا میں نے چلا کر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تم زوگوال ہو اگر میرے بچے کو کچھ ہوا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا میں جواب کا انتظار کیے بغیر اوپر اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی کمرے کا دروازہ بند تھا لیکن اندر سے صدام کے حلق پھاڑ رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی میں نے دھکا دے کر دروازہ کھولا اور اندر کی جانب گیا وہ پلنگ پر کھڑا زاروقطار رو رہا تھا میں نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا لیکن جسم نارمل سا دکھائی دے رہا تھا چہرہ بھی ٹھیک تھا لیکن سر کے درمیان میں دو سینگ نکلتے ہوئے نظر آ رہے تھے میں نے بے اختیار اسے سینے سے لگایا یہ سب میری وجہ سے ہوا تھا مجھے صدام کو یوں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا لیکن میں اسے زوگوال نہیں بننے دوں گا میں اسے شہر لے جاؤں گا اور اس کا علاج کراؤں گا میں نے اسے اٹھاتے ہوئے نیچے پٹرول پمپ کا رخ کیا گاڑی احاطے میں کھڑی تھی میں نے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا شیزال پمپ کے پاس کھڑا مجھے ایسا کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی متعدد بار اگنیشن میں چابی گھمانے کے باوجود گاڑی اسٹارٹ نہیں ہوئی تب میں نے جھلا کر شیزال کو پاس بلایا اور اسے گاڑی کو چیک کرنے کا حکم دے کر میں اوپر کمرے کی جانب چل دیا پندرہ منٹ کے انتظار کے بعد وہ میرے سامنے موجود تھا اور سپاٹ لہجے میں بتا رہا تھا کہ گاڑی کا انجن ناکارہ ہو چکا ہے اور ٹھیک ہونا ناممکن ہے میں جانتا تھا کہ ایسا اس نے جان بوجھ کر کیا ہے میں نے برا بھلا کہتے ہوئے اسے باہر نکل جانے کا حکم دیا کمرے کے دروازے کو اندر سے کنڈی لگانے کے بعد میں نے بستر پر لیٹے ہوئے صدام کی جانب دیکھا گزرتے وقت کے ساتھ اس کے سر پر موجود سینگوں کی لمبائی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا جبکہ مجھے اپنا دل ڈوبتا ہوا دکھائی دینے لگا میں نے صدام کو اپنے جسم کے ساتھ لپٹا لیا اور بستر پر لیٹ گیا اور پھر گہری نیند سو گیا۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب سر میں شدت کی درد کی بدولت میری آنکھ اچانک کھلی میں نے گھڑی کی جانب نگاہ دوڑائی رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے مجھے حیرت محسوس ہوئی میں اتنی دیر تک سوتا رہا تھا میرا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا میں نے سر کو دونوں ہاتھوں سے دبانے کی کوشش کی اور یہ جان کر نیند میری آنکھوں سے اڑ گئی میرے سر پر دو عدد مختصر سینگ ابھر چکے تھے میں بڑبڑاتے ہوئے انداز میں شیشے کا رخ کیا وہ واقعی چھوٹی جسامت کے سینگ تھے جو بتدریج بڑھ رہے تھے میرے ہونٹوں کی ہیئت بھی تبدیل ہو رہی تھی معاملہ میرے اختیار سے باہر ہوتا جا رہا تھا میں نے میز پر رکھے ڈیکوریشن پیس کو اٹھایا اور شیشے پر دے مارا شیشہ دھماکے کے ساتھ ٹوٹ گیا دھماکے کی آواز سے صدام جاگ گیا اور خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا میرے منہ سے بھینسے کی مانند ڈکرانے کی آوازیں نکل رہی تھیں اب میرے کان اور ناک کی ہیئت تبدیل ہونا شروع ہو گئی تھی مزید پانچ منٹ کے بعد میرا چہرہ زوگوال کی صورت اختیار کر چکا تھا میں نے ڈکراتے ہوئے چھلانگ لگائی اور صدام کے سینے پر زوردار ٹکر دے ماری صدام کی بھیانک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا اور ساتھ ہی جھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی میرا جسم پسینے میں نہایا ہوا تھا اور گھڑی تقریباً شام کے سات بجا رہی تھی یعنی وہ سب ایک خوفناک خواب تھا میں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے صدام کی جانب دیکھا وہ پرسکون نیند سو رہا تھا اس کے سر پر موجود ننھے سینگ بہت بدنما دکھائی دے رہے تھے اچانک باہر بھینسے کے ڈکرانے کی آواز سنائی دی میں نے سائیڈ پر رکھے تیر کمان کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ وہاں موجود نہ تھے میں بستر سے نیچے اتر آیا اور جوتیاں پہن کر باہر کی جانب چل دیا بھینسے کے ڈکرانے کی آواز مسلسل آ رہی تھی ابھی میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تھا کہ اچانک مجھے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھنا چاہا لیکن زوگوال کے سر کی شدید ٹکر نے مجھے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیا میں سیڑھیوں سے نیچے اتر چکا تھا مجھے شدید چوٹوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن تکلیف کو بھول کر میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

بھینسا منہ سے بھیانک آوازیں نکالتا ہوا سیڑھیاں اتر

رہا تھا اس کے بھاری جسم کی بدولت لکڑی کی سیڑھیاں یوں کانپ رہی تھیں جیسے زلزلہ آ رہا ہو میں نے اردگرد ہتھیار کی تلاش میں نگاہ دوڑائی مجھ سے کچھ دور گاڑی ٹھیک کرنے والا پانا زمین پر گرا ہوا تھا میں اس کی جانب بڑھا لیکن میں اسے اٹھا بھی نہ پایا تھا کہ مجھے ایک دفعہ زوگوال کے سر کی ٹکر کو اپنے جسم پر برداشت کرنا پڑا اس دفعہ اس کے سر پر موجود سینگ مجھے اپنے دائیں بازو میں گھستے ہوئے محسوس ہوئے میں لڑکھڑا کر زمین پر جا گرا اس نے میری گردن کو دبوچا اور دبانا شروع کر دیا مجھے اپنا سانس حلق میں اٹکتا ہوا محسوس ہونے لگا چہرہ خون کی مانند ہو گیا تمام رگیں دوران خون رک جانے کی وجہ سے پھٹنے کے قریب محسوس ہو رہی تھیں میں نے اپنے حواسوں کو متوجہ کیا اور اپنی سیدھی ٹانگ کا گھٹنا پوری قوت کے ساتھ زوگوال کی ٹانگ کے درمیان دے مارا وہ منہ سے بھیانک آوازیں نکالتا ہوا ایک طرف جا گرا میں اچھل کر کھڑا ہو گیا گردن کو مسلتے ہوئے میں نے زوگوال کو دیکھا وہ درد سے دوہرا ہوا گٹھڑی کی مانند ایک جانب پڑا تھا مجھے شدت سے اپنا خون کھولتا ہوا محسوس ہوا میں جنونی انداز میں پٹرول پمپ کی جانب بھاگا اس مختصر مدت میں وہ قوی ہیکل کراندیل بھینسا درد کی شدت پر قابو پا چکا تھا اور کھڑا ہوتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

میں نے پٹرول پمپ کے پائپ کو تھاما اور پٹرول کی دھار زوگوال پر پھینک دی وہ پٹرول کی بدولت بھیگتا چلا گیا میں نے جیب میں موجود ماچس نکالی اور گالیاں دیتے ہوئے جلتی ہوئی تیلی اس کی جانب اچھال دی بھک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم نے آگ پکڑ لی پٹرول پمپ اس کی کریہہ چیخوں سے گونجنے لگا مجھے خدشہ تھا کہیں اس کا جسم پٹرول پمپ کی ٹینک کا رخ نہ کر بیٹھے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ وہ چیختا ہوا پہاڑوں کی جانب بھاگ کھڑا ہوا کچھ ہی دیر بعد ہر جانب سکون چھا گیا میں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کمرے کا رخ کیا اور بستر پر گر پڑا صدام پرسکون نیند سویا ہوا تھا آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت یوں ہی گزر گیا مجھ میں اتنی سکت نہیں تھی کہ کروٹ بھی بدل سکتا اچانک مجھے اپنے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے دور بہت دور بھینسوں کے ڈکرانے کی آوازیں پٹرول پمپ کی جانب آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں صدام سویا ہوا تھا میں نے سائیڈ ٹیبل پر موجود چابیاں اٹھائیں اور کمرے کے دروازے کو لاک کر کے پٹرول پمپ کی جانب بھاگ کھڑا ہوا میرے پاس واحد ہتھیار ماچس اور پٹرول تھا اور میں جلد از جلد اپنے ہتھیار تک پہنچ جانا چاہتا تھا وہ مجھے پہاڑ سے نیچے اترتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے تعداد میں دس پندرہ تھے لیکن ابھی تک فاصلہ کافی تھا اور میں اپنے لیے بہت کچھ کر سکتا تھا میں نے ایک سائیڈ پر کھڑی گاڑی کو نیوٹرل کرنے کے بعد پٹرول پمپ کے سامنے موجود سڑک کی جانب دھکیلنا شروع کر دیا۔

مختصر وقت میں میں گاڑی کو سڑک کے درمیان میں کھڑا کر کے پیچ کس کی مدد سے اس کی ٹینکی میں سوراخ کر چکا تھا اب گاڑی کے اردگرد پٹرول چھڑک دیا اسی اثنا میں زوگوال پہاڑ سے نیچے اتر چکے تھے اور اب پٹرول پمپ کا رخ کر رہے تھے میں سڑک پر کھڑے ہوئے پٹرول کو آگ لگا دی اردگرد کا علاقہ آگ کی بدولت منور ہو گیا میں پٹرول پمپ کی جانب بھاگ کھڑا ہوا زوردار دھماکے سے گاڑی کی ٹینکی پھٹی اور اردگرد آگ پھیل گئی میں نے فخریہ نگاہوں سے دور کھڑے زوگوالوں کی جانب دیکھا وہ ہراساں نگاہوں سے آگ کو دیکھ رہے تھے جو تین گھنٹے سے پہلے بجھنے والی نہیں تھی اور تین گھنٹے کے بعد اسے جلائے رکھنا میرا کام تھا میں پٹرول پمپ کے پاس دھرنا مار کر بیٹھ گیا اس طرح کہ میرے ایک ہاتھ میں ماچس اور دوسرے ہاتھ میں پٹرول پمپ کا پائپ تھا۔ دو گھنٹے ایسے ہی گزر گئے میں گاڑی پر دوبارہ پٹرول چھڑک کر آگ لگا چکا تھا اس تمام عرصے کے دوران ایک دو دفعہ زوگوال نے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن میں نے پٹرول پمپ میں ایک سائیڈ پر رکھا بالٹی پٹرول سے بھگو کر آگ لگا کر ان کے درمیان میں پھینک ڈالا وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے اور میں دھرنا مار کر اپنے مورچے میں بیٹھ گیا مجھے ایسے بیٹھے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ اچانک مجھے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی میں نے گھبرا کر پیچھے دیکھا اور طویل سانس لے کر رہ گیا وہ عارفہ تھی تیز قدموں سے چلتی ہوئی میری جانب آ رہی تھی۔

تم یہاں کیسے۔ میں نے حیرانگی سے پوچھا۔ جناب آپ فکرمند نہ ہوں تمام گاؤں والے آپ کی مدد کے لیے آ رہے ہیں لاؤ یہ پائپ مجھے دے دیجئے اس نے مجھ سے پٹرول پمپ کا پائپ لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور اچانک میری نگاہ اس کے ہاتھ کے انگوٹھے پر پڑی وہ۔۔۔ تم زوگوال ہو۔۔۔ میں نے ہراساں لہجے میں کہا لیکن اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے مجھے پیچھے کی جانب دھکا دے ڈالا میں توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پیچھے جا گرا پائپ میرے ہاتھوں سے چھوٹ کر ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طرف جا پڑا جسے عارفہ نے نہایت سرعت سے اٹھا لیا میں نے اٹھ کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اچانک ہی مجھے کسی نے اپنی مضبوط گرفت میں جکڑ ڈالا وہ یقیناً زوگوال تھا کیونکہ مجھے اپنے سامنے سے بھی بھاری تعداد میں پٹرول پمپ کا رخ کرتے دکھائی دے رہے تھے حالات میرے اختیار سے نکل چکے تھے اور میں اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگا تھا لیکن میں مایوس نہیں تھا اور آخری حد تک جدوجہد کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا میں نے تمام جسم کی طاقت کو مجتمع کیا اور اپنے آپ کو زوگوال کی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش شروع کر دی زندگی اور موت کے درمیان کی جدوجہد انتہائی ثابت ہوئی اور اس کی غیر انسانی گرفت سے آزاد ہونے میں کامیاب ہو گیا میں نے کمرے کی جانب دوڑ لگا دی لیکن اتنی دیر میں متعدد زوگوال مجھے گھیرنے میں کامیاب ہو چکے تھے اب خون کی بارش میں میں تنہا تھا۔

راستے میں۔۔۔ میں ادھ موا ہو چکا تھا اور زمین چاٹتا دکھائی دے رہا تھا میرے ناک اور ہونٹوں سے خون کی ندیاں پھوٹ رہی تھیں کچھ دیر وہ مجھے خوب پیٹتے رہے پھر نہ جانے کیوں مکوں اور ٹھڈوں کی بارش تھم گئی میں نے دوبارہ حواسوں کو اکٹھا کیا اور اٹھ کر پٹرول پمپ کی جانب دوڑ لگا دی اب میرے منہ سے بھی غیر انسانی آوازیں خارج ہو رہی تھیں میرے جسم میں بے انتہا طاقت پیدا ہو چکی تھی انہوں نے مجھے پکڑنے کی بے تحاشا کوشش کی لیکن بپھرے ہوئے دریا کے سامنے بند باندھنا آسان کام نہیں ہوتا دریں اثنا پٹرول پمپ کا پائپ میرے ہاتھوں میں تھا اور میں بے تحاشا پٹرول ارد گرد چھڑکنے لگا زوگوال کے مجمعے میں بھگدڑ مچ گئی لیکن ان کے فرار سے میں نے تیلی جلائی اور پٹرول کے درمیان پھینک دی خود بے تحاشا کمرے کی جانب بھاگ کھڑا ہوا ابھی میں سیڑھیاں بھی نہیں چڑھنے پایا تھا کہ مجھے اپنے پیچھے زبردست دھماکے کی آواز سنائی دی آگ پٹرول پمپ تک پہنچ چکی تھی میرے خون میں ڈوبے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اور میں دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا کمرہ صدام کے رونے سے گونج رہا تھا میں نے اسے گود میں اٹھایا اور باہر کی جانب بھاگ کھڑا ہوا لیکن پٹرول پمپ کی عمارت کے بعد آگ اب رہائشی ایریے میں داخل ہو رہی تھی اور باہر جانے کے تمام راستے مسدود ہو چکے تھے میں نے دوبارہ کمرے کا رخ کیا اور کمرے کی اکلوتی کھڑکی کھول کر نیچے جھانکا پانی کا پائپ نیچے جا رہا تھا اور اس کے ذریعے اترا جا سکتا تھا میں نے اپنی شرٹ کو پھاڑا اور کپڑے کی مدد سے صدام کو اپنی کمر کے ساتھ باندھنے کے بعد اللہ کا نام لے کر پائپ کے ذریعے نیچے اترنا شروع کر دیا بچپن میں کی ہوئی شہری دفاع کی تربیت کام آئی اور میں کسی پریشانی کے بغیر نیچے اترنے میں کامیاب ہو گیا سپیدۂ سحر نمودار ہو رہا تھا میں نے پہاڑوں کے پیچھے موجود قصبے کا رخ کیا۔

آدھے گھنٹے کے بعد میں اسی بوڑھے شخص کے گھر میں موجود تھا جس نے مجھے زوگوال کے وجود سے آگاہ کیا تھا تمام قصہ الف سے یے تک بیان کرنے کے بعد میں نے صدام کو اس کے سامنے لٹا دیا اس نے صدام کا معائنہ کیا اور ہم کلام ہوا جناب اس کے زوگوال بننے میں زیادہ ٹائم نہیں رہا نشانیاں ظاہر ہوتی جا رہی ہیں۔ بابا جی کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جو اسے زوگوال بننے سے روک سکے میں نے پریشان لہجے میں کہا

ایک ذریعہ ہے تو۔۔۔ لیکن تقریباً ناممکن ہے بوڑھے نے کہا

تم مجھے بتاؤ ناممکن کو ممکن بنانا میرا کام ہے۔ میں نے بے چین لہجے میں پوچھا۔ تو سنو اب تمہارا بیٹا ایک عمل ہی اسے زوگوال بننے سے روک سکتا ہے اور وہ عمل یہ ہے کہ تم خنجر کے ساتھ اپنے نرخرے کو کاٹ ڈالو اور اسے اپنے خون سے نہلاؤ بصورت دیگر اسے زوگوال بننے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے کافی دیر کی سوچ بچار کے بعد میں بابا جی کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر چکا تھا وہ میرے فیصلے کے سراسر خلاف تھا لیکن میں اپنے اکلوتے لڑکے کی بھلائی کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار تھا میری زندگی کا واحد سہارا میرا بیٹا ہی تھا بیوی پہلے ہی وفات پا چکی تھی اگر لڑکا بھی زندہ نہ بچتا تو مجھے زندہ رہ کر کیا کرنا تھا زندگی کا خاتمہ بہتر تھا میں نے بابا کو تہران میں موجود اپنے چھوٹے بھائی کا ایڈریس سمجھایا اور جواب کا انتظار کیے بغیر نرخرے کو چاقو کے ساتھ کاٹ دیا خون کا فوارا برآمد ہوا اور مجھے اپنا سانس لینے میں رکتا محسوس ہوا کچھ دیر بعد ہر جانب تاریکی چھا گئی۔

دوبارہ میری آنکھ کھلی تو خود کو ہسپتال میں موجود پایا نقاہت بے تحاشا تھی لیکن چھوٹے بھائی اور بابا کا چہرہ مجھے بہت کچھ سمجھا رہا تھا میری حالت اب خطرے سے باہر تھی جبکہ صدام بھی خیر خیریت سے ہے لیکن مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں میں نے پوچھنے کی کوشش کی لیکن تکلیف کی بدولت پوچھ نہ سکا مجھے ہسپتال سے فارغ ہونے

میں دو مہینے لگ گئے لیکن میں آج بھی سوچتا ہوں کہ کیا نرخرہ کٹنے کے بعد انسان دوبارہ زندگی پا سکتا ہے تب مجھے حیرت ہوتی ہے لیکن بھلا ایک مافوق الفطرت جانور کے لیے یہ کیسے ممکن نہیں جی ہاں ایک انسان کی موت کے بعد ایک جانور جنم لے چکا تھا جس کا نام زوگوال تھا مجھے وہ وقت اچھی طرح یاد ہے جب زوگوال کا سینگ میرے جسم کو زخمی کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اب میں سوچتا ہوں میرے لیے قربانی کون دے گا اس لیے صدام کو اپنے چھوٹے بھائی کے حوالے کرنے کے بعد ویران اور جلے ہوئے پٹرول پمپ کا رخ کیا۔

اچھا لگتا ہے

بھری محفل میں تنہا رہنا اچھا لگتا ہے یوں
تیرے بارے میں سوچتے رہنا اچھا لگتا ہے یوں
کبھی پھولوں میں کبھی کلیوں میں
تجھ کو ہی ڈھونڈتے رہنا اچھا لگتا ہے یوں
میری زندگی کی خوشیاں تمہیں سے ہیں وابستہ
رب سے صرف تمہیں ہی مانگنا اچھا لگتا ہے
ہمارے درمیاں حائل رہیں صدیوں کی خاموشیاں
کچھ اس طرح گفتگو کرنا اچھا لگتا ہے
تمہارے بغیر زندگی کا کوئی تصور نہیں ہے
تم ہی کو چاہا تم ہی کو چاہتے ہیں
تم ہی کو چاہتے رہنا اچھا لگتا ہے
میں چھین لوں گا تمہیں دنیا کی رسموں سے
کر کے زمانے سے بغاوت کرنا اچھا لگتا ہے
☆ شاہد محمود۔ بھکر

غزل

ابھی تک کوئی خواب پورا نہ ہوا
برسوں سے ان کا دیدار نہ ہوا
صورت رہتی ہے ان کی آنکھوں میں
وہ آئینہ ہی دل سے جدا نہ ہوا
کتنی راتیں کاٹ دیں ان کی یاد میں
تو دل سے بھی حساب نہ ہوا
کتنے دن رات سال بیت گئے
ان کی یاد کا اندھیرا نہ ہوا
ہم بہت تڑپے اس کو اپنانے کے لئے
لیکن یہ عہد بھی دل کا پورا نہ ہوا
جب بھی کرتے ہیں ہم غیروں سے بات
تو یہ انداز بھی ان کو گوارا نہ ہوا
ہر اک صورت میں وہی نظر آتے ہیں
کبھی سچ اور جھوٹ اکیلا نہ ہوا
ابھی تک اس کو پانے کی امید ہے جواد
جب تک وہ اپنایا نہ ہوا
☆ محمد افضل جواد۔ کالاباغ

غزل

میرے دل میں مچلنے والے
دل دیتا ہے رو رو کر دعا تجھ کو
اگر چھوڑنا تھا مجھے بے درد زمانے میں
کیا ضرورت تھی دل لگانے کی بے وفا تجھ کو
بھولنے کی کوشش تو بہت کرتا ہوں
مگر شام ہوتے ہی دل یاد کرتا دلربا تجھ کو
تم کیا جانو درد دل کیا ہوتا ہے
احساس ہو گا جب کوئی دے ایسی سزا تجھ کو
میں نے ہمیشہ یہ دعا کی ہے
کبھی رب نہ کرے خفا تجھ کو
پلٹ لے گا کبھی تو اسے جبرائیل
میرے دل کی آخری صدا تجھ کو
☆ جبرائیل آفریدی

غزل

ہوتی تو کبھی ہو گی دروازے پہ دستک
تسلسل تیرے خیالوں کا ٹوٹ جاتا ہو گا
رونق تو ہو گی کبھی رات کی تنہائی میں
خیال جب کبھی بیتے دنوں کا آتا ہو گا
لرز اٹھتا ہو گا غم درد سے دل
وہ جب کبھی راتوں کا ملنا تڑپاتا ہو گا
سر ندامت سے تیرا جھک جاتا ہو گا
رہتا تو ہو گا کبھی دل و دماغ میں برپا محشر
تذکرہ تیرے لبوں پہ کسی کا آتا ہو گا
پھرتی تو اب بھی ہو گی ننگے پاؤں
ٹوکنا کسی کا اکثر یاد آتا ہو گا
☆ محمد آفتاب شاد۔ کوٹ ملک دووند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بدی کا خاتمہ

[illegible]

دیوے نے جمرا ڈائن کو خاک کر کے تیج دیا ڈائن نے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں کو جھٹکا تو ایک سانپ نکلا جو دیوے ہوا میں ہی پکڑ لیا اور اپنے تیز دانتوں سے اس کا سر کاٹ دیا ڈائن نے اپنے ہاتھوں کو ہلایا اور زور سے دیو کی طرف جھٹکا تو آگ کا ایک گولا دیو کی طرف بڑھا جو اس کے پاس جا کر خود بخود ختم ہو گیا ڈائن حیران رہ گئی کہ میرا کوئی بھی منتر اس پر اثر نہیں کر رہا ہے بس بھی کچھ ہے تمہارے پاس اب دیکھو۔ دیوے نے یہ کہہ کر اپنے جسم کو نیچے کی طرف کر کے اوپر کی طرف ایک انگڑائی لی تو وہ دیو سے خوفناک شیر بن گیا اس سے پہلے کہ ڈائن کچھ سمجھتی شیر نے چھلانگ لگائی اور اس ڈائن کی گردن پر اپنے جبڑے جما دیئے۔ وہ نیچے گر پڑی اور دیو نے ایک جھٹکے سے اس کی گردن تن سے جدا کر دی اس کا وجود مٹی کا ڈھیر بن گیا۔ ماسٹر۔ دیوے نے اصلی حالت میں آتے ہی مجھ کو پکارا۔۔ وہ دونوں جادوگر میری طرف بڑھے اور میں جہاں کھڑا تھا وہاں ہی کھڑے کا کھڑا رہ گیا انہوں نے مل کر میری طرف حملہ کر دیا ایک نے اپنے منہ سے آگ نکالی دوسرے نے سانپ دونوں میری طرف بڑھے آگ تو مجھ تک آ کر غائب ہو گئی لیکن سانپ آیا تو میں نے تلوار کے وار سے اس کو دو حصوں میں تبدیل کر دیا ہم نے تمہارے استاد کو بھی کہا تھا کہ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ لیکن وہ نہیں مانا اور نتیجہ اس کی موت پر ختم ہوا کیا تم بھی ایسا ہی چاہتے ہو میری موت تم لوگوں کے ہاتھ ہو گی میں نے اپنے استاد کا بدلا تم دونوں سے لینا ہے اور ساتھ ہی اس دنیا کو تم لوگوں کے شر سے بچانا ہے دونوں نے میری بات سن کر قہقہہ لگایا۔ کیا ہم دونوں کا مقابلہ کرو گے وکرم نے یکدم مجھ پر حملہ کر دیا میں نیچے ہو کر ایک وار اس کی پیٹھ پر کیا وہ چیختا ہوا دور جا گرا آکاش نے بھی مجھ پر چھلانگ لگائی لیکن درمیان میں میرے دوست کالے دیو نے اس کو پکڑ لیا اور اٹھا کر دیوار کے ساتھ دے مارا آکاش گیند کی طرح اچھلا اور تڑپنے لگا۔ ہم نے ان دونوں کو ختم کر دیا۔ ایک خوفناک کہانی۔

بیتے لمحوں کو کوئی بھی یاد نہیں کرتا لیکن میں ان کو یاد کرتا ہوں تاکہ وہ غلطیاں میں دوبارہ نہ کروں جو کر چکا ہوں ایسی غلطیاں جن کو سوچ کر مجھے اپنے آپ سے نفرت ہوتی ہے وہ کہتے ہیں نہ شوق دا کوئی مل نہیں، مجھ کو بھی بچپن سے ہی شوق تھا پتہ کرنے کا بے نصیب سا ہی میں کچھ ایسا ہی آدمی ہوں نہ سمجھ آنے والا چلو میں آپ کو ماضی میں لیے چلتا ہوں یہ دلی والا آدمی جو میرے پاس آئے یہ آواز ایک جوان بابا کی تھی جو مجمعے میں کسی کو بلا رہا تھا بہت سارے لوگ تھے لیکن کسی کا دل نہیں چاہ رہا تھا اس کے پاس جانے کو میں نے یہ آواز ایک اسٹیشن کے پاس گزرتے ہوئے سنی تھی یہ آواز مجھے عجیب سی لگی کاش میں اس وقت اس بات پہ کان نہ دھرتا۔۔۔۔۔ میں نے سوچا تو اس کے پاس کھڑا ہو گیا تمام لوگ میری طرف حیرانی سے دیکھنے لگے اس بوڑھے بابا نے میری طرف دیکھا اور کہا بالک یہاں کھڑا ہو میں وہاں کھڑا ہو گیا اب میں اس جیتے جاگتے انسان کو آپ کی آنکھوں کے سامنے غائب کرتا ہوں اس نے منہ میں پڑھ کر پتہ نہیں کیا پھونکا میری طرف مجھے تو ایسے محسوس ہوا جیسے میں پہلے یکدم بھاری ہوا ہوں میرے سر پہ کسی چیز کا ہاتھ پڑا ہو پھر میں ہلکا ہو گیا تمام لوگ میری طرف حیرانگی سے دیکھنے لگے۔

او یہ تو غائب ہو گیا وہ کمال ہو گیا۔ یہ تو کوئی پہنچی ہوئی ہستی لگتی ہے وغیرہ وغیرہ لیکن میں چیخ کر ان کو یقین دلا رہا تھا کہ یہ سب جھوٹ ہے لیکن کوئی بھی میری بات سن ہی نہیں رہا تھا تمام لوگ اس کے کٹورے میں پیسے ڈالنے لگے جو دیکھتے ہی دیکھتے بھر چکا تھا پھر وہاں پر کوئی نہیں رہا تو اس نے پھونک ماری تو میرے سر سے وہ بھاری سا بوجھ اٹھ گیا اس نے میری طرف دیکھا لیکن میں عجیب سی سوچ میں گم کیا واقعی غائب ہوا تھا یا یہ سب باتیں کر رہے تھے لوگ کتنی دیر میں وہاں کھڑا رہا ریل گاڑی کی وسل مجھے دوبارہ دنیا میں لایا میں وہاں سے گھر کی طرف چل دیا کاروبار میں کچھ خاص

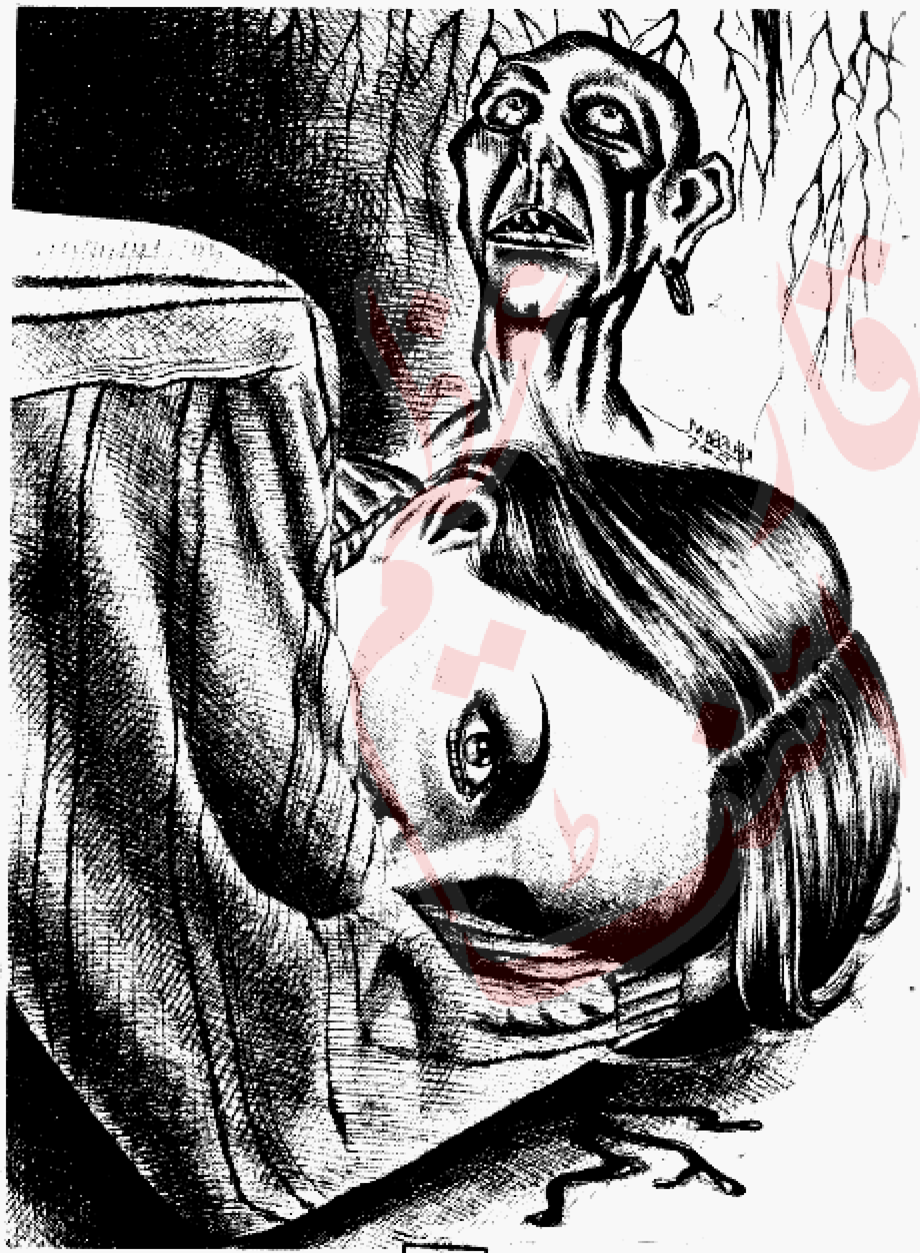

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں بس ایک مارکیٹ ہے جس کے دوکاندار حضرات مجھے کرایہ دیتے ہیں اور اچھا خاصا گزارہ ہو جاتا ہے اس کی ذات کا شکر ہے تیج کو کام تو میرا تھا کوئی نہیں بس سائیڈ پہ جنگل ہے گھنا نہیں بس وہاں کچھ درخت ہیں جڑی بوٹیاں بھی ہیں ادھر چل پڑا تھوڑا سا چلنے پر مجھے وہ جوگی بابا نظر آیا میں اس کے پاس کھڑا ہو گیا ۔کیا واقعی میں غائب ہوا تھا ۔اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور مسکرایا ۔ہاں مختصر سا جواب دیا ۔یہ سب تم نے کیسے کیا ۔یہ باتیں بتانے والی نہیں ہیں لڑکے وہ کچھ ورد سا ہوا کیا مجھے بھی یہ منتر سکھا دو گے ۔میں نے کہا ۔ہاہاہا ۔۔وہ ہنسا مجھے یہ کام کرنے میں سالوں لگ گئے اور تم یہ ابھی کرنا چاہتے ہو میں اس کے تمہیں پیسے دوں گا ۔ہر بندہ بکاؤ نہیں ہوتا ہر کام پیسے سے نہیں ہوتا اور نہ ہی مجھے پیسے سے خرید سکتے ہو میں نے جب دیکھا یہ بندہ ہاتھ آنے والا نہیں تو میں نے اپنی ٹون تبدیل کر دی اچھا مجھے شاگرد بنا لو ۔نظریں اٹھا کر اس نے میری طرف دیکھا اور دیکھتا ہی رہا کافی بہادر ہو ۔ہاں تھا تو نہیں لیکن بنا دیا حالات نے ۔۔

بچے یہ خطرناک کام ہے اس میں نہ ہی پڑو تو اچھا ہے انسان کے لیے کوئی کام بھی خطرناک نہیں ہوتا بس دل میں یقین ہو تو ہر کام ہو سکتا ہے ۔۔کافی بڑی باتیں کرتے ہو ۔میں جواب میں مسکرایا ۔کچھ دیر تو ہمارے درمیان خاموشی کا سلسلہ رہا لیکن پھر اس نے ہی اس تسلسل کو توڑا کل آ جانا ۔میں خوشی خوشی وہاں سے نکلا لگتا ہے قسمت مجھ پہ مہربان ہے لوگوں کو تو سالوں لگ جاتے ہیں لیکن میں نے یہ علم ایک پل میں حاصل کر لیا ۔

چھپتے چھپاتے کر کے میں نے یہ دن گزارا اور پھر کل کو اسی وقت اس کے پاس پہنچ گیا سلام دعا کے بعد اس نے مجھ کو اپنے سامنے بٹھا لیا ۔اس چیز کو حاصل کرنے میں مجھے بہت عرصہ لگا میں نے کتنے بندوں کی خدمتیں کی لوگوں کی خدمت کی تب جا کر میں اس مقام پر پہنچا ہوں وہ کچھ پڑھ کر ساتھ میں مجھ پر پھونکتا بھی رہا اس کے بعد اس نے مجھ کو چند لفظ بتائے اور ان کو یاد کرنے کو کہا یہ الفاظ جب یاد ہو جائیں تو مجھے بتانا میں نے وہ الفاظ تقریباً کچھ منٹوں میں یاد کر لیے آج رات تم کو یہ الفاظ ایک گول دائرے میں بیٹھ کر پڑھنے ہیں اور یہ کام تمام رات کو ہونا ہے اور شروع رات کی نماز کے بعد کرنا ہے صبح کی اذان کے ساتھ ختم کرنا ہے علم تو یہ کالا ہے لیکن میں نے اس کو انسانوں کی بھلائی کے لیے استعمال کیا ہے لوگوں کی مصیبتوں کو ختم کرنے کے لیے کبھی کسی کو اس سے تکلیف نہیں دی اور تم بھی ایسا ہی کرنا ہاں ایسا ہی کروں گا استاد یہ الفاظ میرے منہ سے نکل گئے اور حیران ہو گیا کہ یہ کیسے ہوا میں اتنا مہذب تو نہ تھا وہ مسکرایا ٹھیک ہے جیسے جیسے ہو تم نے ان الفاظوں کو شروع کرنے سے پہلے اپنے گرد ایک دائرہ لگانا ہے اور صبح تک اس میں بیٹھ کر یہ الفاظ پڑھنے ہیں ہو سکتا ہے تمہیں ڈرایا جائے گا لیکن تم نے باہر نہیں نکلنا خواہ کچھ بھی ہو جائے ٹھیک ہے جی استاد محترم اب ٹھیک ہے جاؤ میں گھر کی طرف چل پڑا سورج اپنا فاصلہ طے کر چکا تھا مغرب میں جا کر غروب ہو گیا آہستہ آہستہ وہ ٹائم بھی آ گیا جس کا انتظار تھا ویسے ہی آپ کو بتاتا چلوں میرا گھر بھی ایک سائیڈ پہ ہے مجھے ملنے ملانے کا کوئی شوق نہیں تھا اور نہ ہی دوست بنانے کا اس وجہ سے میں دنیا میں اکیلا ہوں تب میں نے سوچا عمل میں گھر میں ہی سائیڈ پہ کروں گا میں نے ایک کونے کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ۔

وہاں پر بیٹھ کر استاد کے بتائے ہوئے الفاظ دہرانے لگا دو گھنٹے گزر گئے لیکن کچھ بھی نہ ہوا میں خوش ہو چلو یہ کام تو اچھا ہو رہا ہے ابھی یہ سوچ میرے ذہن میں آئی ہی تھی کہ میں نے محسوس کیا جیسے کوئی میرے آس پاس موجود ہے آنکھیں کھول کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا میں نے شکر ادا کیا تھوڑی دیر کے بعد ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں پھر ان ہواؤں نے جھکڑ کا رنگ اپنا لیا اتنا تیز طوفان میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ میرے ساتھ گھر کو بھی اڑا لے جائے گا کچھ دیر کے بعد یکدم طوفان ختم ہو گیا اور میرے گھر کے دروازے کھڑکیاں زور زور سے بجنے لگ پڑے ۔ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سب جیسے ابھی اکھڑ جائیں گے میں نے دروازے بند کر دیا پھر زور دار دھماکہ ہوا میں بے اختیار اچھل پڑا جیسے کسی نے نیوکلیئر ہتھیار پھینک دیا ہو اور تمام علاقہ تباہ ہو گیا میں نے کانوں کو ہاتھوں کی لپیٹ میں لے لیا آنکھیں کھول بیٹھے مجھے ایک بہت ہی خوفناک آواز سنائی دی میں نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں تو میں نے سامنے ایک عجیب و غریب انسان کو دیکھا قد اس کا سات فٹ کے برابر رنگ توے کی طرح کالا اور آنکھیں اس کی سرخ جیسے خون کی ڈوریاں اور دانت اس کے سفید سائیڈ کے دو دانت اوپر والے باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے کیا بات ہے کیوں تنگ کر رہے ہو میں پہلے تو حیران ہوا پھر کہا تم کون ہو میں اس علاقے کا مالک ہوں اور تم میرے آرام میں خلل ڈال رہے ہو میں حیران ہوا ۔جاؤ یہاں سے

مجھے چلہ کرنے دو میں نے کچھ غصے میں کہا وہ یکدم بپھر گیا تیری یہ مجال کہ روانسان اس نے ایک انگڑائی لی اور پھر اگلا منظر جو میں نے دیکھا وہ میرے ہوش کو ختم کرنے کے لیے کافی تھا اس کی جگہ ایک خوفناک بلا کھڑی تھی جس کی چار ٹانگیں منہ ڈائنا سار کی طرح کھلا ہوا اور بہت بڑا پنجوں کے ناخن چار انچ کے برابر تھے اور دانت اتنے بڑے کہ اف میں تو اپنی جگہ سے بھاگنے کا پروگرام بنانے لگا اس نے منہ کھول کر زور سے آواز نکالی ایسا محسوس ہوا جیسے بیسوں شیر مل کر دھاڑے ہوں اور اس کی آواز سن کر میرے سائیڈ والے دو فٹ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ۔

مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میرے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے اور میں ڈر جاؤں گا میرے دل میں آیا کہ یہاں سے میں اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کو تھا کہ مجھے استاد کی آواز سنائی دی ۔نہ ساحل دائرے سے باہر نہ نکلنا تمہیں ڈرا سکتا ہے لیکن دائرے میں نہیں آ سکتا ہے اپنا عمل کرو مجھے کچھ حوصلہ ہوا پھر وہ مجھے ڈراتا ہوا باہر نکلا باہر نکل کر دیکھا تو ہر چیز اپنی جگہ پر تھی نہ تو درختوں کو کچھ ہوا اور نہ ہی جہاں وہ بلا کھڑی تھی کوئی نشان ہے میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کالا دھواں سا ایک جگہ پر جمع ہوا اور اس نے وہی کالے انسان کی شکل بنا دی میں پوچھو ذرا نہ مالک ڈر میں اب تمہارا غلام ہوں میں حیران ہو گیا یہ جو آپ نے چلہ کیا اس کی وجہ سے میں آپ کے تابع ہوں میں خوش ہوا اچھا تو مجھے استاد کے پاس لے چلو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور پلک جھپکتے میں استاد کے پاس لے گیا میں حیران ہوا جب کہ استاد مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے مبارک ہو ساحل مبارک ہو پہلی کامیابی ۔۔اٹھ میرے گلے لگ میں نے خیر مبارک کہا ۔

میں نے اس جن سے کہا تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا کالا دیو ۔اوہ اچھا تو تم دیو ہو گی وہ علاقہ تمام میرا ہی ہے اس وجہ سے اچھا اب تم جاؤ تو جب ضرورت ہو گی بلاؤں گا استاد نے کہا اب تم نے روحانی دنیا میں قدم رکھ چکے ہو اس دنیا سے باہر نکلنا بہت مشکل ہے اور میری بات یاد رکھنا جیسے بھی ہو تم نے یہ عمل اچھے کاموں کے لیے کرنا ہے کوئی برا کام نہیں کرنا ہے ورنہ تم خود ان کی لپیٹ میں آ جاؤ گے اور تمہاری موت اور ایسی ہو گی کہ کسی بھی انسان کی ایسی موت ہوئی نہ ہو گی ۔جی استاد جی میں بھلائی کے لیے یہ کام کروں گا اچھا اب تم جاؤ اور آرام کرو میں نے کالے دیو کو بلایا اور گھر لے جانے کو اسے کہا گھر آ کر آرام کرنے لگا ۔پہر کے تین بجے میں جاگا میں اٹھا اور باہر نکلا پیٹ پوجا کرنے کو میں ابھی واپس ہی آ رہا تھا کہ مجھے ایک عجیب سا بندہ نظر آیا میں نے کہا چلو فارغ تو ویسے ہی ہوں اس کا پیچھا کرتے ہیں یہ کہاں جاتا ہے چلتے ہوئے اس نے اپنا رخ جنگل کی طرف کر دیا اور پھر اس اس کو جھٹک دیا استاد کا کوئی دوست یا رشتہ دار نہ ہو خواہ مخواہ پھر گیا ۔چلو چل کر دیکھتے ہیں کون ہے اس کا پیچھا کرتے ہوئے میں استاد کے گھر کے تک پہنچا استاد جیسے ہی اس کو دیکھا تو ان کے چہرے کے تاثرات دیکھے جیسے انہیں اس آدمی کا آنا اچھا نہیں لگا پھر کچھ ان کے درمیان باتیں ہوئیں اور وہ چل پڑا میں کچھ دیر سوچتا رہا کیا ماجرہ ہو سکتا ہے پر کچھ بھی سمجھ نہ آیا تو استاد کی طرف چل پڑا سلام دعا کے بعد ان سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا تو وہ پہلے میری طرف دیکھنے لگے پھر تمام کہانی سنا دی وہ بولے میری طرح یہ بھی جادوگر ہے لیکن لوگوں کو تکلیف دیتا ہے اور مجھ کو بھی اپنا ساتھی بنانا چاہتا ہے بس اس وجہ سے میری اس سے نہیں بنتی ہے میں کچھ سوچ میں پڑ گیا کچھ دیر وہاں ٹھہرنے کے بعد واپس گھر کا رخ کیا رات ہوئی میں سو گیا ۔

آدھی رات کو مجھے ایسا لگا جیسے کوئی مجھے جگا رہا ہے میں ہڑبڑا کر اٹھا تو سامنے کالا دیو تھا میں نے کہا یار کیا مسئلہ ہے آدھی رات کو جگا رہے ہو تو وہ بولا آپ کے استاد کو کسی نے قتل کر دیا ہے ۔کیا ۔۔میری تو آنکھیں پھیل کر میلوں ہو گئیں لیکن کیسے ۔کیوں ۔یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ اچھا مجھے لے کر چلو وہ مجھے وہاں لے گیا تو میں نے دیکھا وہاں پہ ہر چیز درہم برہم ہوئی ہے بڑے بڑے گڑھے بنے ہوئے ہیں ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی یہاں لڑتا رہا ہو میں چلتے چلتے آگے گیا تو مجھے ایک جگہ استاد کی لاش نظر آئی ان کا جسم خون سے بھرا ہوا تھا کپڑے بھی خون سے لت پت میں نے ان کی نبض پہ ہاتھ رکھا تو وہ بند تھی کیسے ہو گیا میرے بے اختیار آنسو نکل آئے میں کتنی دیر تک ان کی لاش سے لپٹ کر روتا رہا اس دنیا کی ان ای وقتی تو میرے اپنے تھے ۔صبح ہو گئی میں لاش اٹھا کر شہر کی طرف ۔۔ آدمی میرے گرد جمع ہو گئے مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگے جتنی زبانیں ہوں پھر اتنی ہی باتیں الغرض پھر استاد کے کفن دفن کا بندوبست ہوا ہم نے ان کو شام کے وقت دفن کر دیا ہر کوئی پریشان تھا میں بھی بوجھل قدموں سے چلتا ہوا واپس آ گیا گھر آ کر کالے دیو کو بلایا یہ کام کس کا ہو سکتا ہے یہ کام کسی انسان کا نہیں ہے کوئی دشمن ہی کر سکتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور تو کوئی نہیں کیا اس کام کا پتہ چل سکتا ہے ہاں لیکن میں اس آدمی کی صرف تصویر دکھا سکتا ہوں۔

اچھا دکھا کالے دیو نے کوئی چیز پڑھ کر پھونکی دیوار پر تو وہاں پر روشنی سی ہو گئی پھر ہلکی ہلکی تصویریں چلنے لگ پڑیں اور آخر میں تصویر ایک آدمی کے چہرے پر آ کر ختم ہوگئی اور وہ آدمی میں نے دیکھا تو اچھل پڑا یہ تو وہی آدمی ہے جو کل آیا تھا میں اسے جانتا ہوں کالے دیو مجھے اس کے پاس لے چلو یہ ایک جادوگر ہے جناب تو کیا ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں لیکن اگر ہم ایک ہو جائیں تو وہ کیسے میرا مطلب ہے میں اپنے آپ کو آپ کے جسم میں منتقل کرلوں تو پھر شاید ہم اس کا مقابلہ کر لیں کچھ سوچ کر ٹھیک ہے کالا دیو ایک دم کالا دھواں سا بنا جو میرے ناک اور منہ سے مجھ میں سما گیا اس کے سماتے ہی مجھے لگا جیسے میں انسان نہیں چٹان ہوں مجھ میں عجیب سی طاقت آ گئی میں گھر سے غائب ہوا اور سیدھا اس آدمی جادوگر کے سامنے جا کھڑا ہوا ایک دفعہ تو وہ ڈر گیا یہ کون ہے پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا کون ہو تم۔ اس نے بارعب انداز میں کہا تم نے استاد کی جان کیوں لی ہے۔ میں نے کسی کی جان نہیں لی اور تم کسی استاد کی بات کر رہے ہو وہ جنگل میں تھے وہ چونکا او تو اس نے ایک شاگرد بھی بنایا ہوا تھا کمال ہے مجھے پتا نہیں چلا میں نے تم سے سوال پوچھا ہے کیوں مارا ہے میرے استاد کو۔ وہ ہمارے کاموں میں دخل دیتا تھا ہم نے اسے اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن وہ مانتا نہیں تھا اس لیے اس کو ہٹانا پڑا راستے سے۔ میں غصے سے اس کی طرف بڑھا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے ایک طرف پھینک دیا میں اڑتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا لیکن یکدم کھڑا ہو گیا۔

ان کی موت تمہارے لیے مہنگی پڑے گی ذلیل انسان میں نے غصے میں آ کر اس کی طرف آگ کا گولا پھینکا تو اس نے اپنے ہاتھوں میں ہی جذب کر لیا پھر اگلے وار سے پہلے اس نے عجیب انداز میں ہاتھ کو میری طرف جھٹکا تو اس سے سانپ نکلا جو پھنکارتا ہوا میری طرف آیا لیکن میں نے اپنے ہاتھ سے اسے پکڑ لیا اس کا سر منہ میں ڈالا اور کاٹ کر پھینک دیا یہ دیکھ کر غصے میں آ گیا پھر تو اس نے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیا میں ہر حملے کو ناکام بناتا رہا کافی دیر کے بعد جب وہ تھک گیا تو میں نے دوڑتے ہوئے اس کی گردن پکڑ لی اور دیوار کے ساتھ لگا لیا وہ زمین سے چار فٹ اونچا تھا وہ ہاتھ پیر مارتا رہا جب دیکھا کہ وہ کچھ نہیں کر سکا تو بولا میرے ساتھ دو جادوگر اور بھی تھے وہ میری موت کا انتقام تم سے لیں گے اس کی بات ابھی مکمل ہی ہوئی تھی کہ میں نے عین دل والے مقام پر اپنا ہاتھ گاڑ دیا اور زور لگا کر اندر دھڑکتے ہوئے دل کو پکڑ لیا اور باہر کھینچ لیا۔ اور اس کو ایک طرف پھینک دیا باہر آ تو میں نے کالے دیو کو باہر آنے کو کہا میرے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ باہر آ گیا اور میں نے اس کی طرف اچھال دیا اس نے ہوا میں ہی پکڑ لیا اس لیے دے رہا ہوں تم کو تاکہ کسی انسان کا خون پینے سے تیری آرزو نہ ہو اس نے سر ہلا کر وہ کھا لیا میں نے جب اس جادوگر کی لاش کی طرف دیکھا تو کالا سا دھواں اٹھا اور میرے سے ٹکرا کر غائب ہو گیا مجھے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا پھر نارمل ہو گیا کالا دیو مبارک ہو آپ کو اس جادوگر کی طاقت مل گئی ہے آپ اب عام انسان نہیں رہے ہیں خود بھی غائب ہو سکتے ہیں آپ میں نے دیو کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا اور خود کو گھر پہنچنے کو کہا تو دھک سے اپنے گھر کے کمرے میں تھا میں بہت خوش ہوا کالے دیو کو پکارا اور اسے کہا ان دو جادوگروں کا بھی ٹھکانے کا پتہ کرو تاکہ اس گندگی کے ساتھ وہ بھی صاف کی جا سکے وہ سر ہلاتا ہوا غائب ہو گیا اور میں سونے کی تیاری کرنے لگا ایک خوبصورت نیند لے کر میں اٹھا ناشتہ کیا اور سوچنے لگا۔

پہلے میری زندگی کیسی تھی کوئی مقصد نہیں بس بے وجہ ہی زندگی کاٹ رہا تھا چلو اب مجھے وجہ مل گئی ہے جو کچھ بھی ہو میں انسانوں کی ہر حال میں مدد کروں گا اور اپنے استاد کے قول کو کبھی بھی نہیں بھولوں گا میں نے دل کے ساتھ پکا وعدہ کر لیا اسی طرح میں چلتا ہوا باہر کی طرف نکل پڑا تھوڑا سا آگے چلا تو ایک طرف ہجوم سا نظر آیا اور اس دوران بھی بھی چیخنے کی آوازیں بھی اور رونے کی آوازیں آئیں۔ میں وہاں چل پڑا ہجوم کو پیچھے دھکیلتے ہوئے آگے بڑھا تو ایک چودہ پندرہ سالہ بچی زمین پر لیٹی ہوئی تھی اور زور زور سے اپنا سر پیچھے زمین پر مارتی جب کہ اس کی ماں اس کو سنبھالتے اور ساتھ رونے میں بھی لگی ہوئی تھی میں نے بچی کی طرف دیکھا اور منہ میں وظیفہ پڑھ کر اس پر پھونکا تو وہ سکون میں آ گئی جلدی سے آگے بڑھ کر اس بچی کو اٹھایا اس کا خون سر سے بہہ رہا تھا مجھے دنیا سے اس وجہ سے غصہ آتا ہے جب کسی کی مدد کا وقت آتا ہے تو ہاتھ باندھ کر اس کا تماشہ دیکھتے رہتے ہیں اور پھر بعد میں اول فول بکتے رہتے ہیں بچی کو اٹھا کر اور گھر کی طرف چل دیا اس عورت جو غالباً ماں ہوگی مجھے کچھ بھی نہیں کہا بس میرے ساتھ چلتی رہیں میں نے گھر میں آ کر اس کو بیڈ پر لٹا دیا اور اس کا

خون صاف کیا پھر اس عورت کی طرف متوجہ ہوا خالہ جی کیا مسئلہ ہے آپ کی بچی کے ساتھ اس سوال پر پہلے تو کتنے آنسو اس کی آنکھوں سے نکلے اور پھر بولی۔ بیٹا چھ ماہ سے پہلے خواب میں ڈرتی تھی پھر اس کو دن کے وقت چیزیں نظر آنے لگیں یہ چیختی چلاتی باہر نکل جاتی۔ بے ہوش ہو جاتی اس وجہ سے میں نے اس کو سکول سے چھڑوا دیا ہے لیکن اب اس کو یہ دورے پڑنے لگے ہیں آج ضد کرنے لگی امی مجھے باہر لے جائیں تو یہ حال ہوا ہے اس کا خاتون یہ کہہ کر رونے لگی کیا نام ہے اس کا۔ میں نے پوچھا۔

فائزہ بیٹا۔ میں نے ایک نظر خاتون کی طرف دیکھا پھر اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوا وظیفہ پڑھا اور اس پر پھونک ماری جو بھی ہو سامنے آؤ میں نے کہا پہلے تو وہ سکون سے لیٹی رہی پھر اس نے دائیں بائیں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے آہستہ آہستہ اس کی رفتار تیز ہوگئی اس کے بعد یکدم رک گئی جیسے اس کی روح نکل گئی ہو پھر وہ آہستہ آہستہ اٹھی اور بیڈ پر بیٹھ گئی اور میری طرف منہ کر کے اپنی آنکھیں کھولیں اس کی آنکھیں لال انگاروں کی طرح سرخ تھیں منہ سے جھاگ بہنے لگی۔ کیوں بلایا ہے مجھے۔ مردانہ آواز نکلی اس کے منہ سے۔ وہ خاتون تو ڈر گئی۔ میں نے ان کو دلاسہ دیا کیوں تنگ کر رہے ہو اس لڑکی کو۔ میری مرضی تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے اس نے آگے سے الٹا جواب دیا میں کرسی کھینچ کر اس کے بالکل سامنے بیٹھ گیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا پہلے تو وہ دیکھتا رہا پھر آہستہ آہستہ اسے پسینے آنے لگ پڑے پھر اس نے اپنی آنکھوں کا ملنا شروع کر دیا بس کرو مجھے تکلیف ہو رہی ہے پر میں کہاں باز آنے والا تھا۔

میں مسلسل اس کی آنکھوں کی طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ فائزہ کو جھٹکے لگنے شروع ہو گئے پھر میں نے ساتھ میں اس پر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیا اس کے جسم سے دھواں سا نکلنا شروع ہو گیا جیسے اس لڑکی کو آگ لگ گئی ہو سر درد سے اس کے جسم کا سارا خون چہرے میں آ گیا میں نے آگے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال پکڑے وہ بہت چلا رہا تھا مجھے چھوڑ دو مگر میں نے اس کی ایک نہ سنی اس کو بالوں سے پکڑ کر فائزہ کے جسم سے باہر کھینچ لیا فائزہ کا بے جان جسم بیڈ پر گر گیا مگر میں نے اس جن کو نہیں چھوڑا پھر وہ معافیاں مانگنے لگا۔ اس کی شکل بہت ہی خوفناک تھی ایک بار تو وہ خاتون بھی ڈر گئی یہ کیا چیز ہے میں نے ان کو حوصلہ دیا کہ یہ جن ایسے ہی ہوتے ہیں اس کی سائیڈ والے دانت باہر نکلے ہوئے تھے رنگ کالا ناخن بڑے بڑے جیسے بلیڈ پاؤں بہت ہی گندے اور بڑے کالے دیو کو میں نے حاضر کیا اور اس جن کو اس کے حوالے کر دیا وہ اسے پکڑ کر غائب ہو گیا پھر میں آہستہ آہستہ سے فائزہ کی طرف بڑھا اس پر پانی کے چھینٹے مارے تو وہ ہوش میں آنا شروع ہوگئی پہلے مجھے دیکھ کر وہ ڈر گئی لیکن اپنی ماں کو دیکھ کر وہ ان سے لپٹ گئی امی میں کہاں ہوں مجھے کیا ہوا تھا۔ اور یہ میرے جسم میں درد کیوں ہو رہا ہے میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے ایسے کئی سوال اس نے ایک ساتھ ہی کر دیئے ماں نے اسے حوصلہ دیا بیٹا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بس تم بیہوش ہوگئی تھی اور یہ تم کو گھر لے آیا تھا۔ ان خاتون کو میں نے کہا اب آپ بے فکر رہیں وہ اس کو دوبارہ تنگ نہیں کرے گا اس خاتون نے مجھے ہزاروں دعائیں دیں اور گھر سے رخصت ہو گئیں میں وہ دعائیں لے کر عجیب سی خوشی محسوس کرنے لگا میں نے بے اختیار خدا کا شکر ادا کیا زندگی میں پہلا کام جو میں نے کیا تھا کسی کو بھی تکلیف سے نجات دی آکاش تم کو پتہ ہے منتوش جادوگر کو کسی نے مار دیا ہے کیا۔ ایک کالے زرواسے جادوگر کے منہ سے آواز نکلی یہ کیسے ہو سکتا ہے مجھے بھی ابھی پتہ چلا ہے میں نے اپنی طاقت کو بھیجا تو اس نے مجھے بتایا یہ کام کون کرتا ہے ہم نے تو اس مسلمان جادوگر کو مار دیا تھا پھر یہ کون ہے جو ہمارا دشمن بنا بیٹھا ہے چلو دشمن وکرم میں پتہ کرتا ہوں۔

یہ کون ہے اس نے کچھ پڑھ کر سامنے دیوار پر پھونک ماری تو دھندلا سا عکس بنا پھر وہ عکس واضح ہو گیا یہ منتوش جادوگر کا گھر تھا وہاں پر ساحل نے اس کو اس کو ختم کیا تھا پھر وہاں پر ہر چیز ریوائنڈ ہونے لگی جیسے کوئی فلم دیکھ رہا ہو اور اس کو پیچھے کرتا ہو ہوتے ہوتے آکاش ایک جگہ پر رکا وہاں پر عجیب سا منظر تھا ایک نوجوان لڑکا منتوش کو دیوار کے ساتھ لگایا ہوا تھا وہ اس سے کوئی بات کر رہا تھا ان کو آواز تو نہیں آئی لیکن اگلا منظر دیکھ کر جھٹکا لگا اس لڑکے کا ہاتھ بلیڈ کی طرح اس کے سینے میں گھسا ہوا تھا اور تھوڑی دیر میں منتوش کا دل اس کے اس کے ہاتھ میں تھا اس کے آگے یکدم وہ سین ختم ہو گیا اور دیوار دوبارہ نمودار ہو گئی۔ وکرم اس کے بارے میں پتہ کرو یہ کون ہے اچھا وکرم نے منہ میں کچھ بڑبڑایا اور اس کو پھر اپنے دائیں ہاتھ پر پھونکا اور وہ دائیاں ہاتھ اس نے زور سے زمین پر مارا زمین میں دراڑ پڑ گئی اس دراڑ سے دھواں نکلا وہ دھواں ایک جگہ جمع ہوا پھر اس سے پاؤں بنے پھر ٹانگیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آہستہ آہستہ سارا جسم تشکیل ہوا ایک ڈائن رنگ کالا ناخن بڑے دانت باہر کو نکلے ہوئے اور پیلے آنکھوں انگاروں کی طرح سرخ رنگ شیطان کی آنت کی طرح لمبی اور سرخ جیسے ابھی کسی کا خون چوسا ہو بال سانپوں کی طرح بکھرے ہوئے جیسے صدیوں سے نہائی نہ ہو کیا بات ہے وکرم دھرما ڈائن مجھے کسی کا پتہ کروانا ہے وہ پتہ ہی کروانا ہے کہ اس کو اٹھا کر بھی لانا ہے۔ نہیں صرف معلومات حاصل کرنی ہے پہلے تم سنتوش کے گھر جاؤ اس کے بعد تم کو پتہ چل جائے گا کیونکہ ہم بھی معلوم نہیں کر پائے کہ وہ کون ہے اور ہاں وہ کوئی بوڑھا جادوگر نہیں ہے بلکہ ایک جوان لڑکا ہے جاؤ بجلی کی کڑک کی طرح سے وہ غائب ہو گیا ابھی پتہ چل جائے گا کہ آکاش وہ کون ہے۔

بس تھوڑی دیر انتظار کریں کچھ دیر میں بجلی کی کڑک ہوئی وہ ڈائن پھر نمودار ہوئی کیا پتہ چلا ہے وکرم وہ کوئی عام لڑکا نہیں ہے بلکہ سنتوش کی طاقتیں اس کے پاس ہیں اور وہ ایک مسلمان جادوگر کا شاگرد ہے لیکن وہ جادوگر مر چکا ہے ہاں ہم نے ہی اسے مارا تھا وہ لڑکا سنتوش سے اس جادوگر کا بدلہ لینے آیا تھا اور یاد رکھنا وہ تم لوگوں کو ڈھونڈے گا پھر کیا آگے کا کچھ پتہ نہیں شاید بہت بھینگر ہو جائے۔ اچھا میں چلتی ہوں وہ یکدم اسی دراز میں سما گئی۔ میں کرسی پر بیٹھا ہوا یہ بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ اب کیا کروں کالا دیو بھی کوئی خبر نہیں لے کر نہیں آیا۔ تھوڑی دیر اسی سوچ میں ڈوبا رہا تھا کہ کالا دیو نمودار ہوا عینک والے جن کی طرح کیوں آپ کن سوچوں میں ڈوبے ہوئے ہیں کچھ نہیں بس تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا کیوں پتہ چلا جناب ایک تو یہ ان دونوں جو باقی جادوگر ہیں وہ آپ کے استاد کے ساتھ ہی کام کرتے تھے۔

کیا مطلب میں سمجھا نہیں کھل کر بتاؤ۔ جس جادوگر کو ہم نے مارا اس کا نام سنتوش جادوگر تھا اور باقی جادوگر کا نام ایک وکرم ہے اور دوسرا آکاش۔ یہ دونوں اور آپ کے استاد ایک ہی کے شاگرد آپ کے استاد کیوں کہ مسلمان تھے اور جنہوں نے سکھایا وہ بھی مسلمان تھے جب سے سیکھ چکے تو تینوں نے گندے کام کرنا شروع کر دیے تو استاد نے ان کو روکنے کی کوشش کی لیکن تینوں نے اپنے استاد کو ختم کر دیا پھر آپ کے استاد کو ساتھ ملانے کی کوشش کرنے لگے لیکن یہ نہ مانے اور آگے تو آپ کو پتہ ہے۔۔۔ہوں۔ میں کرسی سے اٹھا اور ٹہلنے لگا لیکن یہ ملیں گے کہاں۔ یہ آپ کو اس ملک کے کونے میں جو شمال کی طرف ہے وہاں ملیں گے یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور مشکل میں تا کہ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں عام انسان جائے تو چڑیل ڈائن جن وغیرہ جو انہوں نے حفاظت پر معمور کیے ہیں اس کو پل بھر میں موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں اچھا تم جاؤ کل ان کی طرف چلیں گے آج آرام کر لو تا کہ پھر کل فریش ہو کر چلیں ہو سکتا ہے مقابلہ کافی کٹھن ہو دیو سر کو ہلاتے ہوئے غائب ہو گیا میں باہر کی طرف چل دیا بلاوجہ گھومتا رہا پھر رات کو واپس آ گیا آج میں نے سونے سے پہلے اپنے گرد حصار قائم کر دیا تا کہ کوئی حملہ نہ کر دے مجھے لگتا ہے وکرم کچھ ہونے والا ہے شاید ۔۔کیا۔۔۔پتہ نہیں کوئی جنگ اس لیے اپنی تیاریاں مکمل کر لوں اس علاقے میں اپنے نام کا زندہ نہ چھوڑ دوں تا کہ کوئی انسان بھی یہاں نہ بھٹک سکے ٹھیک ہے آکاش میں ایسا ہی کرتا ہوں آکاش آنکھیں بند کر کے کچھ بڑبڑانے لگا شاید وہ کچھ دیکھنا چاہتا تھا لیکن اس کو کچھ نظر نہ آیا میں ہر طرف دھواں ہی دھواں تھا کوئی چیز بھی صاف نظر نہ آئی اس کو بڑی حیرانگی ہوئی یہ نہیں ہو سکتا اس نے پھر دوبارہ نظر دوڑائی لیکن نتیجہ صفر ہی رہا۔ وہ پریشانی سے سوچنے لگا خیر ہی ہو پتہ نہیں کیا ماجرا ہے پہلے تو ایسے کبھی نہیں ہوا۔

ناشتہ کر کے میں دیو کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر بعد میں اٹھ گیا اور تیار ہوا۔ ہاں میں بالکل تیار ہوں میں تو چلو دیو نے وہ جگہ دیکھی ہوئی تھی اس لیے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا کچھ دیر کے بعد ہم ایک ویران سی جگہ پر کھڑے تھے جو دائیں طرف راستہ ہے آپ اس کی طرف چلیں میں غائبی حالت میں آپ کی حفاظت کروں گا ٹھیک ہے میں نے اللہ کا نام لے کر چل پڑا ارادے نیک ہوں تو خدا بھی ساتھ دیتا ہے تھوڑی دیر کے بعد مجھے ایسے ہی محسوس ہوا کہ کچھ چیزیں حرکت کر رہی ہیں میں حیران ہوا کہ یہ کیا چیز ہے خاموشی سے کھڑے ایک طرف دیکھنے لگا کچھ دیر کے بعد ایک عجیب سی بلا مجھے نظر آئی اور اس کی گردن مڑی ہوئی تھی اس کا قد بھی بالکل میری طرح تھا میں کافی پریشان ہوا وہ اپنے خوفناک پنجے زمین میں گاڑتے ہوئے میری طرف آ رہی تھی اور ساتھ ہی خوفناک طریقے سے غرا رہی تھی تھوڑے سے فاصلے پر پہنچ کر رک گئی اور اپنی دونوں اگلی ٹانگوں پر زور دیا میں سمجھ گیا اب وہ حملہ کرنا چاہتی ہے میری یہ سوچ ابھی پوری ہوئی تھی کہ اس نے مجھ پر چھلانگ لگا دی لیکن میرے تک پہنچنے سے پہلے ایک بہت ہی خوفناک شیر جو عام شیروں کی جسامت زیادہ بڑا اور طاقتور تھا راستے میں ہی اس کو دبوچ لیا۔ اور اس کو زور سے پکڑ کر

درخت پر دے مارا۔ وہ بلا درخت کے ساتھ لگتے ہی سیدھی ہوئی اور شیر کو گھورنے لگ پڑی مجھے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ کالا دیو ہے جیسے دیو نے روپ بہت زبردست بنایا ہوا تھا۔

مجھے دیکھ کر تو کچھ دیر کے لیے خوف زدہ ہو گیا کہ یہ کیا ماجرہ ہے بلا نے دوبارہ شیر پر حملہ کر دیا لیکن اس دفعہ شیر ایک طرف نہ ہوا بلکہ اپنی جگہ کھڑا رہا بلا جیسے ہی بالکل کالے دیو کے اوپر گری تو دیو نے یکدم ہوا میں خود کو بلند کیا اور اس کی پوری گردن اپنے خوفناک جبڑوں میں لے لی اور کچھ دیر منہ میں اس کی گردن کو دبائے رکھا پھر دونوں پاؤں اس کی چھاتی پر رکھ کر زور سے جھٹکا دیا اور اس کی گردن سر کے ساتھ اس کے منہ میں آ گئی زور سے ایک طرف پھینک دی ساتھ ہی بلا کو آگ لگ گئی کالے دیو نے میری طرف دیکھا میں نے شکریہ ادا کیا وہ ایک طرف چھلانگ لگا کر غائب ہو گیا میں آگے چلنا شروع ہو گیا آگے چلتے رہا جب شروعات رات وہ واقعات پیش نہ آئے پھر شام تک اسی طرح چلتا رہا جب شروعات رات کی ہوئی تو کالا دیو میرے پاس آیا اب آپ کو زیادہ ہوشیار رہنا پڑے گا کیونکہ اب رات کو اس علاقے میں ان کی حکومت ہوتی ہے دن کو جو واقعہ پیش آیا وہ تو ایک فلم کا ٹریلر تھا ٹھیک ہے میں اب بالکل ہوشیار ہوں تم بے فکر رہو میں نے جادو سے ایک تلوار منگوائی اگر کوئی حالات پیش آئے تو مجھے مقابلہ کرنا چاہیے ہر وقت کالا دیو تو مجھے نہیں بچا سکتا ابھی ہماری منزل کافی دور تھی بس اسی وجہ سے ہم لوگ محتاط طریقے سے چل رہے تھے آگے چلتے ہوئے مجھے کسی چیز کی سرسراہٹ محسوس ہوئی میں نے تلوار کو مضبوطی سے پکڑا اور آنکھیں پھیلا کر ہر طرف دیکھنے لگا مگر کچھ بھی نہیں تھا لیکن سرکنے کی آواز بدستور آ رہی تھی حیران ہوا کہ اپنے پاؤں کے قریب کسی کے ہلنے کا پتہ چلا میں نے دیکھا تو حیران ہوا۔

ایک درخت کی ٹہنی میرے پاؤں سے لپٹ رہی تھی میں نے تلوار کے وار سے اس کو کاٹ دیا تو اس میں سے بھیانک چیخ نکلی جیسے کسی کے بازو کو کاٹ دیا گیا ہو۔ مجھے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ آدم خور درخت ہے میں نے وہاں سے نکلنے کی کی لیکن کچھ درخت میرے پیچھے چلنا شروع ہو گئے حیران ہوا کہ کیا ماجرہ ہے اچانک ان درختوں کی شاخیں بڑی ہوئی اور میری طرف بڑھیں میں نے تلوار کے وار سے ان کو کاٹ دیا اور ان سے خون نکلنا شروع ہو گیا میں نے جب دیکھا کہ میں ٹہنی کو کاٹتا ہوں تو ایک اور ٹہنی آ جاتی ہے تو اس بار میں نے جادو کا استعمال کیا استاد کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھا اور تلوار پر پھونکا تلوار میں یکدم چمک سی آ گئی پھر تو میں نے ان درختوں کا کاٹنا شروع کر دیا میرا ہاتھ حیرت انگیز طور پر تیز چل رہا تھا تلوار جس کو بھی لگتی اس میں سے آگ برآمد ہوتی اور وہ پلک جھپکتے راکھ میں تبدیل ہو جاتا پھر میں نے تمام ٹہنی کاٹ ڈالی اب وہاں صرف آدم خور درخت تھے میں تلوار ان سب پر چلا رہا تھا۔ جس سے خون کے فوارے ان درختوں سے نکل رہے تھے اور ساتھ ہی وہ راکھ کا ڈھیر بن رہے تھے ایک بار سب درختوں کی طرف دیکھ کر میں آگے بڑھا تھوڑی دیر میں کالا دیو آ گیا اور بولا استاد وکرم اور آکاش جادوگر کو ہماری آمد کا پتہ چل گیا ہے اور وہ کچھ تیاریاں کر رہے ہیں۔۔۔کیسی تیاریاں۔۔۔ہماری موت کی۔۔۔اس کی بات سن کر ایک بار تو میرے دل کی دھڑکن تیز ہوئی پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا زندگی موت خدا کے ہاتھ میں ہے دیو تم فکر نہ کرو بے شک لیکن آپ ہم کو ساتھ ساتھ میں سفر کرنا ہے تا کہ کچھ ہو جائے تو مل کر اس کا مقابلہ کر سکیں ٹھیک ہے ہم دونوں نے مل کر اب آگے بڑھنا شروع کر دیا کچھ آگے چلنے پر ہم کو ایک میدان نظر آیا۔

لگتا ہے کہ جنگل ختم ہو گیا ہے۔ میں نے کہا بالکل استاد اس جنگل کے بعد اس میدان کے بعد ان کی غار ہے جس میں وہ ۔۔۔ ہیں لیکن یہ میدان موت کی وادی ہے جس سے شاید ہی کوئی بچ پایا۔ واللہ ہمارے ساتھ ہے دیو تم فکر نہ کرو اللہ کا نام لے کر ہم۔۔۔اس میدان میں قدم رکھا ابھی تھوڑا سا چلے تھے کہ ہر طرف آندھی آنا شروع ہو گئی آندھی پہلے سرخ تھی پھر ہمارے نزدیک پہنچ کر کالی ہو گئی ہم حیران ہوئے ساتھ میں کھڑے دیو نے کہا استاد یہ آندھی طلسمی ہے آپ میرا ہاتھ پکڑ لیں میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا آندھی ہمارے پاس سے گزر گئی حالانکہ اس کی سپیڈ بہت تھی ہمارے پیچھے جو درخت تھے وہ جڑوں سے اکھڑنے لگے پر ہمیں کچھ بھی نہ ہوا آندھی ختم ہوئی تو ہم لوگوں کو کچھ سامنے نظر آیا کیا دیکھتے ہیں کہ دو خوفناک بھیڑیے جو عام بھیڑیوں کی نسبت کافی بڑے تھے وہ سامنے کھڑے ہو گئے اور ہم دونوں کو دیکھ کر غرانے لگے غرغر کی آوازیں ان کے منہ سے نکل رہی تھیں اور ٹپکتی ہوئی رالیں جیسے وہ اپنا من پسند کھانے کو دیکھ رہے ہوں اس سے پہلے وہ ہم کو کچھ سوچنے پر مجبور کرتے ان دونوں نے ہم پر چھلانگ لگا دی کالا دیو بائیں اور میں دائیں اور چھلانگ لگا گئے دونوں دھپ کی آواز سے ہماری جگہ پر آ گرے میں نے تلوار کو باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکالا اور مقابلے کے لیے تیار ہو گیا کالا بھیڑیا جو دیو کی طرف تھا اس نے کالے دیو پر چھلانگ لگا دی اس بار دیو ہٹا نہیں بلکہ وہاں ہی ٹھہرا رہا اور اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ لیا میں دیو کی طرف دیکھنے لگا تو یکدم میرے اوپر دوسرے بھیڑیے نے چھلانگ لگا دی میں نے ایک سائیڈ پہ ہو کر تلوار کا اس کی دائیں ٹانگ پر کیا ایک ہلکی سی خراش پڑی اس کے منہ سے اوں کی آواز نکلی تو اس نے ساتھ ہی اپنی اگلی ٹانگ اٹھائی اور زور سے میرے سر کا نشانہ لگا کر گھمائی میں فٹ سے نیچے بیٹھ گیا اس کا وار خالی گیا پر تلوار میں اسی طرح ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا کیونکہ یہی ایک چیز ہے جو مجھ کو اب تک بچائے ہوئے تھی۔

ادھر کالے دیو نے دونوں جبڑے اس کے پکڑے ہوئے تھے اور اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے زور لگا رہا تھا پر دیو نے اس کو چھوڑا نہیں تو کالے بھیڑیے نے دونوں اگلی ٹانگیں اٹھا کر دیو کے سر میں دے ماری اس کی گرفت ڈھیلی پڑی تو اس نے جھٹ سے اپنے آپ کو آزاد کیا اور جنگلی بھینسے کی طرح ڈھس دیو کی چھاتی میں ماری دیو اڑتا ہوا دس فٹ دور جا گرا دھک کی آواز سے وہ زمین پر گرا تو ساتھ ہی بھیڑیا چھلانگ لگا کر اس پر گرا ایک بار تو میرے دل نے کہا دیو اس کے وجود کے نیچے آ کر مارا گیا ہوگا میں نے گھبراہٹ میں نیچے سے مٹی اٹھا کر بھیڑیے کی آنکھوں میں ڈالی میرے ساتھ لڑنے والا بھیڑیا آنکھیں ملنے لگا ساتھ سر بھی جھٹکنے لگا میں نے وقت ضائع کیے بغیر تلوار کا زوردار وار کر کے اس کی گردن سر سے اتار دی وہ زمین پر گر گیا میں نے جلدی سے تلوار کالے دیو کی طرف بڑھا دی جہاں بھیڑیا اس کی چھاتی پر دونوں ٹانگیں رکھ کر جبڑوں سے اس کی گردن اکھاڑنے کی کوشش کر رہا تھا میں دوڑتا ہوا آیا اور ایک چھلانگ لگا کر تلوار کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا جیسے خنجر کو پکڑتے ہیں اور اس بھیڑیے کی گردن میں گھسا دی بھیڑیا چیخنے لگا تو پیچھے سے دیو نے زور لگا کر اس کے منہ کو اوپر کیا تو تلوار دستے کے ساتھ اس کی گردن سے پار ہو گئی اس کے منہ سے خوں خوں کی آوازیں نکلنے لگیں پھر وہ خاموش ہو گیا تو دیو نے اس کو ایک طرف دھکا دے دیا اور وہ سیدھا ہو گیا اس کی چھاتی سے خون بہہ رہا تھا۔

میں نے اس کو متوجہ کر دیا وہ مسکرایا یہ خود ٹھیک ہو جائے گا آپ کا شکریہ آپ نے میری جان بچائی کوئی بات نہیں یار ایک بات تم نے بچائی تھی اب میں نے حساب برابر کر دیا ہے ۔شکریہ ماسٹر میں نے مسکرا دیا تو وہ بولا چلیں جی اب چلتے ہیں ابھی فاصلہ بہت ہے ہم دونوں ایک بار پھر سے چلنے لگے دو گھنٹے چلتے رہے کوئی اور واقعہ ہمارے ساتھ پیش نہ آیا ہم اطمینان سے چلتے چلتے میدان کے اس کونے میں پہنچ گئے جہاں ایک طرف جنگل تھا اور دوسری طرف میدان تھا درمیان میں راستہ بنا ہوا تھا۔ ماسٹر یہ راستہ ہم کو اس غار تک لے جائے گا ہم کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے وہاں پہنچنا ہے ۔اس نے کہا تو ہم نے ایک مرتبہ پھر سے چلنا شروع کر دیا چلتے چلتے ساتھ ساتھ میں سوچتا بھی رہا۔ طاقت جادو بھی کیا چیز ہے پچھلے ڈیڑھ دو دنوں سے چل رہا تھا لیکن کوئی بھی تھکن کا اثر نہیں ہوا تھا ہم چلتے چلتے ایک کھلے میدان میں پہنچ گئے تو دیو نے مجھ کو روک دیا اور کچھ سونگھنے لگا کیا ہوا۔ ماسٹر خطرہ ہے پھر اس کے ساتھ ہم کو ایک آواز سنائی دی اور ساتھ ہی ہمارے ارد گرد سے ڈھانچوں کی فوج سی نکلتی ہوئی دکھائی دی میں نے دیو کی طرف دیکھا تو وہ جھٹ سے جنگل میں گھس گیا اور میں نے اپنا وظیفہ پڑھ کر تلوار پہ پھونکا اور تلوار لے کے ڈھانچوں کی طرف دوڑ لگا دی وہ جیسے ہی میرے قریب آتے میری تلوار بجلی کی طرح چلنے لگی تلوار جس کو بھی لگتی وہ وہیں ڈھیر ہو جاتا۔ اتنے میں مجھے شیر کی دھاڑ سنائی دی جو جنگل سے نکلا اور سیدھا ڈھانچوں کی فوج پر کود گیا میں سمجھ گیا کہ یہ دیو ہے پانچ ڈھانچے تو اس کے نیچے آ کر ہی مر گئے ادھر میں بھی اور تیز ہو گیا۔

ہمارے درمیان کوئی چالیس منٹ لڑائی چلتی رہی آخر میں نے ان کو ختم کر دیا تو ابھی میں سانس بھی نہ لے سکا تھا کہ یکدم زمین میں دراڑ سی پڑی اور میں بالکل لڑکھڑا سا گیا اس میں گرنے والا تھا لیکن دیو نے مجھ کو بچا لیا میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی شکریہ یار ورنہ میں تو گیا تھا دیو کوئی بات کرتا تو اس دراڑ سے دھواں باہر نکلا اور اس دھوئیں نے ایک بدصورت ڈائن کا روپ اپنا لیا۔ جس کو دھرماڈائن کہتے ہیں واہ تو تم لوگ آخر یہاں پر پہنچ ہی گئے مجھے پتہ تھا لیکن اب تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی ہوگی۔۔۔ آپ اس غار میں داخل ہوں ماسٹر میں اس سے خود ہی نمٹ لوں گا دیو نے کہا تو میں غار کی طرف چل دیا ڈائن نے میری طرف منہ کیا لیکن دیو نے اس کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہ دیا اور ڈائن پر چھلانگ لگا دی اور دونوں لڑنے لگے اور میں غار میں داخل ہو گیا تلوار ابھی تک میرے ہاتھوں میں تھی دل کی دھڑکن میری بہت تیز ہو رہی تھی

ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے دل ابھی پھٹ جائے گا چلتا چلتا میں ایک دروازے تک پہنچا اور اس کو کھولنے کے بعد میں نے سیڑھیاں دیکھیں جو نیچے کی طرف جا رہی تھیں میں آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگا مجھ کو تھوڑی دیر میں ان سیڑھیوں نے ایک کھلے کمرے میں اتار دیا تلوار کو اور زیادہ اپنی مضبوط گرفت میں لیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر بعد مجھے دو سائے دکھائی دیے پھر ان سایوں نے انسان جن کو بھی میں نے دیکھا تو دل میں آیا یہی وکرم اور آکاش جادوگر ہیں۔

دیو نے دھرما ڈائن کو اٹھا کر نیچے پٹخ دیا ڈائن نے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں کو جھٹکا تو ایک سانپ نکلا جو دیو نے ہوا میں ہی پکڑ لیا اور اپنے تیز دانتوں سے اس کا سر کاٹ دیا ڈائن نے اپنے ہاتھوں کو ہلایا اور زور سے دیو کی طرف جھٹکا تو آگ کا ایک گولا دیو کی طرف بڑھا جو اس کے پاس جا کر خود بخود ختم ہو گیا ڈائن حیران رہ گئی کہ میرا کوئی بھی منتر اس پر اثر نہیں کر رہا ہے بس بہت ہو چکا ہے تمہارے پاس۔ اب دیکھو۔ دیو نے یکدم اپنے جسم کو نیچے کی طرف کر کے اوپر کی طرف ایک انگڑائی لی تو وہ دیو سے خوفناک شیر بن گیا اس سے پہلے کہ ڈائن کچھ سمجھتی شیر نے چھلانگ لگائی اور اس ڈائن کی گردن پر اپنے جبڑے جما دیے۔ وہ نیچے گر پڑی اور دیو نے ایک جھٹکے سے اس کی گردن تن سے علیحدہ کر دی اس کا وجود مٹی کا ڈھیر بن گیا۔ ماسٹر۔ دیو نے اصلی حالت میں آتے ہی مجھ کو پکارا۔ وہ دونوں جادوگر میری طرف بڑھے اور میں جہاں کھڑا تھا وہاں ہی کھڑے کا کھڑا رہ گیا انہوں نے مل کر میری طرف حملہ کر دیا ایک نے اپنے منہ سے آگ نکالی دوسرے نے سانپ دونوں میری طرف بڑھے آگ تو مجھ تک آ کر غائب ہو گئی لیکن سانپ آیا تو میں نے تلوار کے وار سے اس کو دو حصوں میں تبدیل کر دیا ہم نے تمہارے استاد کو بھی کہا تھا کہ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ لیکن وہ نہیں مانا اور نتیجہ اس کی موت پر ختم ہوا کیا تم بھی ایسا ہی چاہتے ہو میری موت تم لوگوں کے بعد ہوگی میں نے اپنے استاد کا بدلا تم دونوں سے لینا ہے اور ساتھ ہی اس دنیا کو تم لوگوں کے شر سے بچانا ہے دونوں نے میری بات سن کر قہقہہ لگایا۔ کیا ہم دونوں کا مقابلہ کر لو گے وکرم نے یکدم مجھ پر حملہ کر دیا میں پیچھے ہو کر ایک وار اس کی پیٹھ پر کیا وہ چیختا ہوا دور جا گرا آکاش نے بھی مجھ پر چھلانگ لگائی لیکن درمیان میں میرے دوست کالے دیو نے اس کو کیچ کر لیا اور اٹھا کر دیوار کے ساتھ دے مارا آکاش گیند کی طرح اچھلا۔

۔ سر آپ اس کو سنبھالیں میں اس کو دیکھتا ہوں وکرم بھی کھڑا ہو چکا تھا میں وکرم کی طرف بڑھنے لگا وہ مجھ پر جادو کے منتر پڑھ کر پھونکنے لگا کبھی مجھ پر سانپوں سے حملہ کرتا کبھی آگ سے کبھی کس طرح سے اور کبھی کس طرح سے لیکن میں تلوار آگے کر دیتا تو اس کے تمام منتر ضائع ہو جاتے تو وہ مجھ سے معافیاں مانگنے لگا میں نے اس کی ایک نہ سنی اور تلوار سے اس کی گردن اڑا دی ادھر دیو نے آکاش کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور ساتھ ہی اپنے خونی دانت اس کی گردن میں گاڑھ دیے اور زور زور سے کھینچنے لگا تو گوشت کا ٹکڑا بھی ساتھ آ گیا آکاش اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے تڑپ رہا پھر تڑپتے تڑپتے وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا میں نے اپنے استاد کو بدلا لے لیا چلو اب گھر چلتے ہیں میں نے ان دونوں کو مرا ہوا دیکھ کر دیو سے کہا اور دیو نے میری طرف سکون بھری نظروں سے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑا اور ہوا میں اڑنے لگا ہم دونوں ہی لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے تھے۔

یہ تھی میری کہانی میں آج بھی دکھی انسانوں کی خدمت کرتا ہوں اس کی ہر تکلیف دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور اگر کوئی بدی کی طاقت آئے گی تو سوچ لینا کہ ان کا پالا ساحل سے پڑے گا۔۔۔

❀❀❀

غزل

میرے دل میں لہجیں مچانے والے
دل دیتا ہے رو رو کر دعا تجھ کو
اگر چھوڑنا تھا مجھے بے درد زمانے میں
کیا ضرورت تھی دل لگانے کی بے وفا تجھ کو
بھولنے کی کوشش تو بہت کرتا ہوں
مگر شام ہوتے ہی دل یاد کرتا دلربا تجھ کو
تم کیا جانو درد دل کیا ہوتا ہے
احساس ہوتا تب کوئی دے ایسی سزا تجھ کو
میں نے ہمیشہ یہ دعا کی ہے
کبھی رب نہ کرے خفا تجھ کو
پلٹ لے آئے گا کبھی تو اسے جبرائیل
میرے دل کی آخری صدا تجھ کو

جبرائیل آفریدی

❀❀❀

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معصوم لاشے

ریاض احمد

میں چڑیلوں، جنوں، بلاؤں کو محض کتابوں میں پڑھا کرتا تھا۔ میرے نزدیک یہ محض جھوٹ اور من گھڑت کہانیاں ہوتی تھیں۔ لیکن ایسا نہیں۔ یہ من گھڑت کہانیاں نہیں۔ حقیقت ہیں ٹھوس حقیقت ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے ایک لمبی عمر پائی ہے۔ اور میرے ساتھ کیا کیا ہوا بہت بھیانک واقعات ہیں۔ اب چونکہ زندگی کے اس مرحلے میں ہوں جہاں صرف موت ہی قریب ہے زندگی نہیں۔ میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا تھا کہ میں بھی چڑیلوں کا مقابلہ کروں گا ان کا خاتمہ کروں گا جس طرح انہوں نے میرا گھر اجاڑا ہے۔ میں بھی ان کی زندگیاں تباہ کر دوں گا اور میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ اپنا بدلہ لیا۔ اپنے معصوم بچوں کا بدلہ لیا۔ اپنی بیوی کا بدلہ لیا۔ آج سے ساٹھ سال قبل میں اپنے تین بچوں، اکرم، نگہت اور رفعت کو گرمیوں کے موسم میں سکول سے چھٹیاں ہوئیں تو لے کر بچوں کی نانی کے گھر لے کر گیا۔ میری ساس کی صرف ایک ہی بیٹی تھی اور تین بیٹے تھے۔ بیٹی یعنی میری بیگم اور میرے تینوں سالے قریبی شہر میں کام کرتے تھے۔ میں میری بیگم اور بچے جب بچوں کے ننھیال پہنچے تو پہلے کی طرح ہمارا گرم جوشی سے استقبال نہ کیا گیا۔ اس سے قبل جتنی دفعہ بھی ہم وہاں گئے گھر والے میرے بچوں کو ہاتھوں ہاتھ اٹھاتے۔ اس دفعہ کا رویہ میری سمجھ سے باہر تھا۔ گھر کے تمام افراد کے رنگ پیلے پڑے ہوئے تھے۔ جیسے کافی عرصہ سے فاقے کر رہے ہوں۔ چند منٹ بیٹھنے کے بعد میں نے اپنی ساس سے وجہ پوچھی تو وہ بولی اشرف بیٹے تم کو بچوں کو لے کر یہاں نہیں آنا چاہئے تھا۔ آخر کیوں۔ کیا بات ہے میں نے پھر وجہ دریافت کی۔ تو ساس بولی ایک مہینہ سے گاؤں والوں پر قیامت گزر رہی ہے۔ ہر دوسرے دن کسی نہ کسی گھر میں خون ہوتا ہے۔ ایک مہینے میں کم و بیش 10 افراد قتل ہو چکے ہیں۔ آخر یہ قتل کیوں ہوئے۔ کیا گاؤں والوں کی کسی کے ساتھ دشمنی چل رہی ہے۔ نہیں بیٹے نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارے گاؤں کے قریب چڑیلوں بلاؤں نے اپنی بستی بسا لی ہے۔ اور ایک شیر جتنا کالا سیاہ بلا خونخوار آنکھوں والا۔ اشرف بیٹے وہ بلا نہیں بلا سے چڑیل ہے۔ اپنی ساس کی یہ بات سن کر میں کھل کھلا کر ہنسا۔ کیونکہ میں ان چیزوں کو قطعی نہیں مانتا تھا۔ ماں جی... آپ بھی عجیب باتیں کرتی ہیں۔ یہ جن بھوت بلائیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ آپ لوگوں کا وہم ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس کا دل چھوٹا ہوتا ہے وہ تنکے سے بھی خوف کھا جاتا ہے۔ اور جس کا دل بڑا ہو گا۔ اس کے سامنے پہاڑ بھی روئی کی مانند ہے۔ نہیں اشرف بیٹے یہ حقیقت ہے۔ اگر ہمارے گاؤں میں یہ واقعات نہ ہوتے تو میں تمہاری بات کی تائید کرتی۔ لیکن آنکھوں سامنے دیکھنے کے بعد۔ نہیں بیٹا نہیں۔ تمہیں یہ بات ماننا پڑے گی۔ آرام کرنے کے بعد جب گاؤں کے لوگوں سے ملو گے تب تمہیں یقین آ جائے گا۔ اگر پھر بھی یقین نہ آیا تو گاؤں کے قبرستان میں نئی قبریں دیکھ لینا جو معصوم بچوں کی ہیں۔ بلا بچوں پر زیادہ حملہ کرتا ہے۔ انہیں لہولہان کر دیتا ہے۔ ان کے جسم کے ٹکڑے کر کے خون پیتا رہتا ہے۔ کہاں سے آتا ہے ہمیں معلوم نہیں اگر کوئی اسے مارنے کی کوشش کرتا ہے تو غائب ہو جاتا ہے۔ گاؤں کے سبھی لوگ خوفزدہ ہیں اب تک جتنی بھی اموات ہوئی ہیں رات کے اندھیرے میں ہوئی ہیں۔ اور جلتی دھوپ میں ایسے کئی بلے گاؤں کے باہر قبرستان کے آس پاس نظر آتے ہیں۔ جو اپنی شکلیں بدلتے رہتے ہیں۔ گاؤں والوں نے بچوں کو گھر میں بند کر رکھا ہے۔ سخت نگرانی کی جا رہی ہے۔ پھر بھی ہر دوسرے تیسرے دن کسی نہ کسی گھر میں قتل ہو جاتا ہے۔ ماں جی ٹھیک ہے بس کریں۔ کوئی اور بات کریں میں نے بات بدلنی چاہی کیونکہ میں ان چیزوں کو مانتا ہی نہ تھا۔ تھکاوٹ کی وجہ سے میری آنکھیں بند ہونا شروع ہو گئیں اور جلدی ہی سو گیا۔ جب اٹھا تو عصر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ میں اٹھا غسل کیا۔ اور مسجد چلا گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گاؤں کے لوگ میرے واقف تھے۔ اس لئے نماز سے فارغ ہو کر ان سے گپ شپ لگانے لگا۔ لیکن گاؤں کے تقریباً ہر فرد کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ ان سب کے اندر ایک خوف تھا۔ گاؤں والوں کی یہ حالت دیکھ کر مجھے اماں کی باتوں کا کچھ کچھ یقین ہونے لگا۔ لیکن پھر اس یقین کو مذاق میں بدل دیا اور گھر آ گیا۔ گاؤں والوں کی عادت ہوتی ہے کہ سرِشام ہی رات کا کھانا کھا لیا جاتا ہے۔ وہاں بھی ایسا ہی ہوا مغرب کی نماز پڑھنے کے فوری بعد کھانا ٹیبل پر لگا دیا گیا۔ جو میں نے کھا لیا اور چھت پر جا کر لیٹ گیا۔ میرے بچے بھی چھت پر آ گئے۔ بچے گاؤں کی آب و ہوا دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ کبھی ادھر بھاگتے کبھی ادھر۔ بچوں کو خوش دیکھ کر میں بھی خوش ہو رہا تھا۔ اماں کی باتوں کا میری بیوی نے اس قدر اثر لیا کہ چھت پر آتے ہی کہا۔ اشرف صاحب ہمیں یہاں زیادہ دن نہیں رکنا چاہئے۔ صبح بچوں کو لے کر واپس چلے جاتے ہیں۔ مجھے تو خوف آ رہا ہے کہ کہیں.... کچھ نہیں ہو گا پاگل ہو گئی ہو۔ میں نے بیوی کو پیار اور محبت کے ملے جلے الفاظ میں ڈانٹا۔ لیکن اس کے دل میں ماں نے جو خوف ڈال دیا تھا وہ نکلنا مشکل ہو گیا تھا۔ جوں جوں اندھیرا ہوتا جا رہا تھا۔ میری بیوی کی جان پر بنتی جا رہی تھی۔ بچوں کو اندر کمرے میں لے گئی۔ کہ یہاں ہی پنکھے کے نیچے سو جاؤ۔ باہر نہیں جانا۔ کھیلنا بند کرو۔ رات کے نجانے کون سے پہر میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گیا۔ صبح اٹھا تو ہر چیز اپنی اپنی جگہ سلامت تھی۔ گاؤں میں کسی بھی قسم کے رونے دھونے کی بات نہ ہوئی۔ میں نے اپنی ساس سے کہا اماں کہاں ہے بلا مجھے بھی تو دکھاؤ۔ میں نے ساس سے مذاق کیا۔ بیٹا اللہ خیر کرے اور وہ بلا کسی دشمن کے گھر بھی نہ جائے۔ کوئی اچھی بات منہ سے نکالو۔ میری ساس کے چہرے پر اچانک پریشانی نمایاں ہو گئی۔ جس کو میں نے محسوس کرتے ہوئے بات بدل ڈالی۔ میں دفتر سے تین چھٹیاں لے کر آیا تھا اس کے بعد بچوں کو ایک ماہ تک گاؤں میں رہنا تھا۔ تاکہ خوب جی بھر کر اپنی نانی وغیرہ سے مل لیں۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر میں گاؤں کے باہر اس ویرانے میں نکل گیا۔ جہاں بتایا گیا تھا کہ چڑیلوں نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔ مجھے ان چیزوں پر یقین نہ تھا اس لئے بہادر بنا بیٹھا تھا۔ اگر یقین ہوتا تو گاؤں والوں کی طرح گھر میں گھسا رہتا اور ڈیوٹی سے سرِشام ہی فارغ ہو کر بچوں کو ساتھ ہی رہتا۔ آدھا دن اکیلے میں میں نے اس ویرانے میں ہی گزارا۔ وہاں ایک بات نوٹ کی کہ گاؤں کا کوئی بھی بوڑھا، جوان وغیرہ اس ویرانے میں نہ آیا۔ وہ ویرانہ خوف ناک ضرور تھا۔ خوف ناک سے مراد سانپ، بچھو، نیولے وغیرہ کا ڈر تھا۔ کیونکہ اونچے اونچے سروٹ، جھاڑیوں کے بے ترتیب جھرمٹ۔ تپتی دوپہر میں بھی مجھے وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ اور میں واپس گاؤں آ گیا۔ میری اس ہوشیاری اور دلیری پر بجائے کے ساس خوش ہوتی۔ الٹا پیار سے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ بیٹا تجھے منع کیا ہے۔ یہ گاؤں پہلے والا گاؤں نہیں ہے۔ اب سب کچھ بدل گیا ہے۔ لیکن تم ہو کہ میرے اتنا سمجھانے کے باوجود بھی تمہارے سر پر جوں تک نہیں رینگتی۔ گھر میں ہی آرام کرو۔ اگر باہر نکلنا ہی ہے تو وہاں گاؤں میں سکول کی گراؤنڈ ہے۔ گاؤں کے آدمی وہاں دوپہر کو بیٹھتے ہیں۔ وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔ اماں کی بات میں نے کاٹ ڈالی۔ ماں جی آپ تو خواہ مخواہ خوفزدہ ہو رہی ہیں۔ وہی گاؤں ہے وہی لوگ ہیں۔ وہی سب کچھ ہے۔ یہاں کچھ بھی نہیں بدلا۔ آپ سب گاؤں والوں کو وہم ہو گیا ہے۔ وہم---- اتنا کہنے کے بعد میں دوبارہ گھر سے نکل کر سکول کی گراؤنڈ میں چلا گیا---- واقعی گاؤں کے چند بوڑھے کھیتوں وغیرہ کے کام سے فارغ ہو کر درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔ ایک درخت کے نیچے تاش کی گیم چل رہی تھی۔ تاش کا میں بہت شوقین تھا اس لئے بزرگوں کو سلام کیا اور ہاتھ ملانے کے بعد دوسرے درخت کے نیچے تاش والی جگہ پر چلا گیا۔ گاؤں کا سماں تھا اور وہ لوگ یہ جانتے بھی تھے کہ مجھے بھی شوق ہے لہٰذا ایک آدمی نے اپنی جگہ خالی کر کے مجھے بیٹھا دیا۔ اور یوں گیم چلنے لگی۔ وہاں بیٹھے وقت گزرنے کا احساس نہ ہوا۔ گیم گیم میں بلے کی باتیں بھی وہ لوگ آپس میں کر رہے تھے۔ جن پر میں نے ذرا بھی دھیان نہ دیا۔ جب سورج ڈھلنے کے قریب ہوا تب جا کر ہم نے تاش ختم کی۔ بزرگ آدمی وہاں سے جا چکے تھے۔ اس جگہ اور لوگ بیٹھے تھے میں چند منٹ ان کے پاس بیٹھا رہا۔ ایک آدمی کہہ رہا تھا۔ اگر اب وہ بلا گاؤں میں آئی تو فائر کر دیں گے اور وہیں اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ دوسرا بولا نہیں وہ فائر سے نہیں مرے گی۔ وہ بلا ہے ان چیزوں کا اس پر اثر نہیں ہو گا۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ یہ رحمت صاحب کے 6 سالہ بچے پر سب سے پہلے بلا نے حملہ کیا۔ رحمت صاحب آپ خود بتائیں کہ کیا ہوا تھا۔ رحمت کے دو بیٹے تھے۔ رحمت بولا رات کے پچھلے پہر جب میری آنکھ کھلی تو میری چیخ نکل گئی۔ میرے بیٹے کی چارپائی پر ایک سیاہ بلا جھکا ہوا

اٹھا۔ اس نے میرے بیٹے کی گردن کو دبوچ رکھا تھا۔ اور خون پی رہا تھا۔ میری چیخ سنتے ہی اس بلے نے خونخوار آنکھوں سے میری طرف دیکھا اور کمرے میں ہی غائب ہو گیا۔ میں نے اپنے بچے کو دیکھا تو وہ خون میں لت پت مرا پڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی رحمت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں اپنے بیٹے کے لئے کچھ بھی نہ کر سکا۔ میرے سامنے میرا بیٹا بلا کی نظر ہو گیا---- وہ بلا چھوٹا تو نہیں تھا۔ شیر کی مانند مجسم تھا۔ اتنا ہی قد تھا۔ اور آنکھیں خونخوار تھیں۔ رحمت کی زبان میں سچائی تھی۔ اس کی آنکھوں کے آنسو بتا رہے تھے کہ اس کا بیٹا بلا کا نشانہ بنا ہے۔ اسے دیکھ کر مجھے کچھ یقین آنے لگا۔ پھر ایک ایک کر کے اس نے گاؤں میں بلا کا شکار ہونے والے دس بچوں کے بارے میں بتایا کہ وہ بھی اسی طرح لہولہان ہوئے تھے۔ غلام دین کے تو دو بیٹے ہی ایک رات میں بلا کا شکار ہوئے تھے۔ کافی دیر ایسی ہی باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد مغرب کی اذانیں شروع ہو گئیں۔ اور نماز پڑھنے مسجد میں چلے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر سیدھا گھر آ گیا۔ میرے دماغ میں رحمت کی باتیں گونج رہی تھیں اس کے بعد ساس کی باتیں گونجنے لگی تھیں کہ گاؤں بدل چکا ہے۔ یہاں ہر چیز بدل چکی ہے۔ ہر کسی کو اپنے گھر کی فکر ہے۔ شام کے بعد کوئی آدمی گھر سے نہیں نکلتا۔ بچوں کی حفاظت کے لئے رات بھر جاگتا رہتا ہے۔ گھر میں کھانا تیار تھا۔ میں نے کھانا کھایا اور بچوں کو لے کر چھت پر چلا گیا۔ مجھے اپنے بچوں سے بہت زیادہ پیار تھا۔ خدانخواستہ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو---- میں بچوں کی خود ہی نگرانی کرنا چاہتا تھا۔ چھت پر تین چارپائیاں تھیں۔ میں نے اپنی چارپائی سنٹر میں کر لی۔ ایک طرف چارپائی پر میری بڑی بیٹی جس کی عمر 8 سال تھی لیٹ گئی۔ اور میری دوسری طرف دوسری چارپائی پر دونوں بچے لیٹ گئے۔ کچھ دیر آپس میں کھیلنے کے بعد تینوں بچے سو گئے اور میں ان کی نگرانی کرنے لگا۔ نجانے کب میری آنکھ لگی اور کب میں بے ہوشی کی نیند سو گیا۔ اچانک میری بچی زور سے ہلی تو میری آنکھ کھل گئی اور مجھے میری چیخ نکل گئی۔ وہ بلا میری بچی کی گردن کو اپنے دانتوں میں دبوچے خون پی رہا تھا۔ میری چیخ سن کر وہ بلا بھاگ اور پھر پتہ نہیں کہاں گیا۔ نظر نہ آیا اتنے میں میری بیوی اور ساس بھی اوپر آ گئے۔ ہمسائے کے لوگ بھی اپنی اپنی چھتوں پر آ گئے۔ بچی تڑپ جا رہی تھی۔ اور جب بچوں کی چارپائی پر نظر پڑی تو میں ایک خوفناک چیخ کے بعد بے ہوش ہو گیا۔ میرے دونوں معصوم بچے خون میں لت پت چارپائی پر پڑے تھے۔ ان کی گردنیں جسم کے ساتھ لٹکی ہوئی تھیں۔ ان معصوم جسموں پر بلے کے پنجوں کے نشان تھے۔ مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا۔ تو میں نیچے کمرے میں پڑا تھا۔ اور باہر صحن میں گاؤں کے لوگوں کا ہجوم تھا۔ چیخ و پکار اس قدر دردناک تھی۔ کہ آسمان بھی رو رہا ہو۔ پتہ چلا کہ میری بچی بھی تڑپ تڑپ کر خدا کو پیاری ہو گئی۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے پیٹنا شروع کر دیا۔ ہوش اڑ چکے تھے۔ نجانے کیسی بہکی باتیں کرنے لگا۔ معصوم بچوں کے لاشے دیکھ کر گھر میں ماتم ہو رہا تھا۔ خون میں بھیگے کپڑے مجھے تڑپا رہے تھے۔ میرے ہوش اڑا رہے تھے۔ میری بیوی اپنے سر کے بال نوچ رہی تھی۔ پیٹ پیٹ کر خود کو لہولہان کرنا چاہ رہی تھی۔ کون تھا جو اسے تسلی دیتا۔ ہر کوئی آنسو بہا رہا تھا۔ مجھے پوچھا گیا کہ ان لاشوں کا کیا کرنا ہے۔ واپس لے کر جانا ہے یا یہاں دفن کرنا ہے۔ میں نے کہا کہیں نہیں لے کر جاؤں گا یہاں ہی دفن کرنا ہے۔ اپنے گھر والوں کو بھی میری بے ہوشی میں اطلاع کی جا چکی تھی وہ بھی پہنچنے والے تھے اپنے بچوں کی لاشیں دیکھ دیکھ کر میرے آنسو خشک نہ ہو رہے تھے گاؤں کے ہر فرد کی کہانی مجھے سچ لگی تھی۔ میرا مذاق مجھے مہنگا پڑا تھا۔ میرے گھر والے بھی آ گئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے تینوں معصوم بچوں کے خون میں اپنے ہاتھ رنگے اور کہا کہ مجھے قسم ہے اس پیدا کرنے والے کی جب تک گاؤں کی ان بلاؤں کا خاتمہ نہ کر لوں گا چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ اب میری زندگی کا مقصد صرف ان بلاؤں کا خاتمہ ہو گا۔ اور کچھ نہیں مجھے بدلہ لینا ہے۔ ان کی جان لینی ہے۔ میں نے اس عہد کو ہر حال میں پورا کرنا ہے۔ غسل کے بعد میرے معصوموں کو کفن کی صورت میں سفید لباس پہنا کے لے گئے اور قبرستان پہنچ گئے ایک ساتھ لائن میں تین چھوٹی چھوٹی قبریں کھودی تھیں۔ جہاں انہیں دفن کر دیا گیا۔ تمام گاؤں والے واپس آ گئے۔ اور میں قبروں پر ٹیک لگائے آنسو بہاتا رہا۔ وہاں بیٹھے بیٹھے ہی رات کے سائے پھیلنے لگے۔ لیکن مجھے اس زندگی سے کیا لینا تھا۔ کیا تھا۔ اب میرا دنیا میں۔ رات بھر قبرستان میں ہی رہا۔ وہاں ایسے کئی سیاہ بلوں کا سامنا ہوا۔ مختلف صورتیں بدل بدل کر بلائیں مجھے خوف زدہ کرتی رہیں۔ اور میں قرآنی آیات کا ورد کرتا رہا۔ لیکن کسی نے مجھے نقصان نہ پہنچایا رات گزر گئی۔ گاؤں والے میرے پاس قبرستان آئے۔ مجھے تسلی دی اور واپس گاؤں لے گئے۔ مجھے ہر چیز کھانے کو دوڑتی تھی دل چاہتا کہ ابھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلاؤں کا خاتمہ کر ڈالوں۔ لیکن میں کچھ بھی نہ کر سکا۔ ایک ہفتہ تک میں گاؤں میں رہا۔ اسی ہفتہ میں گاؤں میں بالکل اسی طرح ایک اور واقعہ ہوا۔ اس بلا نے ایک اور بچے کا خون کر دیا تھا۔ کسی کے پاس اس مسئلے کا حل نہ تھا۔ عامل لوگ بھی آتے رہے۔ لیکن جنات کی یہ بستی قائم رہی۔ یہ کہانی صرف ایک گھر کی نہ تھی۔ جہاں عامل لوگ آتے۔ یہاں تو گھر گھر یہ واقعات رونما ہو رہے تھے۔ ایک ہفتہ بعد میں اپنا سب کچھ لٹا کر واپس اپنے شہر آگیا۔ ہمارے شہر سے نیبنال گاؤں کا فاصلہ 400 میل تھا۔ اب مجھے کسی ایسے بزرگ کی تلاش تھی جس سے میں بلاؤں کو ختم کر ڈالتا۔ ایک شام میں شہر کے ایک مزار پر بیٹھا اپنے بچوں کے بارے میں سوچ رہا تھا اور خدا سے دعائیں کر رہا تھا کہ ایک درویش مجھے نظر آئے جو ایک کونے میں بیٹھے عبادت الٰہی میں مصروف تھے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے پیچھے جا کر بیٹھ گیا۔ کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ جب وہ بزرگ عبادت الٰہی سے فارغ ہوئے تو میری طرف دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں چمک تھی چہرے پر نور برس رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ انسان نہ ہوں فرشتہ ہوں۔ میں نے جھک کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولے بیٹا میں جانتا ہوں کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ تمہارے دل میں جو کچھ ہے۔ میں نے پڑھ لیا ہے۔ لیکن بیٹا جو تم چاہتے ہو بہت مشکل کام ہے۔ اس کام میں لوگ اکثر ناکام ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجہ موت ہوتا ہے۔ واقعی بزرگ صاحب نے میرے اندر کی بات پڑھ لی تھی۔۔۔۔ باباجی میں لٹ گیا ہوں۔ میں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔۔۔۔ اور وہ مجھے تسلی دیتے رہے۔۔۔۔ اور بولے۔۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔۔ اب تمہاری کیا خواہش ہے۔ باباجی میں نے ان چڑیلوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ صرف میرے بچے انہوں نے ذبح نہیں کئے پورے گاؤں میں بچے ذبح ہو رہے ہیں۔ پورے گاؤں میں ہر دوسرے تیسرے دن صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ باباجی مجھے اس کا حل بتاؤ۔۔۔۔ ان بزرگوں نے ایک دفعہ پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور کہا ٹھیک ہے بیٹے یہ بہت ذمہ داری کا کام ہے۔ پورے اتر گئے تو اپنے مقصد کو پالو گے پورے نہ اترے تو تمہارے بچوں سے بھی برا تمہارا حال ہو گا۔ اچھا سنو ایک وظیفہ دیتا ہوں اسے لگاتار بغیر کسی ناغے کے پورے 41 دن کرنا ہے۔ یہ وظیفہ رات 10 بجے شروع کرنا ہے اور جب تک مکمل نہ ہو جائے پڑھتے رہنا ہے۔ یعنی فجر کی اذانوں سے قبل ختم کرنا ہے

ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنا ہے۔ اس دوران تمہارے سامنے بہت کچھ آئے گا ڈرنا نہیں خوفزدہ نہیں ہونا اور یہ تعویذ گلے میں ڈال لو۔ اس تعویذ کا یہ فائدہ ہو گا کہ کوئی بھی مخلوق تمہارے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکے گی۔ وہ بلا ئیں تم سے پیار اور خوفزدہ کر کے یہ تعویذ حاصل کریں گی لیکن انہیں دینا نہیں اگر دے دیا تو پھر تم اپنا وظیفہ مکمل نہ کر پاؤ گے۔ یہ وظیفہ تم نے اسی گاؤں کے قبرستان میں کرنا ہے۔ خدا تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب کرے گا۔۔۔ بیٹے نماز کی پابندی کرنی ہے۔ فحش کلام سے پرہیز کرنا ہے۔ زیادہ کھانا پینا نہیں۔ کسی چیز کے سہارے بھی کھڑا نہیں ہونا۔ ان چیزوں کا خیال رکھنا۔۔۔۔ اس کے بعد وہ بزرگ اٹھے اور مزار سے بالکل باہر نکل گئے۔۔۔ تعویذ میں نے جیب میں ڈال دیا۔ چہرے پر خوشی کے آثرات نمایاں تھے۔ لیکن وظیفہ بہت مشکل تھا۔ کیسے کرتا۔ اگر یہ وظیفہ نہ کرتا تو میرا مقصد پورا نہ ہوتا۔ اپنے بچوں کے خون سے رنگے ہاتھوں سے جو عہد کیا تھا کیسے پورا ہوتا۔ یہ تمام باتیں میں مزار کی دیوار سے ٹیک لگائے سوچتا رہا۔ رات بھی انہی خیالوں میں گزر گئی۔ اور صبح ہوئی نماز ادا کی۔ دفتر گیا وہاں دو ماہ کی چھٹی کی درخواست دی جو کچھ تگ و دو کے بعد منظور ہو گئی آج گھر سے آئے مجھے ایک ہفتہ ہو گیا تھا بیچے بیوی کیسی تھی کچھ خبر نہ تھی دفتر میں میرے ذمہ کچھ کام زیادہ تھا۔ جو مجھے دو دن میں پورا کر کے دینا تھا۔ اس کے بعد دو ماہ کی چھٹی کرنی تھی۔ نماز میں نے شروع کر دی۔ پانچ وقت کی نماز پڑھتا اور رات بھر جاگتا رہتا کہ اپنے مقصد میں ناکام نہ ہو جاؤں۔ دوسرے دن میں صبح دفتر پہنچا ہی تھا کہ اطلاع ملی کہ میری بیوی خدا کو پیاری ہو گئی۔ وہ بچوں کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ بچوں کی فوتگی کے بعد بیماری سے اٹھ نہ سکی اور بچوں کے پاس چلی گئی۔ خبر ملتے ہی میں نے اپنا کام دوسرے آدمی کے سپرد کیا۔ اور گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔ تقریباً 5 بجے گاؤں پہنچ گیا۔ وہاں پہلے کی طرح ماتم ہو رہا تھا۔ میری بھی وہی حالت تھی میرا تو اب سب کچھ لٹ چکا تھا۔ خود کو کیسے تسلی دیتا آنسو مقدر بن چکے تھے۔ اب میرا دنیا میں کون تھا۔ جس کے لئے میں جیتا۔ ایک دل چاہا کہ خود کو بھی ختم کر ڈالوں اور اپنے بچوں کے پاس پہنچ جاؤں۔ لیکن دوسرے لمحے اپنے عہد کا خیال آیا۔ تو خود کو ختم کرنے کا خیال ختم کر لیا۔ مغرب کی نماز کے بعد بیوی کو بھی بچوں کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔ اب گاؤں جانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ میری ساری فیملی تو یہاں تھی

گاؤں جا کر کیا کرتا۔ آج کی رات پھر بیوی بچوں کے ساتھ ہی گزاری وہاں قبرستان میں پانی کا انتظام موجود تھا۔ جنازگاہ کے قریب ہی ایک نلکا تھا۔ جہاں سے وضو کر کے عشاء کی نماز ادا کی رات بھر بیوی بچوں کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ اور خدا سے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی رو رو کر دعا کی۔ اور اب میں نے بیوی بچوں کی قبروں کے ساتھ ہی وظیفہ کی جگہ کا انتخاب کیا۔ کہ اپنے بچوں کے پاس ہی رہوں۔۔۔ اس جگہ کو میں نے جھاڑیوں اور گھاس سے صاف کیا اور کل سے وظیفہ کا پروگرام بنایا جیب میں ہاتھ ڈالا تو تعویذ غائب تھا۔ میرا ایک دم رنگ اڑ گیا۔ کبھی وہ جیب دیکھ کبھی وہ جیب دیکھ لیکن تعویذ جیب میں نہ تھا۔ پھر خیال آیا کہ تعویذ تو شہر دوسرے کپڑوں میں ہی بھول گیا ہوں۔ میں گاؤں کی طرف بھاگا۔ زبان پر قرآنی آیات جاری تھیں۔ عجیب و غریب قسم کی آوازیں میرا پیچھا کر رہی تھیں۔ جن میں میرے بچوں کی بھی آوازیں تھیں۔ بچوں کی آوازیں سن کر میں رکا لیکن پیچھے دیکھنے ہی والا تھا کہ خیال آیا کہ یہ چڑیل وغیرہ کی آوازیں ہیں۔ اگر پیچھے دیکھ لوں تو ختم کر دیں گی۔ اس لئے دوبارہ بھاگنا شروع کر دیا۔ اور گھر پہنچا۔ اب دل میں الٹے سیدھے خیال آ رہے تھے کہ اگر میرے گھر والوں نے میرے وہ کپڑے دھو ڈالے تو تعویذ تو ختم ہو جائے گا۔ کچھ خیال آتا بھی تھا۔ اگر تعویذ نہ ملا تو میں وظیفہ نہ کر سکوں گا۔۔۔ میرے اڑے رنگ دیکھ کر والے گھر سمجھے کہ چڑیلوں نے خوفزدہ کیا ہے۔ لیکن اصل حقیقت کا کسی کو علم نہ تھا۔ آج بیوی کی رسم قل تھی۔ نماز کے بعد مسجد میں ہی ختم وغیرہ کا پروگرام بن چکا تھا۔ اسی دوران مجھے خیال آیا کہ دو ماہ کے لئے گاؤں آیا ہوں ہو سکتا ہے والدہ نے میرے وہ کپڑے بھی بیگ میں رکھ دیئے ہوں۔ اس خیال سے امید کی کچھ کرن نظر آئی۔ اس کے بعد اپنے بچوں کی آوازیں جو رات میں نے سنی تھیں مجھے تڑپا رہی تھیں۔ ہو سکتا ہے میرے اپنے بچوں کی ہی آوازیں ہوں جو مجھے پکار رہی تھیں جو منت سماجت کر رہی تھیں کہ ابو یہ لوگ ہمیں مار رہے ہیں میرے بچے مجھے پکارتے رہے اور میں نے پیچھے مڑ کر انہیں دیکھا بھی نہ تھا کتنا بے حس ہو چکا تھا کتنا بے رحم انسان تھا میں کہ اپنے بچوں کو پیچھے مڑ کر بھی دیکھنا گوارا نہ کیا۔ پھر خیال آیا یہ بچے نہیں تھے مجھے اپنی طرف مائل کرنے کے لئے چڑیلوں نے بچوں کی آوازیں نکال کر منت سماجت کی ہو گی۔ اگر مڑ کر دیکھتا تو وہ میرا خاتمہ کر دیتیں۔۔۔۔ عجیب کشمکش میں الجھا ہوا تھا۔ ختم کی طرف دھیان بھی نہ تھا کہ مولوی صاحب نے کیا

پڑھا ہے۔ لوگ کب گئے ہیں ہوش ہی اس وقت آیا جب مولوی صاحب نے مجھے ہلا کر کہا۔ بیٹا اب سوائے صبر کے اور کچھ نہیں۔ صبر کرو یہی اللہ کو منظور تھا۔ خود میں ہمت پیدا کرو۔ صبر سے کام لو۔ انسان کے اوپر ایسے وقت آتے رہتے ہیں۔ میں مولوی صاحب کی باتیں سنتا رہا۔ اس کے بعد گھر آگیا۔ آتے ہی اپنا بیگ چیک کیا۔ بیگ میں پڑے تمام کے تمام سوٹ نکال کر چارپائی پر پھیلا دیئے خدا کی قدرت کہ وہ سوٹ بھی بیگ کے اندر موجود تھا۔ میں نے فوراً اس سوٹ کو پکڑ کر اس کی جیبیں ٹٹولنا شروع کر دیں۔ تعویذ سائیڈ والی جیب میں موجود تھا۔ تعویذ کو ہاتھ میں پکڑ کر چوما کچھ تسلی دل کو ہوئی۔ اس کے بعد ایک موچی کے پاس جا کر تعویذ کو دھاگے میں پرو کر اپنے گلے میں ڈال لیا۔ اب میں مطمئن تھا۔ لوگ گھر میں آ جا رہے تھے۔ رونا دھونا مچا ہوا تھا۔ رشتہ داروں کے بچے ادھر ادھر چلتے دیکھتا تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور پھر ہمت سے کام لیا۔ کہ خدا کو میرے ساتھ ایسا ہی منظور تھا۔ لیکن اپنا عہد مجھے ہر حال میں پورا کرنا تھا۔ مجھے ان ڈائنوں کا خاتمہ کرنا تھا۔ میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ کھانے پینے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ نظروں کے سامنے بچوں کے خون زدہ لاشے گھوم رہے تھے۔ جو مجھے کہہ رہے تھے ابو جنہوں نے ہمیں مارا ہے ان سے انتقام لو۔۔۔ ہاں میں ضرور انتقام لوں گا۔ میں ضرور بدلہ لوں گا۔ میں ضرور ان کا خاتمہ کروں گا۔ یہ پلان طے تھا اور یہ 41 دن میں نے گاؤں میں بھی چھوڑنے کا پروگرام بنا لیا کہ آنے جانے کی دقت سے بہتر ہے کہ قبرستان میں ہی ڈیرہ لگا لوں بیوی بچوں کے درمیان ہی رہوں۔ لوگ واپس اپنے گھروں کو جانا شروع ہو گئے۔ میں نے بھی کچھ بچے ہوئے چنے کچھ ستو لئے اور مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر قبرستان کا رخ کر لیا اپنی ساس کو بتا دیا کہ قبرستان میں ہی وظیفہ کرنے جا رہا ہوں۔ اگر زندہ بچ گیا تو دوبارہ ملوں گا اگر نہ بچا تو چڑیلیں جنات وغیرہ اگر میری کچھ ہڈیاں وغیرہ چھوڑ گئے تو میری ان ہڈیوں کو میرے بچوں کے ساتھ ہی قبر میں دفن کر دینا ساس نے بہت روکا تھا لیکن جب میں نے اپنے بچوں سے کیا ہوا عہد یاد دلایا تو انہوں نے مجھے اجازت دے دی۔۔۔ قبرستان پہنچ کر بچوں کو سلام کیا۔ ان کی قبروں کو بوسہ دیا۔ اور اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ گیا۔ تعویذ میرے گلے میں تھا۔ جس سے 99 فیصد خوف کم ہو چکا تھا۔ اور بزرگ کا بتایا ہوا وظیفہ میں نے اچھی طرح یاد کر لیا تھا۔ عشاء کی نماز قبرستان میں ہی ادا کی۔ اس کے بعد جب رات 10 بجے کا ٹائم ہوا تو میں بزرگ کے بتائے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئے طریقے کے مطابق کھڑا ہو گیا۔ اور وظیفہ شروع کر دیا۔ پوری رات مجھے کسی قسم کی کوئی چڑیل یا اور کوئی چیز نظر نہ آئی البتہ دونوں پاؤں اور ٹانگیں کھڑا رہنے کی وجہ سے سوجھ گئی تھیں۔ فجر کی نماز سے قبل ہی میں نے وظیفہ مکمل کر لیا۔ اور اس کے بعد فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد قبرستان سے چند گز کے فاصلے پر ایک پرانے درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ رات بھر جاگنے کی وجہ سے جلد ہی نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ اس کے بعد کیا کچھ ہوا مجھے خبر نہیں۔ جب آنکھ کھلی تو دوپہر ایک بجے کا وقت تھا۔ میرے قریب کھانا پڑا ہوا تھا۔ جو شاید ساس نے گھر سے بھیج دیا تھا۔ کیونکہ برتن وغیرہ گھر کے ہی تھے۔ کھانے سے فارغ ہو کر قبروں کے پاس جا بیٹھا۔ نماز ظہر کا وقت ہوا تو نماز ادا کی۔ یعنی یہ سلسلہ چلتا رہا۔ تین دن اسی طرح گزر گئے۔ میں اپنی منزل کی طرف چل پڑا تھا۔ آج صبح سے سیاہ بادل آسمان پر چھیل رہے تھے۔ میں ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر بچوں کی قبر کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ ایک دم اندھیرا ہو گیا ایسے لگتا تھا کہ دن نہ ہو بلکہ رات ہو بارش سے بچاؤ کے لئے میرے پاس سامان بھی نہ تھا اگر گھر جاتا تو تین میل جانے اور تین میل واپسی پر پیدل چلنا پڑتا تھا بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے سے دل ہل رہا تھا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے چند لمحوں بعد طوفانی بارش شروع ہو جائے گی اور میرا خیال درست ثابت ہوا دیکھتے ہی دیکھتے بارش کے قطرے قبرستان کی زمین کو بھگونے لگے۔ اس کے بعد ہر طرف ایسے بارش شروع ہو گئی کہ میں خوفزدہ ہو گیا اس پرانے بڑے سے درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا۔ منٹوں میں ہی تمام کا تمام بھیگ چکا تھا۔ گرمیوں میں ہی سردی محسوس ہونے لگی تھی۔ اس بڑے سے درخت کا سایہ بھی کچھ نہ کر سکا وہاں پر بھی بارش کے قطرے مسلسل گر رہے تھے۔ میں ذکر الٰہی میں مشغول رہا اگر ہمت ہار جاتا تو میرا کچھ نہ بچتا۔ ایک نیا واقعہ دیکھ کر میں خوفزدہ ہو گیا۔ کہ قبرستان میں ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بہت بڑی بلا درختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک رہی ہے۔ اتنی بڑی بلا میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھی تھی۔ اس بلا کو دیکھنے کے بعد میری زبان سے ورد اور زیادہ تیز ہو گیا میں ایک بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہو چکا تھا۔ ایک بارش دوسرا بلا کا سامنا۔ جو درختوں کو اکھاڑتے ہوئے میری طرف بڑھ رہی تھی۔ جب بلا قدم مارتی تو زمین ہل جاتی۔ مجھ سے کچھ دور ہی وہ بلا رک گئی۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اب بلا مجھے

زندہ نہ چھوڑے گی۔ اک گرج دار آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ جس نے مجھے چونکا کے رکھ دیا۔ یہ گلے سے تعویذ اتار کر میرے حوالے کر دو ورنہ آگ لگا دوں گی۔ خوف کی وجہ سے میں نے جلدی جلدی تعویذ اتارنے کی کی۔ لیکن بزرگ کی بات یاد آ گئی بیٹا بلائیں تم سے یہ تعویذ مانگیں گی دینا نہ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ یہ خیال آتے ہی میں نے ہاتھ روک لئے اور کہا لگا دو آگ تعویذ نہیں دوں گا۔ اس جن کی آنکھوں میں آگ کے شعلے نمایاں نظر آنے لگے۔ جو میرے ارد گرد گرنے لگے لیکن مجھے ان شعلوں سے خوف نہ آیا۔ کیونکہ یہ شعلے میرا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے۔ اس کے حملے بے کار ہوئے تو وہ واپس مڑا اور انہی درختوں کے درمیان جا کر ایک بلے کی شکل اختیار کر لی۔ اس بلے کو دیکھ کر مجھے میرے بچوں کا قتل سامنے آ گیا۔ جیسے اس نے میرے بچے کی گردن کو اپنے لمبے دانتوں سے نوچا تھا۔ میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ وہ بلا غائب ہو گیا۔ میں نے گھڑی دیکھی تو عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ بارش میں ہی وضو کیا۔ اور نماز ادا کی۔ سردی کی وجہ سے پورا بدن کانپ رہا تھا۔ بارش رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔ بادل کے گرجنے کی آوازیں اور بجلی کی چمک اسی طرح جاری تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے ابھی آسمانی بجلی مجھ پر گرے گی اور میں ختم ہو جاؤں گا۔ لیکن ایسا بھی نہ ہوا۔ مسلسل آٹھ گھنٹے بارش ہوتی رہی۔ اس کے بعد بارش کا زور کم ہو گیا۔ لیکن سردی سے میرا برا حال ہو رہا تھا۔ ایک خیال آیا کہ گھر جا کر کمبل وغیرہ لے آؤں لیکن پھر یہ سوچ کر چپ رہا کہ کمبل بھیگ گیا تو اور زیادہ سردی لگے گی۔ بہرحال مغرب کے بعد عشاء کی نماز ادا کی۔ اور پورے دس بجے اپنی مخصوص جگہ پر وظیفہ کے لئے کھڑا ہو گیا--- وظیفہ میں کھڑے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ وہی بلا جھاڑیوں کو پھلانگتی ہوئی میرے سامنے آ گئی۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے پھر تعویذ کا کہا لیکن نہ میں نے تعویذ دینا تھا اور نہ دیا۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا۔ اس کے بعد قبرستان میں روشنی پھیلنی شروع ہو گئی۔ یہ روشنی کیسی تھی میری سمجھ سے باہر تھی۔ صرف قبرستان تک ہی روشنی محدود تھی۔ اس روشنی میں مجھے ایک ایک چیز نظر آنے لگی۔ ایک ایک قبر واضح نظر آنے لگی۔ چند لمحوں بعد زور زور سے ہنسنے کی آوازیں آنے لگیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے قبرستان کی جھاڑیوں سے خوبصورت لڑکیاں نکل کر میرے

سامنے آ گئیں ان لڑکیوں کو دیکھ کر وہ بلا غائب ہو گئی۔ یہ چڑیلیں ایسی بنی سنوری تھیں جیسے پہلے دن کی دلہن ہوں۔ سبھی مجھے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگیں اور پھر ان میں سے ایک بولی۔ شاید ان کی سردار تھی آپ بہت پیارے ہیں۔ آؤ میرے قریب۔ آؤ میری جان میں تمہارے پیار کی پیاسی ہوں۔ میں ان کی چال جان چکا تھا۔ وہ عجیب نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ اور بولے جا رہی تھی۔ میری جان میں تمہاری عاشق ہو گئی ہوں تمہاری بیوی سے زیادہ تمہیں پیار دوں گی۔ یہ تعویذ مجھے دے دو۔ میرے گلے میں ڈال دو۔ اور مجھے اپنی دلہن بنا لو میں ہمیشہ تمہاری نوکرانی بن کر جیوں گی۔ آؤ میرے شہزادے میرے قریب آؤ یہ تعویذ میرے گلے میں ڈال دو۔ اصل بات تعویذ کی تھی۔ جس وجہ سے وہ مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتی تھی۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ میں پہلے ہی دن ان کا شکار ہو گیا ہوتا۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور وظیفہ جاری رکھا۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھولیں تو میرے سامنے شہزادیاں نہ تھیں ایک بھیانک شکل والی خونخوار آنکھوں والی۔ لمبے لمبے دانتوں والی۔ الٹے پاؤں والی چڑیلیں کھڑی تھیں۔ اگر تم نے تعویذ ہمیں نہ دیا تو تمہارے بچوں کے ساتھ تمہاری بھی قبر بنا دیں گی۔ ان کی شکل دیکھ کر مجھے خوف طاری ہو گیا۔ اور میں نے ایک بار پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اپنا وظیفہ جاری رکھا۔ اس کے بعد وہ بھی غائب ہو گئیں۔ اور دوبارہ کوئی چیز سامنے نظر نہ آئی۔ میری حالت ایسی تھی کہ اب کھڑا بھی نہ ہوا جاتا تھا۔ اتنا لمبا وظیفہ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ اگر وظیفہ چھوڑ دیتا تو چڑیلوں کا شکار ہو جاتا اگر نہیں چھوڑتا تو کامیابی تو ہوتی لیکن تھکاوٹ بہت ہو چکی تھی۔ بزرگ نے سچ کہا تھا کہ وظیفہ کرنے میں اکثر لوگ ناکام ہو جاتے ہیں۔ لیکن میں ناکام ہونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ رات بھی بیت گئی۔ نماز فجر کے بعد پھر قبر پر بیٹھ گیا۔ اب اتنی لمبی ہمت نہ تھی کہ چل پھر سکتا۔ بچوں کی قبریں دیکھ کر دل و دماغ میں ایک جوش پیدا ہوتا کہ مجھے ہر حال میں یہ وظیفہ مکمل کرنا ہے۔ میری ساس کی مہربانی تھی کہ گھر سے کھانا روزانہ آ جاتا تھا۔ میں ان کا احسان مند تھا۔ حالانکہ میرا ان سے اب رشتہ ہی کیا تھا۔ جس کی وجہ سے رشتہ قائم تھا وہ تو منوں مٹی تلے سو رہی تھی--- آج وظیفہ کرتے مجھے دس دن گزر گئے تھے۔ گیارواں دن تھا۔ پانچوں نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنے کے بعد میں پھر رات دس بجے وظیفہ کے لئے کھڑا ہو گیا۔ آج کھڑا ہونا میرے لئے

بہت مشکل تھا۔ بیٹھ کر وظیفہ کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اور نہ ہی دائرہ لگا ہوتا تھا۔ شاید دائرے نہ لگانے کی وجہ سے گلے میں ڈالا ہوا تعویذ تھا۔ بہرحال جو بزرگ نے فرمایا تھا اس پر پورا پورا عمل کر رہا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے کھڑا ہونا پڑا۔ اور وظیفہ شروع کر دیا۔ آج پھر ایک ہی گھنٹہ گزرا تھا کہ چند خوفناک شکلوں والی چڑیلیں بلائیں میرے سامنے آ گئیں۔ آج ان کے ارادے خطرناک تھے۔ سب کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ آتے ہی بولیں اگر تم نے آج ہمیں تعویذ نہ دیا اور یہ جو تم روزانہ کرتے ہو نہ چھوڑا تو تمہارا وہ انجام کریں گی کہ تمہاری ہڈیاں تک چبا جائیں گی۔ آج قدرتی بات تھی ایک تو کھڑا ہونا محال تھا دوسرا ان کی صورتوں سے اتنا خوف آ رہا تھا کہ دل چاہا کہ وظیفہ ادھورا چھوڑ کر بھاگ جاؤں۔ لیکن ایسا کرنے سے سوائے موت کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے جب ان کی بات نہ مانی۔ تو وہی چڑیل بولی اس کے تینوں بچوں کی قبریں کھود کر ان کی لاشیں نکالو۔ اس کے سامنے ان لاشوں کی ہڈیاں چبائی جائیں۔ اتنا سننا تھا کہ میری برداشت سے باہر ہو گیا۔ دل چاہا کہ سب کو ایک منٹ سے پہلے پہلے ختم کر دوں۔ لیکن پھر خاموش رہا۔ برداشت کرنا پڑا۔ ان چڑیلوں نے میرے بچوں کی قبریں کھودنا شروع کر دیں۔ جوں جوں قبر کھودتی ہیں۔ میرے دل پر چھریاں چلتی رہیں۔ میں مجبور و بے بس ان کا فعل دیکھتا رہا جب ان کے اس فعل کا بھی مجھ پر اثر نہ ہوا تو انہوں نے یہ کام بھی چھوڑ دیا۔ اور ایک مرتبہ پھر میری منت سماجت کرنے لگیں۔ میں نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ میرے بچوں کے جسم تو محفوظ رہے ہیں۔ ان کی منت سماجت کا مجھ پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ پھر انہوں نے شعلے اگلنے شروع کر دیئے جو پورے قبرستان میں پھیلتے گئے۔ جہاں جہاں پر شعلہ گرتا آگ بھڑک اٹھتی۔ میں یہ منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ پورے قبرستان میں آگ لگی ہوئی تھی۔ میرے بچوں کی قبریں کھدی ہوئی تھیں۔ لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ ہر چیز محفوظ رہی۔ وظیفہ ختم ہونے والا تھا۔ اس بار پھر چڑیلیں ناکام واپس چلی گئیں۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد میں اسی درخت کے نیچے آ کر لیٹ گیا۔ میرے وظیفہ کرنے کا گاؤں والوں کو یہ فائدہ ضرور ہوا تھا کہ جب سے میں نے وظیفہ شروع کیا تھا۔ گاؤں میں کسی بھی قسم کا کوئی واقعہ رونما ہوا تھا۔ شاید تمام چڑیلیں صرف میرا ہی خاتمہ چاہتی تھیں۔ گاؤں والے خوش تھے۔ گاؤں والوں سے زیادہ میں خوش تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیونکہ اولاد کی جدائی کا دکھ میں بہتر جانتا تھا۔ میرے بچوں کے ساتھ جو ہوا تھا کسی اور کے ساتھ ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اب تو ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہوتا لیکن صبح جب دیکھتا تو ہر چیز اپنی اصل حالت میں ہوتی۔ وظیفہ کرنے سے میں 20 دنوں میں ہی آدھا رہ گیا تھا۔ دنیا سے رابطہ ختم کر بیٹھا تھا ایک بات جو مجھے معلوم ہوئی کہ اب پاؤں اور ٹانگوں میں اتنی ہمت آ چکی تھی۔ کہ رات بھر بھی کھڑا رہتا تو کوئی تھکاوٹ نہ ہوتی تھی پہلے دس دن مجھ پر بہت بھاری تھے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ ہر کام آسان ہو تا گیا۔ اب چڑیلوں بلاؤں سے بھی خوف نہ آتا تھا۔ ان غیبی مخلوق میں رہنے کا عادی ہو گیا تھا۔ ابھی آدھی منزل باقی تھی۔ یعنی آدھا فاصلہ میں طے کر چکا تھا۔ آدھا باقی تھا۔ آج 21 ویں رات تھی۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر رات دس بجے میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور وظیفہ شروع کر دیا۔ آج کی رات ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا کہ سارے قبرستان میں زہریلا دھواں پھیل گیا۔ جس کا اثر مجھ پر بھی ہوا۔ دھواں اس قدر سیاہ تھا کہ آسمان پر چمکتے چاند اور ستارے نظر نہ آ رہے تھے۔ کافی دیر تک یہ دھواں رہا۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا جن رونما ہوا۔ یہ جن شاید تمام چڑیلوں جنات کا سردار تھا۔ ہر کوئی اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے آتے ہی ایک ہاتھ درخت کو ڈالا تو وہ درخت جڑوں سمیت زمین پر اکھڑ گیا۔ اس کے قدموں کی آواز کانوں کے پردے پھاڑ دینے کے مترادف تھی۔ وہ جن جن قبروں کے اوپر پاؤں رکھتا قبروں کی لمبائی دو تین فٹ اندر دھنس جاتی۔ وہ چنگھاڑتا پھنکارتا میری طرف بڑھ رہا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں درخت ایسے اٹھائے ہوئے تھے۔ جیسے ہم لوگ کوئی لکڑی وغیرہ لے کر چلتے ہیں۔ اس کی شکل دیکھ کر مجھ پر وحشت آ گئی۔ مجھ سے کافی دور کھڑا ہو کر اپنے ہاتھوں کو میری طرف بڑھایا۔ جو میرے جسم کے بالکل قریب آ کر رک گئے۔ خدا گواہ اگر گلے میں تعویز نہ ہوتا تو اس کے خوفناک ہاتھ میری ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیتے۔ اپنے قریب ہاتھوں کو دیکھ کر میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور وظیفہ جاری رکھا۔ اور نجانے کیا کیا دھمکیاں دیتا رہا لیکن میں نے اس طرف دوبارہ دھیان نہ دیا۔ اور وظیفہ میں مشغول رہا۔ ہاتھ پاؤں جسم کانپ رہا تھا۔ لیکن ہمت سے کام لیا۔ اگر آج کی رات میں ڈر جاتا تو ---- اس نے منہ سے ایک پھونک ماری تو ایسے لگا جیسے آندھی آ گئی ہو۔ دوسری پھونک سے ہرے بھرے درختوں کو آگ لگ گئی۔ مجھ میں خوف اور زیادہ بڑھ گیا۔ میں نے اپنی آنکھیں دوبارہ بند کر لیں۔ میرے اندر کی ہمت جواب دے چکی تھی۔ لیکن میں نے تعویز نہ دیا۔ خود وہ اتار نہیں سکتے تھے۔ یہ واقعہ بھی گزر گیا۔ اس جن کے غائب ہوتے ہی درختوں میں لگی آگ خود بخود بجھ گئی۔ فجر سے قبل ہی میں نے وظیفہ مکمل کر لیا۔ اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد درخت کی بجائے گاؤں واپس آ گیا۔ اس بلا کا خوف اس قدر دل میں اثر ہوا کہ مجھے بخار ہو گیا۔ گاؤں والے میری حالت دیکھ کر کانپ گئے۔ گھر جاتے ہی میں چارپائی پر دھڑام سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اب منزلیں مشکل تھیں۔ چڑیلیں نہیں چاہتی تھیں کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب لوٹوں۔ بخار کی حالت میں بے ہوشی میں میرے منہ سے جنات اور چڑیلوں کی باتیں نکل رہی تھیں۔ جو بعد میں میری ساس نے مجھے بتایا۔ ظہر کی نماز بمشکل ادا کی۔ اس کے بعد پھر چارپائی پر لیٹ گیا۔ گاؤں کے حکیم سے ساس دوائی لے آئی جس سے مجھے آرام نہ آیا۔ ساس بولی بیٹا اب چند دن آرام کرو۔ وظیفہ وغیرہ بعد میں مکمل کر لینا۔ اب ویسے بھی لگتا ہے کہ بلائیں گاؤں کا رخ چھوڑ گئی ہیں۔ 20، 22 دن ہو گئے ہیں کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ لیکن میں یہ وظیفہ چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ ساس نے مجھ سے ایک بات کی حامی لی کہ اب ہر روز صبح سویرے گھر آ جایا کروں۔ جو میں نے حامی بھری اب مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد میں قبرستان چلا جاتا اور صبح سویرے ہی واپس آ جاتا۔ میری ساس نے میری خوراک کا خاص خیال رکھا۔ اگر وہ میرے ساتھ تعاون نہ کرتی تو میں کبھی بھی وظیفہ کرنے میں کامیاب نہ ہوتا۔ آج ایک مہینہ ہو گیا۔ 32 واں دن تھا۔ تین گنا زیادہ منزل باقی تھی۔ اگر اب ذرا بھی بھٹک جاتا تو کچھ بھی ہاتھ نہ آتا۔ گاؤں آنے کے باوجود بھی گاؤں والوں سے رابطہ نہ رکھا۔ کیونکہ دنیاوی باتوں سے پرہیز کرتا تھا۔ وظیفہ کر کے واپس آتا تو میری ساس نے ناشتہ تیار کر کے رکھا ہوتا تھا۔ میں ناشتہ کر کے جا کر سو جاتا۔ اور میری ساس دروازہ بند کر دیتی۔ تاکہ میری نیند میں خلل اندازی نہ ہو۔ اب موسم برسات شروع ہو چکا تھا۔ ہر روز بارش ہوتی کبھی دن کو ہوتی کبھی رات کو۔ گاؤں کی گلیوں میں کیچڑ ہوتا۔ گاؤں سے قبرستان کا سفر بہت اذیت ناک ہوتا۔ مجھے آتے جاتے عجیب و غریب آوازوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ آج ابھی میں بیڈ روم میں سویا ہی تھا تو میری ساس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اس سے قبل ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔

دروازے کے زور سے کھلنے کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی ان کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ میں نے خیریت دریافت کی تو بولیں بیٹا باہر آؤ۔ خدا خیر کرے میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے اور میں بستر سے اٹھ کر باہر صحن میں آ گیا۔ باہر میرے دفتر کا آدمی شمشاد کھڑا تھا۔ اسے اپنے سامنے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کا بھی چہرہ اترا ہوا تھا۔ ضرور کوئی بات تھی وہ یہاں کیسے پہنچا تھا یہ وہی جانتا تھا میں نے کہا شمشاد اندر آ جاؤ۔ کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں وہ بولا نہیں یار۔ بس تم میرے ساتھ شہر چلو۔ میرا کیا ہے میں نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ اشرف تمہارے والد صاحب ایک حادثہ میں انتقال کر گئے ہیں اور..... وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گیا۔ مجھ پر جیسے بجلیاں گر پڑی ہوں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی۔ کب..... کب میں نے بمشکل یہ الفاظ کہے۔ رات 11 بجے..... اور میں رات کو ہی چل پڑا تھا..... مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی میں کیا کروں۔ ایک طرف والد صاحب کی موت دوسری طرف وظیفہ---- جو آخری مراحل میں تھا۔ نہ میں آگے جا سکتا تھا نہ پیچھے درمیان میں کھڑا اپنی بے بسی پر ماتم کرتا رہا۔ چلو اشرف جلدی چلو۔ کیا سوچ رہے ہو۔ وہ دوبارہ بولا۔ میں کیا جواب دیتا۔ چار سو میل کا سفر تھا طے کرنا تھا۔ میں بھی والدین کا اکیلا بیٹا تھا۔ اور چار بہنوں کا ایک ہی بھائی تھا۔ بہنیں شادی شدہ تھیں۔ اور میرا وہاں ہونا لازمی تھا۔ اسے میں نے کمرے میں بٹھایا۔ میری ساس بھی پریشان تھیں۔ وہ اصل حقیقت جانتی تھی کہ اگر وظیفہ ادھورا رہ گیا تو میں بھی نہیں بچوں گا۔ اگر وہاں نہ گیا تب بھی بہت بڑا مسئلہ تھا۔ آخر ساس نے کہا بیٹا تم جاؤ۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ فارغ ہوتے ہی چلے آنا۔ کسی سے زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب وظیفہ سے فارغ ہو جاؤ گے تب جا کر تفصیل سے ہر کسی سے باتیں کر لینا۔ میں شمشاد کے ساتھ گھر سے نکل پڑا۔ خدا نے واقعی بہتری کی۔ کہ بس تیار ہی مل گئی۔ شاید اسے ہمارا ہی انتظار تھا۔ ہم سوار ہوتے ہی تھے کہ بس چل پڑی اور تقریباً 6 گھنٹے کے اندر اندر ہم دونوں دہلی پہنچ گئے---- صبح 6 بجے چلے تھے جب گھر پہنچے تو 12 بجے کا ٹائم تھا۔ وہاں سب سے مل کر خوب رویا۔ ابو کا چہرہ بار بار چوما۔ اور جی بھر کر آخری دیدار کیا۔ گھر میں چونکہ میرا ہی انتظار تھا۔ اس لئے جلدی ابو جان کی میت کو قبرستان لے جا کر سپرد خاک کر دیا گیا---- اس کے بعد میں نے اپنے دوست شمشاد کو تمام حقیقت بتا دی اور اس کی ذمہ داری لگا دی کہ میری جلد وہی کام انجام دے میں ابو جان کے رسم دسواں میں شامل ہو جاؤں گا میری تمام باتیں وہ سمجھ چکا تھا۔ اور میں قبرستان سے ہی سیدھا بس سٹاپ پر آ گیا۔ اور بس پر سوار ہو گیا کچھ دیر بعد بس نے اپنا سفر شروع کر دیا۔ جب بس گاؤں کے شہر میں پہنچی تو رات کے نو بج چکے تھے۔ اب شہر سے گاؤں کا پیدل سفر تقریباً ایک گھنٹہ کا تھا۔ اگر کوئی سواری مل جاتی تو 20، 25 منٹ میں سفر طے ہو جاتا۔ لیکن رات کی تاریکی میں اس وقت گاؤں کی طرف جانے والی چیز نہ تھی۔ میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ظہر کی نماز وہاں ابو کو دفن کرنے کے بعد پڑھ لی تھی۔ عصر اور مغرب کی نماز بمشکل بس رکوا کر ادا کی تھی۔ نمازوں کا چھوٹ جانا وظیفہ میں ناکامی کا سبب تھا۔ اب شہر میں نماز عشاء ادا کی اور ایک گاڑی والے سے بات کی۔ وہ نہ مانا تب میں نے زیادہ پیسے دینے کو کہا تو مان گیا اور پھر گاؤں کے قریب ہی اتار دیا۔ اب پونے دس ہوئے تھے۔ میں نے قبرستان کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ دس منٹ میں قبرستان پہنچا تھا۔ راستہ میں کیچڑ کی وجہ سے تین چار دفعہ گرا لیکن بھاگتا رہا۔ قبرستان سے میرے بچوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ابو یہاں نہ آنا۔ یہ لوگ آپ کو مار دیں گے۔ ابو یہاں نہ آنا یہ لوگ آپ کو مار دیں گے میں مسلسل بھاگے جا رہا تھا۔ سانس پھولے ہوئے تھے۔ آوازیں مسلسل میرے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ میں جانتا تھا کہ میرے بچوں کی آواز میں چڑیلیں چیخ رہی ہیں کہ میں واپس پلٹ جاؤں اور وظیفہ نہ کروں اور وہ مجھے مار دیں زندگی میں اتنا کبھی نہ دوڑا تھا جتنا آج کی رات دوڑا تھا۔ ابھی دس بجنے میں 3 منٹ باقی تھے کہ میں قبرستان پہنچ گیا اور بچوں کی قبر کے اوپر گر پڑا۔ بھاگنے سے سانسیں اکھڑ چکی تھیں۔ جو جلد ٹھیک ہو گئیں۔ 3 منٹ میں مجھے آرام مل گیا۔ یہ تین منٹ میرے لئے 3 گھنٹوں سے بہتر تھے۔ جب پورے دس بجے تو میں نے کھڑے ہو کر وظیفہ شروع کر دیا۔ اس دفعہ کوئی بلا وغیرہ سامنے نہ آئی۔ صرف ابو جان کی کفن میں لپٹی لاش نظر آئی۔ جو چلتی چلتے میرے سامنے لیٹ گئی۔ انہیں دیکھ کر میں خوف سے کانپنے لگا۔ ابو کی میت نے اچانک آنکھیں کھول دیں اس سے قبل کہ میرے منہ سے چیخ بلند ہوتی۔ میری آواز حلق میں ہی دبی رہ گئی۔ اب لاش کی آنکھوں میں آگ کے شعلے نکلنے لگے اور بولے بیٹا تم یہ سب کیا کر رہے ہو۔ چلو چھوڑو اور چلو میرے ساتھ۔ جلدی چھوڑو۔ میں بھلا وظیفہ کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ابو کی میت اٹھی اور اس نے میرے بچوں کی قبروں کو کھودنا شروع کر دیا۔ اگر تم شرمندہ گئے اور یہ وظیفہ نہ چھوڑا تو میں تمہارے بچوں کو لے کر شہر چلا جاتا ہوں۔ وہ اس قدر تیزی سے قبروں سے مٹی ہٹا رہے تھے جیسے یہ بچے ان کی اولاد نہ ہوں۔ لیکن ابو بھلا ایسا کیوں کر سکتے تھے۔ مجھے وظیفہ سے کیوں روک سکتے تھے۔ یہ بھی بلا ہو گی میرے ذہن میں یہ بات آئی تو ذہن مطمئن ہو گیا۔ چند منٹ بعد وہ لاش ایک مرتبہ پھر میرے سامنے آ کر لیٹ گئی۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں جب دوبارہ آنکھیں کھولیں تو لاش ایک دھوئیں کی شکل میں غائب ہونا شروع ہو گئی۔ آج کی رات مجھ پر بہت بھاری تھی لیکن خدا نے میری مدد کی تھی اور میں نے آج کی رات بھی وظیفہ مکمل کر لیا تھا۔ فجر کی نماز وہاں ہی ادا کی اس کے بعد گاؤں واپس آ گیا۔ میری ساس مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ ان کی جان میں جان آئی۔ مجھے وظیفہ مکمل کرنے کا بتانے کی ضرورت ہی نہ پڑی وہ خود ہی بولیں بیٹا تمہیں زندہ دیکھ کر میں جان گئی ہوں کہ تم نے آج کی رات بھی وظیفہ مکمل کر لیا ہے۔ خدا تمہارا مقصد پورا کرے۔ وہ میرے بچوں کی نانی تھی۔ انہیں بھی میرے بچے بہت پیارے تھے۔ دوسرا شاید ان کے گھر کفیل ہوئے تھے اس لئے زیادہ پیار کرتی تھیں۔ کہ میرے گھر والے کچھ باتیں نہ بتائیں۔ تجربہ میری اپنی سوچیں تھیں انہوں نے میرا ناشتہ تیار کیا۔ اور میرا بستر درست کر کے خود کام میں مصروف ہو گئیں۔ میں ناشتہ سے فارغ ہو کر جا کر سو گیا۔۔۔ اور حسب عادت ظہر سے کچھ قبل ہی میری آنکھ کھل گئی۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد میں دوبارہ کمرے میں بیٹھا ذکر الٰہی کرتا رہا اور عصر کا وقت ہوا تو وہ بھی نماز ادا کی۔ میں نے اپنی ساس کو اپنے ابو کے بارے میں بتایا کہ یوں ہم وہاں پہنچے اور جنازہ سے فارغ ہو کر سیدھا واپس آ گیا خدا کا شکر ہے اور آپ کی دعائیں ہیں کہ میں وقت پر پہنچ گیا۔ ورنہ خدا اگر مر کرے گا۔ میری ساس نے میری بات کاٹ ڈالی اور پھر شہر کی باتیں شروع کر دیں۔ میں نے کہا کل صبح شہر جا کر ذرا پتہ کرتا ہوں تاکہ وہاں کے بارے میں حالات معلوم ہو جائیں۔ مغرب کی نماز کے بعد ہی قبرستان چلا گیا۔ اور وہاں ہی عشاء کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد دس بجے وظیفہ شروع کر دیا۔ ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا چڑیلوں، بلاؤں نے رنگ رنگ کی رکاوٹیں ڈالیں۔ لیکن خدا کا ساتھ میرے ساتھ رہا۔ اور میں

کامیاب ہوتا رہا۔ آج میں بہت خوش تھا۔ آج 40 ویں رات تھی اور اس کے بعد صرف ایک رات اور تھی اور اس ایک رات میں مجھے میری منزل مل جانی تھی۔ ایک بہت بڑا جن نے زمین سے باہر نکلنا تھا اور اپنے آپ کو میری غلامی میں دینا تھا۔ اس کے بعد میرا کام شروع ہو جانا تھا۔ آج کی رات میرے لئے بہت اہم تھی۔ ظہر کے وقت سو کر اٹھا تو غسل کیا۔ نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد ساس سے باتیں ہوتی رہیں میرے سالے شام کے بعد گھر آتے تھے۔ تینوں سالے شہر میں کام کرتے تھے۔ جب سے وظیفہ شروع کیا تھا۔ ساس نے سختی سے منع کر رکھا تھا کہ مجھ سے زیادہ گفتگو نہ کی جائے جس مقصد کے لئے یہاں آیا ہوں وہ پورا ہو جائے۔ بعد میں جو چاہے جتنی چاہے باتیں کر لینا [illegible] نے اپنی ماں کی باتوں پر پورا پورا عمل کیا۔ خیر دن گزر گیا۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر قبرستان چلا گیا۔ یہ خدا کا احسان تھا کہ ایک دن کے علاوہ میں وقت سے بہت پہلے قبرستان پہنچ جاتا تھا کہ راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پڑے۔ قبرستان پہنچنے کے بعد اپنے بچوں کی قبروں کو بوسہ دیا۔ ان کے لئے دعائیں کیں۔ اور نماز عشاء سے فارغ ہو کر دس بجنے کا انتظار کرنے لگا۔ آج چاند بھی پورے جوبن میں تھا اس کی روشنی میں قبرستان کی ہر چیز صاف دکھائی دے رہی تھی۔ بادل کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ دن کے وقت بادل ادھر ادھر آسمان پر گھوم رہے تھے۔ لیکن اب وہ بھی ختم ہو گئے تھے۔ دس بجے تو میں اپنی مخصوص جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور وظیفہ شروع کر دیا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد قبرستان میں سے ایک قبر پھٹی اس میں سے ہڈیوں کا ڈھانچہ نکلا جو میری طرف بڑھنے لگا۔ ڈھانچے کو دیکھ کر میں خوف سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اس کے بعد قبریں پھٹتی رہیں اور ڈھانچے نکلتے رہے۔ یہ منظر 40 دن میں پہلی دفعہ دیکھا تھا۔ ان کے سر صحیح سلامت تھے لیکن جسم ڈھانچوں کے تھے۔ وہ انسانی ڈھانچے نہ تھے۔ بلکہ ایسے بلائیں نظر آ رہی تھیں۔ اس قدر ڈراؤنی صورتیں تھیں کہ میں چیختے چیختے رہ گیا۔ میرے آس پاس کی بھی قبریں پھٹیں تو ان میں سے بھی ایسے ہی ڈھانچے رونما ہوئے۔ سر کے لمبے لمبے بال دانت باہر کو نکلے ہوئے۔ میرے اردگرد گھومنے لگے۔ میرا خوف سے برا حال ہو رہا تھا۔ کافی دیر بعد وہ ڈھانچے مجھے خوفزدہ کرتے رہے اس کے بعد واپس قبروں میں چلے گئے۔ اور قبریں دوبارہ بند ہو گئیں۔ میں نے شکر کا کلمہ پڑھا۔ ان کے غائب ہونے

کے بعد قبرستان میں ایک بہت بڑا ہجوم نظر آیا۔ جو میرے قریب آ گیا۔ انہوں نے چارپائی پر ایک لاش اٹھا رکھی تھی۔ میرے قریب ہی انہوں نے چارپائی رکھ دی اور چارپائی کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اچانک اس لاش کا کفن غائب ہو گیا۔ اور وہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مردہ ابھی اٹھا ہی تھا کہ تمام ہجوم چیخیں مارتا ہوا قبرستان کے ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ مجھے بھی اس سے بہت زیادہ خوف آیا۔ جب اسے سامنے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ میری طرف بڑھا۔ میں ایک مرتبہ پھر خوف سے لرز کر رہ گیا۔ جسم میں جیسے جان نہ رہی ہو۔ گرتے گرتے بچا۔ اس کے بعد میں نے آنکھیں بند کر کے وظیفہ اونچی آواز میں پڑھنا شروع کر دیا۔ کہ خوف ختم ہو جائے چند لمحوں کے بعد وہ میت اور چارپائی دونوں غائب ہو گئے۔ میں ابھی تک خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس کے غائب ہونے کے بعد کچھ دیر سکون رہا۔ اس کے بعد میرے ایک بیٹے پھر دوسرے پھر تیسرے تینوں بچوں کی قبریں پھٹیں اور میرے تینوں بچے قبروں سے کفن سمیت باہر نکل آئے۔ گو کہ یہ بھی جنات کا کھیل تھا۔ لیکن ان کا قبروں سے نکلنا مجھے اچھا لگا۔ مجھے ذرا بھی ان سے خوف نہ آیا تینوں معصوم بچے کافی دیر تک میری نظروں کے سامنے رہے۔ اور پھر بولے ابو گھر بھاگ جائیں۔ ابو گھر بھاگ جائیں ابو گھر بھاگ جائیں۔ ان کے یہ الفاظ سن کر میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں جانتا تھا کہ جنات میرا وظیفہ مکمل نہیں ہونے دیں گے۔ جب دوبارہ آنکھیں کھولیں۔ تو بچے غائب تھے اور قبریں اسی طرح بند تھیں۔ چند سیکنڈ بعد میری بیوی کی میت میرے سامنے تھی۔ وہ بولی۔ میرے سرتاج مبارک ہو۔ تم اپنے وظیفہ میں کامیاب ہو گئے ہو۔ تمہارے وظیفہ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ چھوڑ دو۔ تم نے اپنا مقصد پا لیا ہے۔ یہ بھی ایک چال تھی۔ بیوی ایسا نہیں کہہ سکتی تھی۔ کیونکہ ابھی ایک دن باقی تھا۔ یہ بھی جنات کی چال تھی۔ اس بار بھی میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند منٹ بعد وہ لاش بھی غائب ہو گئی۔ اور میرا وظیفہ بھی ختم ہو گیا۔ میں وظیفہ سے فارغ ہو کر فجر کی نماز ادا کی۔ اپنے بچوں کی قبروں کو چوما۔ اور کہا میرے بچو تمہارا انتقام تمہارا باپ ضرور لے گا۔ تم سے کیا ہوا عہد ضرور پورا کرے گا۔ اس کے بعد میں گھر آ گیا۔ مجھے بزرگ نے رات کے واقعات کسی کو بتانے کی اجازت نہ دی تھی جب تک میں اپنا وظیفہ پورا نہ کر لیتا تھا کسی کو کچھ نہ بتا سکتا تھا۔۔۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ

میں آج منزل سے صرف ایک قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔۔۔ ناشتہ کر کے میں جا کر سو گیا۔ حسب معمول ظہر کے وقت اٹھا۔ غسل کیا۔ نماز ظہر ادا کی۔ ساس سے ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ میری کامیابی پر وہ دلی طور پر خوش تھیں۔ گاؤں والے بھی خوش تھے کہ ان چالیس دنوں میں گاؤں میں کوئی واقعہ رونما نہ ہوا تھا کوئی بچہ قتل نہ ہوا تھا۔ ہر کوئی سکون کے ساتھ اپنے کام میں مگن تھا۔ بچے بھی گلیوں میں کھیلتے نظر آتے تھے۔ عصر کی نماز کا وقت ہوا تو نماز عصر ادا کی۔ اب چہرے سے ایسے لگتا تھا جیسے ایک درویش ہوں۔ داڑھی بڑھ کر کافی لمبی ہو چکی تھی۔ مونچھیں بھی بڑھ چکی تھیں۔ سر کے بال لمبی لمبی زلفیں بن چکے تھے۔ کوئی مجھے پہچان نہ سکتا تھا کہ یہی پہلے والا کلین شیو اشرف ہوں۔۔۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر میں سیدھا قبرستان چلا گیا۔ وہاں کافی دیر بیٹھنے کے بعد نماز عشاء ادا کی۔ اس کے بعد دس بجے وظیفہ کے لئے کھڑا ہو گیا۔ آج آخری رات تھی۔ کوئی بھی چیز نظر نہ آئی۔ جب وظیفہ ختم ہوا۔ تو چند کلمات تھے۔ جنہیں پڑھنا تھا۔ وہ کلمات شروع کئے ہی تھے۔ کہ زمین پر جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ میں بمشکل بیٹھا۔ اس کے بعد میرے سامنے کی زمین پھٹنی شروع ہو گئی۔ بہت بڑی بلا زمین سے اوپر آئی اسے دیکھ کر میں لرز کر رہ گیا۔ کافی دیر تک میں اس بدصورت بلا کو دیکھتا رہا۔ اس کے بعد ایک کرج دار آواز میرے کانوں کے پردوں سے ٹکرائی۔ حکم کرو میرے آقا میں حاضر ہوں۔ جو کہو گے ویسا ہی ہو گا۔ میں کلمات ختم کر چکا تھا۔ اور پھر خود پر پھونک ماری بزرگ کے کہنے کے مطابق میں بلا سے مخاطب ہوا اپنی انگلی کی انگوٹھی میرے حوالے کر دو۔ جن نے انگوٹھی اتار کر میرے حوالے کر دی۔ اب جنات چڑیلیں میرے قبضہ میں تھیں۔ میں نے کہا اب تم ایک انسانی شکل میں آ جاؤ۔ وہ ایک خوبصورت شکل میں میرے سامنے تھا۔ اس کی انگوٹھی میں نے اپنی انگلی میں پہن لی۔ اور نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد اسے واپس بھیج دیا۔ اور میں گھر واپس آ گیا۔ اپنی ساس کو مبارک باد دی۔ اب دنیا کی ہر چیز میرے ہاتھ میں تھی۔ میں ایک بہت بڑا آدمی بن چکا تھا۔ چڑیلیں میرے سامنے نوکرانی کی حیثیت رکھتی تھیں۔ ساس نے ناشتہ تیار کیا۔ اور میں ناشتہ سے فارغ ہو کر کمرے میں جا کر سو گیا۔ حسب عادت ظہر سے کچھ قبل ہی آنکھ کھل گئی۔ غسل کیا نماز ظہر کے بعد شکرانے کے نفل ادا کئے اس کے بعد اپنے بچوں سے کئے ہوئے عہد کو پورا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے کے لئے ساس سے بات کی۔ کہ تمام گاؤں والوں کو اکٹھا کریں گے۔ اور ان کے سامنے خونی بلے کا خاتمہ کریں گے۔ میری بات ساس کو پسند آئی۔ اور مغرب کی نماز سے قبل تمام گاؤں والوں کو سکول کی گراؤنڈ میں جمع ہونے کا کہہ دیا۔ گاؤں والوں کو جب معلوم ہوا کہ میں ایک بہت مشکل وظیفے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ عصر کی نماز کے بعد ہی لوگ سکول کی گراؤنڈ میں جمع ہو گئے۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ گاؤں والوں کو خوش دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ان سب کی نظروں میں ایک عظیم آدمی بن چکا تھا۔ کچھ دیر کے بعد میں نے وہی کلمات پڑھے۔ گاؤں والوں کی نظروں کے سامنے ہی ایک بہت بڑا طوفان آیا۔ اس کے بعد گراؤنڈ میں دھواں ہی دھواں پھیلنے لگا۔ دھواں میں ہی جن ظاہر ہوا اس انداز میں بولا۔ جو حکم میرے آقا۔ گاؤں والے اس جن کی شکل و صورت دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ لیکن یہ جن میرے قبضے میں تھا۔ اس لئے وہ گھروں کو نہ بھاگے میں نے کہا اس بلا کو یہاں حاضر کیا جائے جس نے میرے بچوں اور گاؤں والوں کے بچوں کی جان لی ہے۔ حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر ایک مرتبہ پھر دھواں گراؤنڈ میں پھیلا اور جن غائب ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد اسی دھواں میں اس جن کے ساتھ تقریباً چھ بلے کھڑے تھے۔ یہ وہی بلے تھے جنھوں نے گاؤں والوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔ اور جنھوں نے خون پیا تھا ان کو قتل کیا تھا۔ میں نے کہا اپنی اصل حالت میں آجاؤ۔ ان بلاؤں نے اپنے روپ بدلے اور گاؤں والوں کے سامنے چھ خوفناک شکلوں میں جن کھڑے تھے۔ ان کے لمبے لمبے خونخوار دانت ان کی ٹھوڑیوں تک جھکے ہوئے تھے شاید ہمارے گاؤں کے علاوہ دوسرے گاؤں پر بھی حملہ آور ہوئے تھے۔ میں نے کلمات پڑھ کر ایک جن پر پھونک ماری وہ عجیب قسم کی آوازیں نکالنے لگا اور ساتھ ساتھ اس کا جسم آہستہ آہستہ دھواں کی شکل اختیار کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ ایک پتھر بن گیا۔ پتھر میں اس طرح چیخنے چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ گاؤں والے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ پھر پتھر میں آگ بھڑکی اور پتھر جل کر راکھ ہو گیا۔ یہ سب کیا ہو رہا تھا میں بھی حیران تھا۔ پھر وہ زمین پھٹی اور راکھ زمین کے اندر چلی گئی۔ چیخوں کی آوازیں ختم ہو چکی تھیں۔ یہ ایک جن کی موت تھی۔ جو سب گاؤں والوں نے دیکھی۔ اب میرے سامنے پانچ جن کھڑے تھے۔ میں کلمات پڑھ پڑھ کر ان پر پھونکتا رہا اور وہ بھی جس طرح پہلے جن مرا تھا۔ اسی طرح مرنے لگے۔ پہلے دھواں، دھویں سے پتھر پتھر میں آگ، آگ سے راکھ اور پھر زمین پھٹی اور راکھ زمین دوز ہو گئی۔ ان بلاؤں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ جنھوں نے بچوں کی جان لی تھی۔ اب قبرستان جانا تھا اور وہاں چڑیلوں کو آگ لگانی تھی ان کا خاتمہ کرنا تھا میرے کہنے پر جن غائب ہو گیا۔۔۔ میں نے سکون کا سانس لیا۔ میرا مقصد پورا ہو گیا تھا میں نے بدلہ لے لیا تھا گاؤں والے میری اس کامیابی پر بہت خوش تھے اور مجھے دعائیں دے رہے تھے۔ گاؤں کی بوڑھی عورتیں بار بار میرا سر چوم رہی تھیں وہ گاؤں اب ان بلاؤں سے پاک ہو چکا تھا۔ جن پر جنات نے قبضہ جما رکھا تھا مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر میں سیدھا قبرستان گیا۔ وہاں بچوں کی قبروں کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد وہی کلمات پڑھے وہی جن حاضر ہوا۔ اسے میں نے حکم دیا کہ اس قبرستان کی تمام چڑیلوں کو حاضر کیا جائے۔ چند لمحوں میں تمام چڑیلیں میرے سامنے تھیں۔ یہ وہ چڑیلیں تھیں جو کل تک مجھ پر حاوی تھیں اور مجھے جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہی تھیں۔ آج ہاتھ جوڑ جوڑ کر منتیں کر رہی تھیں کہ ہمیں چھوڑ دیں۔ ہم یہاں سے ہمیشہ کے لئے چلی جاتی ہیں۔ اس سے قبل آپ نے ہمارے سرداروں کو ختم کیا ہے۔ ہمیں چھوڑ دیں۔ ہم کبھی بھی دوبارہ اس گاؤں کا رخ نہ کریں گے۔ انہوں نے مجھے واسطے دیئے۔ بہت منتیں کیں۔ لیکن ان پر ترس کر کے میں انسانی زندگی تباہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نے کلمات پڑھے اور ان پر پھونک مار دی۔ پورے گاؤں میں چڑیلوں کی چیخ و پکار شروع ہو گئی میری نظروں کے سامنے وہ تڑپنے لگیں اس کے بعد دھواں سے قبرستان بھر گیا دھویں میں ان کے جسم پتھروں میں بدلنے لگے۔ جب تمام چڑیلیں پتھر بن گئیں تو ان پتھروں کو آگ لگ گئی۔ اور پھر پتھر راکھ بن گئے۔ اور زمین میں تمام چڑیلوں کی راکھ پیوست ہو گئی۔ ان کا خاتمہ کرنے کے بعد میں واپس گاؤں آ گیا۔ میرا ذہن مطمئن تھا۔ میں پرسکون ہو چکا تھا۔ گاؤں والوں کو چڑیلوں کے خاتمے کی خبر سنائی تو گاؤں کے مردوں نے نعرہ تکبیر لگایا اور ایک بلند آواز سے گاؤں گونج اٹھا۔ "اللہ اکبر" ۔۔۔۔ میں نے تمام گاؤں والوں سے کہا اب آپ سب کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آج کے بعد یہاں کوئی شیطانی قوت نہیں رہے گی۔ میرا مقصد پورا ہو چکا ہے۔ اب یہاں کسی کا خون نہیں ہو گا۔ کسی ماں کے سامنے کسی باپ کے سامنے اس

کا بیٹا یا بیٹی بلے کا یا چڑیل کا شکار نہ ہو گا۔ آج کی رات میں پرسکون سویا۔ فجر کی اذانوں سے قبل ہی آنکھ کھل گئی۔ اور نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد میں نے گاؤں چھوڑ دیا۔ واپس شہر آ گیا۔ ابو کے رسم دسواں میں شرکت کی ماں سے گلے مل کر خوب رویا۔ بہنوں سے مل کر خوب رویا۔ بہنیں شادی شدہ تھیں۔ اور چھوٹی بہن خاوند کے ساتھ امی کے پاس ہی رہ رہی تھی۔ اس لئے میں نے درویشی لائن اختیار کر لی۔ اور دین تبلیغ کا کام سنبھال لیا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد پاکستان ہندوستان سے علیحدہ ہو گیا۔ اور میں پاکستان آ گیا۔ باقی کی زندگی یہاں ہی گزری دنیا سے دل اچاٹ ہو گیا ہے۔ درویشی لائن میں بہت لطف آ رہا ہے۔ آج یہاں ہوتا ہوں تو دوسرے دن کہیں اور ہوتا ہوں۔ میں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اور نہ ہی ٹھکانہ بنانا چاہتا ہوں۔ خدا کی راہ میں اپنی زندگی بسر کر رہا ہوں اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ نجانے کس شہر میں، کس گاؤں میں موت آ جائے۔۔۔۔ اس کے بعد مجھے وہ بزرگ دوبارہ نظر نہ آئے۔ میں نے انہیں بہت تلاش کیا۔ لیکن وہ نہیں مل سکے۔ اگر میرے خدا کو منظور ہوا تو ایک دن ضرور ان کو تلاش کر لوں گا۔ آپ بھی دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے ان بزرگ سے دوبارہ ملا دے۔ آپ کی دعاؤں کا طلب گار

(ریاض احمد، باغبانپورہ لاہور)

نمک پارے

ساقی

تیری نیت خراب ہے ساقی
کیسی پلائی شراب ہے ساقی
تو نے ہے سے میں کیا ملاوٹ کی
کس لئے آب آب ہے ساقی

گرمی کا غم

اک رہنمائے قوم کو پچیش جو ہو گئی
کہنے لگے مروڑ میں جلتا ہوا
گرمی کے غم کی آگ میں ہم جلس رہے
مثل کباب دل سے ہمارا ابلا ہوا

کراچی کا خیال

کبھی ہے پانی کی قلت کبھی ہے خوں ریزی
یہاں پہ پھول ہے تشویش ہم کو شام و سحر
وہاں کا کچھ تو اثر یاں آتی جاتا ہے
کہ کربلا و کراچی میں مشترک ہے "کرب"

مفت انجکشن

مفت انجکشن لگائیں چلتے پھرتے ڈاکٹر
ان سے بچنے کے لئے اے دوستو جائیں کہاں
پیٹ اپنا بھرتے ہیں پی کر لہو کا جام یہ
ہم جہاں پہنچے وہیں پہ آ گئے مچھر میاں

مطلب پرست لیڈر کی حالت

قوم کے غم میں ہیں بھری آہیں
کثرت آہ نے دکھایا رنگ
پھول کر توند بن گئی فٹ بال
آنکھ ہے سرخ جیسے پیا ہو بھنگ

نام نہاد ترقی پسند

کر رہے ہیں ارتقا کے زعم میں
دین و شرع سے چھیڑ چھاڑ
شاعری جنگلی بھی اب کرنے لگے
شاعری کے نام پہ کوزہ کباڑ

(تنویر پھول ایم اے، گلشن سرسید نارتھ کراچی)

لطائف

سپاہی = (ملاح سے) کیوں میاں! یہاں کوئی بڑی مچھلی تو نہیں، میں نہانا چاہتا ہوں۔
ملاح = بے فکر ہو کر نہائیے جناب! بڑی چھوٹی سب مچھلیاں مگرمچھ ختم کر چکے ہیں۔

فٹ بال کے دو کھلاڑی باتیں کر رہے تھے۔ ایک کھلاڑی بولا "ایک مرتبہ میں نے گیند کو اتنے اوپر پھینکا کہ وہ پورے دو گھنٹے بعد واپس آئی"۔ دوسرا کھلاڑی بولا "یہ تو کچھ بھی نہیں ایک دفعہ میں نے فٹ بال اتنی اوپر اچھالی کہ وہ پورے دو دن بعد واپس آیا اور اس کے ساتھ ایک پرچی بھی تھی جس پر لکھا تھا کہ آئندہ یہ گیند چاند پر نہ آئے"۔

ایک جہاز کافی بلندی پر اڑ رہا تھا کہ اچانک پائلٹ نے زور زور سے قہقہے لگانے شروع کر دیئے جب لوگوں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو وہ بولا "میں تو یہ سوچ کر ہنس رہا ہوں کہ جب پاگل خانے والوں کو پتہ چلے گا کہ میں بھاگ آیا ہوں تو ان کا کیا حال ہو گا"۔ (شاہنواز خان، اچھرہ، لاہور)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سر کٹی لاش

ایمبولینس کے زور زور سے چیخنے کی آوازیں گاؤں والوں کے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں اور ہر کوئی اپنی چارپائیوں سے اتر کر چھت کی منڈیروں پر کھڑا ہو رہا تھا۔ گاڑی کی تیز روشنیوں کا رخ گاؤں کی طرف تھا۔ اور سائرن کی آوازیں قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھیں۔ آدھی رات کے اس عالم میں ایمبولینس کی آوازیں سن سن کر ہر کوئی خوفزدہ ہو رہا تھا۔ اور خدا سے خیر کی دعائیں کر رہا تھا۔ ایمبولینس بھی سڑک سے چلتے چلتے قبرستان کے قریب کچے میدان میں آ کر رک گئی۔ لوگوں نے چھتوں سے اتر کر اس گراؤنڈ کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ ایمبولینس سے تین افراد نیچے اترے اور گاڑی سے سٹریچر نکال کر کسی کی لاش کو اتارنے میں مصروف تھے۔ گاؤں کے مرد بھی ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ گاؤں والوں کے تمام افراد بھی پریشان تھے۔ کوئی بتا رہا تھا کہ ہسپتال میں داخل ہو گا اور اس کی لاش آئی ہے۔ پھر یہ کون تھا کس کی لاش تھی۔ یہ سوچتے ہوئے چھتوں پر کھڑی عورتوں کے دلوں سے مسلسل ٹکرا رہی تھیں۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ ماسٹر کبیر کے لڑکے کی لاش ہے۔ جو دوسرے شہر میں کام کرتا تھا۔ اس کی لاش شہر سے کچھ دور ویرانے میں پڑی ملی تھی۔ سر دھڑ سے علیحدہ تھا اور آنکھیں پوری کھلی ہوئی تھیں۔ زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ کان کٹے ہوئے تھے۔ اس کا چہرہ پہچانا نہیں جا رہا تھا۔ لاش کے ساتھ آنے والے تین مردوں میں ایک ڈرائیور تھا اور دو [illegible] کے دوست تھے۔ جو اس کی فیکٹری میں ہی کام کرتے تھے۔ لاش والے گاؤں کی گلیوں میں سے گزر کر ماسٹر کبیر کے گھر کی طرف جا رہے تھے۔ ماسٹر صاحب کو جب اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ملی تو وہ یہ خبر سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ اس بے چارے کا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔ نہ بیوی تھی اور نہ کوئی اور اولاد اس کے سہارے زندگی گزار رہا تھا۔ جب اس کا بیٹا گھر آتا تو خوشی سے پاگل ہو جاتا اور جب وہ واپس چلا جاتا تو اس کے آنے کا انتظار کرتا۔ گھر میں چیخ و پکار بلند ہو رہی تھی۔ عورتیں چیخ چیخ کر رو رہی تھیں۔

ماسٹر کبیر کو ہوش میں لایا گیا۔ وہ اپنے بیٹے کی لاش دیکھ دیکھ کر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ پاگلوں جیسی باتیں کرنے لگا۔ یہ عورتیں کیوں رو رہی ہیں۔ گاؤں والے یہاں کیوں جمع ہیں۔ ہاں میں جانتا ہوں میرا بیٹا شہر سے آ رہا ہے اس کے استقبال میں کھڑے ہیں۔ میرا بیٹا مرا تو نہیں ہے وہ تو شہر کام کرتا ہے۔ میں صبح ہی اس کا [illegible] سے ملنے [illegible]۔ اس سے باتیں کیے ہوئے نجانے کتنے سال بیت گئے ہیں۔ اس بار وہ گاؤں آیا تو میں اسے واپس نہیں جانے دوں گا۔ تم لوگ جاؤ۔ سب لوگ جاؤ میں صبح جا کر خود اسے لے کر آؤں گا۔۔۔۔۔ ماسٹر کبیر کی باتیں سن سن کر عورتیں اور زیادہ رو رہی تھیں۔ ماسٹر کبیر ریٹائرڈ ماسٹر تھا۔ اب گاؤں کی چوکیداری کرتا تھا۔ گاؤں کی حفاظت اس نے اپنے ذمے رکھی تھی۔۔۔ اور آج.... ادھر ماسٹر کبیر بولے جا رہا تھا۔ اچھا تم لوگ گھروں کو نہیں جاتے تو نہ جاؤ۔ میں ابھی جا کر اسے لے آتا ہوں..... یہ کہہ کر وہ گھر کی چھت پر چڑھنے لگا۔ لوگوں نے اسے پکڑا کہ یہ ہوش میں نہیں ہے کہیں چھت سے گر نہ جائے۔ پورے گاؤں کے لوگ ماسٹر کبیر کے گھر جمع تھے۔ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ الٹی سیدھی باتیں کیے جا رہا تھا۔ جاگتے ہی رات گزر گئی اور صبح کا اجالا چاروں طرف پھیلنے لگا۔ ماسٹر کبیر کے گھر لوگوں کی آمد و رفت جاری رہی اور دن کے گیارہ بجے اسے سپرد خاک کر دیا گیا۔ جس جس نے بھی ماسٹر کبیر کے لڑکے کی میت دیکھی خوف زدہ ہو گیا۔ کھلی آنکھیں باہر نکلی لمبی زبان کٹے ہوئے کان۔ گاؤں کے آدمیوں نے ماسٹر کبیر کے گھر صف بچھا کر اوپر بیٹھ گئے۔ آنے جانے والے سے افسوس کرتے رہے اور ساتھ ہی ماسٹر کبیر کے بارے میں تذکرہ کرتے رہے کہ اس کا کیا بنے گا۔ کسی کو اتنی خبر نہ تھی کہ ماسٹر کبیر کہاں چلا گیا۔ قبرستان تک تو وہ ان کے ساتھ تھا بعد میں کہاں گیا کسی کو علم نہ ہوا۔ شام تک ماسٹر کبیر واپس گاؤں نہ آیا تو لوگوں کو تشویش ہوئی اور گاؤں کے چند افراد نے ماسٹر کبیر کی تلاش شروع کر دی۔ سبھی کو خدشہ تھا کہ اس کا ذہنی توازن

ٹھیک نہیں ہے۔ اسے کچھ ہو نہ جائے۔ پوری رات تلاش جاری رہی لیکن اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ لوگ مایوس ہو کر واپس آ گئے۔ کہ وہ کہیں دور دراز چلا گیا ہو گا۔ صبح ہوتے ہی پھر اس کی تلاش شروع ہو گئی۔ اور گاؤں کے لوگ گاؤں سے دور کے جنگلوں کی طرف جانا شروع کر دیا۔ وہاں کافی تلاش کے بعد انہیں ایک جھاڑیوں میں کسی کے سفید کپڑے نظر آئے۔ لوگ ان جھاڑیوں کے

قریب گئے۔ تو وہ جھاڑیاں کانٹوں سے بھری پڑی تھیں۔ کانٹوں کے اندر ماسٹر کبیر کی خون زدہ لاش پڑی تھی۔ ان کانٹوں کے اندر جانے سے لوگ گھبرا رہے تھے۔ لیکن ان لوگوں نے ماسٹر کبیر کی لاش کو باہر نکالنا تھا اور وہ ان کانٹوں بھری جھاڑیوں میں گھسے گئے اور بڑی مشکل سے ماسٹر کبیر کی لاش ان کانٹوں سے نکال کر باہر لے آئے۔ اور ایک درخت کے نیچے لٹا دی اور مردہ جسم سے لمبے لمبے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکالنے لگے۔ کانٹوں کی تیز نوکوں نے ماسٹر کبیر کا جسم خون آلود کر دیا تھا۔ جو سوکھ کر جسم سے جم چکا تھا۔ جسم کے کسی بھی حصہ پر ہاتھ لگاتے کانٹے ہاتھوں کو چبھتے۔ کپڑے ایسے پھٹے ہوئے تھے جیسے ماسٹر کبیر نے کسی بہت بڑی بلا سے مقابلہ کیا ہو اور اس نے اس کے کپڑوں کو چھلنی چھلنی کر دیا ہو۔ گاؤں والے چونکہ گاؤں سے چارپائی نہ لے کر آئے تھے۔ اس لئے پریشان بیٹھے تھے کہ کیسے اسے لے کر گھر جائے لاش اکڑ چکی تھی۔ اس کے بعد دو آدمی گاؤں گئے اور گاؤں کے بہت بڑے ہجوم کے ساتھ واپس لاش کے پاس آ گئے۔ اس میت کو چارپائی پر لا کر گاؤں کی طرف آنے لگے۔ ایک دفعہ پھر گاؤں میں آہ و زاری شروع ہو گئی۔ کون تھا ماسٹر کبیر کا جو دوسرے گاؤں یا شہر سے آتا۔ یہ تمام کام گاؤں والوں نے ہی کرنا تھا۔ سو کفن کا تمام انتظام کرنے کے بعد اسے بھی سپرد خاک کر دیا گیا۔ ماسٹر کبیر کا گھر ویران ہو گیا۔ وہاں کی رونقیں ختم ہو گئیں۔ اس واقعہ کے چند دن کے بعد ایک رات بابا علم دین گھر سے باہر نکلا تو گاؤں کے قبرستان میں اسے ایسا لگا کوئی ادھر ادھر چکر لگا رہا ہو۔ رات کے اندھیرے میں اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ اسے جا کر دیکھنا چاہئے۔ بابا علم دین قبرستان کے اندر چلا گیا۔ قبرستان گاؤں کے قریب تھا اس لئے وہاں سے لوگوں کو خوف نہ آتا تھا۔ سروٹ اور جھاڑیاں سر نکالتے ہی گاؤں والے کاٹ دیتے اس وجہ سے خوف نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ جب بابا علم دین قبرستان داخل ہوا تو اسے دیکھتے ہی چیخا صبح ہوتے ہی یہ خبر پورے گاؤں میں پھیل گئی کہ بابا علم دین کو رات قبرستان میں ایک کفن پوش سر کٹا انسان چلتا نظر آیا ہے۔ اس کے جسم پر سر نہیں ہے۔ صرف دھڑ ہی تھا۔ اتنا سننے کے بعد لوگ قبرستان آنے جانے سے کترانے لگے۔ ہر کسی کا خیال تھا کہ یہ ماسٹر کبیر کے بیٹے کی بھٹکتی روح ہے۔ اب ہر روز یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔ کئی لوگوں نے اس سر کٹے انسان کو قبرستان کے اندر گھومتے ہوئے دیکھا۔ یہ وہ قبرستان تھا جہاں لوگ دن بھر اور تپتی دوپہر کو درختوں کے سائے میں بیٹھ کر آرام کیا کرتے تھے۔ لیکن اب وہاں کوئی پرندہ بھی نظر نہ آتا تھا۔ سر کٹے انسان کا خوف گاؤں کے ہر چھوٹے بڑے پر سوار ہو گیا۔ وہ کسی کو کچھ نہ کہتا تھا لیکن اسے دیکھ کر خوف خودبخود آ جاتا تھا۔ لوگوں نے راتوں کو گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ ماسٹر کبیر کا گھر خالی پڑا ہوا تھا۔ دروازوں کو تالے پڑے ہوئے تھے۔ اس گھر میں گاؤں والوں کی اجازت سے دوسرے گاؤں کا ایک گھرانہ آ گیا۔ اس گھرانے کے کل 6 افراد تھے۔ دو میاں بیوی، دو چھوٹے بیٹے اور ان سے بڑی دو بیٹیاں ایک بڑا بیٹا تھا۔ جو دور شہر میں کام کرتا تھا۔ وہ گھر میں سب سے بڑا تھا۔ نافرمانی کی وجہ سے باپ نے اسے نکال دیا تھا۔ پورے کمرے میں مکڑیوں کے جالے لٹکتے نظر آئے۔ سامان ادھر ادھر بکھرا پڑا تھا۔ چینی کے برتن ٹوٹے پڑے تھے۔ چند منٹ وہ صحن میں کھڑے رہے پھر آدمی اندر گیا۔ اندر سے ہی ایک لکڑی پکڑ کر دیواروں اور چھتوں پر لگے جالے اتارنے شروع کر دیئے۔ کمرے میں عجیب قسم کی بو آ رہی تھی۔ جب کمرے کے جالے صاف ہو گئے تو بکھرے سامان کو کمرے سے باہر نکالا۔ تمام کمرہ صاف کیا اور جو سامان وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ وہ کمرے میں ترتیب کے ساتھ سیٹ کرنے لگے۔ اس اجڑے مکان میں پھر رونق پیدا ہو گئی۔ جب رات پھیل چکی تو لوگوں نے سونا شروع کر دیا۔ اس نئے آباد ہونے والوں کی لڑکی کی رات کسی حصے میں چیخیں بلند ہوئیں۔ چیخوں کی آواز سن کر گھر والے اور ہمسایہ لوگ جاگ گئے اور اس سے چیخنے کی وجہ معلوم کرنے لگے۔ لیکن وہ خوف سے سب کو گھور گھور کر دیکھے جا رہی تھی۔ جیسے ہوش اس کے قابو میں نہ ہوں جب اس کے اوسان درست ہوئے تو وہ پھر چیخی..... اور بولی ابو... ہمارے گھر میں کوئی آدمی چل پھر رہا تھا۔ اس کے جسم پر سر نہیں تھا۔ ابو وہ اندر کمرے میں گھسا ہے۔ جب [illegible] فقیر حسین اندر کمرے میں داخل ہوا تو اسے کوئی بھی چیز نظر نہ آئی۔ بولا بیٹی کمرے میں تو کچھ نہیں ہے۔ میں نے کمرے کا کونا کونا چھان مارا ہے۔ نہیں ابو میں نے اسے اندر جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیکن وہ اندر کیوں نہیں ہے۔ کہاں گیا ہے۔ ابو وہ ضرور کوئی بلا تھی جو اندر کمرے میں غائب ہو گئی ہے۔ وہ ہم سب کو کھا جائے گی اس کی ان باتوں سے گاؤں والے خوفزدہ ہو گئے۔ کیونکہ وہ یہ بات جان چکے تھے کہ یہ گھر اس سر کٹے انسان کا تھا۔ قبرستان کے علاوہ اس کی روح گھر میں بھی موجود ہے۔ صبح ہوئی تو نرگس نے ابو کو مکان چھوڑنے کا کہا کہ ابو ہم لوگ اب گھر میں نہیں رہیں گے۔ یہاں..... یہاں..... لیکن ابو نے کہا بیٹی کچھ نہیں ہوتا۔ تمہارا وہم ہے خودبخود ختم ہو جائے گا۔ جب گاؤں کی عورتوں نے اس نئے خاندان والوں کو تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔ تو لڑکی خوف سے کانپ اٹھی۔ اور گھر چھوڑنے کی ضد کرنے لگی۔ باپ نے کہا میں کوئی اور مکان تلاش کرتا ہوں جب تک یہاں رہنا پڑے گا گاؤں میں ایسا کوئی مکان نہ تھا۔ جو خالی ہوتا لہٰذا انہوں نے بچی کو دلاسے دیئے کہ میں رات بھر جاگ کر پہرہ دیتا رہوں گا۔ تم سو جانا---- کچھ نہیں ہو گا جب رات کے اندھیرے پھیل چکے تھے اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں خاموش ہو گئے۔ تو فقیر حسین جو کہ بیٹی کی رکھوالی کی وجہ سے جاگ رہا تھا۔ اسے اندر کمرے سے برتنوں کے ٹوٹنے کی آوازیں آنے لگی۔ پہلے تو وہ چند سیکنڈ کے لئے خوفزدہ ہوا پھر بولا کون ہو تم لیکن اندر سے کوئی آواز نہ آئی---- کافی دیر خاموش رہی۔ پھر برتنوں کی آوازیں آنے لگیں۔ تو فقیر حسین اٹھ کر کمرے میں گیا۔ لیکن اندر کچھ نہ تھا۔ تمام سامان ویسے کا ویسا پڑا ہوا تھا۔ اس نے سمجھا کہ مجھے بھی بیٹی کی طرح وہم ہو گیا ہے۔ لیکن یہ وہم نہیں حقیقت ہے۔ برتنوں کے ٹوٹنے کی آوازیں اس نے خود سنی تھیں۔ کافی دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا۔ نیند آنکھوں سے غائب ہو چکی تھی۔ اس نے آگ جلائی اپنا حقہ تازہ کیا اور گڑگڑانے لگا۔ جب رات آدھی سے زیادہ بیت گئی تو اسے اندر سے کوئی باہر صحن میں نکلتا نظر آیا۔ اسے دیکھ کر فقیر حسین خوفزدہ ہو گیا۔ بیٹی کی بات درست تھی وہ کفن پوش سر کٹا انسان اندر سے نکل کر گھر سے باہر نکل گیا..... رات بھر وہ اس کے بارے میں ہی سوچتا رہا۔ صبح ہوئی تو وہ مکان کی تلاش میں ادھر ادھر گھومنے لگا۔ سارا دن گھومنے پھرنے کے بعد ایک مکان پسند کرنے کے بعد شام کو گھر آ گیا۔ اور کہا ہم کل صبح ہی یہ گھر چھوڑ دیں گے۔ آج کی رات گزار لو۔ جب نرگس کو پتہ چلا کہ ابو نے بھی اس سر کٹے انسان کو دیکھا ہے تو خوف کی وجہ سے ہی اسے بخار ہو گیا۔ وہ بخار کی حالت میں بولتی رہی ابو مجھے یہاں سے لے چلو۔ ابو مجھے یہاں سے لے چلو۔ فقیر حسین کی بیگم نے ہمسایہ سے بات کی کہ ایک رات کی بات ہے اپنے گھر ٹھہرنے دیں۔ وہ مان گئے وہاں رات بھر نرگس بخار میں تڑپتی رہی۔ گھر والے اس کی دیکھ بھال کے لئے جاگتے رہے۔ نرگس کی حالت غیر ہوتی گئی۔ اور اسی بخار میں ہی وہ خالق حقیقی سے جا ملی۔ وہ بہادر نہ تھی کمزور دل تھی اپنے سائے سے بھی خوف کھا جاتی تھی جب اس نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تو چارپائی سے اٹھ نہ سکی۔ باپ کو بہت واسطے دیئے۔ لیکن---- اس کے مرتے ہی گھر میں ایک شور اٹھا۔ چیخیں بلند ہوئیں۔ جن جن لوگوں کے کانوں میں ان چیخوں اور رونے کی آواز پہنچتی رہی اس مکان کی طرف بھاگا۔ صبح ہو گئی تو نرگس کی فوتگی کی خبر ان کے رشتہ داروں کو پہنچا دی گئی اور پھر رشتہ دار آہیں مارتے ہوئے آتے رہے۔ رونا دھونا چیخنا چلانا چلتا رہا۔ پورا دن لوگوں کا آنا جانا لگا رہا اور فقیر حسین کے مشورے سے ہی ان کے ہی قبرستان میں اسے مغرب کے بعد دفن کر دیا گیا۔ جس وجہ سے اس نے جانا تھا۔ وہ چیز ہی ختم ہو گئی اب جانے کا کیا فائدہ تھا۔ اس کی موت کا اثر نرگس کی چھوٹی بہن نرجس نے لیا۔ وہ بھی چپ چپ اور خاموش خاموش رہنے لگی۔ گاؤں کے اور شہر کے ڈاکٹروں کو دکھایا گیا۔ پتہ چلا کہ صرف بہن کی موت کا صدمہ ہے اور کچھ نہیں۔ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ لیکن وہ ٹھیک نہ ہوئی اسے کفن پوش لاش ڈراتی رہی اور بہن کی موت کے بعد ایک ہفتہ میں ہی وہ بھی اپنی بہن کے پاس چلی گئی۔۔۔ ایک دفعہ پھر گھر میں قیامت برپا ہو گئی۔ جب پہلی بیٹی فوت ہوئی تو باپ بڑے بیٹے کو خبر نہ کر سکا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس شہر میں ہے کون سی جگہ پر ہے۔ کیا کرتا ہے کیا نہیں کرتا۔ اسے خبر کیسے کرتا اب اس کی دوسری بیٹی سامنے مری پڑی تھی۔ رشتہ دار اطلاع ملتے ہی آ رہے تھے اور کسی رشتہ دار نے بتایا کہ ان کا بڑا بیٹا ان کے گھر آیا تھا۔ وہ فلاں شہر میں کام کرتا ہے۔ ایڈریس دیا۔ جس پر اسے بلوانے کے لئے ایک آدمی بھیج دیا گیا۔ کہ اس کی دونوں بہنیں فوت ہو گئی ہیں۔ گاؤں والے اس دوسری موت پر خوفزدہ ہو کر رہ گئے۔ ان کے نزدیک یہ ہی بات گونج رہی تھی کہ یہ ماسٹر کبیر کے بیٹے راحیل نے انہیں مارا ہے۔ اس کی روح گھر آ گئی ہے۔ اور خوفزدہ کرتی ہے اور اسی خوف سے وہ دنیا سے چل پڑتا ہے۔ شام ہوتے ہی نرجس کو بھی بہن کے قریب ہی دفن کر دیا گیا۔ ماں پاگل ہوتی جا رہی تھی اور وہ بار بار کہہ رہی تھی۔ فقیر حسین میری بچیوں کا قاتل تو ہے تو ہمیں اس گھر میں لایا ہے۔ یہاں روحیں آتی ہیں۔ تم نے میری بیٹی کی ایک نہ سنی۔ فقیر حسین تو نے مارا ہے۔ میری جوان بچیوں کو۔ فقیر حسین کی بیوی پاگل ہو گئی تھی وہ اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی۔ صف ماتم بچھی رہی۔ لوگ آتے جاتے رہے گاؤں والوں نے مکان چھوڑ دینے کا مشورہ دیا۔ کہ دو جوان بیٹیوں کو زمین میں دفن کر چکے ہو بیوی پاگل ہو چکی ہے۔ اب... اب چھوڑ دو قبرستان کے دوسری طرف ایک خالی ڈیرہ ہے۔ وہاں ہم اپنے جانور باندھتے ہیں وہ خالی کر دیتے ہیں وہاں چلے جاؤ اس خونی مکان سے وہ جگہ بہتر ہے۔ فقیر حسین پر گاؤں والوں کی اس بات پر کافی اثر ہوا۔ اور وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس مکان میں اپنا سامان لے کر چلا گیا---- یہ مکان اکیلا ہی مکان تھا۔ گاؤں سے رابطہ ختم ہو چکا تھا۔ رات ہوتے ہی ان گھر والوں کو اس مکان سے خوف آنا شروع ہو جاتا۔ پاگل ماں عجیب و غریب حرکتیں کرتی۔ کبھی برتن توڑنے شروع کر دیتی۔ کبھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبرستان کی طرف بھاگنا شروع کر دیتی۔ کبھی چھلانگ لگانے کی غرض سے چھت پر چڑھ جاتی---- اور فقیر حسین حسین اور اس کے دونوں بیٹے جو گھر میں موجود تھے۔ ان کو پکڑ لیتے اچانک ایک رات ایک بھائی کی چیخیں نکلنے لگیں فقیر حسین جاگ گیا۔ اور بیٹے کو دلاسہ دینا شروع کر دیا۔ ابو وہ ابو وہ سر کٹا انسان---- ابو---- اسے مارو۔ ورنہ وہ مجھے مار دے گا۔ مسلسل دو تین دن تک ایسا ہوتا رہا۔ فقیر کی سمجھ جواب دے چکی تھی کہ کیا کرے کیا نہ کرے ان کی بیماری ڈاکٹروں کی سمجھ سے باہر تھی۔ ان کے اندر ایک خوف تھا۔ جو ڈاکٹر ختم نہیں کر سکتے تھے ایک عامل سے رابطہ کیا تو اس نے جن حاضر کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا کہ جن وغیرہ اس گھر میں نہیں ہیں۔ بیٹے کی حالت جواب دیتی جا رہی تھی۔ گاؤں والوں کو اس نے ساتھ لیا اور ہسپتال چلنے لگا۔ لیکن راستہ میں ہی اس کی موت ہو گئی اور وہ سب آدھے ہی فاصلے سے واپس گاؤں لوٹ آئے۔ بیٹے کی لاش کا ماں کیا اثر لیتی۔ وہ تو اپنے ہوش کب کے کھو چکی تھی۔ ان کا زندہ رہتے ہوئے بھی دنیا سے رابطہ کٹ گیا تھا۔ وہ نہ زندہ تھی اور نہ مردہ۔ الٹی سیدھی باتیں کر لیتی۔ کبھی کسی سے زمین کھودنا شروع کر دیتی۔ کہ میں اپنی بیٹیوں کو نکال رہی ہوں لوگوں نے میری دونوں زندہ بیٹیوں کو قبر میں دفن کر دیا ہے۔ کبھی کھانا پکا کر رکھ دیتی اور کسی کو ہاتھ نہ لگانے دیتی کہ میری بیٹیاں آئیں گی تو کھا لیں گی۔ وہ بھوکی سو گئی ہیں۔ اٹھیں گی تو کھا لیں گی۔

ادھر بیٹے کی لاش پڑی تھی۔ اور دوسری طرف ماں ایک مجسمہ کی مانند لوگوں کو آتے جاتے دیکھ رہی تھی۔ گاؤں والوں نے اس کی حالت دیکھ کر کہا کہ ماسٹر کبیر بھی اسی طرح پاگل ہوا تھا۔ جس طرح یہ پاگل ہوئی ہے۔ وہ بیٹے کی خوشی پہ پاگل ہوا تھا۔ اور یہ بیٹیوں کی خوشی پر۔ دونوں کی کہانی ایک جیسی تھی۔ لیکن یہ کہانی دوبارہ کیوں دہرائی جا رہی تھی۔ کسی کی بھی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ شاید اس خاندان کو موت یہاں کھینچ کر لائی تھی۔ رشتہ داروں کا آنا جانا لگا رہا۔ فقیر حسین خود بھی ٹوٹ چکا تھا۔ ایک ماہ کے اندر تین لاشیں.... شام سے قبل اسے بھی دفن کر دیا گیا۔ اس کے دماغ میں یہ فقرے گونجتے رہے کہ فقیر حسین تم نے میری بیٹیوں کی جان لی ہے۔ تم نے مارا ہے انہیں۔ تم اپنے گاؤں والوں سے لڑ جھگڑ کر ہمیں یہاں لے آئے اور میری بیٹیوں کے دشمن بن گئے۔ فقیر حسین ہر کسی کی باتیں سنتا رہا۔ اس کا سب کچھ لٹ چکا تھا۔ جوان بیٹیاں بنا شادی کے قبرستان چلی گئیں اور بیٹے کی موت.... یہ صدمہ اب فقیر حسین سے برداشت نہ ہو پا رہا تھا۔ وہ بھی چپ چپ رہنے لگا۔ ایک رات فقیر حسین کے گھر سے پھر چیخنے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ان کا بیٹا گھر کا منظر دیکھ کر تڑپ گیا اور چیختا چلاتا گھر سے باہر بھاگ آیا۔ امی مر گئی ہے۔ امی مر گئی ہے گاؤں والے ان کے گھر کی طرف بھاگے۔ دروازے کھلے ہوئے تھا اندر جا کر دیکھا تو کانپ کر رہ گئے۔ ماں مری پڑی تھی۔ اور فقیر حسین قہقہے لگا رہا تھا۔ یہ کہہ کر وہ گھر سے باہر بھاگ پڑا اور قہقہے لگاتا بھاگتا رہا۔ دور جنگل کی طرف جا رہا تھا۔ گاؤں والے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ان کی کوششیں بے سود رہیں۔ وہ تو کب کی اپنی بیٹیوں کے پاس چلی گئی تھی۔ بیٹا دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ وہ اکیلا ہی رہ گیا تھا۔ بڑا بھائی تو گھر سے نکل چکا تھا۔ اس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا تھا۔ نہ وہ گاؤں کی لڑکیوں سے چھیڑ خانی کرتا اور نہ گاؤں والے ہمیں گاؤں سے نکالتے۔ اور نہ ابو جان اسے گھر سے نکالتے----

نجانے اب وہ کہاں ہے۔ نہ اس نے بہنوں کا منہ دیکھا نہ بھائی کا دیکھا اور لگتا ہے کہ اب وہ ماں کا بھی منہ نہ دیکھ پائے گا۔ چھوٹا بھائی روتے روتے تمام کہانی سناتا جا رہا تھا اس میں فقیر حسین کا ذرا بھی قصور نہ تھا۔ فقیر حسین نے تو اسے گھر سے نکال کر اچھا کیا تھا۔ لیکن اس کی قسمت.... کہ بیٹیوں اور بیٹے کو دفن کرنے کے بعد خود پاگل ہو گیا تھا۔ رات روتے دھوتے گزر گئی۔ گاؤں میں اس گھر پر قیامت کا منظر تھا۔ تمام گاؤں والے سر کٹے سے صرف خوف زدہ تھے۔ لیکن یہ خاندان سر کٹے انسان کا خوف برداشت نہ کر پایا تھا۔ اور ایک دوسرے کے ہاتھوں خود ہی مر رہے تھے۔ بڑے بھائی کو بہن کے مر جانے کی خبر مل چکی تھی۔ لیکن وہ باپ کے خوف سے گھر نہ آیا تھا لیکن آج وہ اچانک آ گیا۔ بھائی اس کے گلے لگ کر زور زور سے رونے لگا۔ بھیا ہمارا سب کچھ لٹ چکا ہے۔ یہ دیکھو امی بھی مر گئی ہے۔ بڑا بھائی ماں کی میت سے لپٹ گیا۔ اور خوب جی بھر کر رویا۔ اور ان کو بھی سپرد خاک کر دیا گیا۔ صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ اور چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو تمام واقعات سنا رہا تھا کہ گاؤں والوں نے ہمیں گھر سے نکال دیا۔ یہاں آ کر ایک مکان میں رہے۔ تو ایک سر کٹے انسان نے باجی نرگس کو ڈرانا شروع کر دیا۔ اور دو دن بعد وہ دنیا سے چل بسی۔ اس کی موت کا اثر باجی نرجس نے لیا اور ایک ہفتہ بعد وہ بھی چل بسی۔ اس کے بعد مکان بدل کر یہاں آ گئے کہ وہ مکان آسیبی ہے۔ لیکن یہاں بھائی چل بسا۔ اور امی جان پاگل ہو چکی تھیں۔ اب وہ بھی مر

گئی ہیں۔ لیکن ابو کہاں ہیں بڑے بھائی نے پوچھا۔ امی کے مرتے ہی ابو پر پاگل پن کا دورہ پڑا اور وہ قہقہے لگاتے لگاتے گھر سے باہر بھاگ گئے ہیں۔ کہاں کچھ پتہ نہیں چلو بھیا انہیں تلاش کریں.... کہیں ابو بھی بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ انہیں کچھ نہیں ہو گا۔ وہ زندہ رہیں گے۔ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ہمارے سروں پر سایہ بن کر رہیں گے۔ دونوں بھائی ابو کی تلاش میں بھاگ پڑے۔ رات بھر ابو کو تلاش کرتے رہے۔ جنگل میں ادھر ادھر گھومتے رہے۔ لیکن کہیں بھی ابو نظر نہ آئے۔ آخر کار تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ چاند کی روشنی میں ہر چیز واضح نظر آ رہی تھی.... وہاں بیٹھے انہیں ایک جگہ کوئی چیز نظر آئی۔ وہ دونوں اٹھے اور اس جانب چل پڑے۔ قریب پہنچ کر انہیں مکمل یقین ہو گیا کہ ابو یہاں ہیں انہوں نے ابو کو آوازیں دیں لیکن جواب نہ ملا وہ کچھ آگے بڑھے تو سامنے کانٹوں سے بھری ہوئی جھاڑیاں تھیں۔ وہ دونوں جھاڑیوں کے اندر گھسنے لگے۔ کانٹوں سے ان کے کپڑے پھٹنے لگے لیکن انہوں نے ان کانٹوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ اور وہ ابو کی میت کے پاس پہنچ گئے۔ جھاڑیوں میں کانٹوں سے الجھی ہوئی ان کی لاش پڑی تھی۔ بڑی مشکل سے ان کانٹوں سے ابو کو کھینچ کر باہر لائے۔ دونوں بھائیوں کو کانٹوں نے لہولہان کر دیا کپڑے چیر پھاڑ دیئے۔ اور ابو.... ابو خون میں لت پت پڑے تھے جسم کے حصے حصے میں کانٹے جسم میں دھنسے ہوئے تھے۔ کپڑے پھٹے ہوئے تھے دونوں بھائی ابو کو مردہ حال میں دیکھ کر رونے پیٹنے لگے۔ اور ساتھ ساتھ ابو کے جسم سے کانٹے نکالتے جا رہے تھے۔ پورے جسم پر خون جم چکا تھا۔ جسم اکڑا ہوا تھا۔ دونوں بھائیوں نے وہاں سے موٹی موٹی دو دو لکڑیاں لیں۔ اور ان کے اوپر لٹا کر آگے پیچھے سے لکڑیوں کو پکڑ کر چلنے لگے۔ کانٹوں کے چبھنے سے ان دونوں کے جسم بھی زخمی تھے۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ دونوں گھر پہنچ گئے۔ امی کی موت کی وجہ سے لوگ صف پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہ سب کانپ گئے.... سب لوگ ہی ابو کے چہرے کو چھو چھو کر کہہ رہے۔ فقیر حسین اٹھو۔ فقیر حسین اٹھو۔ لیکن وہ کیسے اٹھتے۔ قیامت کے اوپر قیامت آ رہی تھی.... صرف ایک ہی خاندان پر یہ سب کیوں کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ رات گزر گئی۔ دن کا اجالا ہوا اور انہیں دن کے 11 بجے دفن کر دیا گیا.... چھوٹا بھائی آنکھیں آسمان پر لگائے صف پر بیٹھے نجانے کیا کیا سوچ رہا تھا۔ ایک ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر ایک ہی خاندان کی اموات.... یہ گاؤں میں سب سے بڑا صدمہ تھا۔ لوگ آتے جاتے رہے۔ لیکن دونوں بھائی چپ چاپ بیٹھے رہے---- ابو چھوڑ گئے امی چلی گئی۔ بھائی چلا گیا۔ بہنیں چلی گئیں۔ بڑا بھائی تو 25 سال کا تھا۔ اور چھوٹا ابھی 15 سال کا تھا۔ معصوم تھا اپنے سامنے اپنا سب کچھ لٹتا دیکھ چکا تھا۔ جوان بہنوں کے جنازے پڑھے بھائی کا جنازہ پڑھا۔ ماں کا اور باپ کا جنازہ پڑھا۔ آنکھیں آسمان پر لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے کسی کی خبر نہ تھی کہ کون آ رہا ہے اور کون جا رہا ہے۔ بڑا بھائی دعا میں شریک ہوتا رہا۔ لیکن چھوٹا بھائی مسلسل آسمان کو دیکھے جا رہا تھا۔ اس کے کپڑے خون سے بھیگے ہوئے تھے۔ ابو کی لاش اٹھانے کانٹوں میں گھس کر بری طرح زخمی تھا۔ اسے کسی نے بلانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ اپنے حال میں مست تھا۔ نجانے خدا سے کیا کیا شکوے کر رہا تھا اپنا سب کچھ لٹ جانے کا شکوہ کر رہا تھا۔ کافی دیر تک وہ آسمان کی طرف منہ اٹھائے دیکھتا رہا کہ بھائی نے بلایا۔ امجد.... لیکن امجد نے بھائی کی آواز پر کوئی دھیان نہ دیا۔ دوبارہ اسے آواز دی۔ اس دفعہ پھر اس نے آواز پر دھیان نہ دیا تو وہ اٹھ کر اس کے قریب گیا اسے ہلایا تو اس کی گردن ایک طرف لڑھک گئی... بھائی کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گیا وہاں بیٹھے لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو چیخ اٹھے۔ اس گھر میں گاؤں والوں کے رونے کی آوازیں ایک دفعہ پھر بلند ہو گئیں۔ تین دن میں مسلسل تین اموات۔ پورے کا پورا کنبہ قبرستان کی زینت بن گیا۔ یہ قیامت نہ تھی تو اور کیا تھا۔ عورتوں کی رو رو کر آنکھیں سوج گئیں تھیں۔ نجانے اس خاندان سے کیا غلطی ہو گئی تھی کہ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا دنیا چھوڑا جا رہا تھا۔ ان کے سامنے شاید سر کٹا انسان کھڑا ہو جاتا تھا اور وہ کسی اور کو نظر نہ آتا تھا اور جس کی جان لینی ہوتی تھی صرف اسے نظر آتا تھا۔ نجانے وہ اس خاندان سے کیوں انتقام لے رہا تھا۔ ان کو بے قصور کیوں موت کے گھاٹ اتار رہا تھا۔ کسی کی بھی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی۔ امجد کی میت کو لوگوں نے اٹھا کر چارپائی پر لٹا دیا تھا۔ اس کے چاروں طرف عورتوں کا ہجوم تھا۔ ایک کی موت پر آئے ہوئے رشتہ دار آہستہ آہستہ پورے خاندان کے جنازے پڑھ رہے تھے۔ رات کے سائے بھی پر پھیلا چکے تھے۔ اور رات دس بجے اسے بھی سپرد خاک کر دیا گیا----

اس خاندان کی موت کی خبریں شہر تک پہنچ چکی تھیں۔ ہر زبان پر اس خاندان کی کہانی تھی۔ جو ایک سر کٹی لاش کے ہاتھوں ختم ہو رہی تھی۔ رات گئے لوگ اس خاندان کے بارے میں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور پھر اپنے اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گھروں کو چل دیئے۔ شکیل اپنے خاندان کی قبروں کے پاس ایک درخت سے ٹیک لگائے آنسو بہا رہا تھا اور اپنی پچھلی زندگی کو یاد کر رہا تھا کہ اگر وہ بری سوسائٹی میں نہ بیٹھتا۔ گاؤں کی لڑکیوں سے چھیڑ خانی نہ کرتا۔ گھر والوں کو گاؤں کے ہاتھوں ذلیل نہ کرواتا۔ اور وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکالتے۔۔۔ شہر بھیجے گئے آدمی نے کسی طریقہ سے اس کی کھوج لگانے کے بعد اسے اطلاع دی اور بتایا کہ وہ فلاں گاؤں میں ہیں تب وہ واپس آیا۔ اس کے آنے سے قبل دو نہیں ایک بھائی قبر میں پڑ چکے تھے۔ جب وہ گاؤں آیا تو سامنے ماں کی میت دیکھ کر تڑپ گیا۔۔۔ اب قبرستان میں بیٹھا تمام گھر والوں سے اپنے کئے کی معافی مانگ رہا تھا اور بدلہ کس سے لیتا۔ ایک روح سے بدلہ کیسے لے سکتا تھا۔ اچانک اسے قبرستان میں وہی سر کٹا انسان روتا ہوا نظر آیا۔ وہ قبرستان کا چکر لگانے کے بعد جب شکیل کی قبروں کے پاس آیا تو شکیل کے منہ سے نکلا راحیل تم۔۔۔ تم۔۔۔ لاش سے کفن اتر گیا۔ راحیل اس کے سامنے تھا۔ نہیں راحیل۔ نہیں تم مجھے نہیں مارو گے۔ یہ الفاظ کہتے ہی شکیل نے بھاگنا شروع کر دیا۔ جہاں جاتا لاش سامنے ہوتی پوری رات شکیل جنگل میں ادھر ادھر بھاگتا رہا۔ جہاں تھک کر رکتا راحیل کی لاش سامنے کھڑی نظر آتی۔ آخر ایک جگہ گر کر وہ بے ہوش ہو گیا۔ صبح ہوئی تو گاؤں والوں نے شکیل کو گھر نہ پا کر اس کی تلاش شروع کر دی اور جنگل میں اسے بے ہوشی کی حالت میں پڑا نظر آیا۔ اسے اٹھا کر گھر لے آئے اور ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے۔ کافی دیر بعد اسے ہوش آیا۔ تو اس کی زبان پر چلنے لگی۔ راحیل تم مجھے نہیں مارو گے۔۔۔ اس کی زبان راحیل کا نام سن کر گاؤں والے حیران رہ گئے۔ کہ یہ راحیل کو کیسے جانتا ہے۔ جب اسے پوری طرح ہوش آ گیا۔ تو راحیل کے بارے میں پوچھا تو بولا۔ راحیل میرا دوست تھا۔ ہم دونوں ایک ہی کمرے میں رہتے تھے۔ ایک لڑکی کے چکر میں ہم دونوں پڑ گئے۔ لڑکی راحیل کو چاہتی تھی اور اس کا دکھ مجھے بہت زیادہ تھا۔ میں اس لڑکی کو ہر حالت میں پانا چاہتا تھا۔ لہٰذا راحیل کو لے کر ایک ویرانے میں آ گیا۔ اور اس کے سر پر اینٹ دے ماری۔ جب یہ کر گیا تو اپنی جیب سے چھری نکال کر اس کی گردن کاٹنے لگا یہ میرے سامنے تڑپنے لگا لیکن مجھے ذرا بھی ترس نہ آیا۔ گردن کو جسم سے علیحدہ کرنے کے بعد اس کے مردہ جسم پر چھریوں کے وار کرتا رہا۔۔۔ اور اسے وہیں ویرانے میں چھوڑ کر بھاگ آیا۔ دوسرے دن اس کی لاش تلاش کر لی گئی میں اس کی لاش پر ایسے رویا جیسے اسے قتل میں نے نہیں کسی اور نے کیا ہے۔ لڑکی اس کے قتل کے بعد خودکشی کر کے مر گئی اس کے مرنے کے بعد میرا سکون ختم ہو گیا۔ ایسے لگتا کہ اس کا قتل مجھے مہنگا پڑے گا اور آج۔۔۔ اس نے میرے پورے خاندان کو ختم کر دیا ہے۔ اس نے اپنا بدلہ خوب لیا ہے۔ لیکن میرے گھر والوں کا کیا قصور تھا۔ ہاں قصور تو راحیل کا بھی نہ تھا۔ میں نے بھی اسے بے گناہ قتل کیا تھا۔ اس کی کہانی سن کر گاؤں والوں کو اس سے نفرت ہو گئی۔۔۔ کیونکہ راحیل کی موت کی وجہ سے ماسٹر جی پاگل ہو کر مرا تھا۔ وہ گاؤں کا رکھوالا تھا۔۔۔ شکیل پاگلوں کی طرح کبھی قبرستان میں کبھی جنگل میں گھومنے لگا اور ایک رات اس کی لاش بھی کانٹوں بھری جھاڑیوں سے ملی۔۔۔ اس کا جسم بھی کانٹوں سے لہولہان تھا۔ چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اسے بھی دفن کر دیا گیا۔ یہ کیسی عجیب داستان تھی۔ ایک آوارہ لڑکے کی وجہ سے 9 زندگیاں ختم ہو گئیں۔ اور وہ خود بھی موت کے ہاتھوں نہ بچ سکا۔ قارئین کرام سر کٹی لاش کی کہانی سن کر میں تین دن تک خوفزدہ رہا۔ خوف کی حالت میں پڑا رہا۔ ایسے لگتا جیسے یہ سر کٹی لاش ہمارے گھر کے ارد گرد گھوم رہی ہو۔ اور مجھے بھی ختم کر ڈالے گی۔۔۔ اب ہمت پیدا ہوئی تو داستان لکھ ڈالی۔ کسی کی جان لینا کتنا عظیم گناہ ہے۔ اور یہ ایک قتل نہ تھا۔ بلکہ اس کا نشانہ پورا خاندان بنا۔ گاؤں کی گلیوں پر داستان زبان زبان پر جاری رہی اور لوگ خوفزدہ رہے۔ لیکن پھر اس آخری موت کے بعد سب ٹھیک ہو گیا۔ نہ وہ سر کٹی لاش رہی اور نہ گاؤں میں خوف رہا۔۔۔ یہ کہانی سال ہا سال پرانی ہے۔ لیکن سنانے والے نے ایسے سنائی جیسے کل کی بات ہو۔۔۔ خدا ہم سب کو نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

♦♥✣♦♥

نشانی

ایک صاحب کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو ہمدردی جتانے کے لئے ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی۔ ”میں آپ کی مرحومہ بیوی کی بچپن کی سہیلی ہوں۔“ پھر روتے ہوئے بولی۔ ”آپ مجھے مرحومہ کی کوئی ایسی چیز دے دیں جسے وہ بہت چاہتی ہو۔ میں اس چیز کو مرحومہ سہیلی کی نشانی سمجھ کر اس سے زیادہ چاہوں گی اور اس طرح مرحومہ کو ہمیشہ یاد رکھ سکوں گی۔“ آنسو بھری آنکھوں کو اوپر اٹھاتے ہوئے شوہر نے معصومیت سے پوچھا۔ مجھ سے کام چل جائے گا؟

(مہرالنساء۔ کچھ کھوہ)

خونی ہمسفر

شہاب شیخ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"خونی ہم سفر"

تحریر: شباب شیخ

میں ٹیکسی سے اترنے کے بعد ٹیکسی والے کو کرایہ ادا کرنے لگا۔ پھر میں نے اسٹیشن کی عمارت کی طرف تیز قدموں سے بڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھا۔ ٹرین چلنے میں صرف دو منٹ رہ گئے تھے۔ میں نے تقریباً دوڑنا شروع کر دیا۔ لیکن بار بار مجھے رکنا پڑ رہا تھا کیونکہ پلیٹ فارم پر کافی رش تھا اور لوگ میرے سامنے سے گزر رہے تھے۔ میں نے سامنے کھڑی ٹرین پر ایک نگاہ ڈالی اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا جونہی میں نے ڈبے میں قدم رکھے سیٹی کی آواز آئی۔ پھر چند ہی لمحوں بعد ٹرین نے ہارن بجائے اور رینگنے لگی۔ اب میں مطمئن تھا۔ میں نے اپنے کمپارٹمنٹ پر نظر ڈالی اور پھر دروازے پر لگا ہینڈل گھما کر اندر داخل ہو گیا۔ شکر ہے کوئی تو آیا۔ اندر موجود ایک ادھیڑ عمر شخص نے مجھے اندر داخل ہوتے دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں نے اس پر ایک نگاہ ڈالی۔ اس کا لہجہ بالکل ایسا تھا جیسے ہم بہت پرانے دوست ہوں۔ میں نے بھی اس سے دوستانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے ہاتھ ملایا اور اپنے کندھے پر لٹکا بیگ اتار کر نشست پر رکھنے کے بعد اس شخص کے سامنے بیٹھ گیا پھر میں نے خوش دلی سے اس سے پوچھا۔ آپ کا تعارف؟ اس شخص نے مسکرا کر جواب دیا۔ میرا نام ساگر ہے۔ میرا نام رمیش ہے۔ میں نے اپنا تعارف کروایا۔ کچھ دیر ہم دونوں نے کوئی بات نہیں کی۔ ساگر نے مجھ سے پوچھا۔ رمیش صاحب! آپ کیا کام کرتے ہیں؟ میرا اپنا بزنس ہے۔ میں کپڑے کا ہول سیلر ہوں۔ میں نے جواب دیا اور سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ساگر سمجھ گیا کہ میں بھی اس سے وہی پوچھنا چاہتا ہوں جو اس نے مجھ سے پوچھا ہے۔ میں کوئی کام نہیں کرتا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ میں نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔ کچھ نہیں کرتے؟ ہاں---- مجھے کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ پھر نشست پر ایک نظر ڈالنے کے بعد بولا۔ پتہ نہیں وہ دو آدمی کیوں نہیں آئے جنہوں نے یہاں نشستیں بک کروائی ہیں---- میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید کوئی بھی نہیں آئے گا۔ اور مجھے سفر اکیلے ہی کاٹنا ہو گا لیکن پھر تم آ گئے چلو اب سفر باتیں کرتے ہوئے اچھا گزر جائے گا۔ ویسے کیا تم بھی کلکتہ ہی جاؤ گے نا؟ ہاں' میں نے اثبات میں گردن کو جنبش دے کر جواب دیا۔ بہت اچھے---- پھر تو خوب مزہ آئے گا..... ویسے تاش وغیرہ کا شوق ہے تمہیں۔ ساگر نے پوچھا۔ ہاں ہے۔ میں نے مسکرا کر جواب دیا۔ بہت اچھے بھئی بہت اچھے۔ پھر تو بہت زیادہ مزہ آئے گا۔ ساگر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ پیکٹ میں سے ذرا باہر نکالنے کے بعد ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے سگریٹ کھینچ لیا۔ ساگر نے بھی ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبا لیا۔ پھر جیب سے لائٹر نکالنے کے بعد میرا سگریٹ سلگا دیا اور اپنا سگریٹ۔ سلگانے کے بعد سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر سیٹ پر ہی رکھ دیا۔ لائٹر پر جونہی میری نظر پڑی میں کچھ حیران ہو گیا کیونکہ آج تک میں نے ایسا لائٹر نہیں دیکھا تھا کیونکہ اس پر ایک نہایت خوفناک عورت کی تصویر بنی تھی۔ جس کے لمبے لمبے دانت اس کے منہ سے نکل کر گردن تک پہنچ رہے تھے اور خون آلود زبان منہ سے باہر لٹک رہی تھی میں نے اپنا گال ایک انگلی سے کھجاتے ہوئے ساگر سے کہا۔ یہ کیسا لائٹر ہے؟ میرا مطلب ہے اس پر کیسی تصویر بنی ہے۔ کیوں؟ کیا ایسی تصویر نہیں ہونی چاہئے۔ ساگر نے مسکرا کر جواب دیا۔ نہیں نہیں---- میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ تصویر نہیں ہونی چاہئے میرے کہنے کا مطلب ہے کہ تصویر کچھ عجیب سی اور خوفناک ہے۔ آج تک میں نے کبھی کسی لائٹر پر یہ ایسی تصویر نہیں دیکھی۔ میں نے جواب دیا ساگر لائٹر ہاتھ میں پکڑ کر خوفناک عورت کی تصویر پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔ یہ میری پسندیدہ تصویر ہے؟ اس کی بات پر مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے بے تکلفی کے ساتھ کہا۔ یار! حیرت کی بات ہے کہ تمہیں یہ تصویر پسند ہے۔ ورنہ تو لوگ ایسی تصویروں سے خوف کھاتے ہیں۔ بس یار اپنی اپنی پسند ہے۔ ساگر نے مسکرا کر بے تکلفانہ انداز میں کہا۔ میں نے اپنا بیگ اٹھا کر اوپر برتھ پر رکھ دیا اور پھر سیٹ پر لیٹتے ہوئے ساگر سے بولا میں کچھ آرام کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں گزشتہ کئی دنوں سے صحیح طرح آرام نہیں کر پایا۔ شوق سے آرام کرو۔ ساگر نے خوش دلی کے ساتھ کہا۔ میں لیٹ گیا تو ساگر نے اپنے بیگ میں سے ایک کتاب نکالی جس کا ٹائٹل دیکھ کر ایک بار پھر مجھے حیرت ہوئی کیونکہ اس پر بھی ایک خوفناک عورت کی تصویر بنی ہوئی تھی جو لائٹر والی عورت کی تصویر سے مشابہ تھی لیکن اس سے کافی مختلف تھی۔ میں نے کتاب کا عنوان پڑھا اور میری حیرت میں اضافہ ہو گیا کیونکہ اس کتاب کا عنوان تھا۔ خون پینے کے طریقے۔ ساگر کتاب کے کچھ صفحات پلٹ کر اس کا مطالعہ کرنے لگا اور میں سوچ رہا تھا کہ آخر یہ

کیسی کتاب ہے جس میں خون پینے کے طریقے لکھے ہیں ایسی کتاب آخر کس نے لکھی اور چھاپی ہے کیونکہ اس کتاب کی فروخت میرے خیال میں صفر رہی ہو گی۔ بھلا کسی کو خون پینے کے طریقوں سے کیا دلچسپی۔ میں اس وقت کافی تھکن محسوس کر رہا تھا اسلئے آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔ میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول کر انگلیوں میں دبی سگریٹ کے کش بھی لگا رہا تھا۔ پھر میں نے سگریٹ کا آخری کش لیا اور سگریٹ فرش پر بجھانے کے لئے آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔ نہ جانے کس وقت مجھے نیند آ گئی۔ اٹھو رمیش! کافی رات ہو گئی ہے یار---- کب تک سوؤ گے۔ کچھ کھاؤ پیو گے نہیں۔ مجھے ہلا جلا کر جگانے کے بعد ساگر نے کہا۔ میں ایک جماہی لے کر اٹھ بیٹھا۔ پھر میں نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی۔ رات کے پونے بارہ بج رہے تھے۔ میں تقریباً پانچ گھنٹے سویا تھا اور اب اپنے آپ کو بہت بہتر محسوس کر رہا تھا۔ اٹھو یار! کچھ کھاؤ پیو---- کچھ بات چیت کرو۔ ساگر نے مسکرا کر کہا۔ کافی دیر سویا ہوں میں۔ میں نے بھی اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ منہ ہاتھ دھو کر جب میں باتھ روم سے باہر آیا تو اپنے آپ کو بالکل فریش محسوس کر رہا تھا۔ میں اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ ساگر نے تھرموس میں سے ایک کپ میں چائے انڈیلی اور کپ میری طرف بڑھا دیا۔ لو بھئی چائے پیو اور فریش ہو جاؤ۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ میں نے کپ اس کے ہاتھ سے لینے کے بعد اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔ ساگر کی وہی کتاب جس کا عنوان "خون پینے کے طریقے" تھا اس کے قریب ہی سیٹ پر پڑی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا۔ یار! یہ کیسی کتاب ہے؟ یہ بہت اچھی کتاب ہے۔ ساگر نے جواب دیا۔ لیکن میں حیران ہوں کہ ایسی کتاب سے لوگوں کو کیا دلچسپی؟ کیا اس میں خون پینے کے طریقے لکھے ہیں یا کسی رائٹر نے ویسے ہی اس کتاب کا عنوان خون پینے کے طریقے رکھا ہے؟ میں نے ساگر سے پوچھا۔ ساگر نے کتاب اٹھا کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ لو خود ہی پڑھ لو۔ پھر تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں کیا کچھ ہے۔ میں نے کتاب ساگر کے ہاتھ سے لے لی اور کچھ لمحے اس کے ٹائٹل کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے اس ٹائٹل کو پلٹ کر اس کے پہلے صفحے پر نظر ڈالی۔ وہاں مصنف نے کتاب کے بارے میں کچھ تھوڑا سا تعارف لکھا تھا میں پڑھنے لگا۔ لکھا تھا اس سے پہلے کی کتابوں میں اپنے شکار کو پکڑنے اور بے بس کرنے کے طریقے لکھے گئے تھے اور اب اس کتاب میں اس سے آگے کے مراحل لکھے جا رہے ہیں۔ یاد رکھیں اگر کتاب میں درج ذیل طریقوں سے آپ احتیاط کے ساتھ عمل کریں گے تو آپ کو اپنے شکار کا خون پینے میں دشواری نہیں ہو گی۔ اس عبارت کے بعد مصنف کا نام "شروان" لکھا تھا۔ میں نے بے اختیار اس صفحے کو پلٹ دیا اور اگلے صفحے پر لکھے الفاظ پڑھنے لگا۔ لکھا تھا (طریقہ نمبر1) اپنے شکار کو اپنا دوست بنا لیں' اس کے بعد اسے کسی ویران جگہ پر لے جانے کی کوشش کریں' پھر موقع کی مناسبت سے اسے اپنا اصل روپ دکھائیں۔ اصل روپ دکھاتے وقت احتیاط کریں کہ کسی کی مداخلت کا اندیشہ نہ ہو' آپ کا شکار آپ کا اصل روپ دیکھنے کے بعد اپنے حواس کھو بیٹھے گا۔ اور یہی وہ وقت ہے جب آپ اپنے شکار پر آسانی سے قابو پا سکتے ہیں' اگر آپ کا شکار مضبوط اعصاب کا مالک ہے تو پھر آپ اسے شدید ضرب لگا کر بے بس کر سکتے ہیں۔ جب آپ کا شکار آپ کے قابو میں آ جائے تو اسے زمین پر لٹا دیں اور احتیاط کے ساتھ اس کی گردن پر اپنے ہاتھ رکھیں یاد رہے کہ ہاتھ زیادہ زور سے نہ رکھیں۔ کیونکہ اس طرح دوران خون صحیح کام نہیں کرے گا۔ اس میں رکاوٹ پیدا ہو گی اور آپ کو خون پینے کا صحیح لطف نہیں آ سکے گا۔ (طریقہ نمبر2) اپنے بڑے اور نوکیلے دانت نہایت احتیاط کے ساتھ شکار کی گردن پر رکھ دیں اور آہستہ آہستہ دانتوں کو شکار کی گردن میں پیوست کرنے کی کوشش کریں تاکہ اس کی گردن میں صرف اس جگہ سوراخ ہوں جہاں آپ چاہتے ہیں۔ بے احتیاطی سے دانت گاڑنے کی صورت میں شکار کی گردن سے بہت تیزی سے خون نکلنے کا اندیشہ ہے جو ضائع ہو سکتا ہے۔ (طریقہ نمبر3) پڑھنے کی بجائے سوچنے لگا کہ یہ تو بڑی عجیب و غریب کتاب ہے جس میں خون پینے کے طریقے اس انداز سے لکھے گئے ہیں جیسے کوئی کرکٹ کھیلنے کے طریقے بتائے جا رہے ہوں۔ میں نے کتاب بند کر دی پھر ساگر کی طرف دیکھ کر بولا۔ یار! عجیب کتاب ہے۔ اس میں تو خون پینے کے طریقے اس طرح لکھے ہیں۔ جیسے کرکٹ کھیلنے یا کھانا پکانے کے طریقے لکھے جاتے ہیں۔ ساگر میری بات پر مسکرا کر رہ گیا۔ میں نے کتاب اس کی طرف بڑھا دی۔ اس نے کتاب میرے ہاتھ سے لینے کے بعد اپنے قریب ہی رکھ لی۔ پھر چند منٹ بعد وہ بولا اب تو تم تازہ دم ہو گئے ہو کیا خیال ہے تاش کھیلی جائے؟ ہاں ہاں---- ضرور تاش! میں نے خوش دلی سے جواب دیا اور اس کے قریب بیٹھ گیا ساگر نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بولا ویسے اگر تم کچھ کھانا چاہو تو کھا لو پھر آرام سے کھیلتے رہیں گے۔ نہیں یار---- ابھی بھوک نہیں ہے۔ میں نے شام میں ہی کھانا کھایا تھا۔ جو شاید اب تک ہضم نہیں ہوا۔ میں نے کہا تو ساگر نے تاش کا پیکٹ جیب سے نکال لیا۔ اس کے بعد اس نے جونہی تاش کے پتے پیکٹ سے باہر نکالے میں ایک بار پھر حیران ہو گیا کیونکہ تاش پر بھی خوفناک عورتوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں جن کے لمبے لمبے دانت تھے اور کئی عورتیں لوگوں کا خون پی رہی تھیں کیا تمہارے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمام چیزیں ایسی ہی ہیں؟ میں نے ہنس کر ساگر سے پوچھا۔ کیسی؟ ساگر نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔ جن پر خوفناک چڑیلوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ اور مسکرا کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ساگر بھی میری بات پر مسکرا کر بولا بس یار! ایسی تصویریں دیکھ کر مجھے سکون ملتا ہے۔ ہاہاہا میں نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا اور بولا یہ بھی عجیب بات کی تم نے ---- لوگوں کو ایسی تصویریں دیکھ کر خوف آتا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں سکون ملتا ہے۔ پھر میں نے مذاقاً اس سے پوچھا کہیں تم بھی تو خون پینے کے طریقے نہیں سیکھ رہے؟ کیسی باتیں کرتے ہو یار۔ ساگر نے مسکرا کر کہا اور پتے بانٹنے لگا کچھ ہی دیر بعد ہم دونوں نہایت مستعدی سے تاش کھیلنے لگے اور پھر ساگر میری طرف تمام تر احتیاطوں کے باوجود مجھ سے بازی جیت گیا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ یار! تم یہ کوٹ اتار کیوں نہیں دیتے۔ میں نے بھنویں سکیڑ کر اس سے پوچھا وہ کیوں؟ تاکہ تم آرام سے کھیل سکو۔ میرا خیال ہے تم کوٹ کی وجہ سے الجھن کا شکار ہو اور صحیح طریقے سے کھیل نہیں پا رہے۔ ساگر نے جواب دیا۔ نہیں نہیں ---- میں بالکل ٹھیک ہوں اور کوٹ مجھے ڈسٹرب نہیں کر رہا میں نے مسکرا کر کہا۔ ساگر کچھ نہیں بولا اور ایک بار پھر پتے بانٹنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد ہم پھر ایک دوسرے کو مات دینے کے لئے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے لگے۔ اس مرتبہ بازی ختم ہونے میں کچھ زیادہ وقت لگا لیکن یہ بازی بھی ساگر جیت گیا تھا۔ اس نے پتے سمیٹتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے تم کوٹ اتار ہی دو۔ تم اسی وجہ سے ڈسٹرب ہو۔ میں سوچنے لگا کہ میں تو کوٹ کی وجہ سے بالکل ڈسٹرب نہیں ہوں پھر ساگر بار بار مجھے کوٹ اتارنے کے لئے کیوں کہہ رہا ہے۔ میں نے مسکرا کر اس سے پوچھا۔ اگر کوٹ اتارنے کے بعد بھی میں ہار گیا تو؟ نہیں ---- تم جیت جاؤ گے ---- یہ میرا دعویٰ ہے۔ ساگر نے عجیب سے انداز میں کہا۔ اگر ہار گیا تو؟ میں نے اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے مذاقاً اس سے پوچھا۔ ہو ہی نہیں سکتا کہ تم ہار جاؤ ---- تم ضرور جیتو گے۔ ساگر نے کہا پھر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھنے کے بعد تاش کے پتوں کو پھینٹنے لگا۔ اچھا یہ بات ہے تو میں کوٹ اتار دیتا ہوں۔ میں نے کوٹ اتار کر اپنے پیچھے رکھ لیا پھر میں نے ساگر سے مسکرا کر کہا دیکھو اب تم اپنی بات سچ ثابت کرنے کے لئے کہیں جان بوجھ کر نہیں ہار جانا۔ نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن اب بازی تمہارے کوٹ کے اوپر کھیلی جائے گی۔ میرا مطلب ہے کہ اسے بچھا دو ہم اس پر پتے پھینکیں گے۔ ساگر نے کہا تو میں اسے غور سے دیکھ کر سوچنے لگا کہ وہ کیسی عجیب باتیں کر رہا ہے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کہیں وہ میرا کوٹ تو چھپانا نہیں چاہتا۔ ویسے تو میرے کوٹ میں کوئی بڑی رقم نہیں تھی پھر بھی شاید ساگر سمجھ رہا ہو کہ میرے کوٹ میں بڑی رقم ہے اور مجھے شک ہوا کہ وہ کچھ دیر بعد میرے کوٹ پر شرط لگا کر بازی کھیلے گا اور اس کے بدلے میں اپنی کوئی چیز داؤ پر لگا دے گا۔ جو کچھ میں سوچ رہا تھا وہ صرف میرا اندازہ تھا ہو سکتا تھا کہ بات کچھ اور ہو بہرحال میں نے فیصلہ کیا کہ اپنے کوٹ کی طرف سے محتاط رہوں گا۔ میں نے ساگر کے کہنے کے مطابق کوٹ بچھا دیا اور اس نے پتے بانٹنے شروع کر دیئے اب میرا دماغ کھیل سے زیادہ کوٹ کی طرف تھا۔ بازی شروع ہو چکی تھی اور اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ کون جیتے گا۔ میں نے اپنی توجہ کھیل سے زیادہ کوٹ پر مرکوز رکھی تھی اور پھر اچانک ساگر نے میرا کوٹ اٹھا کر دور پھینک دیا' اسے شاید معلوم نہیں تھا کہ میں کتنا محتاط بیٹھا ہوں۔ میں نے ایک لمحہ کی بھی تاخیر کئے بغیر کوٹ کی طرف چھلانگ لگا دی کیونکہ مجھے شک ہو گیا تھا کہ ساگر میرے کوٹ کے ساتھ ضرور کچھ کرنا چاہتا ہے' وہ کیا کرنا چاہتا تھا اس کا تو مجھے اندازہ نہیں تھا لیکن ساگر کی طرف سے کوٹ کے بارے میں زیادہ بات چیت کی وجہ سے میں اپنے کوٹ کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ میں نے جونہی کوٹ کی طرف چھلانگ لگائی۔ ساگر نے میری ٹانگیں پکڑ لیں اب کوٹ مجھ سے ذرا ہی دور تھا۔ لیکن میرے ہاتھ اس تک نہیں پہنچ پا رہے تھے۔ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ میں نے چیخ کر ساگر سے کہا اور کوٹ پکڑنے کی کوشش جاری رکھی۔ ساگر نے مجھے زیادہ مضبوطی سے پکڑنے کے لئے اپنے ہاتھوں کی ترتیب بدلنے کی کوشش کی اور اسی موقع سے میں نے فائدہ اٹھایا اور تھوڑا سا آگے بڑھ گیا کوٹ میرے ہاتھ میں آ گیا۔ میں نے ساگر کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش نہیں کی بلکہ جونہی میں نے کوٹ کو پکڑا ساگر کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور پھر وہ مجھ سے دور ہو کر بیٹھ گیا۔ میں جونہی سیدھا ہوا اور میری نظر ساگر کے چہرے پر پڑی تو میرے جسم میں خوف کی لہریں دوڑنے لگیں کیونکہ اس کا چہرہ بہت خوفناک ہو چکا تھا' اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور اس کے دو بڑے دانت ہونٹوں سے باہر آ چکے تھے اور سرخ زبان ہوا میں ادھر ادھر لہرا رہی تھی۔ اچھا تو تم خود بھی خون پینے والی مخلوق ہو۔ میں نے سخت لہجے میں کہا۔ میں کمپارٹمنٹ کے دروازے کے قریب کھڑا تھا اور کسی بھی لمحے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنے کے بعد باہر جا سکتا تھا اسی لئے مجھ سے کچھ اعتماد پیدا ہو گیا تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ساگر خود ہی اب مجھ سے دور ہو چکا تھا اور مجھ پر حملہ کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ دیا اور دروازے کو تھوڑا سا کھول دیا تاکہ اگر ساگر میری طرف بڑھے تو میں فوراً باہر نکل جاؤں۔ کیا تم میرا خون پینا چاہتے ہو؟ میں نے پوچھا میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ساگر

نے جواب دیا اس کی آواز کسی کنوئیں سے آتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ تو پھر اب تمہارے کیا ارادے ہیں؟ میں نے پوچھا۔ مجھے باہر جانے دو اس نے خوفناک آواز میں کہا۔ اب میں کافی پراعتماد ہو چکا تھا۔ اس لئے میں نے طنزیہ انداز میں مسکرا کر کہا۔ تو پھر جاؤ ناں کس نے روکا ہے تمہیں۔ تم ---- تم ہٹ جاؤ سامنے سے۔ اس نے گویا التجا کی۔ میں نے کوٹ پہنتے ہوئے کہا۔ مجھ سے کیا خطرہ ہے تمہیں؟ اس نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی اور التجائیہ انداز میں بولا۔ دیکھو! میرے پاس وقت نہیں ہے ---- اگر تم نے مجھے جانے نہیں دیا تو میں ختم ہو جاؤں گا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ اس وقت میرے رحم و کرم پر ہے۔ میں نے مسکرا کر کہا اگر تم مجھے اپنے بارے میں ساری حقیقت بتا دو تو میں تمہیں جانے دوں گا ورنہ ---- دیکھو! میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تم خود سمجھ چکے ہو کہ میں کون ہوں۔ اس لئے مجھے جانے دو۔ اس نے کہا۔ نہیں ---- مجھے سب کچھ بتاؤ۔ میں نے مصنوعی غصے کا سہارا لے کر کہا۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا ---- مجھے جانے دو۔ وہ یوں دہاڑا جیسے شدید کرب میں مبتلا ہو۔ پھر وہ دھیرے دھیرے میری جانب بڑھنے لگا۔ میں کچھ پریشان ہو گیا۔ لیکن میں نے اپنے حواس کو قابو کیا اور اس کے سامنے آ گیا۔ وہ پیچھے ہٹ گیا میں نے سخت لہجے میں کہا۔ بتاتے ہو یا نہیں؟ کیا بتاؤں؟ وہ چیخا۔ سب کچھ بتاؤ کہ تم کون ہو اور سب سے اہم بات یہ کہ تم مجھ سے کیوں گھبرا رہے ہو؟ میں نے سخت لہجے میں پوچھا۔ میرے متعلق تم سمجھ چکے ہو کہ میں کون ہوں اور میں تم سے کیوں گھبرا رہا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارے کوٹ کی اندرونی جیب میں یقیناً کوئی تعویز گنڈا ہے۔ جس کی وجہ سے میں تمہارے قریب نہیں آ سکتا ورنہ اب تک تو شاید میں تمہارا خون پی چکا ہوتا ---- اب تو مجھے جانے دو۔ ساگر نے کہا وہ ایک بار پھر میری طرف بڑھنے لگا میں سوچ رہا تھا کہ اسے جانے دوں یا نہیں۔ اسی دوران ساگر میری دائیں طرف تیزی کے ساتھ گیا اور پھر برق رفتاری سے اس نے دروازے کے قریب آ کر ہینڈل گھمایا اور باہر نکل گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے کمپارٹمنٹ سے باہر آ گیا۔ وہ راہداری میں دوڑتا ہوا جا رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اسے ختم کر دینا چاہئے اس لئے میں اس کے پیچھے دوڑا میرے قریب پہنچنے سے پہلے ہی اس نے ڈبے کا دروازہ کھولا اور چلتی ٹرین سے باہر چھلانگ لگا دی۔ چند ہی لمحوں بعد میں دروازے پر پہنچ گیا۔ میں نے باہر جھانکا ساگر کا ہیولہ مجھے نظر آیا اور پھر اس نے ایک بڑے پرندے کی شکل اختیار کر لی۔ اور آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ میں اس پرندے کو دیکھتا رہا اور کچھ دیر بعد وہ پرندہ اندھیرے کا حصہ بن گیا۔ میں نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے کمپارٹمنٹ کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ میں واپس آ کر کمپارٹمنٹ کا جائزہ لینے لگا۔ میرا خیال تھا کہ تاش کے پتے اور وہ خوفناک کتاب وہیں ہو گی لیکن وہاں کچھ نہیں تھا۔ میں نے دل ہی دل میں اپنی ماں کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ اسی نے زبردستی ایک حفاظتی گنڈا آتے ہوئے میرے بازو پر باندھنا چاہا تھا میں نے جلدی کی وجہ سے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا تھا۔

شباب شیخ

--*

افسانچہ

آخر وہ دن آ ہی گیا جس کے بارے میں ہم سب گھر والوں نے دس بارہ دن پہلے سوچنا شروع کیا تھا میرے چھوٹے بھائی کو جب اس کے متعلق بتایا گیا تو وہ کافی پریشان ہو گیا اور ٹال مٹول کرنے لگا مگر امی اور ابو کی ڈانٹ کے آگے اسے ہتھیار ڈالنے پڑے اور پھر وہ دن بھی آ گیا جب ہمارے گھر کے آگے ریڑھی کھڑی تھی صبح کا وقت تھا امی نے مجھے اٹھایا اور کہا جلدی سے تیار ہو جاؤ' ورنہ دیر ہو جائے گی ایک دو ہمسائے میں رہنے والے بھی ہمارے ساتھ ریڑھی پر سامان رکھوا رہے تھے ریڑھی پر سامان رکھوانے کے بعد ریڑھی کو روانہ کر دیا گیا۔ پھر مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو تانگے پر بٹھاتے ہوئے میرے گھر والے دعائیں دے رہے تھے "خدا کرے تمہارا ہوم اکنامکس کا پرچہ اچھا ہو"۔

(زاہدہ اقبال' ڈگری کالج مظفر گڑھ)

پیغام

کانٹوں کے ساتھ رہتے ہوئے بھی ہوا کے ہلکے سے جھونکے کو محسوس کر کے پھول کی طرح جھوما اور مسکرایا کرو۔ شک و شبے کو اپنی زندگی میں' اپنے دل و دماغ میں کسی صورت جگہ نہ دو۔ زندگی عارضی ہے ہر شے ہر پل محبت ہے' اس لئے وقتی خوشی کو دائمی مسرت بنایا کرو۔ سب سے پیار کیا کرو۔ سب کو اچھا سمجھو اور کسی سے یہ توقع مت رکھو کہ وہ تمہیں پیار کرے گا یا اچھا سمجھے گا۔

(محمد زاہد انس 245/EB گگو منڈی)

پرکھنا مت پرکھنے سے کوئی اپنا نہیں رہتا
کسی بھی آئینے میں دیر تک چہرا نہیں رہتا
بڑے لوگوں سے ملنے میں ہمیشہ فاصلہ رکھنا
جہاں دریا سمندر سے ملا دریا نہیں رہتا

صفورہ شاہ۔ ساہیوال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر اسرار ناگن

ریاض حسن شاہد

ڈاکٹر رستم نے جب گیوک سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اگر میرے گمشدہ خونی ڈھانچے کے متعلق کچھ بتا سکتا ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے میری جان چھوڑ کر چلا جائے گیوک نے اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے فوراً" پیچھے جانے کی حامی بھری مگر جاتے جاتے رستم کو بہت دھمکیاں دے گیا کاشف جس کا خون گیوک نے پیا تھا اور وہ تمام عرصہ بے ہوشی کی حالت میں رہا تھا گیوک کے رخصت ہوتے ہی پر اسرار طور پر ڈھانچے کی گمشدگی سراج بخاری کی ہلاکت گیوک کے نار سا سلوک نے اس کی ساری نیند چھین سی لی تھی رستم کی بیوی ڈاکٹر ریکھا جو بچوں کے ساتھ اپنے میکے انڈیا گئی ہوئی تھی دو دن بعد کراچی واپس آ رہی تھی اس کی عدم موجودگی میں ڈاکٹر رستم کے ساتھ ان گنت لرزہ خیز واقعات پیش آ چکے تھے اور اب ایسے وقت میں جب گیوک اس سے ناراض ہو کر چلا گیا تھا اور جاتے ہوئے رستم کو خطرناک قسم کی دھمکیاں دے گیا تھا ریکھا کی آمد اسے کھٹکنے لگی تھی کیونکہ گیوک اس کی بیوی اور بچوں کو اپنے انتقام کا نشانہ نہ بنا دے رستم نے [illegible] فیصلہ [illegible] وہ اپنے بیوی بچوں کو [illegible] گا۔ بلکہ کسی کرائے کی کوٹھی میں رہنے پر مجبور رہے گا یوں تو پوری کوٹھی آسیب [illegible] تھی اور کسی لئے گھر کے دوسرے افراد کسی مشکل کا شکار ہوں لہٰذا اس نے اسی روز کرائے کی کوٹھی تلاش کرنے کے لئے پورا دن گزار دیا اخبار کے اشتہارات میں جتنے کرائے کے مکانوں کے اشتہار تھے اس نے شام تک وہ ساری جگہیں دیکھ لیں اور جو مکان اسے پسند آیا وہ کوٹھی تو نہ تھی مگر اپر سٹوری کا ایک صاف ستھرا مکان تھا جس میں درجن بھر کمرے برآمدہ گیراج ٹیلی فون گیس اور تمام سہولتیں موجود تھیں کلفٹن کے علاقے میں ایک پرسکون جگہ تھی جس کی دوسری منزل کی کھڑکیاں کھول کر سمندر کا نظارہ بھی کیا جا سکتا تھا کرایہ کی رقم ضرور زیادہ تھی مگر۔ مکان دیکھ کر ڈاکٹر رستم نے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر تمام شرائط کے ساتھ اسے قبول کر لیا تھا مالک مکان ایک بہت بڑا تاجر تھا آفتاب ملک ویسے بھی ایک ملنسار اور مخلص شخص تھا رستم سے پہلی ہی ملاقات میں وہ اس سے گھل مل سا گیا۔ شام کا کھانا رستم کو اس کے ہاں کھانا پڑا اگلے دن اسے مکان کی چابی دینے کا پروگرام طے پا گیا رستم کی دن بھر کی محنت کام آئی رات نو بجے وہ واپس اپنی کوٹھی پہنچا جو مکمل اندھیرے میں ڈوبی کسی ویران کھنڈر کا نقشہ پیش کر رہی تھی گیٹ کھول کر رستم نے گاڑی پورچ میں چھوڑی۔ آنگن کی بتیاں روشن کیں سارا لان اور راہداری سوکھے پتوں سے اٹے پڑے تھے پچھلے ایک ہفتے سے کوٹھی کی صفائی کا کام رکا ہوا تھا چوکیدار چھٹی پر تھا پوری کوٹھی سنسان پڑی تھی گھریلو ملازمہ چھٹی پر تھی ڈاکٹر رستم اپنا ہر کام خود کر رہا تھا لیبارٹری کی ہر چیز تباہ ہو چکی تھی پر اسرار ڈھانچے نے اسے ہر طرف سے مسلسل عذاب میں ڈالا ہوا تھا وہ بوجھل سے قدموں سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اپنی خوابگاہ تک پہنچا ڈریس تبدیل کیا اور دھم سے بیڈ پر گر پڑا۔ اس نے ایک رات قبل اس کے [illegible] رات [illegible] تھا جو [illegible] سر میں اٹھا رہا تھا اب اس کا بدن کسی پھوڑے کی طرح درد کر رہا تھا وہ لیٹے لیٹے [illegible] کے انداز میں سانسیں لے رہا تھا پھر اسی کیفیت میں ابھی اس کی آنکھ لگی ہی تھی کہ جانے وہ رات کی کون سی گھڑی تھی جب ایک دھماکے کی آواز نے اسے جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا وہ ہڑبڑا کر اٹھا کمرہ روشن تھا اور اس کا گمشدہ پر اسرار خون آلود ڈھانچہ اس کے سامنے کھڑا تھا رستم کے پورے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی اور نیند کا سارا خمار جاتا رہا مگر اس نے اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے ڈھانچے کو مخاطب کر لیا ____ک ____ کیا چاہتے ہو تم مجھ سے؟ ہاں ____ کیا مقصد ہے تمہارا؟! ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر دراز کھولی۔ اور اس سے پہلے کہ ریوالور اٹھا کر ڈھانچے پر حملہ کرتا۔ دراز کھلتے ہی ریوالور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دروازے سے اڑا اور ڈھانچے کے راستے پنجے کی گرفت میں جا اٹکا۔ اب ریوالور کا رخ ڈاکٹر رستم کی طرف تھا اور ڈھانچہ ریوالور اس پر تان چکا تھا ریوالور میں چھ کی چھ گولیاں موجود تھیں۔ ڈاکٹر رستم کو اپنی موت صاف دکھائی دینے لگی اس کی سانسیں رک گئیں۔ آواز گلے میں دب گئی اور سارا بدن یک لخت ٹھنڈے پسینے میں نہا گیا تب اس نے نہایت بے بسی سے دونوں ہاتھ ڈھانچے کے سامنے باندھ دیئے اب کہو ڈاکٹر رستم اب کیا خیال ہے مجھ سے تو تم نے جان چھڑا لی اب اپنے اس پیدا کردہ ڈھانچے سے پیچھا چھڑاؤ جو پہلے سیمرا کے قتل کا بدلہ سراج بخاری سے لے چکا ہے اور اب گورکن کے قتل کا بدلہ تم سے لینا چاہتا ہے اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ گیوک کی آواز تھی جو کمرے میں گونج رہی تھی جبکہ ڈھانچہ اپنی جگہ خاموش ریوالور تانے کھڑا تھا۔ بھگوان کے لئے میری اس سے جان چھڑاؤ گیوک میں ایشور کی قسم کھا کر تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہاری ہدایات مانوں گا ہر رات تمہیں تازہ خون پیش کروں گا اور اپنی کسی خواہش کا بھی تم سے اظہار نہیں کروں گا۔ رستم نے سماجت کرتے ہوئے گلوگیر آواز میں گیوک سے فریاد کی۔ جواب میں گیوک نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ وعدہ تو تم نے مجھ سے پہلے بھی کیا تھا مگر بعد میں تم اپنی بات سے مکر گئے اور مجھے اپنی دنیا سے ہی نکال دیا حالانکہ میں تمہارا دوست بن چکا تھا اور تمہیں بہت کچھ دینا چاہتا تھا مگر تم نے مجھے ٹھکرا دیا اب اگر میں چاہوں تو ڈھانچے کے ہاتھوں تمہارے وجود کو خون میں نہلا دوں اور کسی کو عمر بھر تمہارے قتل کا سراغ نہ ملے جس طرح سراج بخاری کے قتل کا سراغ کسی کو نہیں مل سکا مگر میں ایک موقع تمہیں اور دے رہا ہوں مگر پھر تم نے میری بات ماننے سے انکار کیا تو پھر تیسرا موقع تمہیں نہیں دیا جائے گا۔ بس تمہیں چپکے سے موت کی نیند سلا دیا جائے گا اب تمہیں ہر چوتھی رات میرے لئے تازہ خون فراہم کرنا ہوگا اور جب میں چاہوں گا تب تمہاری کوئی سی خواہش پوری کروا دیا کروں گا تم اپنی مرضی سے کوئی خواہش مجھ سے نہیں کر سکو گے گیوک نے رستم کو بے بس پا کر اپنا نیا فرمان جاری کرتے ہوئے کہا۔ مجھے تمہاری یہ شرط قبول ہے بس تم میری اس ڈھانچے سے جان بخشی کروا دو۔ رستم نے التجائیہ [illegible] نہیں ہو سکتا رستم۔ تم نے اس مردہ ڈھانچے کو تازہ انسانی خون فراہم کر کے اسے پھر سے زندہ کر دیا ہے اب اس کا وجود بھی ختم نہیں ہو سکتا چاہے تم اس کی ساری ہڈیاں ہی توڑ دو پھر بھی یہ زندہ ہوتا رہے گا کیونکہ اس میں سیمرا کی آتما اور گورکن کی آتما سرایت کر چکی ہے تم ڈھانچے کی ہڈیاں تو بکھیر سکتے ہو مگر کسی کی آتما تو ختم نہیں کر سکتے سیمرا اپنے قتل کا بدلہ تو سراج بخاری سے لے چکی ہے مگر جو تم نے سیمرا کے وجود کو جلا دیا تھا اس کا انتقام باقی ہے اور گورکن کی آتما اپنے خون کا حساب تم پر قرض رکھتی ہے اس لئے سمجھ لو کہ یہ ڈھانچہ تمہاری موت بن کر ہمیشہ تمہارے تعاقب میں رہے گا۔ لیکن اگر تم میری رفاقت میں رہو گے۔ تو یہ ڈھانچہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ کیونکہ میں اس سے ٹکرانے کی ہمت رکھتا ہوں کیونکہ میں خود ایک آسیبی بھٹکی ہوئی روح ہوں اور میری رفتار اس ڈھانچے کی رفتار سے تین گنا زیادہ ہے میں قوت میں بھی اس سے بڑھ کر ہوں یہ میری تابع ہے اگر تم میرے تابع بن کر رہو گے تو ہر خطرے سے محفوظ رہو گے اور اگر مجھ سے ٹکراؤ گے تو اپنی ہستی سے مٹ جاؤ گے جس کا عملی نمونہ تمہارے سامنے ہے میرے ایک اشارے پر ریوالور ڈھانچے کے ہاتھوں ابھی چل سکتا ہے۔ نہیں گیوک تم ایسا نہیں کرو گے کبھی بھی نہیں۔ میں ہمیشہ تمہارا تابع رہوں گا رستم نے گیوک کی بات کاٹ کر نہایت رقت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹھیک ہے اب تم آرام کرو میں جا رہا ہوں اب سے چوتھی رات بعد پھر ملاقات ہوگی میری خوراک کا انتظام رکھنا۔ گیوک کی آواز خاموش ہوئی تو ریوالور رستم کے سامنے آن گرا اور ڈھانچہ کمرے سے غائب ہو گیا۔ رستم نے ایک لمبی سانس لی اور چہرے پر آیا پسینہ صاف کرنے لگا پھر رات کا باقی حصہ وہ ٹھیک طرح سو نہ سکا۔

ڈاکٹر رستم کی بیوی ڈاکٹر ریکھا تین ماہ اپنے میکے پونا گزار کر بچوں کو لے کر کراچی ائیرپورٹ پہنچی۔ تو رستم کو اپنا منتظر پایا رستم اپنے دونوں بچوں اور بے بی نائلہ کو دیوانہ وار گلے لگا کر ملا اور ان کو بے تحاشا چوم ڈالا۔ پھر جب ان کی گاڑی ان کو لے کر گھر کی جانب بڑھی تو ریکھا نے فکر پریشانی سے پوچھا۔ تم کافی کمزور دکھائی دے رہے ہو رستم طبیعت تو ٹھیک رہی ہے تمہاری۔ ویسے بھی کافی افسردہ دکھائی دے رہے ہو کیا میرے آنے کی خوشی نہیں ہوئی تمہیں؟ ایسی کوئی بات نہیں ریکھا دراصل تمہارے پونا جانے کے بعد میرے دوست سراج بخاری کی بیوی سیمرا کا قتل ہو گیا تھا۔ ہاں ہاں اس وقت تو میں یہاں تھی۔ ریکھا نے رستم کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ہاں تو تمہارے جانے کے بعد سراج بخاری بھی پراسرار طور پر قتل ہو گیا

---- او مائی گاڈ ---- ریکھا نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ اس کے قتل کا آج تک سراغ نہیں مل سکا۔ مجھے بھی اسی کیس میں پولیس نے کافی گھسیٹا کیونکہ میں سراج بخاری کا دوست تھا دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ ہماری لیبارٹری والے کمرے میں چونکہ کافی انسانی اور جانوروں کی ہڈیاں پڑی رہتی تھیں وہاں آسیبی مخلوق نے بسیرا کر لیا۔ کیا ----؟ ریکھا نے ایک بار پھر اچھل کر حیرت سے پوچھا۔ ہاں ریکھا اس وقت ہماری پوری کوٹھی آسیب کی زد میں آ چکی ہے ہمارے چوکیدار نے رات کو کوٹھی کے آنگن میں انسانی ڈھانچوں کو چلتے پھرتے دیکھا وہ اتنا خوفزدہ ہوا کہ بیمار ہو گیا اس لئے آج کل وہ چھٹی پر ہے ملازمہ کو بھی میں نے لمبی رخصت پر گھر بھیج دیا۔ میرے ساتھ بھی کئی انوکھے واقعات پیش آئے میں کچھ ایسی ہی الجھنوں میں گھرا رہا۔ ورنہ میرا ارادہ تھا کہ میں بھی پونا جاؤں گا تمہارے امی ابو سے ملوں گا اور واپسی پر تمہیں ساتھ لیتا آؤں گا تو کیا اب ہماری کوٹھی آسیب زدہ ہو چکی ہے ہاں ریکھا۔ اسی لئے میں نے کلفٹن کے علاقے میں ایک کوٹھی نما مکان کرائے پر لے لیا ہے۔ اب تم وہیں رہو گی۔ او مائی گاڈ ۔ یہ تو بہت برا ہوا رستم کیا اب ہم اپنے گھر میں کبھی نہیں رہ سکیں گے؟ ریکھا نے بدستور پریشانی سے کہا۔ گھبراؤ نہیں ریکھا میں لیبارٹری سے سبھی ڈھانچے وغیرہ اٹھوا لوں گا پھر کچھ عرصہ کے لئے ہم کوٹھی کرائے پر دے دیں گے جلد ہی حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ رستم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ تو کیا آج کی رات بھی ہم وہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں ریکھا مگر میں نہیں چاہتا کہ کسی ذرا سے غیر معمولی واقعے سے تمہیں کوئی پریشانی اٹھانا پڑے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم شام کو کلفٹن چلے جائیں۔ پھر جب وہ اپنی کوٹھی میں داخل ہوئے تو عمارت کے در و دیوار سے ایک وحشت سی برس رہی تھی۔ سائیں سائیں کرتے لان اور راہداریوں پر سوکھے پتے بکھرے پڑے تھے جیسے برسوں سے یہ گھر اجاڑ پڑا ہو۔ ریکھا خوفزدہ نظروں سے چار سو کا جائزہ لیتی ہوئی بچوں کو سنبھالے رستم کی رفاقت میں تیسری منزل پر پہنچی ہر چیز پر گرد چھائی تھی اور پر ہول سناٹا چار سو برس رہا تھا اف بھگوان یہاں کتنی وحشت ہے میں یہاں نہیں ٹھہر سکتی رستم۔ ہم ابھی یہاں سے چلیں گے اور پھر شام سے پہلے وہ گھریلو سامان کی ضروری اشیاء وین میں ڈال کر کلفٹن اپنے کرائے کے مکان میں جا بسے یہ مکان ریکھا کو بہت پسند آیا اگلے دو تین دنوں میں وہ یہاں پوری طرح شفٹ ہو گئے چوکیدار ملازم اور ملازمہ رکھ لی گئیں ریکھا ہسپتال اپنی ڈیوٹی پر جانے لگی اور رستم ریکھا سے تمام حقائق چھپائے تنہا اپنی ہی آگ میں جلتا رہا۔ اس رات گیوک نے آنے کا وعدہ کر رکھا تھا لہٰذا رستم نے گھر ریکھا کو بتا دیا کہ آج رات میں دیر سے گھر آؤں گا شام سے کچھ پہلے بندر روڈ پر واقع میمن میڈیکل سٹور سے نکلتے ہوئے رستم سوچ رہا تھا کہ آج رات گیوک کو پیش کرنے کے لئے وہ کس نوجوان کو اپنا شکار بنائے مگر اس وقت اس کی حیرت عروج کو پہنچ گئی جب وہ اپنی گاڑی کے قریب پہنچا تو بجلی کی سرعت سے ایک بے حد خوبصورت نوجوان لڑکی اس کے قریب پہنچی۔ سبز شرٹ اور سیاہ پتلون پہنے بالکا قیمتی چشمہ لگائے شانوں تک تراشے ہوئے بال گلے میں جھلملاتا سنہری لاکٹ کانوں میں سبز ٹاپس کندھے پر پرس ڈالے بڑی بڑی آنکھوں والی دوشیزہ نے بڑی بے تکلفی سے رستم کے قریب پہنچ کر ایک قاتل مسکراہٹ اپنے گلابی ہونٹوں پر بکھیرتے ہوئے کہا۔ مجھے ہمسفر بنانا پسند کرو گے۔؟ لمحہ بھر کو رستم کچھ بوکھلا سا گیا۔ مگر جلد ہی اس نے اپنی تمام تر بوکھلاہٹ چھپاتے ہوئے کہا۔ کیوں نہیں آؤ ------ او تھینکس سو مچ حسین دوشیزہ نے فرط مسرت سے کہا اور رستم کے پہلو میں اگلی سیٹ پر براجمان ہو گئی زور سے کھڑکی بند کی پرس اتار کر گود میں رکھا اور اترانے کے انداز میں انگلیوں سے اپنے بال سنوارنے لگی۔ رستم نے دھڑکتے دل سے گاڑی آگے بڑھا دی یہ کوئی بازاری قسم کی لڑکی ہے جو اس بے تکلفی سے میرے ساتھ بیٹھی ہے رستم سوچ رہا تھا کہاں چلیں؟ کہیں بھی جہاں تمہارا دل چاہے۔ دوشیزہ نے رستم کے پوچھنے پر بے دھڑک کہا آپ کی تعریف ---؟ جس نام سے چاہو پکار سکتے ہو ویسے تم ہینڈسم بہت ہو۔ دوشیزہ نے دلکش قہقہے سے کہا۔ اور اپنے چکنے سے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی گاڑی آگے بڑھتی رہی۔ وہ بار بار سیٹ پر پہلو بدل رہی تھی جیسے ٹک کر بیٹھنا اسے نہ آتا تھا۔ اور بار بار پتلی سی زبان نکال کر ہونٹوں پر پھیر لیتی رستم دو چیزیں اس میں بڑی اہم نوٹ کر رہا تھا ایک تو اس کا بار بار ہونٹوں پر زبان پھیرنا اور دوسرا اس کے بدن سے اٹھتی عجیب سی مہک جسے نا خوشبو کہا جا سکتا ہے اور نا بدبو۔ ملی جلی بڑی عجیب سی مہک تھی جانے کیوں رستم کو یہ لڑکی بڑی پراسرار سی لگنے لگی۔ بدن سے چپکا ہوا لباس متواتر جھانکتی ہوئی آنکھیں ہونٹوں پر زبان کی اٹھکھیلیاں بدن کی عجیب و غریب مہک جو اس سے پہلے رستم نے کسی انسان کے بدن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے اخفی محسوس نہ کی تھی کیا یہ اس کے ڈھانچے کا کوئی نیا روپ تو نہیں کہیں یہ سیرا کی آتما تو انسانی شکل اختیار نہیں کر گئی کیا یہ گیوک کا کوئی نیا بہروپ تو نہیں کچھ بھی ہو۔ یہ لڑکی کوئی حقیقی انسان نہیں ہے رستم کے دل و دماغ میں ایک جنگ ہو رہی تھی اس کی چھٹی حس بار بار دھڑک رہی تھی۔ بہرحال اس نے اس لڑکی کو بطور لڑکی قبول کرنے سے انکار کر دیا اب اس کی حقیقت کیا تھی یہ سوال ایک … اس کے سامنے آکھڑا ہوا وہ ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بپا ہونے والی ہلچل سے بھی نبرد آزما تھا لڑکی کی توجہ بانٹنے کے لئے اس نے میوزک کھول دیا لتا کا ایک معروف گیت دھیمے سروں میں بکھرنے لگا۔ تب دوشیزہ گیت کی لے پر سر دھننے لگی رستم کی گاڑی بے مقصد ایک سے دوسری سڑک کے فاصلے سمیٹتی جاری تھی یہاں تک کہ شام کے سائے گہرے ہوگئے ہر سو قمقمے روشن ہوگئے رستم نے ایک ریستوران کے سامنے گاڑی پارک کی اور میوزک بند کرتے ہوئے دوشیزہ سے کہا آؤ کچھ کھا پی لیں پھر گھر چلتے ہیں آپ۔ ٹھیک ہے۔ دوشیزہ نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا اور پرس کندھے پر ڈال کر گاڑی کھول کے نیچے اتری اور رستم کے تعاقب میں ریستوران میں داخل ہوئی وہ ایک چھوٹے سے کیبن میں میز پر آمنے سامنے بیٹھے رستم نے چرغے کا آرڈر دیا۔ دوشیزہ نے پانی کا گلاس پیا اور دھیمی دھیمی گنگنانے لگی۔ تمہاری نظر تو ٹھیک ہے نا۔۔۔؟ ہاں مگر تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔ دوشیزہ نے کسمسا کر کہا تو پھر چشمہ اتار دو ڈارلنگ تاکہ ہم تمہارے حسن کا جی بھر کے نظارہ کر سکیں رستم نے جیسے اداکاری کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ تب دوشیزہ نے کرسی چھوڑ کر میز پر آگے جھکتے ہوئے چشمہ اتارا۔ رستم نے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لے جا کر دور سے "ہاؤ" کہا اور فوری چشمہ دوبارہ آنکھوں پر سجاتے ہوئے اپنی کرسی سنبھال لی رستم چونک کر پیچھے ہٹا۔ اسے لگا جیسے کسی کی گرم گرم پھنکارتی سانسوں نے اس کا چہرہ جھلسا دیا ہو ایک دھماکہ سا ہوا اور جیسے اجالے میں بجلی چمک دکھا کر غائب ہو جائے۔ بھئی یہ کیا انداز ہوا تمہارا بالکل بچگانہ سی حرکت حالانکہ اب تم کوئی بچی نہیں ہو۔ رستم نے جھینپ کر کہا۔ دوشیزہ کی اس عجیب سی حرکت نے اسے رستم کی نگاہوں میں کچھ اور پر اسرار سا بنا دیا۔ اب تو یقین آگیا۔ میں چشمے کے بغیر بھی دیکھ سکتی ہوں ہاں ہاں اب ٹھیک ہے مگر تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ کوئی دیکھتا تو کیا محسوس کرتا رستم نے خفت بھرے لہجے میں کہا کون کیا کر لیتا ہمارا کسی میں جرات نہیں کہ کوئی ہمارے قریب بھی پھٹکے۔ دوشیزہ نے سر جھٹک کر فخریہ انداز میں کہا۔ تو رستم کو پورے بدن ہی میں ایک سنسنی سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی ایسے میں ویٹر میز پر ان کے لئے کھانا سجا گیا کھانے کے دوران رستم اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کرتا رہا۔ وہ پورا منہ کھولتی ہڈیوں سے گوشت نوچتی اور ہڑپ ہڑپ کرکے چباتی کم اور فوری نگل لیتی پھر رستم کو اس وقت اور ہی حیرت ہوئی جب اس نے چائے پینے سے انکار کر دیا اور ویٹر کو دودھ کا پیالہ لانے کا آرڈر دے دیا۔ رستم کچھ نہیں بولا یہاں تک کہ اس نے دودھ کا پورا پیالہ چند گھونٹ میں ہی چڑھا لیا رستم نے بل ادا کیا اور ایک بار پھر گھر کی طرف اپنا سفر شروع کیا میوزک کی تھاپ پر وہ جیسے پھر بیٹھے بیٹھے رقص کر رہی ہو اس کے سارے بدن میں ہلچل ہو رہی تھی رستم نے خود ہی اپنی کوٹھی کا گیٹ کھولا۔ پورچ میں گاڑی روکی تو وہ پرس سنبھالے ہونٹوں پر زبان پھیرتی نیچے اتری۔ اور سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی رستم کی خوابگاہ میں پہنچ کر بیڈ پر لیٹ گئی رستم باتھ روم چلا گیا۔ اس کا یہ شک تو اب یقین میں بدل چکا تھا کہ وہ کوئی غیر معمولی ایک بڑی ہی پر اسرار شے کو اپنے ہمراہ اپنے گھر تک لے آیا ہے اب پتہ نہیں جانے کہ یہ کیا گل کھلاتی ہے۔ اس کا دل بار بار کسی انجانے سے خطرے کو محسوس کرکے دھڑک رہا تھا وہ باتھ روم سے نکلا تو دیکھا۔ کہ دوشیزہ بیڈ پر لیٹے لیٹے اپنے بدن کو سر سے پاؤں تک بل دیئے جا رہی ہے۔ جیسے کوئی مخمور سانپ اٹکھیلیاں کر رہا ہو۔ وہ لمحہ بھر کو رک کر اسے حیرت سے دیکھتا رہا تب دوشیزہ بجلی کی طرح اٹھی اور بانہیں پھیلا کر رستم کی طرف بڑھنے لگی۔ آؤ ڈارلنگ مجھے بانہوں میں سمیٹ لو۔ نن نہیں میں تمہارے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتا رستم نے قدرے خوف سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا نہیں جان میرے بدن میں آگ جل رہی ہے۔ آگے بڑھو اور اس آگ کو بجھا دو۔ اور اس سے پہلے کہ وہ رستم سے لپٹ جاتی۔ رستم نے آگے بڑھ کر اسے زور سے پیچھے بیڈ پر دھکا دے دیا وہ لڑکھڑا کر گری اور زور زور سے سسکیاں بھرنے لگی۔ رستم عجیب سی بے بسی لئے دم بخود کھڑا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ ایک لمحے کو اس کا جی چاہا کہ وہ اس ناگ کی اولاد کو اٹھا کر بالکونی سے نیچے پھینک دے یا خود چیختا ہوا یہاں سے نکل بھاگے پھر شاید وہ باہر جانے کے لئے دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر اسی لمحے دوشیزہ کمان سے نکلے تیر کی طرح لپکی

اور دروازے میں اچھل کر اس کی راہ روک لی۔ تم نہیں بھاگ کر نہیں جا سکتے جان۔ مجھ سے لپٹ جاؤ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی انکار کرو گے تو جان سے جاؤ گے؟ میں زہر بن کر تمہاری رگوں میں اتر جاؤں گی کیوں۔۔ کیا تم کوئی زہریلی ناگن ہو۔ آخر کیا بلا ہو تم؟ رستم نے ہچکچا کر پوچھا ہاں میں ناگن ہوں جب چاہوں میں اپنا روپ بدل لوں۔ اور اس سے پہلے کہ میں اپنا روپ بدلوں تم مجھے گلے لگا لو۔ ناگ دیوی نے اپنی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا چند لمحوں کے لئے رستم کے حواس جاتے رہے۔ اسے فرار کی کوئی راہ دکھائی نہ دے رہی تھی ایک بپھری ہوئی ناگن اس کی راہ میں حائل کھڑی تھی اس کا لوڈ ریوالور سنگھار میز کی دراز میں پڑا تھا مگر میز تک جانے کے لئے ناگن کو راہ سے ہٹانا مشکل ہو رہا تھا تب رستم نے جیسے اپنی ہار مانتے ہوئے اس کی طرف بانہیں پھیلا دیں ناگ دیوی تیزی سے آگے بڑھی اور رستم سے دیوانہ وار لپٹ گئی پھر وہ ایک ساتھ بیڈ پر گر گئے۔ تب وہ رستم کی چھاتی پر لوٹ پوٹ ہونے لگی رستم نے اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر نہایت پھرتی سے ناگ دیوی کی گردن دونوں ہاتھوں سے دبوچ لی۔ تب دیوی نے ایک کراہ سی بھری اور لمحے بھر میں اپنا روپ بدل لیا وہ لڑکی سے پل بھر میں ایک جیتی جاگتی ناگن بن گئی اور رستم کی گرفت میں پھنکارتے ہوئے اس کے وجود کو اپنے پانچ چھ فٹ قد سے لپیٹنے لگی رستم بیڈ سے نیچے کود گیا ناگن نے اسے کمر سے پاؤں تک اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا مگر اس کا کھوپڑا رستم کی مٹھیوں میں دبا تھا پھر بھی وہ بار بار اپنی زبان باہر نکال رہی تھی اس کا چشمہ نیچے گر گیا تھا بدن پر سجا پیراہن بھی فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا رستم اپنی پوری قوت سے اس کی گردن دبوچے ہوئے تھا اور ناگن اپنی پوری قوت صرف کرتے ہوئے اسے اپنے شکنجے میں لئے کھڑی تھی کمرے میں بڑا عجیب و غریب اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا منظر چل رہا تھا موت کا رقص ہو رہا تھا اگر رستم کی گرفت اس لمحے ذرا سی بھی ڈھیلی پڑ جاتی تو اس کی موت یقینی تھی اور اگر ناگن کچھ دیر اسی طرح رستم کی گرفت میں رہ جاتی تو اس کا بچنا مشکل تھا دونوں میں ایک خون ریز جنگ ہو رہی تھی کوئی بھی اپنی ہار ماننے کو تیار نہ ہو رہا تھا ناگن کی گرفت اتنی سخت ہو رہی تھی کہ رستم لڑکھڑانے لگا تھا اسے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اگر کچھ دیر اور اس طرح گزر گئی تو وہ گر جائے گا وہ اپنے جبڑے بھینچ کر ایک طرف ناگن کے کھوپڑے کو اور دبوچنے کی کوشش کر رہا تھا اور دوسری طرف ناگن کی گرفت سے اپنا وجود آزاد کرانے کی جستجو کر رہا تھا اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے جھلملانے لگے تھے ایک ایک لمحہ اس پر بھاری ہوتا جا رہا تھا ناگن کی خون ریز آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں اور رستم کے ہاتھوں کی قوت ماند پڑتی جا رہی تھی۔ ناگن کی گرفت میں بھی کمی سی واقع ہونے لگی۔ رستم ہانپتے ہوئے بیڈ پر بیٹھنے کے انداز میں گر سا گیا اچانک کسی نے اس کی گرفت سے ناگن کو جھپٹ سا لیا ناگن نے رستم پر گرفت ڈھیلی چھوڑ کر اسے آزاد کر دیا مگر اب وہ کسی دکھائی نہ دینے والے کی گرفت میں آ کر اپنے جسم کو بل دیئے جا رہی تھی رستم نے ہانپتے ہوئے اپنے حواس بحال کئے اپنی آستینوں سے چہرہ پونچھا۔ ک۔۔۔ کون۔۔۔ گیوک۔۔۔؟ رستم نے اپنے خیال کی تصدیق چاہی ہاں ڈاکٹر میں آ گیا ہوں اب یہ ناگن تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ میں اسی کے خون سے اپنی پیاس بجھاؤں گا گیوک نے جواب میں کہا اور اس کی گرفت میں مچلتی ہوئی ناگن نے یکایک لڑکی کا روپ دھار لیا۔ اور گیوک کی گرفت میں سسکتی ہوئی کسمسانے لگی۔ گیوک نے اس کے برہنہ وجود کو بیڈ پر لٹا لیا۔ اور اپنے دانت اس کی رگوں میں پیوست کر دیئے۔ ناگن تڑپتی رہی سسکیاں لیتی رہی پھر وہ نڈھال سی ہو گئی۔ تب رستم نے گیوک سے پوچھ ہی لیا آخر میرے ساتھ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے پچھلی بار جس لڑکے کو میں ساتھ لے آیا تھا وہ کوئی پر اسرار چیز نکلی۔ اب اس ناگن نے ایک خوبصورت لڑکی کا روپ دھار کر میری مسفری کی اور یہ ایک ناگن نکلی اسے اگر کچھ دیر تم نہ آتے تو ہم دونوں میں سے ایک کی موت یقینی ہو چکی تھی ہاں ڈاکٹر۔۔۔۔ مگر یہ ساری مخلوقات خدا کی پیدا کردہ ہے بھگوان کی کرشمہ سازیاں ہیں ایشور کے ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ ان حقیقتوں کو جھٹلایا نہیں جا سکتا جن کا ذکر توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن کریم میں ہو چکا ہے ہر چیز کی اپنی اپنی فطرت ہوتی ہے اور ہر چیز اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہوتی ہے ہم سب سے افضل تم انسان ہو جو ہر چیز پر قادر ہے مگر تم انسان بھی اپنی اپنی فطرت کے ہاتھوں اچھے اور برے اعمال کرنے پر مجبور ہو۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ کوئی بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا پھر بھی تم نے ناگن سے جھگڑا مول لے لیا حالانکہ وہ تمہیں نقصان ہرگز ہرگز نہیں پہنچانا چاہتی تھی اگر تم اس کی بات مان لیتے تو کچھ بھی نہ ہوتا مگر اب تم نے اسے اپنا دشمن بنا لیا ہے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسی چیزوں سے دشمنی اچھی نہیں ہوتی میں نے ہی تو اسے مجبور کیا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ سفر کرے ورنہ لور بھی شہر میں کروڑوں انسان بس رہے تھے یہ کسی اور کو بھی اپنے لئے چن سکتی تھی تم چاہو تو اسے ہلاک کر سکتے ہو مگر اس کی ہلاکت کے بعد اس کا ساتھی ناگ تمہاری موت بن کر تمہارے پیچھے لگ جائے گا پھر تمہارا اس سے بچنا مشکل ہو جائے گا لہٰذا بہتر ہے تم اسے زندہ چھوڑ دو اور اسے دوست بنانے کی کوشش کرو یہ تمہاری دوست بن گئی تو تمہارے بہت کام بھی آئے گی۔ میں اس کی نگرانی رکھوں گا اور جب بھی یہ اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہیں ڈسنے کی کوشش کرے گی میں بروقت تمہاری مدد کو پہنچ جاؤں گا۔ آج کی رات تم اس کے ساتھ گزارو۔ بس یہ خیال رکھنا کہ یہ تمہارے جسم کو کہیں سے کاٹے نا۔ باقی یہ تمہارے لئے ایک عورت ہی ثابت ہوگی گیوک نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ تو رستم نے بے بسی ظاہر کرتے ہوئے کہا مگر میں نا اس سے دوستی چاہتا ہوں اور نہ دشمنی۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ یہ مجھے چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے چلی جائے نہیں بچے۔ اس وقت تم اس سے خوفزدہ ہو چکے ہو اس لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو جو میں کہہ رہا ہوں تم اس پر عمل کرو یہ بات تمہارے فائدہ کی ہے جس کا تمہیں وقت آنے پر اندازہ ہو سکے گا۔ کہ میری بات کس قدر تمہارے حق میں ہے ٹھیک ہے میں تمہاری بات پر یقین کر لیتا ہوں رستم نے گیوک سے اور بحث کرنے کی بجائے جیسے ہار مانتے ہوئے کہا۔ گیوک رخصت ہو گیا کمرے میں پر اسرار خاموشی چھا گئی ناگن کا برہنہ وجود چاندی کی طرح دمک رہا تھا سڈول جسم پگھلا ہوا موم کی طرح معلوم ہو رہا تھا وہ بے سدھ سی پڑی تھی رستم چند ثانیے اسے گھورتا رہا پھر آہستہ سے اپنے بیڈ پر دراز ہو گیا مگر اس نے اپنا ریوالور اپنے سرہانے کے نیچے محفوظ کر لیا جانے کب اسے نیند آئی مگر پھر اسے کسی نے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ رستم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ مگر اب کی بار اس نے ناگن کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اسے بانہوں میں چھپا لیا۔ اور صبح تک پر کیف سرور میں ڈوبا رہا۔ پھر جب وہ باتھ روم سے نکلا تو ناگن کمرے سے غائب ہو چکی تھی مگر رستم نے اسے تلاش کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی اور کمرہ لاک کر کے گاڑی لئے کوٹھی چھوڑ دی آج اس کی جناح ہسپتال میں گیارہ بجے ایک اہم میٹنگ تھی جس میں کئی غیر ملکی ڈاکٹر بھی شریک ہو رہے تھے اس وقت نو بج رہے تھے ڈاکٹر رستم تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتا ہوا۔ کلفٹن اپنے گھر پہنچا۔

ریکھا اپنی ڈیوٹی پر جا چکی تھی اور بچے سکول پہنچ چکے تھے ملازمہ نے رستم کو ناشتہ لا کر دیا رستم نے جلدی میں ناشتہ کیا اور تیار ہو کر ٹھیک گیارہ بجے جناح ہسپتال پہنچ گیا دوسری منزل پر میٹنگ ہال کی ساری نشستیں پوری ہو چکی تھیں ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر موجود تھے تعارف کے بعد اجلاس شروع ہوا جب ڈاکٹر رستم نے اپنے حالیہ تجربے کے اہم واقعات چھپا کر صرف یہ بتایا کہ میں نے ایک سو سالہ پرانے انسانی ڈھانچے پر تجربہ شروع کیا۔ ڈھانچے کو صاف ستھرا کر کے اس پر انسانی خون لگایا اور اسے لیبارٹری میں تنہا چھوڑ دیا۔ مگر صبح جب لیبارٹری میں پہنچا تو دیکھا کہ لیبارٹری کی تمام اہم قیمتی اشیا ٹوٹ پھوٹ کر کوڑے کا ڈھیر بن چکی ہیں اور ڈھانچہ فرار ہو چکا ہے تو تمام لوگ بھونچکے رہ گئے اور کچھ دیر کے لئے کمرے میں سکتہ چھا گیا سبھی اس عجیب و غریب واقع پر حیرت زدہ رہ گئے اور سبھی رستم سے مختلف سوالات کرنے لگے کئی ایک نے تو لیبارٹری کا معائنہ کرنے کی خواہش کا اظہار بھی کر دیا اور اس واقع کو آسیب سے منسوب کر دیا۔ لیکن اس انکشاف سے اتنا ضرور ہوا کہ رستم کی شخصیت سب کے لئے اہم ثابت ہوئی اور ایک برطانوی ڈاکٹر رابرٹ نے رستم کو لندن آنے کی دعوت دے دی کیونکہ وہ ان دنوں ایک وزنی شارک مچھلی کے ڈھانچے پر بالکل رستم جیسا تجربہ کر رہا تھا۔ مگر ابھی وہ پوری طرح کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اب رستم کی زبانی وہ اس انوکھے انکشاف پر ضد کرنے لگا۔ کہ وہ اس کے ساتھ لندن جائے اور وہ دونوں مل کر اس ریسرچ پر کام کریں کے رستم نے اس سے وعدہ کر لیا کہ وہ اگلے ماہ کے شروع میں ضرور لندن آئے گا کیونکہ اسے نئے سرے سے اپنی لیبارٹری کا سامان خریدنا تھا لہٰذا وہ سامان خریدنے کے ساتھ ساتھ تمہارے ساتھ بھی ریسرچ میں حصہ لے گا رابرٹ سے اس کی دوستی ہو گئی۔ دوسرا فائدہ رستم کو اس میٹنگ سے یہ ہوا کہ وہ اس ہسپتال کے اہم کیس میں کام کرے گا بطور آرتھوپیڈک ڈاکٹر اس کی بھرپور خدمات حاصل کی جائیں گی دوپہر کا کھانا سبھی نے ایک ساتھ کھایا چار بجے یہاں سے فارغ ہوا تو رستم بوجھ سے وجود کو لئے گھر پہنچا۔ ریکھا اس سے پہلے ہی پہنچ چکی تھی رستم نے اسے اپنی مصروفیات کا بتایا تو ریکھا نے یہ بتا کر اسے چونکا کر رکھ دیا کہ رستم تم رات بھر گھر نہیں آئے جب کہ میں تمہاری منتظر رہی۔ شب کے آخری پہر میں جب میں گہری نیند میں تھی چھت پر کسی کے بھاری قدموں کی چاپ نے مجھے بیدار کر دیا مجھے لگا جیسے کوئی ہماری چھت پر

آہستہ آہستہ ٹہل رہا ہے میں اچھل کر بیٹھ گئی وہ میرا وہم ہرگز نہ تھا کوئی چھت پر تھا پھر یہ آواز تھم گئی۔ مجھے لگا جیسے ہماری کوٹھی پر قابض آسیب ہمارا تعاقب کرتا ہوا یہاں آن پہنچا ہے وہ کوئی چور ڈاکو بھی تو نہ تھا میں سہمی سہمی لیٹ گئی مگر مجھے کمرے کی ہر چیز سے خوف محسوس ہو رہا تھا بچے بے خبر اونگھ رہے تھے میں ان سے لپٹ کر رہ گئی پھر یکایک ہمارے پچھواڑے کی کھڑکی کھلی ایک چھناکے سے کھڑکی کے دونوں پاٹ پیچھے دیوار سے ٹکرائے۔ اور سمندری ہواؤں کا طوفان سا کمرے میں امنڈ پڑا۔ میری چیخ نکل گئی کھڑکی کے پردے لہراتے ہوئے چھت سے جا لگے اور ان کی پھڑپھڑاہٹ سے میرا دل ڈوبنے لگا میں ہمت کر کے اٹھی اور بمشکل کھڑکی بند کر دی پھر اس کے بعد میں سو نہیں سکی مگر ریکھا ہو سکتا ہے کھڑکی کی چٹخنی پوری طرح بند نہ ہوئی ہو اور ہوا کے تیز دباؤ سے خود بخود کھل گئی ہو رستم نے کچھ سوچتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا۔ میں نہیں مانتی رستم کہ کھڑکی پوری طرح بند نہ ہو اگر تمہاری بات مان بھی لی جائے تو پھر رات بھر کھڑکی کیسے ہوا کا دباؤ جھیلتی رہی اور رات کے آخری پہر میں کھلی اور پھر چھت پر قدموں کی آواز ------ نہیں یہ سب کچھ اتفاق نہیں ہو سکتا ضرور کوئی اسرار اس میں پوشیدہ ہے بہرحال آئندہ میں اکیلی یہاں نہیں سو سکتی پورے گھر میں بھی نہیں ریکھا نے خوف سے بولتے ہوئے کہا ٹھیک ہے میں آئندہ گھر سے باہر رات نہیں گزاروں گا اگر یہ سچ ہے تو جلدی ہی پتہ چل جائے گا رستم نے اسے ڈھارس دیتے ہوئے کہا مگر اس کا اپنا من ڈولنے لگا ہو سکتا ہے اس کا خونی ڈھانچہ یہاں پہنچ گیا ہو کیونکہ گیوک کے یہاں آنے کا تو کوئی جواز نہیں بنتا اور پھر ناگن تو رات بھر اس کے پاس رہی تھی۔ رستم ہر پہلو پر غور کرتا رہا۔ مگر بار بار اس کی سوچ ڈھانچے پر آکر ٹھہر جاتی اگر وہ ریکھا کے سامنے ظاہر ہو گیا تو پھر ریکھا کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ کسی طرح اس ڈھانچے کا وجود ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس کی ایک ایک ہڈی بکھیر دینا چاہتا تھا مگر کیسے؟ اور کیونکر۔ کیونکہ وہ اسے ختم کرنے کی کوشش کر چکا تھا مگر ریوالور ڈھانچے کے قبضے میں اڑ کر چلا گیا تھا۔ مگر ہو سکتا ہے ریوالور گیوک نے ڈھانچے تک پہنچایا ہو کیونکہ ڈھانچہ تو اس کے سامنے کھڑا رہا تھا ذرا بھر حرکت نہ کی تھی رستم کافی دیر تک اپنے آپ سے الجھتا رہا۔ اس رات رستم بھی ریکھا کے ساتھ اسی بیڈ روم میں موجود تھا جہاں کل رات ریکھا کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا دونوں گیارہ بجے کے قریب گہری نیند سو گئے مگر پھر ریکھا نے ہی رستم کو دھیرے سے جھنجوڑ کر بیدار کیا رستم کی آنکھ کھلی تو چھت سے کچھ ایسی آوازیں بلند ہو رہی تھیں جیسے کوئی چھت پر بھاری پلنگ گھسیٹ رہا ہو۔ ذرا توقف کے بعد پھر ایسی ہی آواز ایک کونے سے دوسرے کونے پر گھرراتی چلی گئی رستم اور ریکھا حیرت کی تصویر بنے ایک دوسرے کو جھانک رہے تھے پھر رستم نے ہی کچھ پریشانی سے کہا۔ تم ٹھہرو میں چھت پر دیکھتا ہوں نن---- نہیں رستم یہ حماقت نہ کرو۔ بلکہ یہ سوچو کہ اب ہم کہاں جائیں۔ یہ ساحلی علاقہ تو ویسے بھی پر اسرار سا لگتا ہے کیوں نا ہم یہ شہر ہی چھوڑ دیں۔ ریکھا نے مایوسی بھرے لہجے میں کہا نہیں ریکھا۔ ہم نہ تو یہ گھر چھوڑیں گے اور نہ ہی یہ شہر۔ یہ چیزیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تم گھبراؤ نہیں۔ میں ریوالور لے کر اوپر جاؤں وہ سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے اور اس عرصے میں چھت سے بھاری قدموں کی واضح چاپ ابھرنے لگی تھی ریکھا کی خوف سے سانسیں پھولنے لگیں۔ اور وہ رستم سے لپٹ سی گئی۔ قدموں کی بدستور آوازیں بلند ہو رہی تھیں رستم بھی کافی ذہنی دباؤ کا شکار ہو رہا تھا بھگوان کے لئے مجھے اوپر جانے دو ریکھا۔ وہ جو کوئی بھی ہے میں اسے شوٹ کر دوں گا۔ رستم نے ریکھا کو اپنے سے الگ کرتے ہوئے کہا اور ریوالور سنبھالے دروازے کی طرف لپکا نہیں رستم بھگوان کے لئے نہ جاؤ وہ کوئی آسیب ہے اور آسیبی چیزوں سے نہیں ٹکرانا چاہیے۔ وہ چیختی رہی۔ مگر رستم تیزی سے دروازہ کھولے باہر لپکا۔ اور جنوبی کونے سے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر پہنچ گیا آخری راتوں کا چاند روشن تھا آسمان پر بکھرے ستارے غنودگی کی حالت میں کھڑے تھے سمندری ہوائیں چھت پر جیسے آندھی بن کر چل رہی تھیں مگر پوری چھت ویران پڑی تھی کسی ذی روح کا نام و نشان تک نہ تھا رستم ریوالور سنبھالے چار سو بغور جھانک رہا تھا دفعتاً" اسے پچھواڑے سے ابھرنے والی خوفناک نسوانی چیخ سنائی دی جو شاید ریکھا کی تھی رستم بجلی کی طرح پلٹا اور بھاگنے کے انداز میں سیڑھیاں کودتا نیچے پہنچا اور بھاگتا ہوا اپنی خوابگاہ میں داخل ہو گیا جو سمندری ہواؤں کی زد میں آچکا تھا پچھواڑے کی کھڑکی کھلی تھی ہوائیں کھڑکی سے گزر کر دروازے کا پردہ اڑاتی جا رہی تھیں اور ریکھا بے سدھ بیڈ پر پڑی تھی۔ رستم نے زور سے کھڑکی بند کی چٹخنی چڑھائی اور ریکھا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور چیختے ہوئے اسے جھنجوڑنے لگا۔ ریکھا ہوش میں آؤ دیکھو میں تمہارے پاس ہوں یہاں کوئی آسیب نہیں ہے ریکھا چھت خالی پڑی ہے ریکھا۔ ریکھا۔ مگر ریکھا تو بے ہوش ہو چکی تھی تب رستم نے اسے ہوش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے ماتھے کی شریانوں کو زور زور سے دبایا۔ اسے بٹھا کر اس کے شانے دبائے جس سے ذرا دیر بعد ریکھا نے آنکھیں کھول دیں۔ کیا ہوا تھا تمہیں ریکھا؟ رستم نے اسے ہوش میں پا کر پوچھا وہ چند لمحے سکتے کی حالت میں رستم کو گھورتی رہی پھر زور سے سسکاری بھری اور رستم کے کندھے پر سر رکھ کر بچوں کی طرح سسکنے لگی۔ گھبراؤ نہیں ریکھا تم بالکل ٹھیک ہو اور یہاں کچھ بھی نہیں تھا وہ آوازیں شاید کہیں اور سے آ رہی تھیں تب ریکھا نے سر اٹھا کر خوفزدہ نظروں سے کھڑکی کی طرف جھانکا کوئی اندر آیا تھا ہاں رستم جب تم کمرے سے نکلے تو اسی لمحے زور سے کھڑکی کھلی زور سے ہوا اندر داخل ہوئی اور ایک سایہ سا ہاں رستم وہ دراز قد کا ایک انسانی سایہ تھا جو آ کر مجھ سے لپٹ گیا تب میں نے چیخ ماری اور خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرنے لگی۔ مجھے لگا جیسے وہ گوشت پوست کا بنا کوئی انسان نہیں بلکہ ہڈیوں کا ایک مکمل ڈھانچہ تھا جو مجھ سے لپٹا میرے نسوانی حصوں کو جھنجھوڑنے لگا یہ دیکھو میرے کپڑے یہاں سے پھٹ گئے ہیں وہ میرے چہرے کو کاٹ رہا تھا تب میں بے ہوش ہو گئی رستم نے دیکھا کہ ریکھا کے چہرے پر دانتوں کے داغ سے پڑ رہے تھے اور قمیض چیتھڑے بن گئی تھی او گلا۔ رستم حیرت اور غصے سے تلملا اٹھا۔ یہ سب اسی کم بخت ڈھانچے کا کیا دھرا تھا جو رستم کے بعد اس کی بیوی کے پیچھے پڑ گیا تھا ٹھیک ہے ریکھا ہم یہ جگہ کل ہی چھوڑ دیں گے بھگوان نے تمہاری جان بخش دی یہ بہت اچھا ہوا۔ مگر رستم آخر یہ آفتیں ہم سے کیا چاہتی ہیں۔ کیا بگاڑا ہے ہم نے ان کا ______ □ ریکھا غمناک ہو کر پوچھ رہی تھی حوصلہ رکھو ریکھا ہم کل صدر چلیں گے وہاں ایک عامل رہتا ہے جو آسیب سے ہمیں نجات دلا دے گا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ رستم نے اسے ڈھارس دیتے ہوئے پاس ہی لٹا لیا۔ اور پھر یہ رات بھی صبح میں بدل گئی۔ ناشتے کے بعد پروگرام کے تحت وہ دونوں پہلے ہسپتال پہنچے جہاں سے ریکھا نے رخصت چاہی پھر وہیں سے دونوں صدر جا پہنچے عامل بابا کو تلاش کرنے میں انہیں ذرا سی دقت ضرور پیش آئی مگر وہ اس تک پہنچ گئے جہاں کافی لوگ جمع تھے اسی لئے ہمیں اپنی باری کا انتظار کرنا پڑا پھر جب انہیں اندر بلایا گیا عامل بابا کرسی پر براجمان تھا جبکہ انہیں قالین پر نیچے ہی بیٹھنا پڑا ہماری کوٹھی میں آسیب آ بسا ہے بابا۔ ہم دونوں میاں بیوی ڈاکٹر ہیں اور آسیبی چیزیں پچھلے کئی دنوں سے ہمیں پریشان کر رہی ہیں رات تو وہ میری بیوی سے لپٹ سا گیا نجانے اس کا مقصد کیا ہے؟ رستم نے اصل تمام حقائق صیغہ راز میں رکھتے ہوئے عامل سے اپنی شکایت بیان کی۔ عامل صاحب کچھ دیر ان دونوں میاں بیوی کو حیرت سے جھانکتے رہے پھر کچھ پڑھتے ہوئے ریکھا کو اشارے سے اپنے قریب بلایا میز پر رکھے پیالے میں پڑے سفید سے سفوف کی چٹکی بھری اور کھڑے ہو کر ریکھا کے چار سو وہ سفوف بکھیر دیا۔ اور زور زور سے کچھ پڑھتا جا رہا تھا اچانک ریکھا نے ایک آہ بھری اور کراہ کر پیچھے گری اور بے سدھ ہو گئی۔ رستم حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ اس دوران کچھ ایسے کلمات عامل نے بلند آواز میں پڑھے تین بار فضا میں ہاتھ لے جا کر جیسے ریکھا کے جسم پر کچھ منتقل کر رہا ہو حاضر یا ہو۔ حاضر یا ہو تین بار کہا اور ریکھا اٹھ کر بیٹھ گئی مگر اس کی گردن بائیں کندھے پر گری پڑی ہو کون ہو تم؟ کیا بلا ہو۔ اور ان سے کیا چاہتی ہو___ بولو جواب دو۔ عامل چیختے ہوئے ریکھا سے پوچھ رہا تھا مگر وہ خاموش تھی رستم کے لئے یہ سب کچھ نیا تھا وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے خاموش بیٹھا تھا عامل نے آگے بڑھ کر ریکھا کے بالوں کی مٹھی بھری اور بیدردی سے بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا بولو ورنہ جلا کر بھسم کردوں گا تمہیں ریکھا نے کسمساتے ہوئے اپنے بال آزاد کرانے کی کوشش کی مگر عامل نے اس کے ہاتھ نیچے جھٹک دیئے۔ بولو کمینے ورنہ برا حشر کروں گا تمہارا۔ تمہیں شاید یہ نہیں معلوم کہ تم کس کے سامنے کھڑی ہو میں جانتا ہوں کہ تم عامل بابا ہو ریکھا نے کہا۔ حالانکہ آواز مردانہ تھی۔ تو پھر بتاؤ کہ تم کون ہو اور ان سے کیوں چمٹے ہو کیا بگاڑا ہے انہوں نے تمہارا ہاں جواب دو۔ اس کا شوہر مجھے قبر سے نکال کر لایا تھا۔ میں آتما ہوں ایک گورکن کی آتما اور میرے ساتھ سیرا کی آتما ہے ہم اس ڈھانچے پر قابض ہیں جو ڈاکٹر رستم قبر سے نکال کر لایا تھا اور پھر اس ڈھانچے پر ایک انسان کا خون مل کر اسے آزاد چھوڑ دیا تھا پھر اس کے بعد اس نے ڈھانچے کو خون نہیں پلایا بلکہ گیوک کو پلا رہا ہے جو ایک ظالم وحشی بد روح ہے اس نے ہمیں بھی اپنے قبضے میں لے رکھا ہے اب ہم رستم سے انتقام لے رہے ہیں گورکن کا انتقام اپنے قید ہونے کا انتقام مگر گیوک ہمیں رستم کو نقصان نہیں پہنچانے دے رہا اس لئے ہم اس کی بیوی سے انتقام لے رہے ہیں ریکھا کے وجود میں حاضر ہونے والا ڈھانچہ تمام حقائق سے پردے اٹھائے جا رہا تھا اور رستم یہ سن سن کر پریشان ہوئے جا رہا تھا کیا یہ سب کچھ سچ بک رہا ہے ڈاکٹر صاحب عامل نے رستم کو مخاطب کرکے پوچھا۔ م۔ میں کچھ نہیں جانتا میں نے کسی ڈھانچے کو قبر سے نہیں نکالا یہ سب

عجیب سی باتیں ہو رہی ہیں جو میری سمجھ میں ہرگز نہیں آ رہیں رستم نے اداکاری کرتے ہوئے خود کو ہر الزام سے بری قرار دے دیا یہ جھوٹ بول رہا ہے کیا اس نے قبرستان سے ایک سو سالہ قبر سے ڈھانچہ نہیں نکالا کیا اس نے گورکن کو ہلاکت کے بعد اسی قبر میں دفن نہیں کیا کیا اس نے سیرا کی لاش کو ڈھانچے میں نہیں بدلا کیا اس نے ڈھانچے پر خون نہیں ملا۔ نہیں یہ سب جھوٹ ہے بکواس ہے رستم اس کی بات کاٹ کر چیخ پڑا۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ جو کچھ بھی ہوا۔ مگر اب تمہیں ان کا پیچھا چھوڑنا پڑے گا مگر جب تک گیوک ہمیں آزاد نہیں کر دیتا۔ ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے اس نے عامل کو برجستہ جواب دیا۔ گیوک سے بھی میں پوچھ لوں گا تم انہیں چھوڑ دو۔ ورنہ میں تمہیں ختم کر دوں گا عامل نے کرخت لہجے میں کہا۔ یہ بہت مشکل ہے تم گیوک سے ہمیں نجات دلا دو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم انہیں چھوڑ دیں گے جواب میں کہا گیا دیکھو میرے ساتھ بحث نہ کرو میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں کہ آئندہ اس گھر کا رخ نہ کرنا۔ ورنہ میرے ہاتھ سے زندہ نہیں بچ سکو گے اب دفع ہو جاؤ یہاں سے---؟ عامل نے گرج کر کہا۔ تب ریکھا کا وجود ایک بار پھر نیچے گرا۔ اور اسی لمحے ریکھا اپنی اصلی حالت میں اٹھ کر بیٹھ گئی تب عامل نے اسے پیچھے چلے جانے اور رستم کو اپنے پاس آنے کا اشارہ دے دیا۔ رستم قدرے جھجکتا ہوا عامل کے قریب پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب آپ کا کیس غیر معمولی اہمیت کا ہے۔ آپ بہت ہی طاقتور قوتوں کے شکنجے میں ہیں۔ ابھی ابھی میں نے جن کو آپ کی بیوی کے اندر حاضر کرکے گفتگو کی ہے وہ آپ نے بھی سن لی ہے جن باتوں کا ذکر انہوں نے کیا ہے میں تو ان میں سے ایک بھی نہیں جانتا اصل حقیقت کیا ہے وہ تو آپ ہی بتا سکتے ہیں لیکن اتنا عرض کروں کہ یہ بیک وقت دو چیزیں حاضر تھیں اور دونوں بھٹکی ہوئی روحیں تھیں جو نہایت طاقتور غصیلی اور مغرور قسم کی ہیں ان سے عام قسم کا عامل مقابلہ نہیں کر سکتا مگر میں ان کو قابو میں لینے کے بعد انہیں فنا کرنے کی پوری کوشش کروں گا مگر میں چاہوں گا کہ آپ تمام حالات سچ سچ مجھے بتا دیں تاکہ میں جلد سے جلد اپنا عمل پورا کروں۔ ورنہ تمام واقعات جاننے کے لئے مجھے کافی عرصہ لگے گا۔ اور اس عرصے میں یہ تمہیں کوئی بھی جانی یا مالی نقصان پہنچا سکتی ہیں ٹھیک ہے عامل بابا مگر اس وقت میں آپ کو کچھ بھی نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ کچھ باتیں ایسی ہیں جو میں اپنی اہلیہ کے سامنے آپ کو نہیں بتا سکتا میں کل دوبارہ حاضر ہوں گا اور تمام حالات سے آپ کو آگاہ کروں گا آپ یہ بتائیں کہ اس وقت ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں رستم نے عاجزی سے کہا ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی مگر اب دیر کرنے سے آپ ہی کو نقصان پہنچے گا۔ اس وقت آپ مجھے دو ہزار دیں گے مگر تمہارے اس کیس کو مکمل کرنے کے لئے بیس سے تیس ہزار روپے خرچ ہوں گے کیونکہ ان چیزوں کو بھی نذرانہ پیش کرنا پڑتا ہے۔ عامل نے کسی پس و پیش کے بغیر کہا۔ اور رستم کو فوری دو ہزار کی خطیر رقم عامل کو پیش کرنا پڑی اس نے صبح عامل کے پاس پھر آنے کا وعدہ کیا اور ریکھا کو لئے رخصت ہو گیا جو بار بار اصرار کر رہی تھی کہ عامل نے کیا بتایا ہے؟ اس نے یقین دلایا ہے کہ آئندہ چند روز ہی میں وہ ان آسیبی چیزوں کو اپنی گرفت میں لے لے گا اور ہماری کوٹھی کو آسیب سے پاک کر دے گا پھر اس رات کوئی خاص واقعہ ان کے ساتھ پیش نہ آیا اگلے دن جب اکیلا رستم عامل کے پاس پہنچا۔ اور اسے اصل واقعات کچھ یوں بیان کئے کہ میں طبی ریسرچ کا ماہر ہوں لیبارٹری ہے میں ایک سو سالہ انسانی ڈھانچہ پر تجربہ کرنا چاہتا تھا کہ اگر اتنے عرصے ان ہڈیوں کو پھر تازہ خون دیا جائے تو وہ کیا اثر دکھاتی ہیں مگر جب بڑی مشکلوں سے چوکنڈی قبرستان سے ایک سو سال سے بھی کہیں زیادہ پرانا ڈھانچہ نکال کر لایا اور اس پر خون کی پالش کی تو ڈھانچہ میری لیبارٹری کی ہر چیز توڑ پھوڑ کر فرار ہو گیا اور اب مختلف طریقوں سے ہمیں پریشان کر رہا ہے بس آپ کسی طرح میری اس ڈھانچے سے گلو خلاصی کروا دیں رستم کی پوری گفتگو سن کر عامل چند لمحے رستم کو گھورتا رہا پھر بڑے رازدارانہ انداز میں کہا ڈاکٹر صاحب لگتا ہے ابھی تک آپ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں۔ حالانکہ میں نے کہا تھا۔ مجھے ہر بات سچ سچ بتائیں کیونکہ اسی میں آپ کا فائدہ ہے رات میں نے گیوک کو چڑھائی کرکے حاضر کیا تھا اس نے بتایا ہے کہ جب تم قبرستان سے ڈھانچہ نکال کر لے گئے تو گورکن کی موت واقع ہوگئی تم نے اس گڑھے میں گورکن کو دفن کیا۔ جہاں سے ڈھانچہ نکالا تھا۔ مگر اس عرصے میں گورکن کی آتما تمہارے نکالے ہوئے ڈھانچے میں داخل ہو گئی جسے تم اپنے گھر لے آئے مگر گورکن کو میں نے ہرگز ہلاک نہیں کیا بلکہ اسے زہریلے بچھو نے کاٹ لیا تھا جس سے اس کی موت واقع ہوئی رستم جلدی سے عامل کی بات کاٹ کر بولا مگر یہ بات تم نے مجھے پہلے نہیں بتائی عامل نے فوری رستم پر حملہ کیا۔ دیکھو عامل صاحب جو کچھ ہوا اب تو تمہیں سب معلوم ہو گیا اب تم میری اس معاملے میں کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مدد کر سکتے ہو۔ رستم نے نہایت بے بسی سے کہا دیکھو ڈاکٹر صاحب تمہارا کیس اتنا آسان نہیں کہ میں ایک دو دن میں اسے نمٹا دوں تم بیک وقت کئی آفتوں کے چنگل میں پھنس چکے ہو مجھے ایک ایک سے نمٹنا ہوگا جس کے لئے کافی وقت بھی لگے گا اور پھر آپ کی دولت بھی اپنی جان خطرے میں ڈال کر مجھے ان ہی طاقتوں سے ٹکرانا پڑے گا ان کو نذرانے دینا پڑیں گے اس کام میں آپ کا پچاس ہزار بھی اٹھ سکتا ہے کیا۔۔۔؟ پچاس ہزار۔۔۔؟ رستم جیسے حیرت سے اچھل سا پڑا۔ ٹھیک ہے تمہارا دل نہیں مانتا تو نہ سہی۔ مگر یہ جان رکھو۔ کہ تمہارے ساتھ ساتھ تمہاری بیوی بچوں کی جان بھی ہروقت خطرے میں رہے گی نہ جانے کسی کی بھی جان جا سکتی ہے اور جب تمہاری زندگیاں خطروں میں گھری ہوئی ہوں تو پھر پچاس ہزار کی رقم کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ عامل نے رستم کو شیشے میں اتارتے ہوئے کہا وہ تو ٹھیک ہے مگر میں ایک ہی وقت میں اتنی بھاری رقم ادا نہیں کر سکتا۔ رستم نے مجبوری ظاہر کی۔ کوئی بات نہیں میں کون سا تم سے ایک ہی قسط میں تمام رقم مانگ رہا ہوں میں آج ہی سے عمل شروع کر دیتا ہوں جیسے جیسے ضرورت پڑتی جائے گی میں رقم تم سے لیتا رہوں گا۔ جو تم آسانی سے دے سکو گے ٹھیک ہے مگر اس کام میں کتنا عرصہ لگے گا" رستم نے وضاحت چاہی اس کام میں چالیس دن بھی لگ سکتے ہیں نوے دن بھی اور نوے ہفتے بھی۔۔۔ اوہ مائی گاڈ یعنی دو سال بھی رستم نے اک آہ بھر کر کہا مگر یہ تو بہت طویل عرصہ ہے جبکہ ہمیں ایک ایک رات گزارنا مشکل ہو رہا ہے کیا گارنٹی ہے تمہارے پاس کہ اس عرصے میں وہ ہیولے تو تمہیں ہمیں تنگ نہیں کریں گی ہمیں کوئی جانی اور مالی نقصان نہیں پہنچائیں گی دیکھو ڈاکٹر صاحب وہ تو تمہیں میری کوئی دوست نہیں میں نے ان کو ختم کرنا ہے۔ اس لئے وہ میرا مقابلہ کریں گی مجھے ہر طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گی اور جب ہماری جنگ ہو رہی ہوگی تو وہ تمہیں بھی پریشان کریں گی مگر جو تعویذ میں تمہیں بنا کر دوں گا وہ جب تک تمہارے گلے میں رہے گا وہ تمہارے قریب نہیں پھٹکیں گی تمہیں ڈرانے دھمکانے کی کوشش کریں گی مگر تمہیں کوئی نقصان ہرگز نہیں پہنچا سکیں گی ہم مگر ان کا ڈرانے دھمکانے سے میری بیوی بچے سہم کر مر جائیں گے رستم نے بے بسی سے سر تھام کر کہا تو کیا اب وہ نہیں ڈر رہے کیا اب ان کے ساتھ کچھ نہیں ہو رہا ٹھیک ہے اگر آپ بیوی بچوں سے زیادہ اپنی دولت کو اہمیت دیتے ہیں تو مت کراؤ علاج

میرے پاس کون سا فضول وقت پڑا ہوا ہے جو میں آپ کے لئے مفت میں آسیب سے دشمنی مول لے کر اپنی جان خطرات میں ڈالوں عامل نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ رستم عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہو کر کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا اگر وہ عامل کی بات مان کر اسے اس کی مطلوبہ رقم فراہم کرے پھر بھی آسیب اسے پریشان کرتا رہے تو کیا فائدہ ہے اگر عامل کی ہر بات سے انکار کر دیا جائے تو نا جانے آج کی رات کس حالت میں بسر ہو۔ ٹھیک ہے میں تمام رقم تمہیں ایک ساتھ ادا کرنے کو تیار ہوں کل ہی چیک لا کر تمہارے حوالے کر دوں گا مگر زیادہ سے زیادہ تین دن کے اندر اندر تمہیں ہمیں چنگل سے مکمل آزاد کرانا ہوگا۔ رستم نے شرط عائد کرتے ہوئے عامل صاحب کو چونکا سا دیا تین دن تو بہت کم ہیں تم مجھے ایک ہفتے کی مہلت دو میں اپنے سارے کام ادھورے چھوڑ کر دن رات تمہارے لئے وقف کر دوں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ ایک ہفتے کی بھرپور جدوجہد کے بعد میں تمہیں اچھی خبر سناؤں گا عامل نے بھی اسے نکلنے کا موقع نہ دیا مجھے منظور ہے چیک تمہیں کل مل جائے گا۔ مگر یاد رکھنا اگر تم نے میرے ساتھ کوئی مکاری کی اور اگر مجھے اس عذاب سے مکمل نجات نہ دلائی تو پھر میں اپنی ایک ایک پائی تم سے واپس وصول کروں گا ڈاکٹر رستم نے بھی اسے چیلنج صاف لفظوں میں دے دیا۔ عامل کے چہرے پر بل سے پڑ گئے۔ مگر اس نے رستم کا چیلنج قبول کرتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا رستم ہاتھ ملاتے ہی تیزی سے باہر چلا گیا اور عامل سوچنے کے انداز میں آہستہ آہستہ اقرار میں سر ہلاتا رہا ڈاکٹر ریکھا نے جو چوکیدار کو سختی سے پابند کر دیا تھا کہ وہ گیٹ کے ساتھ ساتھ وہ رات بھر ہماری خوابگاہ پر کڑی نظر رکھے۔ اور کوئی مشکوک سایہ بھی دیکھے تو اندھا دھند اس پر گولیوں کی بارش کر دے۔ کوئی آہٹ سنے تو اس طرف رائفل کا رخ کر کے اسے خالی کر دے۔ چوکیدار نے بیگم صاحب کی ہر ہدایت پر سختی سے عمل کرنے کا وعدہ کیا وہ ادھیڑ عمر کا پٹھان تھا اور نسوار بہت کھاتا تھا۔ تم پرواہ نہیں کرو بیگم صاحب ادھر چڑیا کا بچہ بھی آیا تو بچ کر نہیں جائے گا۔ نائٹ کے لئے رکھی ہوئی خصوصی آیا تو بیگم صاحب نے اپنی خوابگاہ کے دروازے پر برآمدے کے نیچے سونے کا حکم جاری کر دیا اور پچھواڑے کی تمام کھڑکیاں مضبوطی سے بند کر کے ان کے پردے پھیلا دیئے۔ مگر اپنی ان تمام احتیاطی تدابیر کو ڈاکٹر رستم پر ظاہر نہ کیا کہ وہ ملازموں پر کیا کیا احکامات جاری کر چکی ہیں رستم ذہنی طور پر بہت مضطرب تھی اسے کسی پل چین نہ آ رہا تھا وہ ایسے

حالات کی گردش میں پھنس گیا تھا کہ کسی سے اپنے دکھ کا اظہار بھی نہیں کر سکتا تھا کسی کو اپنی بے بسی نہیں بتا سکتا تھا۔ کسی سے کچھ مدد نہیں لے سکتا تھا رات آٹھ بجے نا جانے وہ کہاں کہاں سے گھوم کر تھکا ہارا گھر پہنچا اور بے حال ہو کر بیڈ پر گر سا گیا۔ رات کا کھانا بھی جی بھر کر نہ کھایا بس چپ چاپ ریکھا کا کھانے میں ساتھ دیتا رہا جو متواتر اس پر طرح طرح کے سوالات کئے جا رہی تھی اور رستم کے پاس ان کے کسی ایک سوال کا بھی ٹھوس جواب نہ تھا اس نے صرف اتنا بتایا کہ میں عامل کے پاس گیا تھا آج سے وہ اپنا عمل شروع کر رہا ہے امید ہے جلد ہی ہمیں ان آفات سے نجات مل جائے گی پھر پلکیں موند کر لیٹا تو رہا۔ مگر نیند کسی کروٹ اسے نہ سلا رہی تھی ریکھا اپنی جگہ کروٹیں بدلے جا رہی تھی نہ جانے کب جا کر نیند نے دونوں کو اپنی گود میں سلایا۔ وہ خوابوں کی دنیا میں گم ہو گئے پھر دونوں کو گہری نیند میں یہ احساس سا ہوا۔ جیسے وہ فضاؤں میں تیرتے رہے ہیں پورے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑتی محسوس کرکے رستم نے جھپاک سے آنکھیں کھولیں شب کے سوا تین بج رہے تھے پورے کمرے میں کوئی انہونی بات نہ دکھائی دی۔ رستم نے ایک لمبی سی سانس بھری اور دوبارہ پلکیں موند لیں اچانک کھٹاک کی آواز ابھری اور پچھواڑے کی کھڑکی کا ایک شیشہ ٹوٹ کر تیز سمندری ہواؤں سے اڑتا ہوا رستم اور ریکھا کے جسموں پر کرچی کرچی ہو کر بکھر گیا۔ وہ دونوں ہڑبڑا کر اٹھے ریکھا کی دبی دبی چیخ نکل گئی۔ اوہ ٹوٹے ہوئے شیشے سے داخل ہونے والی ہوا پورے کمرے میں پھیل گئی۔ کیا ہوا رستم؟ ریکھا نے [illegible] پوچھا۔ کچھ نہیں ریکھا کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ کر بکھر گیا ہے تم یہیں رہو میں دیکھتا ہوں رستم نے کہا اور سرہانے رکھا ریوالور سنبھال کر نائٹ بلب کی روشنی میں پورے کمرے کا جائزہ لیتا ہوا کھڑکی کے پاس پہنچا آخری راتوں کے چاند کی مدہم روشنی میں باہر دور تک جھانکا جا سکتا تھا سمندری لہروں کا شور پوری فضا میں ارتعاش پیدا کر رہا تھا رستم نے دور ساحل سمندر تک کا جائزہ لیا اور ایک بار پھر پیچھے پلٹا۔ آخر یہ شیشہ ٹوٹا کیسے کوئی اس کمرے میں ہے ضرور وہی سایہ ہوگا جو دوبارہ پہلے بھی کھڑکی کے رستے یہاں آ چکا ہے اف بھگوان میرا دم گھٹ رہا ہے ریکھا سر تھام کر بڑبڑائے جا رہی تھی پورے کمرے میں ایک پراسرار سا خوف سا چھایا تھا رستم اپنی جگہ خوف اور حیرت میں ڈوبا بار بار کمرے کی ہر چیز کا جائزہ لے رہا تھا کل سے ہم نچلی منزل میں سویا کریں گے ہو سکتا ہے یہ [illegible] پہلے سے ہی

پراسرار رہا ہو رستم نے خدشہ سا ظاہر کیا اس سے کیا ہوگا رستم۔ اس پورے مکان کے تو ہر کمرے کے پچھواڑے میں کھڑکیاں ہیں جو سب کی سب سمندر کی طرف کھلتی ہیں ریکھا نے جیسے ہانپتے ہوئے کہا اور رستم بیڈ پر آ بیٹھا یہ آسیبی چیزیں صرف ہمیں خوفزدہ کیوں کر رہی ہیں آخر کیوں کیا بگاڑا ہے ہم نے ان کا ریکھا نے بے بسی کی حالت میں تکرار کرتے ہوئے کہا مگر رستم چپ رہا۔ پھر رات کا باقی پہر ان کا اسی طرح جاگتی آنکھوں سے سوال و جواب میں گزر گیا۔

پھر اسی دن رستم پچاس ہزار کی خطیر رقم کا چیک لے کر عامل کے پاس پہنچ گیا اور اسے رات کی بپتا سنا کر جیسے اس کی منت کر ڈالی۔ کہ خدا کے لئے ہمیں جلد سے جلد اس مشکل سے نکالا جائے۔ عامل نے چیک کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا اب گھبراؤ نہیں میں بہت جلد ان کو گرفت میں لے کر ان کا صفایا کروں گا جب میں انہیں اپنے قابو میں لوں گا تو وہ تمہیں پھر خوفزدہ کرنے کی کوشش کریں گی بلکہ تمہیں مجبور کریں گی کہ تم انہیں میری پکڑ سے آزاد کرانے کی سفارش کرو۔ مگر تم خاموش رہنا وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی یہ تعویذ لے جاؤ اور انہیں اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے گلے میں ڈال دینا۔ اس بوتل میں پانی ہے اسے رات سونے سے پہلے اپنے کمرے کے چاروں جانب اور کمرے کی چھت اور فرش پر بھی چھینٹے مارنا اپنے جسموں پر بھی یہ پانی ہلکا ہلکا چھڑک لینا۔ وہ تمام چیزیں تمہارے قریب نہ پھٹکیں گی۔ رستم نے عامل کا [illegible] کرتے ہوئے تعویذ اور پانی کی بوتل لے لی۔ اور [illegible] ریکھا کو تسلی دی کہ یہ تعویذ [illegible] پانی کمرے میں چھڑک دیئے [illegible] تو کمرے میں داخل ہو سکے گی اور نہ ہی ہمیں خوفزدہ [illegible] جسارت کر سکے گی تب ریکھا نے نا صرف [illegible] بلکہ تینوں بچوں کو بھی تعویذ پہنا دیئے اور رات نچلی منزل کے کمرے میں [illegible] کے چاروں [illegible] پانی چھڑک دیا [illegible] اور چوکیدار کو [illegible] دستور اپنے [illegible] پر قائم رہنے کی تاکید [illegible] وہ رات [illegible] بہت سکون سے گزری ذرا بھر بھی کوئی واقعہ پیش نہ آیا تب دونوں کو تسلی ہوگئی۔ کہ عامل صاحب بہت پہنچے ہوئے شخص ہیں جنہوں نے آسیب پر قابو پا لیا اب وہ ضرور ہمیں ہمیشہ کے لئے ان کے چنگل سے آزاد بھی کروا لیں گے اگلے دن ریکھا خوشی خوشی اپنے آفس کام پر چلی گئی اور رستم بھی ادھر سے کچھ پرسکون ہو کر اپنی آفس کی طرف روانہ ہو گیا اس سے پہلے اس نے فون پر عامل کا بہت بہت شکریہ ادا کیا کہ پچھلی رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہماری بڑی پر سکون گزری ہے عامل نے پھر سے اسے یقین دلایا کہ میں نے رات سے لگاتار آپ کے کام پر توجہ مبذول کر لی ہے اور اب پھر سے چڑھائی شروع کر رہا ہوں آپ میرے ساتھ فون پر رابطہ رکھیں اور جو بھی اہم بات پیش آئے مجھے فوری آگاہ کریں۔ رستم نے ایسا ہی کرنے کا وعدہ کر کے فون بند کر دیا۔ آج اسے ڈاکٹر رابرٹ سے بھی ملنا تھا۔ جو انگلینڈ واپس جا رہا تھا اور جانے سے پہلے رستم سے ملنا چاہتے تھے رستم آواری ہوٹل جا کر رابرٹ سے ملا اور اسے بتایا کہ میں جن آسیبی بلاؤں سے آج کل نبرد آزما ہوں ایک عامل کی خدمات حاصل کرتے ہوئے امید رکھتا ہوں بہت جلد ان سے چھٹکارا پاؤں گا جیسے ہی میں اس مشکل سے آزاد ہوا فوراً انگلینڈ آؤں گا اور آپ کی شارک مچھلی پر کی جانے والی ریسرچ میں حصہ لوں گا۔ پھر دوپہر کا کھانا دونوں نے ایک ساتھ کھایا۔۔۔ پھر کو رستم رابرٹ سے رخصت ہو کر اپنی کوٹھی پہنچا جو پچھلے دو ماہ سے ویران چلی آ رہی تھی رستم گاڑی پورچ میں چھوڑ کر آگے بڑھا تو بہت دنوں بعد اس نے لیبارٹری کا جائزہ لینے کے لئے دروازہ کھولنے کے لئے چابی لاک میں لگائی مگر چابی گھمانے سے پہلے ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ جیسے اسے لاک بھی لگایا ہی نہیں گیا تھا رستم چونک سا پڑا۔ اس نے اندر داخل ہونے سے پہلے دماغ پر زور دیتے ہوئے سوچا کہ آخری بار اس نے لیبارٹری کب کھولی تھی اسے فوری یاد آیا کہ کوئی تین ہفتے قبل اس نے اپنی لیبارٹری میں قدم رکھا تھا اور اس کا دروازہ اچھی طرح لاک کیا تھا ایسا آج تک نہیں ہوا تھا۔ کہ وہ لاک لگانا بھول گیا ہو پھر اب [illegible] اس سے [illegible] سرزد ہو [illegible] لیبارٹری پر [illegible] مسلط [illegible] [illegible] اور رستم بغور لاش کا معائنہ کر رہا تھا بچے کا چہرہ کچھ جانا پہچانا سا لگ رہا تھا مگر رستم کو یاد نہ آ رہا تھا کہ اس بچے کو کہاں دیکھا ہے پھر اس نے پورے کمرے کا بغور جائزہ لیا۔ ہر چیز پر گرد جم چکی تھی اور دیواروں پر آویزاں مختلف [illegible] پر مکڑی نے جالے سے بن لئے تھے اس کا دم گھٹنے لگا وہ لیبارٹری سے پلٹا اور دروازہ بند کر کے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنی خوابگاہ میں پہنچا۔ آج کیوک کے آنے کا دن تھا اور اس نے کیوک کے لئے شکار بھی تلاش کرنا تھا کمرے میں پہنچ کر وہ بے سدھ سا ہو کر بیڈ پر گر گیا مگر ابھی دو لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ کمرے کے دروازے میں ایک سایہ سا اندر داخل ہوتا محسوس ہوا رستم چونک کر اٹھا۔ آ گئے تم رستم۔ یہ کیوک کی آواز تھی ہاں مگر تم ___ تم نے سمجھا ہو کہ عامل کے ہاتھوں ہم سے نجات حاصل کرو گے۔ بھگت لیا نتیجہ اس بات کا میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم کسی سے اپنے ساتھ ہونے والے واقعات کا ذکر نہیں کرو گے مگر تم نے۔ تم نے اس خبیث عامل کو بھاری رقم ادا کر کے ہمارے پیچھے چھوڑ دیا جو ہمیں اپنی پہیلی سے قابو کرنا چاہتا ہے مگر یاد رکھو وہ بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا اور تم تو اپنے بیٹے کے غم میں اب زندگی بھر روتے رہو۔ کیوک نے گرجتے ہوئے کہا کیا ___ کیا مطلب؟ رستم نے چلا کر پوچھا اپنے بیٹے کی لاش دیکھ کر بھی پوچھ رہے ہو کیا مطلب؟ ___ کیا؟ رستم کے لئے ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کا دماغ چکرا گیا اسے کمرے کی ہر چیز گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ وہ میرا بیٹا نہیں تھا ہاں تمہارا اکلوتا بیٹا ڈیوڈ جس کا خون میں آج پی چکا ہوں اور یہ تمہاری مجھ سے وعدہ خلافی کی سزا ہے اب بھی وقت ہے عامل کو منع کر دو کہ وہ ہمارا خیال دل سے نکال دے ورنہ اس کے بعد تمہارے دوسرے بچے کی باری آئے گی کیوک نے کہا اور سایہ کمرے سے رخصت ہو گیا نہیں رستم چیخ اٹھا یہ نہیں ہو سکتا وہ میرا بیٹا نہیں تھا کوئی اور تھا۔ اس کی کچلی لاش وہ لیبارٹری میں ابھی ابھی دیکھ چکا تھا مگر اپنے بچے کے ٹکڑے وہ پہچان نہ سکا تھا۔ رستم دیوانگی کی حالت میں اس نے جھٹ فون اٹھا کر اپنے [illegible] نمبر ملایا [illegible] ریکھا نے [illegible] ہیلو [illegible] [illegible] ہمارا بیٹا [illegible] ایلیسا نازیہ [illegible] سکول میں جانے کی تیاری چلا گیا بھلا وہ کہاں [illegible] میں بہت پریشان ہوں تم جلدی پہنچو ریکھا۔۔۔ روتی ہوئی آواز میں چلایا اور فون کا رابطہ منقطع ہو گیا رستم کے ہاتھوں سے ریسیور چھوٹ کر لڑکھڑاتا ہوا نیچے لٹک گیا۔ رستم بھاگتا ہوا لیبارٹری میں پہنچا اپنے لخت جگر کی لاش اٹھایا اور دیوانہ وار اسے چوم چوم لیا اس پر غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے مگر اس نے اس اذیت ناک غم کو سہہ کر صبر اور حوصلے کا دامن ہاتھ سے نا جانے دیا یہ قیامت تو گزر گئی رستم مگر کیا تم ریکھا کو اپنے بچے کی لاش پیش کرو گے نہیں وہ اسے دیکھ کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے گی وہ جیتے جی مر جائے گی اسے یہ ایک اتنی اندوہناک خبر اچانک نا دو یہ سوچ کر رستم نے نا چاہتے ہوئے بھی بچہ پھر واپس قالین پر رکھا اور گاڑی لے کر نکل کھڑا ہوا بازار سے بچے کا کفن خریدا لاش کو کفن پہنایا اور اسے گاڑی میں ڈال کر کوٹھی چھوڑ دی اس کی لڑکھڑاتی ہوئی گاڑی ساحل سمندر کی طرف جا رہی تھی شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے اور جب وہ ایک ویران حصے میں پہنچ کر اپنے خون جگر کو سمندر کی لہروں کے سپرد کر رہا تھا تو اس کا دل مٹھی میں دبی ریت کی طرح گرتا جا رہا تھا اس نے آخری بار بچے کو گود میں بھرا۔ اندر ہی اندر جی بھر کے رویا اور پھر کپکپاتے ہاتھوں سے بچے کی نعش کو بپھری لہروں کے سپرد کر دیا۔ وہ چیختی چنگھاڑتی موجوں کا احتجاج تھا کہ انہوں نے لاش کو اچھال کر پھر ساحل کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا اور ساحل کی ریت پر پہنچا دیا۔ یہ رستم کے لئے ایک نہایت صبر آزما اور کٹھن لمحہ تھا جب اس نے لاش کے ساتھ ایک قدرے وزنی پتھر کا ٹکڑا باندھ کر اسے پھر سے کافی آگے جا کر نذر سمندر کیا تب سمندر نے اپنے کشادہ ظرف کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک درندگی کا شکار ہونے والی معصوم سی لاش کو اپنی گود میں ہمیشہ کے لئے پناہ دے دی لاش گھرتی ہوئی آہستہ آہستہ نیچے بیٹھتی چلی گئی اور لہروں نے اپنی روانی کا تسلسل پھر سے جوڑ لیا ڈاکٹر رستم نے بھرائی ہوئی آنکھوں سے آخری بار ادھر جھانکا اور گاڑی لے کر خالی خالی سا واپس کوٹھی کو لوٹ آیا گھر کے آنگن میں قدم رکھا تو صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا قیامت برپا کر دی [illegible] رستم۔ آخر فون کرنے کے بعد تم کہاں رہ گئے تھے ممتا کی ماری ریکھا مجسمہ سوال بن کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی میں ڈیوڈ کو ڈھونڈنے گیا تھا ریکھا رستم نے بھرائی ہوئی آواز میں بمشکل کہا پھر کہاں ہے میرا لال کیوں نہیں لے کر آئے اسے تم اپنے ساتھ رستم بھگوان کے لئے ایشور کے صدقے مجھے میرا بیٹا لا دو میرا کلیجہ کٹ رہا ہے میں سولی پر لٹک رہی ہوں مجھے میرا بیٹا لا دو میرا ڈیوڈ میرا چاند ڈاکٹر ریکھا جذبات کی رو میں بری طرح بہہ رہی تھی اور رستم کا سارا وجود کپکپا رہا تھا وہ دل گرفتہ لہو لہو دل لہو لہو ارمان لئے تماشائے بے بسی کی حالت میں آگے بڑھا اور ریکھا کو اپنے کندھے سے لگا لیا حوصلہ رکھو ریکھا بھگوان بھلی کرے گا۔ پورا دن گزر گیا ہے۔ اب رات ہو رہی ہے نا جانے میرا بیٹا کس حال میں ہو گا اس نے کچھ کھایا بھی ہو گا یا ___ ریکھا کہتے کہتے پھر پھپھک پڑی حوصلہ رکھو ریکھا تم تو خود ایک ڈاکٹر ہو بڑے مضبوط اعصاب کی مالک یہ بھگوان کی کوئی آزمائش ہے ہم پر۔ ہمارے یسوع مسیح بھی تو زمین سے اٹھا لئے گئے تھے وہ پھر لوٹ کر آئیں گے تم بھی مریم کی پیروی کرتے اس امتحان میں پورا اترنے کی کوشش کرو ہاں۔۔۔ رستم نے اسے بہلاتے ہوئے اس کے سارے آنسو پونچھ لئے اور اسے سہارا دیئے کمرے میں لے آیا یہ دونوں نے کچھ نہ کھایا ایلیسا اور نائلہ بھی اپنے بھیا کے لئے روتے ہوئے بھوکی سو گئیں رستم نے عامل کو فون کیا اور اسے بتایا کہ تمہارے عمل کرنے کا پہلا رزلٹ آؤٹ ہو چکا ہے اور میں اپنے بیٹے کی قربانی دے چکا ہوں آپ برائے مہربانی یہ عمل چھوڑ دیں اور ہمیں ہمارے حال پر رہنے دیں۔ مگر کیوں؟ آخر یہ سب کیسے ہوا عامل نے حیرت سے پوچھا میں نے کہا نا کہ آپ تفصیل میں مت جائیں بس اس عمل کو یہیں پہ ہی روک دیں مجھے ان آفتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دو بس اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں کہنا۔ رستم نے کہا اور فوری فون بند کر دیا ریکھا کی اطلاع پر اگلے دن اخبارات میں ڈیوڈ کی پر اسرار گمشدگی کی خبریں چھپ گئیں۔ مگر کہیں سے کوئی اطلاع نہ ملی رستم نے یہ راز اپنے سینے میں دفن کر لیا ڈاکٹر ریکھا نے بیٹے کی گمشدگی کا روگ من کو لگا لیا۔ پچاس ہزار کی بھاری رقم وصول کر کے عامل اسی روز اپنا ٹھکانا چھوڑ کر کہیں اور جا بسا رستم نے اس کی تلاش ہی چھوڑ دی اور فوری بیوی بچوں کو لے کر انگلینڈ جانے کا پروگرام بنا لیا اور ایک ماہ کے عرصے میں کراچی کا مکان چھوڑ کر بیوی بچوں کو لے کر انگلینڈ پرواز کر گیا۔ دوران پرواز رستم نے اپنے اور بچوں کے گلے سے عامل کے دیئے ہوئے تعویذ اتار پھینکے ریکھا نے بس ایسا ہی کیا۔ مگر جیسے ہی وہ لندن ایئرپورٹ پر اترے ریکھا پر غشی کا دورہ پڑ گیا اسے ایمرجنسی طور پر ایئرپورٹ انتظامیہ نے فوری ہسپتال پہنچایا۔ رستم بچوں کو سنبھالے پریشان ہو گیا۔ ہسپتال سے اس نے فون کر کے ڈاکٹر رابرٹ کو اپنے لندن آنے کی اطلاع دی اور ہسپتال کا ایڈریس دیا۔ پون گھنٹے بعد ڈاکٹر رابرٹ ان سے آ ملا۔ رستم نے اسے مختصر طور پر ساری صورت حال سے آگاہ کیا ریکھا کو ہوش میں لانے کی بھرپور کوششیں جاری تھیں رابرٹ بچوں کو اپنے گھر پہنچایا۔ اور رات بھر رستم کا سہارا بن کر اس کے پاس موجود رہا۔ کوئی ایک [illegible] ریکھا نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنکھ کھولی اور ہوش میں آتے ہی چیخنے چلانے لگی بین کرتے ہوئے اپنے بال نوچنے لگی ڈیوٹی پر موجود سبھی ڈاکٹرز ریکھا کے گرد جمع ہو گئے جانے ریکھا میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی کہ وہ کسی کے قابو میں ہی نہ آرہی تھی رستم جان چکا تھا کہ ریکھا آسیب کی گرفت میں ہے اور وہی اس کے وجود میں سرایت کر کے اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہے مگر ڈاکٹرز اس بات سے اتفاق نہیں کر رہے تھے۔ فوری دماغی ڈاکٹر کو بلوایا گیا جس نے ریکھا کا بھرپور معائنہ کر کے بتایا کہ دماغی طور پر مریضہ بالکل نارمل ہے رستم ریکھا کو سنبھالنے کی بھرپور جدوجہد کر رہا تھا مگر ریکھا رستم کا گریبان پکڑ کر بار بار چیخ رہی تھی کیوں لائے ہو مجھے یہاں مجھے فوراً واپس کراچی لے چلو۔ ورنہ میں اپنا گلا گھونٹ لوں گی تم گیوک تو نہیں بول رہے ہو؟ رستم نے سوال کیا کون گیوک میں کوئی گیوک کو نہیں جانتی میں کوئی مذکر نہیں بلکہ مونث بول رہی ہوں اگر تم جان چکے ہو کہ میری حقیقت کیا ہے اور میں کیا چیز بول رہی ہوں تو پھر تمہاری بیوی کی سلامتی اسی چیز میں ہے کہ اسے فوری واپس کراچی پہنچا دو ورنہ تمہیں اس کی لاش لے کر واپس لوٹنا پڑے گا ریکھا کی زبانی غیبی قوت نے رستم کو چیلنج کر دیا مگر تم کون ہو۔ اور میری بیوی نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیا چاہتی ہو تم اس سے اور ہمارے واپس لوٹنے پر کیوں ضد کر رہی رستم نے بے بسی سے کئی سوال کر ڈالے میرا آباؤ اجداد اور میرا ٹھکانا کراچی میں ہے میں ریکھا کے بغیر نہیں رہ سکتی اس لئے اس کے ساتھ یہاں آگئی مگر یہاں رہنا میرے لئے مشکل ہے میں فوری واپس جانا چاہتی ہوں مگر ریکھا کے بغیر نہیں بس تم واپس چلو کیا تم ناگ دیوی تو نہیں ہو؟ رستم نے پوچھا کون ناگ دیوی--- میں کسی ناگ دیوی کو نہیں جانتی بس مجھے ریکھا سے عشق ہے اور اسے میں اپنے سے جدا نہیں کر سکتی کیا ہمارے فوری واپس چلے جانے پر تم اسے چھوڑ دو گی آزاد کر دو گی اسے □ رستم نے چلا کر پوچھا۔ نہیں میں اسے چھوڑ نہیں سکتی البتہ میں اسے اس طرح تنگ نہیں کروں گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے بس تم تکرار نہ کرو فوری واپس جانے کی تیاری کرو ٹھیک ہے مگر اس کے لئے تمہیں ابھی ریکھا کو آزاد کرنا ہوگا۔ رستم نے فوری جواب میں کہا مجھے آپ کی شرط منظور ہے مگر تم نے میری بات نہ مانی تو پھر اسے ایسا دبوچوں گی کہ اس کی گردن گھما کر پچھلی طرف پھیر دوں گی اور اسے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گی جب تک یہ واپسی کا سفر اختیار نہیں کرے گی میں اسے چھوڑ رہی ہوں مگر یوں سمجھنا کہ میں سائے کی طرح اس کے ساتھ ساتھ موجود ہوں اس آفت ناگہاں نے کہا اور ریکھا کے وجود سے اپنا سایہ الگ کر لیا تمام ڈاکٹرز رستم کی اس ہونے والی تکرار کو حیرت سے دیکھ اور سن رہے تھے ریکھا اپنے حواس میں آتے ہی اپنے چار سو کا بغور جائزہ لینے لگی یہ ہم کہاں ہیں رستم۔ گھبراؤ نہیں ریکھا۔ تم بالکل ٹھیک ہو۔ ہم اس وقت ہسپتال میں ہیں شاید اتنے لمبے سفر کی تھکان سے تم ذرا بے ہوش ہو گئی تھیں ریکھا نے حیرت سے پوچھا اس عرصے میں وہاں موجود تمام ڈاکٹرز ریکھا کو نارمل دیکھ کر اس عجیب صورت حال پر ان سے سوالات کرنے لگے ڈاکٹر رستم اور رابرٹ نے انہیں بتایا کہ یہ دونوں میاں بیوی ڈاکٹرز ہیں کراچی میں ایک لیبارٹری جو انسانی اور حیوانی ڈھانچوں سے لدی رہتی ہے وہاں آسیب نے بسیرا کر لیا انہی کی وجہ سے یہ کراچی چھوڑ کر انگلینڈ پہنچے مگر کوئی آسیبی طاقت ان کے ساتھ ہی یہاں پہنچ گئی اور اب وہی ڈاکٹر ریکھا پر قابض ہو کر رستم سے سوال و جواب کر رہی تھی وہ ضد کر رہی تھی کہ تم واپس کراچی لوٹ چلو ورنہ ریکھا کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ رابرٹ بتا رہا تھا کہ ریکھا چیخ اٹھی کہ میں کراچی واپس نہیں جاؤں گی وہاں میرا دم گھٹتا ہے ریلکس ریکھا ریلکس ٹھیک ہو جائے گا سب کچھ رستم نے اسے سہارا دیتے ہوئے کہا اور رات گیارہ بجے کے قریب ڈاکٹر رابرٹ ڈاکٹر رستم کو اپنی لیبارٹری میں لے آیا جہاں وہ ایک دیو ہیکل شارک مچھلی کے ڈھانچے پر انسانی خون سے ریسرچ کرنا چاہتا تھا کہ ایک حیوانی آبی مخلوق کی ہڈیوں پر انسانی خون کے کیا اثرات مرتب کرتا ہے بہت ساری باتوں پر تبادلہ خیال کرنے کے بعد دونوں نے مچھلی کے قد آور ڈھانچے پر چار مختلف گروپوں کے بلڈ کی پالش کی نا جانے رستم کا دل بار بار کیوں دھڑک رہا تھا شاید اس خیال نے اسے نفسیاتی طور پر پریشان کر رکھا تھا۔ کہ اس نے بھی ایک بار انسانی ڈھانچے پر خون کی پالش کی تھی اور پھر وہی خون آلود ڈھانچہ اس کے لئے وبال جان بن گیا تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مچھلی کا پنجر بھی ان کے لئے عذاب بن جائے۔ مگر رابرٹ نے اسے تسلی دی کہ وہ ایک انسانی ڈھانچہ تھا اور قبرستان سے نکالا گیا تھا جس پر آسیبی مخلوق نے قبضہ کر لیا تھا ورنہ بھلا ایک بے جان ڈھانچہ کیسے حرکت کر سکتا تھا اس تسلی کے بعد رستم نے اس کا ساتھ دیا مگر رستم نے رابرٹ کو مجبور کر دیا کہ آج کی رات اس ڈھانچے کو اکیلا نہ چھوڑا جائے رابرٹ نے ایک قہقہہ لگایا بہت ڈرپوک ہو یار لیکن چلو میں آپ کی بات مان لیتا ہوں تب انہوں نے چائے کی تھرمس پاس رکھ لی اور

شطرنج کی بازی چھیڑ دی۔ دونوں گیم بھی کرتے رہے اور ایک دوسرے کو اپنی زندگی کے یادگار دنوں کے واقعات بھی سناتے رہے رات دھیرے دھیرے گزرتی رہی یہاں تک کہ صبح کے آثار نمودار ہونے لگے وہ ناشتہ کرتے ہی نیند پوری کرنے لگے جب کہ ڈاکٹر رابرٹ کی بیوی اپنی مہمان ریکھا اور اس کے بچوں کو گھمانے چلی گئی دوپہر کا کھانا انہوں نے ایک ریستوران سے کھایا چار بجے وہ لندن میوزیم میں تھے جہاں برصغیر کے مختلف ادوار کی نایاب چیزیں موجود تھیں مغلیہ خاندان کے قیمتی نوادرات اور شہنشاہیت کی انمول چیزیں ان کی یاد دلا رہی تھیں۔ ڈاکٹر ریکھا ہر چیز کو بڑے اشتیاق سے دیکھ رہی تھی عجائب خانے کے ایک حصے میں مختلف مورتیاں سجائی گئی تھیں عجیب و غریب جانور پرندوں آبی مخلوقات حشرات اور انسانی مورتیاں دیکھتے ہوئے انسان تصوراتی طور پر اپنے اردگرد سے بیگانہ ہو جاتا تھا ملکہ کی ایک مورتی جو بڑی قد آور تھی اسے تاج پہنایا گیا تھا جس پر موتی جگمگا رہے تھے اور وہ اپنی بے مثال خوبصورتی کی وجہ سے سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی مورتی نے ہاتھ میں تلوار سونت رکھی تھی اور اسے کچھ دیر متواتر دیکھتے رہنے سے لگتا تھا کہ یہ ایک جیتی جاگتی مورتی ہے اور باقاعدہ جنگ لڑ رہی تھی۔ مورتی کے نیچے رضیہ سلطانہ کا نام تختی پر سجایا گیا تھا ڈاکٹر ریکھا اس مورتی میں کھو گئی اس کی بیٹیاں اینیسا اور نائیلہ ڈاکٹر رابرٹ کے بچوں کے ساتھ دوسری مورتیوں کو دیکھ رہے تھے ڈاکٹر ریکھا رضیہ سلطانہ کی مورتی میں اتنی کھوئی کہ اسے اپنے آس پاس کی بھی خبر نہ رہی شیشے کے اندر سجی ہوئی اس مورتی نے جیسے حرکت شروع کر دی تلوار فضا میں لہرائی اور ریکھا کے کندھے کو چبھا دی ریکھا زور سے چیخی اور دھڑام سے نیچے گر پڑی۔ مسز رابرٹ نے دوڑ کر اسے سنبھالا اور لوگ بھی بھاگ کر ان تک پہنچے ریکھا پر نیم بے ہوشی کی سی حالت طاری ہو گئی وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے بار بار مورتی کو دیکھتی یہ زندہ ہے ہاں یہ زندہ ہے اسے قید کیا گیا ہے یہ آزاد ہونا چاہتی ہے اس میں جان ہے وہ انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے چلا رہی تھی۔ کیا اول فول بک رہی ہو ڈاکٹر ریکھا۔ وہ ایک بے جان مورتی ہے دیکھو تو وہ شیشے کے پار کھڑی مورتی ایک موم کا پتلا ہے تم ایسے ہی ڈر رہی ہو مسز رابرٹ اسے احساس دلا رہی تھی نہیں وہ دیکھو۔ وہ آنکھیں جھپک رہی ہے۔ وہ سانسیں لے رہی ہے وہ باہر آنا چاہتی ہے وہ______ وہ مجھے مارنا چاہتی ہے وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ اس ملک سے نکال چلو اف بھگوان مورتی نہیں ہو سکتی۔ ریکھا بدستور بلبلائے جا رہی تھی مسز رابرٹ نے اسے سہارا دیا بچے بھی اسے یقین دلا رہے تھے کہ وہ ایک بے جان مورتی ہے مگر ریکھا کی حالت غیر ہو رہی تھی بمشکل اسے گاڑی تک لایا گیا گھر پہنچے تو شام ہو رہی تھی ڈاکٹر رستم اور رابرٹ بے چینی سے ان کا انتظار کر رہے تھے ریکھا کی حالت دیکھ کر وہ اور پریشان ہو گئے تبھی اسے سنبھالا دے رہے تھے مختلف حیلے بہانوں سے اسے نارمل کر رہے تھے مگر ریکھا کی سانسیں بدستور اکھڑی ہوئی تھیں بعض وقت وہ چیخنے چلانے اور اپنے بال نوچنے لگ جاتی یا پھر بالکل خاموش سکتے کی حالت میں آجاتی ڈاکٹر رستم سمجھ چکا تھا کہ وہ غیبی قوت کے قبضے میں ہے کیوں پریشان کر رہی ہو اسے میں نے کہا تا کہ ہم چند دنوں میں ہی واپس چلے جائیں گے پھر کیوں تنگ کر رہی ہو ہمیں رستم جیسے دوبدو کسی سے مخاطب تھا۔ تم جھوٹ بولتے ہو تم واپس نہیں جانا چاہتے یہ ضد کر رہی ہے کہ میں واپس نہیں جاؤں گی کوشش اسے یہاں نہیں رہنے دوں گی بھی نہیں اگر تم کل تک واپس نہ گئے تو تمہاری سب کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ میں کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گی کسی کو بھی نہیں کسی کو بھی نہیں۔ ریکھا پورے جوش سے بول رہی تھی اور رستم نہایت لاچاری بے بسی سے سر تھام کر رہ گیا تھا تب اس نے دلی طور پر فیصلہ کر لیا۔ کہ جلد سے جلد واپس لوٹ جانے میں ہی بہتری ہے اس نے ڈاکٹر رابرٹ سے صاف کہہ دیا کہ میں زیادہ دیر یہاں نہیں رہ سکتا ہم فوری واپس جانا چاہتے ہیں کمال کرتے ہو یار تمہاری بیوی کو ہسٹیریا ہو گیا ہے ہم کسی سپیشلسٹ سے رابطہ کرتے ہیں ریکھا ٹھیک ہو جائے گی یہ کوئی آسیبی بیماری نہیں۔ نفسیاتی بیماری ہے اور مجھے ڈر ہے کہ یہ بیماری تمہیں بھی ہسٹیریا سے دوچار نہ کر دے کیونکہ تم اپنی بیوی کی بیماری سے بہت اثر لے رہے ہو پلیز خود کو سنبھالو ٹھیک ہو جائے گا سب کچھ ڈاکٹر رابرٹ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا مگر رستم کی چھٹی حس بار بار اسے کسی دردناک حادثے کی پیشگی اطلاع دے رہی تھی رات وہ رابرٹ کے ساتھ لیبارٹری میں بھی نہ گیا بلکہ ریکھا کے پاس رہا۔ جبکہ رابرٹ اکیلا ہی لیبارٹری میں چلا گیا ریکھا کی حالت جوں کی توں رہی صبح اسے ہسٹیریا سپیشلسٹ کے پاس لے جایا گیا اور جب وہاں اس کی ٹیسٹ رپورٹیں لی جا رہی تھیں ریکھا کی طبیعت اور بگڑ گئی وہ اول فول بکنے کے ساتھ ساتھ بستر پر ماہی بے آب کی طرح اچھل اچھل رہی تھی تب ڈاکٹر نے اسے بمشکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رابرٹ اور رستم کی گرفت میں دے کر انجکشن لگایا جو اسے غنودگی میں لانے کے لئے تھا جس سے ذرا سی دیر بعد وہ نڈھال ہو کر رہ گئی۔ مکمل ٹیسٹ رپورٹوں کے بعد انہیں بتایا گیا کہ مریضہ ہسٹیریا کی زد میں ہے مگر چند دن کے علاج سے بہتر ہو سکتی ہے لہٰذا اسے ایک ہفتہ کے لئے میری زیر نگرانی رکھا جائے۔ رستم اب بھی انکاری تھا مگر رابرٹ نے ڈاکٹر کی ہاں میں ہاں ملا کر مریضہ کو ایڈمٹ کروا دیا اسے ڈرپ لگا دی گئی رستم اس کے پاس رہا۔ جبکہ رابرٹ رات واپس گھر لوٹ آیا ریکھا کی بچیاں اپنے ممی ڈیڈی کو ان کے ساتھ نہ دیکھ کر پریشان ہو گئیں ہماری ماما کیوں نہیں آئیں؟ وہ کیسی ہیں؟ وہ کب آئیں گی؟ بتاؤ وہ ڈاکٹر کے زیر نگرانی ہیں چند دن وہاں رہیں گی۔ پھر بالکل ٹھیک ہو کر گھر آ جائیں گی۔ میں کل وہاں تمہیں ہسپتال لے جاؤں گا رابرٹ نے انہیں پیار دیتے ہوئے کہا۔ اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور جب وہ سو گئیں تو رابرٹ اپنی لیبارٹری پہنچا۔ آج تین راتوں کے بعد اس نے شارک مچھلی کے ڈھانچے کا تجزیہ کرنا تھا وہ یہ کام ڈاکٹر رستم کے ساتھ مل کر کرنا چاہتا تھا مگر ریکھا کی بیماری اس کے آڑے آ گئی لہٰذا اس نے اکیلے ہی تجزیہ رپورٹ لینے کا فیصلہ کیا مگر جیسے ہی اس نے گیارہ بجے شب اپنی لیبارٹری کا دروازہ کھولا تو حیرت سے اچھل پڑا۔ مچھلی کے ڈھانچے کے برابر کی اسٹریچر پر اس نے ڈھانچہ رکھا تھا۔ جہاں اس نے رستم کے ساتھ ڈھانچے کی ہڈیوں پر خون کی پالش کی تھی اور پچھلی تین راتوں سے یہ ڈھانچہ جوں کا توں اسٹریچر ہی پڑا تھا مگر اب شارک کا ڈھانچہ اسٹریچر سے نیچے فرش پر پڑا تھا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے ڈھانچہ نیچے فرش پر کس نے ڈالا وہ اپنے آپ سے بڑبڑایا کمرے کی بتیاں روشن تھیں حیرت میں ڈوبے ہوئے ڈاکٹر رابرٹ نے جیسے ہی اندر قدم بڑھایا شارک کے ڈھانچے میں لرزش پیدا ہوئی اور ڈھانچے نے سر اٹھاتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے جبڑے کھولنے شروع کر دیئے رابرٹ کے وجود پر بجلی سی کوندی اور خون سے ایک سنسنی اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کر گئی وہ اچھل کر پلٹا اور دروازے کی چوکھٹ تھام کر پیچھے جھانکا شارک کا پورا ڈھانچہ فرش سے کوئی دو فٹ اوپر اچھلا اور اپنا رخ دروازے کی طرف موڑ لیا۔ ڈاکٹر رابرٹ حواس باختہ ہو کر برآمدہ پھلانگتا ہوا بھاگ پڑا دوسرے ملازم گھر جا چکے تھے رابرٹ بھاگتا ہوا دو دو زینے عبور کرتا اوپر دوسری منزل پر پہنچا۔ اس کی بیوی اور بچے گہری نیند سو گئے تھے اس نے بدحواسی میں سیف کھول کر ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر کوئی چابی بھی دراز کھولنے کو تیار نہ ہو رہی تھی وہ بار بار کمرے کے کھلے دروازے کی طرف جھانکتا تیسری اور پھر چوتھی چابی سے جا کر دراز کھلی اس نے ریوالور اٹھایا۔ مگر ابھی اسے لوڈ کرنے کے لئے دراز سے گولیاں اٹھا رہا تھا کہ باہر سے آنے والی دھپ دھپ کی آواز نے اسے چونکا دیا آواز ایسی تھی جیسے کوئی کودتا ہوا زینے عبور کر رہا ہے اور یہی آواز نے ہی اس کی بیوی کو جھنجھوڑ کر جگا دیا یہ باہر کیسی آوازیں ہیں رابرٹ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ خیریت تو ہے نا۔ وہ گھبرائی ہوئی بولی ماریہ تم جلدی سے دروازہ بند کر دو رابرٹ چیخا ماریہ اچھل کر بیڈ سے کودی اور جیسے ہی دروازے میں پہنچی جھانک کر باہر دیکھا شارک کا خون آلود ڈھانچہ جبڑے کھولے برآمدے میں داخل ہو چکا تھا لو ماریہ خوف سے چیخی۔ اور واپس پلٹتے ہوئے دھم سے نیچے گری اور بے ہوش ہو گئی رابرٹ اس قدر بوکھلا گیا تھا کہ وہ اپنے ریوالور میں ایک گولی بھی لوڈ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے اور وہ اس اچانک غیر متوقع صورت حال سے پوری طرح بدحواس ہو گیا تھا ماریہ کے دروازے میں گرتے ہی وہ چونک کر اٹھا پھر اس کی چیخ نکل گئی کیونکہ شارک کے ڈھانچے نے ماریہ کی ایک ٹانگ اپنے جبڑے میں لے کر باہر کھینچنا شروع کر دیا تھا رابرٹ کی چیخ پر بچے جاگ گئے اور خمار آلود آنکھوں سے یہ عجیب و غریب منظر دیکھنے لگے۔ رابرٹ ریوالور چھوڑ کر لڑکھڑانے کے انداز میں دروازے کی طرف لپکا شارک کا پراسرار ڈھانچہ ماریہ کو آدھے سے زیادہ دروازے سے باہر کھینچ چکا تھا اس نے لپک کر ماریہ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈالے اور اپنی طرف کھینچنے لگا۔ اس کی سانسیں پھول گئیں اور پینتالیس سالہ رابرٹ ہانپتے ہوئے پوری قوت سے ماریہ کو ڈھانچے کے چنگل سے چھڑانے کی بھرپور کوشش کرنے لگا اچانک ڈھانچے نے ماریہ کی ٹانگ چھوڑی اور اچھل کر رابرٹ کا کاندھا اپنے مضبوط جبڑے میں دبوچ لیا اس کا یہ حملہ اتنا غیر متوقع اور اچانک تھا کہ رابرٹ کو سنبھلنے کا کچھ موقع بھی نہ ملا اور اس کے کندھے پر جبڑے کی گرفت اتنی سخت تھی کہ درد سے وہ بلبلا اٹھا ڈھانچے نے رابرٹ کو جھٹکا دے کر ماریہ پر گرا لیا اور باہر کھینچنے لگا چاروں بچے اپنے خوف سے چیخیں مارنے لگے رابرٹ نے اوپر اٹھنے کی کوشش کی تو ڈھانچے نے اسے یوں باہر کھینچ لیا جیسے مکھن سے بال کھینچا جاتا ہے وہ اچھل کر سسکی لیتے ہوئے برآمدے میں آ گرا۔ اور شارک نے اس کا کاندھا چھوڑ کر اسے اپنے نیچے دبا لیا اس کی سخت ہڈیاں رابرٹ کے پورے بدن میں پیوست ہونے لگیں وہ پوری قوت

سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کی کوشش کر رہا تھا مگر لگتا تھا جیسے شارک کا ڈھانچہ منوں بھاری ہو گیا تھا ماریہ بدستور چوکھٹ میں اوندھے منہ بے ہوش پڑی تھی اور اس کی پنڈلی سے خون رسنے لگا تھا رابرٹ کا کاندھا بھی خون سے سرخ ہوتا جا رہا تھا اور اب ڈھانچہ اسے اپنے بھرپور دباؤ میں لے کر مسلنے کی کوشش کر رہا تھا بچے ایک ہی بستر میں دبکے سسکیاں بھر رہے تھے رابرٹ نے ڈھانچے کی دو ہڈیاں سختی سے مٹھیوں میں دبوچ رکھی تھیں اور انہیں توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور پھر ایک ہاتھ میں دبوچی ہوئی ہڈی اپنے جوڑ سے ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی مگر اس عرصے میں کئی رگڑیں کھانے کے بعد اس کی ناک سے بہتا خون اس کے ہونٹوں پر تھکیلی بکھیر گیا۔ رابرٹ نے کراہتے ہوئے بے بسی سے اپنا وجود ڈھیلا چھوڑ دیا اسی لمحے اس پر سے ڈھانچے کا وزنی بوجھ کم ہو گیا اب اس نے ڈھانچے کو پرے دھکیلا جو کسی بے جان چیز کی طرح ایک طرف لڑھک گیا وہ ہانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہو گیا آستین سے ہونٹ پونچھے اسی لمحے ماریہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور چیخنے لگی اپنی ضد کا نتیجہ دیکھ لیا تم نے تم نے رستم کو مجبور کیا کہ وہ ریکھا کو ہسپتال لے جائے جہاں اس کے بدن میں سوئیاں چبھوئی گئیں اسے اذیت دی گئی تم لاکھ کوشش کر لو مگر یہاں ٹھیک نہیں ہو سکتی اسے اپنے ملک جانے دو اگر اب بھی تم نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو پھر تمہارے اسی مچھلی کے ڈھانچے کے ہاتھوں تمہیں اور تمہارے بچوں کو اذیت ناک موت مار دیا جائے گا۔ یہ تمہیں وارننگ دی پھر اور موقع نہیں دیا جائے گا تمہیں۔ ماریہ کی زبانی ریکھا پر قابض بھی قوت نے رابرٹ کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اور ماریہ کو آزاد کر دیا جس کا وجود ایک بار پھر نیچے گر گیا تھا رابرٹ کے سارے بدن میں ٹیسیں ابھر رہی تھیں انگ انگ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا وہ ماریہ کی طرف بڑھا اور اپنی ساری تکلیف بھول کر اسے بانہوں میں بھر اس کا زخمی کاندھا کافی درد کر رہا تھا بچے خاموش ہو گئے تھے مگر چہروں پر کمبل ڈالے سسکاریاں لے رہے تھے رستم نے بمشکل ماریہ کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالا اس کے ہاتھ پاؤں دبائے۔ تب ماریہ نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں ماریہ ری کس یہ سب کیا تھا رابرٹ۔ ماریہ نے پوچھا وہ ابھی تک خوفزدہ دکھائی دے رہی تھی کچھ نہیں ہوا ماریہ تم مچھلی کا ڈھانچہ دیکھ کر ڈر گئی تھیں جو میری لیبارٹری میں تم پہلے ہی دیکھ چکی ہو۔ مم ——— مگر وہ اوپر کیسے چلا آیا اور وہ حرکت کیسے کر رہا تھا جبکہ وہ تو ایک بے جان ڈھانچہ تھا ماریہ پوچھ رہی تھی وہ سب تمہارا وہم تھا جس طرح ریکھا کو میوزیم میں رکھی مورتی حرکت کرتی دکھائی دے رہی تھی اسی طرح تمہیں بھی مچھلی کا ڈھانچہ حرکت میں دکھائی دیا۔ اور تم بے ہوش ہو گئی تم اپنے آپ کو نارمل کرو۔ رابرٹ نے اسے بہلانا چاہا۔ مگر ——— مگر یہ میری پنڈلی کیوں درد کر رہی ہے اور تمہارے کندھے پر یہ خون کیسا ہے یہ گرنے سے چوٹ آئی ہے میں ابھی پٹی کر دیتا ہوں رابرٹ نے اپنا میڈیکل بکس نکالا ماریہ کے پاؤں پر آنے والی خراشوں پر مرہم پٹی کی اپنے کاندھے پر مرہم لگایا ڈریس بدلا اور بیڈ پر لیٹ کر سستانے لگا صبح منہ اندھیرے ہی اٹھ کر برآمدے میں پڑے ڈھانچے کا معائنہ کیا جو جوں کا توں پڑا تھا پھر اس نے کلو وزنی ڈھانچے کو لیبارٹری میں پہنچایا غسل کیا ماریہ اور بچوں کے ساتھ ناشتہ کیا اور ہاسپٹل جا پہنچا رستم نے بتایا کہ ریکھا کی حالت قدرے نارمل ہے مگر غنودگی کا زور نہیں ٹوٹا پھر جب رابرٹ نے اسے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کی تفصیل بتائی تو رستم چونک اٹھا میں نا کہتا تھا کہ یہ آسیبی چیزیں اپنا ایک وجود رکھتی ہیں اور ان سے ٹکرانا خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔ ریکھا کو ہسٹیریا کی بیماری ہرگز نہیں تھی اور اسے واپس بھیجے جانا ہی بہتر ہے مگر تم نے میری بات نہ مانی اب تو تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میری بات میں کتنی سچائی تھی ہاں رستم تم ٹھیک کہتے تھے اب میں بھی تمہیں یہاں مزید رہنے پر مجبور نہیں کروں گا تم ریکھا کو لے کر فوری واپس چلے جاؤ ممکن ہے ریکھا وہاں جاتے ہی ٹھیک ہو جائے۔ رابرٹ نے ہار مانتے ہوئے کہا ریکھا کو واپس جانے کے لئے بمشکل راضی کیا گیا اور اسی روز واپسی کا ٹکٹ حاصل کر لیا گیا۔ تیسرے دن بعد ان کی فلائٹ تھی ہاسپٹل سے اسی روز ریکھا کو ڈسچارج کروا دیا گیا اسی رات رابرٹ اور رستم لیبارٹری میں پہنچے ڈھانچے کے تجزیے کا عمل شروع کیا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا ٹکڑا پیس کر اس میں مختلف کیمیکل ملائے گئے اور انہیں ایک گھنٹے کے لئے رکھ دیا گیا وہ دونوں آسیب پر باتیں کرنے لگے رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا کہ اسٹریچر پر ڈھانچے میں حرکت پیدا ہوئی اسٹریچر کے چرچرانے کی آواز ابھری تو رستم اور رابرٹ چونک کر ادھر متوجہ ہوئے شارک کے ڈھانچے نے اپنا بڑا سا جبڑا کھولا اور اسٹریچر سے اچھل پڑا رابرٹ کی چیخ نکل گئی مگر رستم ———؟ (جاری ہے)

ریاض حسین شاہد سلطان مارکیٹ قبولہ شریف (ساہیوال)

♠ ♠ ♠

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی بھوت

تحریر: اقراء۔ لاہور

وہ حسینہ چلتی ہوئی میرے قریب ہوئی اور بولی تمہارے گلے میں یہ جو تعویذ ہے اس کو اتار دو تعویذ کا نام سن کر میں نے ایک پرسکون سانس لی اور سوچا کہ اس تعویذ کی وجہ سے میں بچ رہا ہوں یہ تعویذ کوئی عام تعویذ نہ تھا بلکہ مجھے میرے ابا نے دیا ہوا تھا انہوں نے کہا تھا کہ یہ تعویذ تمہاری حفاظت کرے گا ایک اور سوچ میرے دماغ میں آئی میں نے سوچا کہ اس تعویذ کو اتار کر اس پر پھینکتا ہوں اور یہ جل کر مر جائے گی بس میں نے ایسا ہی کیا اس کے کہتے ہی میں نے گلے سے تعویذ اتارنا شروع کر دیا میرے اس عمل سے وہ بہت خوش ہونے لگی لیکن وہ میری چال کو جان نہ سکی تھی میں نے تعویذ اتارتے ہی اس کے چہرے پر پھینکا میرا ایسے کرنے کی دیر تھی کہ اس نے ایک بھیانک چیخ ماری میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر وہ تعویذ دوبارہ پکڑ لیا اور اسے گلے میں پہن لیا اور اس لڑکی کو دیکھنے لگا جو زمین پر گری ہوئی چہرے پر اپنے ہاتھ رکھے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی وہ بری طرح تڑپ رہی تھی چہرہ اس نے اپنے ہاتھوں میں چھپایا ہوا تھا اور پھر جب اس نے اپنے ہاتھ چہرے سے ہٹائے تو اس کا چہرہ جلا ہوا تھا اور چہرے کا گوشت لٹک رہا تھا... جتنی وہ خوبصورت تھی وہ اتنی ہی بدصورت ہو گئی تھی یہ منظر دیکھ کر مجھے بہت حوصلہ ہوا تھا میں نے وہ تعویذ ایک مرتبہ پھر ہاتھ میں پکڑ لیا اور بوڑھے کی طرف بڑھنے لگا مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر اس نے کچھ پڑھا اور ساتھ ہی دھواں بنتے ہوئے اس بوڑھے درخت میں سما گیا یہ دیکھ کر میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی میں نے پیچھے مڑ کر اس لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ بھی دھواں بنتی جا رہی تھی اور پھر وہ بھی اسی درخت پر سما گئی مجھے اب ان سے کوئی بھی خوف نہ آ رہا تھا بلکہ وہ مجھ سے خوفزدہ تھے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی

آج پھر میں نے اس کو محسوس کیا تھا وہ ہر روز کی طرح آج بھی میرے ساتھ موجود تھا اس کے چلتے قدموں کی آہٹیں مجھے واضح طور پر سنائی دے رہی تھیں یہ میرا کوئی وہم نہ تھا اور نہ ہی اب میں نے اس کو اپنا وہم سمجھنا تھا کیونکہ وہم ایک دو دن کے لیے ہوتا ہے ہر روز کے لیے نہیں ہوتا ہے اور آج تو تقریباً ایک ہفتہ ہو گیا تھا کہ وہ میرے ساتھ ساتھ موجود تھا اور میں باقاعدہ طور پر اس کی آہٹوں کو سن رہا تھا لیکن یہ کون تھا کس کا سایہ تھا میرے تعاقب میں یہ ہر وقت کیوں رہتا تھا میں یہی سوچے جا رہا تھا لیکن کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا سمجھ آج بھی کیسے میں کسی ایسی جگہ بھی نہ گیا تھا جہاں کوئی جن بھوت ہوتے جہاں میں خود پر شک کر سکتا کہ مجھے یہ سایہ وہاں دکھائی دیا تھا میں سوچوں کی گہرائی میں اترتا چلا گیا لیکن دماغ کھپانے کے باوجود بھی کچھ بھی حل تلاش نہ کر سکا۔ یہ رات کا وقت نہ تھا دن کا وقت تھا اور دفتر سے چھٹی تھی اور میں اپنے گھر میں بیڈ پر لیٹا ہوا اس سایہ کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کو میں نے ابھی ابھی اپنے کمرے میں محسوس کیا تھا شدید گرمی کا موسم تھا اور تیز دوپہر تھی پنکھے کی ہوا بھی دل کو سکون نہ دے رہی تھی یہی سوچ رہا تھا کہ ابھی نواز اور شاہد آ جائیں اور میں ان کے ساتھ نہر پر چلا جاؤں۔ یہ ہمارے گاؤں کی نہر تھی ہمارا گاؤں نہر کے کنارے واقع تھا عصر کے بعد لوگوں کا ہجوم نہر کنارے جمع ہو جاتا تھا اور پھر شام تک انجوائے ہوتا رہتا تھا کوئی نہاتا تھا تو کوئی نہر کے کنارے بیٹھ کر تاش کھیلتا تھا ہم کو نہانے کا بہت شوق تھا۔

ہم تینوں گاؤں میں مشہور تھے کہ ہم سے بہتر کوئی بھی تیرنا نہ جانتا تھا ہم ڈبکی لگاتے تو آدھی سے زیادہ نہر عبور کر جاتے تھے ہماری نہر کے کچھ دور ہی نہر کا پل تھا جہاں سے ٹریفک گزرا کرتی تھی لیکن یہ ٹریفک بڑی نہ ہوتی تھی موٹر سائیکل یا پھر سائیکل اور کبھی کبھی کوئی کار وغیرہ گزر جاتی تھی اور ٹریکٹر ٹرالی تو وہاں سے گزرتے ہی رہتے تھے نہر کا پانی بہت ہی تیز تھا اس پانی کی آواز میں ایک قدرتی خوف بھی تھا کہ بچے اس کے پانی کا شور سن کر ہی کنارے تک نہ آتے تھے اور دوسرا ان کے دلوں میں بہت زیادہ خوف بھر دیا گیا تھا بلکہ ان بچوں نے خود بھی دیکھا ہوا تھا کہ اس نہر میں اکثر مردوں نوجوانوں عورتوں اور لڑکیوں کی لاشیں ہم باہر نکالا کرتے تھے نہر کا تیز پانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نجانے ان ڈوبنے والوں کو کہاں کہاں سے لا کر ہمارے سامنے کھڑا کر دیتا تھا ہمارے پل کے ساتھ بڑے بڑے جال لگے ہوئے تھے جو کہ ہم نے نہیں لگائے تھے بلکہ یہ شہر والوں کی طرف سے لگے ہوئے تھے اور ہو سکتا تھا کہ حکومت کی طرف سے لگائے گئے ہوں ان جالوں میں نہ صرف مچھلی پھنسی ہوتی تھیں بلکہ لاشیں بھی اکثر ملتی تھیں اور جہاں تک مجھے یاد ہے ان لاشوں کو ہم تینوں ہی نکالتے تھے جنہیں ہم نکال کر کنارے پر رکھتے اور پھر پولیس کی گاڑی آ کر ان کو لے جاتی تھی اور ہم کو حوصلہ دیتی تھی کہ ہم ان کی مدد کرتے ہیں جن لاشوں کی ان کو تلاش ہوتی ہے وہ مل جاتی ہیں۔ پہلے پہل تو ہم نے جب پہلی لاش کو نکالا تھا تو ڈر کے مارے ہم لوگ رات بھر سو نہ سکے تھے کیونکہ اس کی حالت ہی ایسی تھی اس کا جسم پانی بھر جانے کی وجہ سے پھول پکا تھا اور اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں ہونٹ پھول کر بڑے بڑے ہو گئے تھے اور چہرہ بھی ایسے تھا جیسے کسی انسان کا چہرہ نہ ہو بلکہ کوئی بہت خوفناک بلا ہو لیکن اس کے بعد ہم لوگ عادی ہو گئے تھے اس کی وجہ بزرگوں کی باتیں تھیں کہ کچھ مردوں سے ڈر کیسا جن کے جسموں میں روح تک نہیں ہوتی ہے انہوں نے بھلا کیا کر لینا ہوتا ہے۔

بزرگوں کی ان باتوں کی وجہ سے ہم نے اپنے ڈر کو ختم کر دیا تھا اور پھر جتنی بھی ہم لاشیں نکالتے تھے ہم کو پہلے ہی کہہ دیا جاتا تھا کہ یہ بھی پھولی ہوئی لاش ہو گی اس کی بھی آنکھیں کھلی ہوں گی اس کے ہونٹ بھی بہت موٹے موٹے ہو چکے ہوں گے اس سے ڈرنا نہیں ہے اور ہم واقعی اس سے نہ ڈرتے تھے یہ لاشیں کہاں سے آتی تھیں ہم جان نہ سکے تھے لیکن اس بات کو دل میں بھی نہ رکھنا چاہتے تھے سو ہم نے پوچھ ہی لیا تو پتہ چلا کہ ان میں اکثر لاشیں ایسی ہوتی ہیں جن کو دشمنی کی بنا پر قتل کر کے نہر میں پھینک دیا جاتا ہے اور کچھ لاشیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنی موت خود مرتے ہیں یعنی دنیا سے تنگ آ کر خودکشی کر لیتے ہیں ان کی باتیں ٹھیک تھیں ایسا ہی ہوتا تھا کیونکہ کئی لاشیں جو ہم جال سے کھینچ کر باہر نکالتے تھے ان کے جسموں پر گولیوں چھریوں وغیرہ کے نشان ہوتے تھے اور کچھ لاشیں بالکل صاف ہوتی تھیں اس کا مطلب یہ تھا کہ ان لوگوں نے خودکشی کی ہو گی تقریباً ایک ہفتہ قبل ہم نے جو لاش نکالی تھی وہ کسی نوجوان لڑکی کی تھی اس کے سر کے بال کٹے ہوئے تھے اور کپڑے بھی یوں تھے جیسے وہ کوئی بڑے گھر کی ہو۔

اس کی لاش بھی پھول چکی تھی لیکن اس کی آنکھیں نہ کھلی تھیں آنکھیں بند تھیں اور پھولا ہوا چہرہ بھی بہت حسین دکھائی دے رہا تھا میں اس لاش کی خوبصورتی میں کھو سا گیا تھا اور سوچتا تھا کہ اس نے کس وجہ سے اپنی زندگی کو ختم کیا ہے اس کو کیا دکھ تھا پولیس کی گاڑی اس کی لاش لے گئی تھی لیکن میں اس کا خوبصورت چہرہ بھول نہ سکا تھا اور یہ نہر سے نکالنے والی ہماری آخری لاش تھی اس کے بعد کوئی بھی لاش ابھی ہم کو دکھائی نہ دی تھی یہ لاش ہم نے دوپہر کے وقت نکالی تھی۔ لیکن اتنے دن بیت جانے کے باوجود بھی میں اس حسینہ کا چہرہ بھول نہ سکا تھا وہ میری نظروں کے سامنے تھی بالکل ایسے لگ رہی تھی جیسے سوئی ہوئی ہو اس کا جسم پھول کر بدنما نہ ہوا تھا بلکہ خوبصورت ہو گیا تھا۔

اف وہ کیوں مر گئی تھی اس کو کیا دکھ تھا جو اس نے اپنی حسین نوجوانی کو نہر کے تیز پانیوں کے سپرد کر دیا تھا میں اس کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ میرے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی دستک دینے کا انداز میں جان گیا تھا وہ شاہد تھا میں تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور جا کر دروازہ کھول دیا میرا اندازہ غلط نہ تھا باہر وہی کھڑا تھا اسے دیکھ کر میں مسکرا دیا اور کہا آؤ یار۔ وہ بولا اتنی دیر بہت گرمی ہو رہی تھی گھر کے اندر لیٹا یوں لگ رہا تھا جیسے پنکھا ہوا نہیں دے رہا ہے آگ برسا رہا ہے سوچا تیرے پاس چلتا ہوں اور نہر کے کنارے جا کر کسی درخت کے سایہ میں جا بیٹھتے ہیں میں نے کہا ہاں یار تم ٹھیک وقت پر آئے ہو میں بھی یہی چاہتا تھا کہ اندر کمرے میں لیٹنے سے بہتر ہے کہ نہر پر جا کر بیٹھا جائے چلو نواز کو بھی جا کر بلا لیتے ہیں وہ بولا میں اس کی طرف سے بھی ہو کر آیا ہوں وہ بھی آنے والا ہے لو دیکھو وہ بھی آ گیا ہے اس نے گلی کی طرف اشارہ کیا جس کی نکڑ سے نواز ہمیں دکھائی دیا وہ بھی پسینہ سے بھیگا ہوا تھا ہمارے پاس آتے ہی بولا تم ابھی تک یہیں ہو میں تو سمجھا تھا کہ تم دونوں اب تک نہر کے کنارے جا بیٹھے ہوں گے میں نے کہا یار تیرا ہی انتظار کر رہے تھے اب تم آ گئے ہو تو پھر یہاں رکنا کیا چلو چلیں اتنا کہہ کر میں نے دروازہ بند کیا اور ہم تینوں نہر کی طرف چل دیے لیکن وہاں کا منظر دیکھ کر ہم لوگ حیران رہ گئے وہاں نہ صرف مردوں کا رش تھا بلکہ ایک طرف گاؤں کی عورتیں بھی کنارے پر درخت کی چھاؤں میں بیٹھی ہوئی تھیں اس کا مطلب یہ تھا کہ آج گرمی حد سے زیادہ تھی کہ گاؤں والوں کو یہاں لا بٹھایا تھا۔

نواز بولا یار لگتا تو ایسے ہی ہے کہ نہر میں کوئی لاش بہتی ہوئی

آئی ہے وہی منظر ہے جیسے پہلی لاشوں کا ہوتا تھا کہ گاؤں کی عورتیں بھی کنارے پر لاش کو دیکھنے کے لیے آ جاتی تھیں نہیں یار ایسا نہیں ہے اگر کوئی لاش ہوتی تو سب کی نظریں پانی کی طرف ہوتیں اور سب سے بڑھ کر بات یہ ہوتی کہ ہم کو گھروں سے بلا لیا جاتا کیونکہ ہم تینوں ہی جان ہتھیلی پر لاشوں کو باہر نکالتے ہیں آج یہ سب لوگ گرمی سے بچنے کے لیے نہر پر آئے ہیں شاہد کی بات کی میں نے بھی تائید کی کیونکہ ایسا ہی تھا جیسا اس نے کہا تھا ہمارے جانے سے بھی سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مست رہے جو لوگ تاش کھیل رہے تھے ان کے گرد مردوں لڑکوں کا رش تھا ہم بھی وہاں کھڑے ہو گئے وہ گھیرا چھاؤں والا درخت تھا جو ٹھنڈی ہوا دے رہا تھا ٹھنڈی ہوا نہر کی وجہ سے تھی چند لمحے ہم گیم دیکھتے رہے پھر ایک طرف جا کر درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گئے اور اپنا رخ ہم نے نہر کی طرف کر لیا اور باتیں کرنے لگے نہر کے کنارے کافی اونچے تھے اس لیے کوئی بھی نیچے اتر کر پانی میں اپنے پاؤں نہ رکھ سکتا تھا سانپ بچھو وغیرہ کا بھی خطرہ ہوتا تھا کنارے پر ہر طرف جھاڑیاں لگی ہوئی تھیں صرف ایک ہی راستہ تھا جہاں سے ہم لوگ نیچے اتر کر پانی میں چھلانگیں لگاتے تھے۔

جن لوگوں نے نہانا ہوتا تھا اس جگہ اتر جاتا تھا وہاں گاؤں والوں نے ایک سنگل بھی باندھ رکھا تھا جس کو پکڑ کر وہ لوگ نہاتے تھے جن کو تیرنا نہ آتا تھا عورتیں صرف دیکھا کرتی تھیں وہ نہانے سے بہت ڈرتی تھیں پانی چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ہو بس نہر کنارے وہ سیر کے لیے آتی ضرور تھیں شام کے وقت تو نہر کنارے بہت زیادہ نظارہ ہوتا تھا ہم نہر کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ یکدم مجھے اس لڑکی کا خیال آیا تو میں نے کہا نواز یار میں ابھی اس لڑکی کو نہیں بھولا ہوں جس کی ہم نے ہفتہ پہلے لاش نکالی تھی میری بات سن کر وہ بولا ہاں یار تو نے درست کہا ہے کیونکہ میں بھی نہیں بھول سکا ہوں وہ مرنے کے باوجود بھی بہت ہی زیادہ حسین دکھائی دے رہی تھی جی چاہتا تھا کہ بس اس کو دیکھتا رہوں اس کی بات سن کر شاہد کھل کھلا کر ہنس دیا اس کو یوں ہنستا ہوا دیکھ کر ہم دونوں ہی چونک سے گئے اور حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے وہ مسلسل ہنسے جا رہا تھا جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو کیا بات ہے کیوں خواہ مخواہ پورا منہ کھولے ہنستے جا رہے ہو نواز نے کہا تو وہ بولا کتنی عجیب بات ہے میں سمجھ رہا تھا کہ اس لڑکی کے بارے میں صرف میں ہی سوچتا ہوں مجھے تو اب پتہ چلا کہ میرے علاوہ بھی اس کے دو چاہنے والے میرے پاس موجود ہیں اس کی بات سن کر ہم بھی ہنس دیے۔ یار وہ واقعی بہت ہی خوبصورت تھی اس کا حسین چہرہ ابھی تک ہماری نظروں کے سامنے ہے اسے قتل نہ کیا گیا تھا خودکشی کی تھی اس نے۔ میں نے کہا تو نواز بولا نہیں قاسم ایسی بات نہیں ہے وہ خودکشی مری تھی اس کو مارا گیا تھا یوں لگتا ہے کہ کوئی اس کے حسین چہرے سے بہت زیادہ پیار کرتا ہو گا اور اس نے اس حسینہ کو کسی اور کے ساتھ دیکھ لیا ہو گا اور پھر اس نے اس کو مار ڈالا ہو گا نواز کی بات سن کر میں اور شاہد چونک سے گئے۔ ہاں ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

میں نے کہا۔ کیونکہ اس کے اوپر کئی مرتے ہوں گے کئی اس کے خواب دیکھتے ہوں گے جس کے قریب وہ رہتی ہو گی وہ تو دن رات اس کو اپنانے کے خواب دیکھتا ہو گا جیسے ہم اس کا مردہ جسم دیکھ کر خواب دیکھ رہے ہیں میری بات سن کر شاہد بولا ہمارا تو اس کے بارے میں خواب دیکھنا پاگل پن ہے اگر وہ زندہ ہوتی تو شاید کوئی اس کے ملنے کی امید رکھتے لیکن اب تو جس کو بھی بتائیں گے وہی ہم پر ہنسے گا اس کی بات نے ہم کو چپ کرا دیا اور پھر ہم ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے ہر کوئی اپنے کام میں لگا ہوا تھا لوگوں کو تاش والوں کے ارد گرد کھڑا تھا اور نعروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں کہ ہمیں پل پر سے گزرتی ہوئی ایک کار دکھائی دی اس کا رخ پل سے اتر کر ہماری چھوٹی سی سڑک کی طرف ہو گیا اور پھر ہمیں حیرانگی اس بات کی ہوئی جب وہ گاڑی عورتوں کے قریب رک گئی ہم سب کے علاوہ تاش کھیلنے والوں کے ارد گرد جمع لوگوں کی نظریں بھی اس کار کی طرف اٹھ گئیں ہماری نظریں بھی اس طرف تھیں کہ کار میں کون ہو سکتا ہے اور یہ کار کیوں کھڑی ہوئی ہے لیکن ہماری حیرانگی اس وقت اور بڑھ گئی جب اس میں سے وہی لڑکی باہر نکلی جس کی لاش ہم نے نہر سے باہر نکالی تھی ہم تینوں اچھل ہی پڑے یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرے منہ سے یکدم یہ نکل گیا۔ اور میری جیسی حالت نواز اور شاہد کی بھی تھی وہ بھی اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے ان کو بھی اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا قاسم یہ تو وہی لڑکی ہے۔ نواز نے کہہ ہی دیا ہاں یار یہ وہی ہے میں بھی اس کو دیکھنے کے بعد یہی سوچ رہا ہوں اور پھر ساتھ ہی ہم تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ کئی بچے اس کی گاڑی کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے وہ کار سے باہر کھڑی عورتوں سے باتوں سے مصروف تھی اور عورتوں کا دھیان ہماری طرف ہی تھا جیسے وہ ہم کو بلا رہی ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگتا ہے کچھ عرصے میں نے عورتوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر کے نواز اور شاہد سے کہا۔ عورتیں بار بار ہماری طرف اشارے کر رہی ہیں ان کے چہرے سے محسوس ہوتا ہے وہ کتنی حیران بھی ہیں شاید انہوں نے بھی اس کو پہچان لیا ہے کہ یہ لڑکی یہاں مری ہوئی ملی تھی میری باتیں سن کر وہ پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور پھر ایک بچہ ہماری طرف چلتا ہوا آنے لگا جس کو ایک عورت نے بھیجا تھا میں نے کہا لو پیغام آ گیا ہے بچہ ہماری طرف ہی آ رہا ہے اور پھر وہ بچہ ہمارے پاس پہنچ گیا اور بولا انکل وہ میڈم آپ لوگوں کو بلا رہی ہے اس کی بات سن کر ہم تینوں حیرت و خوشی کے ساتھ اس طرف چلنے لگے ہم نے اس حسینہ کو اپنا منتظر پایا اور ہماری دیکھا دیکھی تاش والوں کے ارد گرد نوجوانوں نے بھی ہماری طرف آنا شروع کر دیا اس کے ارد گرد نوجوانوں کا رش ہونے لگا اس نے ہم تینوں کو گہری نظروں سے دیکھا اور پھر بولی میں تم لوگوں کا کیسے شکریہ ادا کروں کہ تم لوگوں کی وجہ سے میں مرنے سے بچ گئی تھی۔ کیا کیا۔ اس کی یہ بات سن کر ہم پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔ یہ یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم نے تو خود اس کو دیکھا تھا اس کی نبض بند تھی جسم پھولا ہوا تھا پیٹ میں پانی بھر چکا تھا اور جسم اس قدر نرم پڑ گیا تھا کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے اس میں پھوک بھری گئی ہو جو ہلکے سے دباؤ سے نکل جائے گی لیکن وہ کہہ رہی تھی کہ میں مرنے سے بچ گئی ہوں ہمیں حیرت میں ڈوبا ہوا دیکھ کر وہ بولی۔

ہاں میں واقعی زندہ بچ گئی ہوں مجھے یہاں سے سیدھا ہسپتال لے کر جایا گیا تھا اور وہاں میری رکی ہوئی سانسیں چلنے لگی تھیں یہ سب کیسے ہوا مجھے نہیں پتہ ہاں اتنا جانتی ہوں کہ ڈاکٹروں نے مجھے زندہ دیکھ کر حیرانگی کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ میں یہی سمجھوں کہ میرا یہ دوسرا جنم ہے جس طرح تم لوگ حیران ہو رہے ہو اسی طرح میں بھی حیران ہوئی تھی ڈاکٹر بھی اور جس جس نے بھی دیکھا تھا سب ہی حیران ہوئے تھے لیکن ایسا ہونا تھا سو ہو گیا۔ اس نے کچھ اس انداز سے باتیں کیں کہ ہم سب لوگوں کو یقین کرنا پڑا اور یقین کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی تھی کیونکہ جو ہم اس کے زندہ ہونے کے پلان بنا رہے تھے وہ پورے ہو گئے تھے کہ ایک مری ہوئی لڑکی سے عشق کرنے کا کیا فائدہ تھا ہم لوگ اس کے مرنے کے بعد کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن اب تو وہ مری نہ تھی زندہ تھی ہمارے سامنے تھی میں محسوس کر رہا تھا کہ اس کی زیادہ توجہ مجھ پر ہی مرکوز تھی وہ باتیں کرتے ہوئے ترچھی نظروں سے مجھے گھورتی جاتی تھی اس کے دیکھنے کا انداز مجھے بہت ہی اچھا لگ رہا تھا۔

میں یہاں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرنے آئی تھی مجھے بتایا گیا تھا کہ مجھے نہر میں یہاں سے نکالا گیا تھا اور نکالنے والے تین نوجوان تھے اگر آپ لوگ مجھے نہ نکالتے تو شاید میں آج تم لوگوں کے سامنے نہ ہوتی تم لوگوں کے درمیان میں نہ ہوتی مجھے خود کو زندہ دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے یوں لگ رہا ہے جیسے مجھے نئی زندگی ملی ہے جو آپ لوگوں کی وجہ سے ہے اس کی باتیں سن کر میں نے کہا۔ ہم لوگ تو یہی سمجھ رہے تھے کہ تم نے خود اپنی زندگی کا خاتمہ کیا ہے کیونکہ تمہارے جسم پر کوئی بھی زخم کا نشان نہ تھا بالکل صاف تھا میری بات سن کر اس نے ایک سرد سی آہ بھری اور بولی نہیں ایسا نہیں ہے نہ تو مجھے مرنے کا شوق تھا اور نہ ہی میں مرنا چاہتی تھی مجھے مارا گیا تھا زبردستی مجھ سے میری زندگی چھینی گئی تھی پہلے ان لوگوں نے میری گردن دبا کر مارنے کی کوشش کی تھی لیکن میں زندہ رہی تھی جب ان لوگوں نے دیکھا کہ میں مری نہیں ہوں تو وہ کانپ سے گئے اور پھر ایک رات انہوں نے مجھے گھر سے اٹھایا اور نہر پر لے گئے اور اٹھا کر نہر میں پھینک دیا مجھے تیرنا نہ آتا تھا میں پانی میں گرتے ہی ڈوبنے لگی مجھے یوں لگنے لگا جیسے میری زندگی ختم ہو گئی ہے اور پھر میں یہاں تک آن پہنچی اور پھر آپ لوگوں نے مجھے نہر سے باہر نکال کر میری جان بچائی میں جتنا بھی تم لوگوں کا شکریہ ادا کروں کم ہے یہ میرا کارڈ ہے اس نے اپنا پرس کھول کر مجھے اپنا کارڈ دیتے ہوئے کہا اگر میری کسی بھی وقت ضرورت ہوئی تو میں حاضر ہوں اس کے ساتھ ہی اس نے کافی سارے پیسے پرس سے باہر نکالے اور بولے یہ رکھ لو میں خوشی سے دے رہی ہوں ہم نے انکار کرنا چاہا لیکن اس نے زبردستی ہم کو دے دیے اور پھر کار میں بیٹھ کر جدھر سے آئی تھی ادھر کی طرف چل دی ہم اس کی جاتی ہوئی کار کو دیکھتے رہ گئے پل پر چڑھتے ہوئے اس نے گاڑی سے باہر سر نکال کر ہماری طرف دیکھا اور پھر ہاتھ ہلانے لگی ہم نے جواب میں ہاتھوں کو ہلانا شروع کر دیے اور اس وقت تک اس کی کار کو دیکھتے رہے جب تک وہ ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی سب لوگ اس کی باتیں سن کر حیران ہو رہے تھے کسی کو بھی یقین نہ آ رہا تھا کہ وہ زندہ ہے کیونکہ جب ہم نے اس کو نہر سے باہر نکالا تھا تو اس کے جسم میں زندگی کی رمق نہ تھی نہ تو سانس چل رہی تھی اور نہ ہی نبض پھر وہ زندہ کیسے ہو گئی لیکن یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ یہ کوئی قدرت کا کرشمہ ہو کہ اس نے اس

کے مردہ جسم میں دوبارہ جان ڈال دی ہو ہاں ایسا ہی ہو سکتا تھا اس کو دوبارہ زندگی ملی تھی بس اور کچھ بھی نہ تھا۔ ہم لوگ ایسی ہی باتیں کرتے رہے اور پھر ایک بزرگ کو ہم نے وہ پیسے پکڑا دیے جو وہ دے کر گئی تھی اور کہا۔

بابا جی ان پیسوں کو ہر گھر کے لیے تقسیم کر دو میری بات سن کر اس نے مسکراتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھا اور بولے قاسم بیٹا تو نے بہت اچھی بات کی ہے کیونکہ ان پیسوں پر پورے گاؤں والوں کا حق بنتا ہے سارے گاؤں والے اس کام میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ اتنا کہہ کر اس نے ہر گھر کے لیے پیسے علیحدہ کرنا شروع کر دیے ہمارے گاؤں میں سو سے زیادہ گھر نہ تھے جن کو ہر کوئی جانتا تھا اس لیے پیسے تقسیم کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا آج سب ہی خوش تھے اس کی دو وجہ تھی ایک تو پیسوں کا ملنا دوسرا اس کا دوبارہ زندہ ہونا اس نے پیسے تھوڑے نہ دیے تھے اتنے دے دیے تھے کہ ہمارے گھروں میں پورے مہینے کا راشن ڈالا جا سکتا تھا سب ہی خوش تھے ہر کسی کی زبان پر اس کے زندہ بچ جانے کا تذکرہ تھا ہم لوگ ایک بار پھر تینوں اسی درخت کے سائے کے نیچے جا کر بیٹھ گئے نواز بولا قاسم وہ تیری طرف بہت غور سے دیکھ رہی تھی میری نظریں اس پر تھیں وہ بات کرتے ہوئے تمہاری ہی طرف دیکھتی تھی یہی بات شاہد نے بھی کی وہ بھی بولا ہاں یہ بات میں نے بھی محسوس کی تھی کہ وہ بار بار تمہاری طرف دیکھتی تھی یوں لگتا تھا کہ جیسے اسے تم پسند آ گئے ہو میں نے کہا نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم لوگ دیہاتی انسان اور وہ شہری اور مالدار لڑکی ہو سکتا ہے کہ وہ دیکھ رہی ہو کہ کیسی کیسی عجیب شکلوں والے انسان اس دنیا میں رہتے ہوں میری بات سن کر وہ دونوں ہنس دیے اور بولے نہیں قاسم تم بات کو ادھر ادھر کر کے بدلو نہ یہ سچی بات ہے وہ تو وہ تمہاری طرف دیکھتی تھی اور دیکھ لینا ضرور کوئی نہ کوئی بات سامنے آئے گی نواز کی اس بات پر میں نے کہا کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے ہم لوگ خواہ مخواہ اپنا دماغ کیوں خراب کریں کیوں ایسی سوچیں سوچیں جو دل میں رہ جائیں اس موضوع کو چھوڑو اور کچھ اور پلاننگ کرو کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے میری بات سن کر وہ بولا آج تو کوئی بھی پلاننگ نہیں ہے کیونکہ گرمی انتہا کی ہے اور میں نے سنا ہے کہ جس دن زیادہ گرمی ہوتی ہے اس دن ضرور بارش ہوتی ہے ضرور بادل آتے ہیں۔ شاہد نے کہا تو میں نے کہا۔

ہاں یار میں نے بھی ایسا سنا ہے لیکن ابھی تک بادلوں کا دور دور تک نام و نشان تک نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ رات کے کسی پہر آ جائیں۔ ہاں یار بادلوں کا آنا ضروری ہے ورنہ اس گرمی میں تو ہم لوگ پاگل ہو جائیں گے کچھ بھی نہ کر سکیں گے نواز نے کہا تو میں نے کہا آؤ اب نہر میں اترتے ہیں اور نہاتے ہیں ہاں یہ بات ٹھیک ہے نواز نے جلدی سے حامی بھرتے ہوئے کہا۔ پھر ہم نے اپنی قمیصیں اتار کر ایک درخت کے ساتھ لٹکا دیں اور نہر میں جا اترے ہمیں دیکھتے ہی کئی لڑکے بھی نیچے پانی تک آ گئے اور پھر شغل شروع ہو گیا۔ اور شام ڈھلے تک یہ شغل چلتا ہی رہا اس کے بعد ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس آ گئے اور پھر سونے کی تیاری کرنے لگے ہم لوگوں کی چھتیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں ہم با آسانی ایک دوسرے کی چھت پر جا سکتے تھے سو ہم شاہد کی چھت پر جا کر بیٹھ گئے وہ بولا دیکھو شرق کی جانب سے بادل آ رہے ہیں۔ کیا کیا ہم دونوں چونکے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے جہاں چھوٹے چھوٹے بادل صاف دکھائی دے رہے تھے واہ میں خوشی سے اچھلتے ہوئے بولا۔

اس کا مطلب ہے بزرگوں کی باتیں سچ ہیں کہ جب گرمی حد سے زیادہ ہوتی ہے تو پھر بادل آتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ آج بادل برسیں گے چلو آؤ یار نہر پر جا کر موسم کا انجوائے کرتے ہیں۔ میں نے کہا تو نواز اٹھ کھڑا ہوا اور بولا ہاں یہ بات ٹھیک ہے آؤ چلیں بس پھر کیا تھا ہم لوگ منٹوں میں چھت سے نیچے اترے اور نہر کی طرف چل دیے لیکن وہاں جاتے ہی ہم کو حیرانگی کے کئی جھٹکے لگے وہاں نہر کے کنارے کوئی سایہ ہم کو دکھائی دیا چاندنی کی روشنی میں ہم یہ بات جان گئے کہ وہ کوئی لڑکی ہے کیونکہ اس کے اڑتے ہوئے بال اور لہراتا ہوا دوپٹہ اس کے لڑکی ہونے کا ثبوت دے رہا تھا ہم ایک طرف رک گئے یہ کون ہو سکتی ہے۔ گاؤں کی لڑکی نہیں لگتی ہے میں نے کہا تو نواز نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا اور بولا یار ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ بھی کوئی ہو جو ادھر ادھر کہیں بیٹھا ہوا ہو اور یہ لڑکی کنارے کی سیر کر رہی ہو اس کی بات ٹھیک تھی کیونکہ ایسا ہو سکتا تھا لیکن ہمیں کوئی بھی ارد گرد دکھائی نہ دیا ہم لوگ اس کی طرف ہی دیکھتے جا رہے تھے جو اپنی مستی میں کھوئی ہوئی ایک طرف چلتی جا رہی تھی۔ یار لگتا ہے کہ یہ اکیلی ہے کوئی اس کے ساتھ نہیں ہے اگر کوئی ہوتا تو یقیناً وہ اب تک ہم کو دکھائی دیتا کوئی بھی یہاں موجود نہیں ہے میں نے کہا تو وہ دونوں بولے ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لڑکی چلتے چلتے کافی دور تک نکل گئی تھی آؤ یار اس کا پیچھا کریں کہ وہ کس طرف جارہی ہے رات کے اس وقت یہ لڑکی اکیلی بس چلتی ہی جارہی ہے جب کہ اس سے قبل بھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا کیونکہ عورتیں رات کے وقت نہر پہ آتی تھیں اور اگر کوئی آتی بھی تھیں تو اکیلی نہ ہوتی تھیں عورتوں کا ایک گروپ ہوتا تھا اور یہ۔۔یہ۔۔یہ مجھے تو کچھ شک سا گزر رہا ہے کہیں یہ کسی سے ملنے تو نہیں جارہی ہے۔

نواز کی اس بات نے ہم دونوں کو ہی چونکا دیا اور پھر ہم اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے وہ کافی دور تک نکل گئی تھی یہاں تک کہ وہ ہمیں ایک دھندلا سا سایہ دکھائی دینے لگی تھی اور چلتی ہی جارہی تھی ہم نے اپنی چلنے کی رفتار کو تیز کر دیا اور جلدی اس تک جا پہنچے تھے میں نے اس کو آواز دے دی میری آواز کی گونج نہر کنارے ایسے گونجی جیسے میں نے بہت بلند آواز میں اسے پکارا ہو میری آواز سن کر وہ دونوں بھی مجھے دیکھنے لگے مجھے خود بھی شرمندگی ہونے لگی کہ میں نے اتنی اونچی آواز میں اس کو کیوں پکارا ہے۔ میری آواز سن کر وہ رک گئی اور مڑ کر ہماری طرف دیکھا تو ہم خوف سے اچھل ہی پڑے اس کا چہرہ جلا ہوا تھا جو نیچے کی طرف لٹک رہا تھا ایک وحشت اس کے چہرے پہ موجود تھی اس کو دیکھ کر ہمارے خوف کی انتہا نہ رہی اس کی آنکھوں میں ہمیں ایک چمکتی ہوئی روشنی دکھائی دی ایسی روشنی جیسے اس کی آنکھیں جل رہی ہوں ہم خوف سے کانپ سے گئے ہم تینوں مسلسل کانپ رہے تھے ہمارے جسم برف کی مانند سن ہو گئے تھے ہم نے بھاگنا چاہا لیکن بھاگ نہ سکے ہمیں خوفزدہ دیکھ کر اس کے منہ سے قہقہے گونجنے لگے۔

ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔بھاگو بھاگو۔۔نواز نے بمشکل کانپتی ہوئی زبان سے کہا اور پھر نواز اور شاہد یکدم ہی دوڑ پڑے ان کا جدھر بھی رخ تھا وہ اسی جانب دوڑ پڑے لیکن میں اس کے قابو آ گیا میں نے بھاگنا چاہا لیکن میرے پاؤں نے میرا ساتھ نہ دیا یوں لگا جیسے کسی نے میرے پاؤں کو باندھ دیا ہو وہ مسلسل مجھے دیکھے جارہی تھی اور میرا خوف کے مارے برا حال ہو رہا تھا اس کی شکل وحشت زدہ تھی اس کو دیکھ کر ہی خوف آتا تھا جتنا اس کا جسم حسین تھا چہرہ اتنا ہی بدصورت تھا جلا ہوا لٹکا ہوا۔ بگڑا ہوا۔ت۔۔ت۔۔تم کون ہو تم۔ میں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔اس نے میری کانپتی ہوئی آواز سن کر ایک بھیانک قہقہہ لگایا قاسم۔ مجھے تمہاری ہی تلاش تھی کئی دنوں سے میں تمہارا یہاں پیچھا کرتی رہی ہوں لیکن تم میرے قابو نہ آرہے تھے تم رات کے وقت یہاں آتے نہ تھے میں تمہارا ہی انتظار کرتی تھی آج تم خود ہی میرے قابو آ گئے۔ آؤ میرے ساتھ۔۔اتنا کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ لہرایا اور میرے سر پہ دے مارا مجھے یوں لگا جیسے میں اپنے ہوش کھو گیا ہوں مجھے اپنے سر پہ بوجھ سا محسوس ہونے لگا یکدم ہی میری حالت بدلنے لگی اس نے ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی اور پھر وہ میرے آگے کی طرف چلنے لگی اور میں حیران ہونے لگا کہ میں ایک ربوٹ کی طرح اس کے پیچھے چلنے لگا جیسے وہ مجھے اپنے ساتھ لے جارہی ہو مجھے کھینچتی ہی جارہی ہو مجھ پر کوئی سایہ سوار ہو گیا تھا جو مجھ کو لیے جارہا تھا حالانکہ میں کوشش کر رہا تھا کہ پیچھے کو بھاگ جاؤں لیکن ایسا نہ کر سکا اس کے پیچھے پیچھے ہی چلتا رہا ہم دونوں کافی دور نکل گئے مجھے دور سے نواز اور شاہد کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔

قاسم واپس بھاگ آؤ یہ لڑکی انسان نہیں ہے انسان کے روپ میں چڑیل ہے یہ تم کو مار ڈالے گی۔۔۔لیکن اس کے باوجود بھی میں اس کے پیچھے چلتا جارہا تھا ایک جگہ جا کر وہ نہر کنارے سے نیچے ایک طرف ویرانے میں اتر گئی یہ وہی ویرانہ تھا جہاں دن کے وقت بھی کوئی نہ آتا تھا اس ویرانے کے بارے میں ہم لوگوں نے نہ صرف سنا ہوا تھا بلکہ دیکھا ہوا بھی تھا کہ وہاں سے ہم کو کئی لاشیں ملتی رہی تھیں کسی کی گردن کٹی ہوتی تھی تو کسی کی آنکھیں نکلی ہوتی تھیں اور کسی کے ساتھ کچھ اور ہی ہوتا تھا اس جگہ کو دیکھ کر میں کانپ اٹھا میں نے پیچھے بھاگنا چاہا لیکن مجھ پر اسی سایہ کا وجود سوار رہا جو مجھے لیے جا رہا تھا وہ ایک بوہڑ کے درخت کے پاس جا کر رک گئی یہ بوہڑ کا درخت صدیوں پرانا تھا وہ اتنا بڑا تھا کہ اس کا سایہ چاروں طرف کئی گز تک پھیلا ہوا تھا میں عجیب سی نظروں سے اس ویرانے کو دیکھے جارہا تھا اور مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے آج میری زندگی کا آخری دن ہو وہاں پہنچ کر اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں وہ روشنی برقرار تھی جسے دیکھتے ہی جسم کو خوف کے کئی جھٹکے لگنے لگے میں چیخنا چاہتا تھا لیکن چیخ نہ پا رہا تھا وہ بدستور میری نظروں کے سامنے کھڑی مجھے ہی دیکھے جارہی تھی ۔یہ یہ تم مجھے کہاں لے آئی ہو۔ میں نے بمشکل کہا۔ مجھے جانے دو مجھے بہت خوف آرہا ہے میری بات سن کر اس نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔

ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔تمہیں جانے دوں اتنے دنوں کے بعد تو تم میرے قابو میں آئے ہو اتنا کہہ کر اس نے ایک مرتبہ پھر میرے اپنا ہاتھ پھیرا اور اس کے کچھ ہی دیر بعد میں اپنے

باقی کے ہوش بھی کھو گیا۔ میں صرف اس کو دیکھ سکتا تھا بول نہ سکتا تھا اس نے میرا دماغ سن کر دیا تھا میرے جسم کو جکڑ لیا تھا میرے پاؤں منوں وزنی ہو گئے تھے۔ وہ قہر زدہ نظروں سے مجھے دیکھتی جارہی تھی مجھے اس سے بہت ہی زیادہ خوف آرہا تھا وہ بولی۔

مجھے تمہاری بہت عرصے سے تلاش تھی آج تو میرے قابو آگیا ہے میں نے تم سے بہت پرانا حساب لینا ہے میں بہت خوبصورت ہوا کرتی تھی بہت حسین ہوا کرتی تھی لیکن تیرے باپ نے مجھے بدصورت بنادیا ہے اس نے میرا چہرہ جلا کر مجھے بدصورت بنادیا ہے میں نہ تمہیں معاف کروں گی اور نہ ہی تیرے باپ کو معاف کروں گی تیرے باپ کی وجہ سے میری ایسی حالت ہوئی ہے کہ اپنا چہرہ دیکھ کر خود بھی ڈر جاتی ہوں کوئی بھی نہیں جانتا ہے کہ میں کس قرب سے گزر رہی ہوں میری زندگی کتنی اذیت ناک ہو گئی ہے اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکا تو اس کا جسم دھواں بننے لگا اور وہ دھواں اس بوہڑ کے درخت کے اندر سما گیا۔ اس کے درخت کے اندر جاتے ہی مجھے جو جو بھی قرآنی آیت یاد تھیں میں پڑھنے لگا قرآنی آیات پڑھنے سے میرے جسم میں حرکت ہونے لگی اور پھر میں ایک دم وہاں سے بھاگ گیا یہی ایک موقع تھا میرے لیے بھاگنے کا اگر میں اس وقت ہمت نہ کرتا تو ہو سکتا تھا کہ دوسرے لوگوں کی طرح میری بھی وہاں لاش پڑی ہوتی بھاگتے ہوئے بھی میں پڑھتا جارہا تھا میں نے اپنے بھاگنے کی رفتار کو بہت تیز کر دیا اور جلدی گاؤں تک پہنچ گیا نواز اور شاہد ایک جگہ کھڑے میرا ہی انتظار کر رہے تھے مجھے دیکھتے ہی وہ میری طرف بھاگے اور بولے شکر ہے کہ تم واپس ورنہ ہم تو کچھ اور ہی سمجھنے لگے تھے میں ابھی تک کانپ رہا تھا میں نے کہا وہ وہی ہے جو اس ویرانے میں لوگوں کا خون کرتی تھی وہ چڑیل ہے میں نے اس کو دیکھ لیا ہے وہ دھواں بن کر بوہڑ کے درخت میں رہتی ہے مجھے اس سے بہت خوف آنے لگا ہے وہ مجھے مار ڈالنا چاہتی تھی لیکن میں بھاگ آیا اگر اس وقت مجھے قرآنی آیت یاد نہ تھیں تو پھر ہو سکتا تھا کہ میں۔۔۔

میں نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ میری باتیں سن کر وہ دونوں بولے یار واقعی یہ وہی ہے جو لوگوں کا خون کرتی رہی تھی تو نے اس کی جگہ دیکھ لی ہے اور اب ہمیں کچھ کرنا ہوگا ہم صبح ہی کسی کو ملنے جاتے ہیں کسی بزرگ کو جو اس کو ختم کرے۔ ہاں یہ بات تو بہت اچھی کی ہے تم نے ہمیں ایسا کرنا ہوگا لہذا صبح سب سے پہلے یہی کام کرنا ہوگا۔ ہم یہی باتیں کرتے ہوئے گھروں کی طرف چل دیے ہم جس کام کے لیے گئے وہ کام بھول گئے ہم موسم کا انجوائے کرنے گئے تھے لیکن اس چڑیل کی وجہ سے ہم لوگ انجوائے بھی نہ کر سکے تھے ایسے ہی واپس آ گئے۔ رات بھر میں سو نہ سکا جب بھی آنکھیں بند کرتا تو اس کا بگڑا ہوا چہرہ میری نظروں کے سامنے آجاتا اور میں خوف سے ایک جھرجھری لے کر رہ جاتا میں نے نواز اور شاہد کو باپ کی بات نہ بتائی تھی کہ میرے باپ نے اس کو بدصورت بنایا ہوا ہے اور یہ بات میں ابو سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن وہ ابھی سوئے ہوئے تھے سو میں صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔خدا خدا کر کے صبح ہوئی تو میں نے ناشتہ کرتے ہی تمام بات گھر والوں کو بتا دی اور کہا کہ میں رات کو بہت مشکل سے بچا تھا یوں سمجھ لیں کہ مجھے نئی زندگی ملی ہے رات کو ہم دوست سیر کرنے کے لیے نہر کے کنارے گئے تھے کہ یکدم ایک جلی ہوئی چڑیل نے ہمیں پکڑ لیا اور پھر وہ مجھے مار دینا چاہتی تھی میری باتیں سن کر گھر والے جیسے بوکھلا سے گئے بولے تم نے ہمیں رات کو کیوں نہ بتایا تھا کہ تمہارے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ میں نے کہا اگر رات کو بتا دیتا تو بیچے رات بھر ڈرتے رہتے یہی سوچا کہ صبح بتادوں گا امی تو کانپ کر رہ گئیں لیکن ابو نے میری باتیں بہت غور سے سنی پھر بولے۔

بیٹا تم نے اس کو اکیلے میں دیکھا ہے یا کسی اور کے ساتھ میں نے کہا ہم تینوں دوست تھے ابو بولے تم تو تینوں کی بات نہیں کر رہا ہوں پوچھ رہا ہوں کہ وہ اکیلی تھی یا ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ کیا مطلب میں نے چونکتے ہوئے کہا تو ابو بولے بیٹا وہ اکیلی نہیں ہے اس کے ساتھ ایک جادوگر ہوتا ہے وہ ایک ماہ بعد دکھائی دیتے ہیں اس کے بعد ایک ماہ تک وہ دونوں غائب رہتے ہیں ابو کی بات سن کر مجھے اس چڑیل کی تمام باتیں یاد آ گئیں کہ ابو کی وجہ سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا ہے اور اس وجہ سے وہ میری دشمن بنی ہوئی ہے۔ میں نے ابو سے پوچھ ہی لیا ابو آپ کو کیسے پتہ چلا کہ اس کے ساتھ ایک جادوگر بھی ہوتا ہے ابو بولے بیٹا۔ یہ بہت پرانی بات ہے جس بوہڑ کے درخت کے اندر وہ سمائی تھی اسی درخت کے سائے میں وہ جادوگر چلہ کیا کرتا تھا کسی کو بھی اس کے بارے میں معلوم نہ تھا کہ یہاں کوئی جادوگر آیا ہوا ہے لیکن ہر روز گاؤں سے لوگ غائب ہونے لگے جو بھی ایک بار غائب ہو جاتا دوبارہ نہ ملتا ایسے ہی تقریباً چودہ لوگ غائب ہوئے تو ہم لوگوں کو خطرہ محسوس ہونے لگا کہ ضرور کچھ نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ چھر سے کوئی بلا اس گاؤں میں آتی ہے اور رات کے اندھیرے میں کسی نہ کسی کو اٹھا کر لے جاتی ہے یہ پھر ہو سکتا ہے کہ کوئی نہر سے آدم خور چیز نکلتی ہو اور گاؤں میں آتی ہو۔ اور کسی کو اٹھا کر لے جاتی ہے۔

اور پھر ہم نے ادھر ادھر تلاش شروع کر دی لیکن وہ جادوگر ہم کو کہیں بھی نہ ملا لیکن اس ویرانے سے ہم کو انسانی ہڈیاں ملیں انہیں دیکھتے ہی ہم کو یقین ہو گیا کہ اس گاؤں میں کوئی بلا وغیرہ نہیں آتی ہے بلکہ کسی انسان کا ہی یہ کھیل ہے ہم نے اس ویرانے کی نگرانی شروع کر دی پورے گاؤں کے مرد اس ویرانے کے اردگرد پھیل گئے خاص کر بوہڑ کے درخت کی نگرانی ہم نے سخت کر دی اور پھر ایک رات ہم نے اس جادوگر کو پکڑ ہی لیا اس رات جب رات گہری ہوئی تو ہم کو ایک سایہ دکھائی دیا جو اسی بوہڑ کے درخت کے اندر سے ایک دھواں کی شکل میں باہر نکلا تھا اسے دیکھ کر پہلے تو ہم لوگ ڈر گئے لیکن پھر ہمت کر کے اپنی اپنی جگہ پر ساکت کھڑے رہے ہماری نظریں اس سایہ پر جم گئی تھی جو ابھی تک دھواں کی شکل میں تھا اور اپنا وجود بنانے لگا تھا اس کا چہرہ دوسری طرف تھا اور کمر ہماری طرف تھی وہ کوئی لڑکی تھی اس کا جسم بہت ہی حسین تھا لیکن جونہی اس نے پلٹ کر ہماری طرف دیکھا تو ہماری چیخیں نکل گئیں۔ اف خدایا اس کی آنکھوں سے عجیب سی روشنی نکلتی ہوئی ہمیں دکھائی دی وہ ایسے لگ رہی تھی جیسے وہ انسان نہ ہو بلکہ کوئی جادوگرنی عورت ہو ہم میں سے کئی لوگ اس کو دیکھ کر ہی بھاگ کھڑے ہوئے اس کی آنکھیں دیکھ کر پسینہ آنے لگ جاتا تھا ڈر تو میں بھی رہا تھا لیکن اپنے اندر حوصلہ رکھا میں نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو میرے پیچھے گاؤں کا کوئی بھی آدمی موجود نہ تھا یہ دیکھ کر میں ڈر سا گیا سوچا کہ ان کی طرح میں بھی بھاگ جاؤں لیکن بھاگ نہ سکا وہ چلتی ہوئی میری طرف آئی اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخن بہت لمبے تھے یوں جیسے تیز خنجر ہوں وہ بہت ہی خوبصورت تھی لیکن اس کی آنکھوں میں ایک خوفناک روشنی تھی جو بھی اس کی آنکھیں دیکھتا ڈر کر بھاگ جاتا۔

اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا ہی تھا کہ میں اپنے ہوش کھو گیا مجھے اپنا دماغ گھومتا ہوا دکھائی دیا جو دھیرے دھیرے سن ہونے لگا اب میں اسے صرف دیکھ سکتا تھا نہ چل سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا کافی دیر تک میرے ساتھ ایسی ہی حالت رہی جب میرے ہوش بحال ہوئے تو میں نے دیکھا کہ سارا منظر بدلا ہوا ہے نہ بوہڑ کا درخت تھا اور نہ ہی نہر کا کنارا نہ ہی ویرانہ سب کچھ غائب ہو چکا تھا میں نے محسوس کیا کہ میں اس کے قابو میں آ گیا ہوں اب اگر میں چاہوں بھی تو اس کے ہاتھ سے بچ نہیں سکتا ہوں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میں کہاں کھڑا ہوں یہ کون سی جگہ ہے لیکن کچھ بھی سمجھ نہ آ رہا تھا یہ جگہ میں نے پہلی بار دیکھی تھی وہ لڑکی اس جگہ ایسے گھوم رہی تھی اور بار بار ایک طرف کو دیکھ رہی تھی جیسے اس کو کسی کے انتظار ہو میری نظریں اس کے حسین چہرے پر جمی ہوئی تھیں میں سوچ رہا تھا کہ خدا نے اسے کتنی فرصت میں بنایا ہوا تھا اس جیسی لڑکی میں نے اس سے قبل کہیں بھی نہ دیکھی تھی۔ وہ بے تابی کے ساتھ میرے اردگرد چکر کاٹ رہی تھی اس کو کسی کے آنے کا انتظار تھا پھر اس کا انتظار ختم ہو گیا کچھ ہی دیر بعد مغرب کی طرف سے کوئی بوڑھا شخص چلتا ہوا ہماری طرف چلا ہوا آیا وہ دیکھنے میں کوئی بوڑھا لگتا تھا لیکن اس کے چلنے کی رفتار بہت تیز تھی یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی اٹھارہ سالہ نوجوان ہو اسے دیکھتے ہی وہ حسین لڑکی جھک سی گئی اور بولی۔

آقا شکار حاضر ہے۔ یہ لفظ سن کر میں سر سے پاؤں تک کانپ سا گیا اس نے سر سے لے کر پاؤں تک میری طرف دیکھا پھر ایک قہقہہ لگاتے ہوئے بولا بہت صحت مند شکار لے کر آئی ہو آج تو اس کی بلی دینے کا مزا آ جائے گا شیطان دیوتا خوش ہو جائے گا اس کے یہ لفظ سن کر میرے دل کو ایک شدید جھٹکا لگا مجھے اپنی موت اپنی آنکھوں سامنے گھومتی ہوئی محسوس ہوئی وہ ایک طرف جا کر بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنے میں مشغول ہو گیا چند منٹ بعد ہی اس کے منہ سے نکلا کہ اس کو میرے سامنے پکڑ کر لاؤ یہ سن کر وہ حسینہ میری طرف بڑھی اور جونہی اس نے مجھے چھونے کی کوشش کی تو ایک بھیانک چیخ اس کے منہ سے نکلی اس کو چیختے ہوئے دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا وہ اپنے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے بس چیختی جا رہی تھی یہ منظر دیکھ کر وہ بوڑھا بھی حیران ہو رہا تھا لیکن وہ اپنی جگہ سے اٹھ نہ رہا تھا وہاں بیٹھے بیٹھے ہی وہ چلا رہا تھا کہ جلدی کرو وقت گزرتا جا رہا ہے میں نے محسوس کیا کہ وہ حسینہ میری طرف آنے سے گھبرانے لگی تھی وہ مجھے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے میں کوئی بھوت ہوں جیسے میں انسان نہ ہوں بلکہ کوئی دوسری مخلوق ہوں مجھے ابھی تک حیرانگی ہو رہی تھی وہ بوڑھے کی بار بار پکار سن کر میری طرف بڑھی اور غور سے مجھے دیکھنے لگی اور پھر بولی۔

تمہارے گلے میں یہ جو تعویذ ہے اس کو اتار دو تعویذ کا

نام سن کر میں نے ایک پرسکون سانس لی اور سوچا کہ اس تعویذ کی وجہ سے میں بچ رہا ہوں یہ تعویذ کوئی عام تعویذ نہ تھا بلکہ مجھے میرے ابا نے دیا ہوا تھا انہوں نے کہا تھا کہ یہ تعویذ تمہاری حفاظت کرے گا۔

ایک اور سوچ میرے دماغ میں آئی میں نے سوچا کہ اس تعویذ کو اتار کر اس پر پھینکتا ہوں اور یہ جل کر مر جائے گی بس میں نے ایسا ہی کیا اس کے کہتے ہی میں نے گلے سے تعویذ اتارنا شروع کر دیا میرے اس فعل سے وہ بہت خوش ہونے لگی لیکن وہ میری چال کو جان نہ سکی تھی میں نے تعویذ اتارتے ہی اس کے چہرے پر پھینکا میرا ایسے کرنے کی دیر تھی کہ اس نے ایک بھیانک چیخ ماری میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر وہ تعویذ دوبارہ پکڑ لیا اور اسے گلے میں پہن لیا اور اس لڑکی کو دیکھنے لگا جو زمین پر گری ہوئی چہرے پر اپنے ہاتھ رکھے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی وہ بری طرح تڑپ رہی تھی چہرہ اس نے اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا اور پھر جب اس نے اپنے ہاتھ چہرے سے ہٹائے تو اس کا چہرہ جلا ہوا تھا اور چہرے کا گوشت لٹک کر نیچے لٹک رہا تھا جتنی وہ خوبصورت تھی وہ اتنی ہی بدصورت ہو گئی تھی یہ منظر دیکھ کر مجھے بہت حوصلہ ہوا تھا میں نے وہ تعویذ اتار کر ایک مرتبہ پھر ہاتھ میں پکڑ لیا اور بوڑھے کی طرف بڑھنے لگا مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر اس نے کچھ پڑھا اور ساتھ ہی دھواں بنتے ہوئے اس بوہڑ کے درخت کے اندر سما گیا یہ دیکھ کر میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی میں نے پیچھے مڑ کر اس لڑکی کی طرف دیکھا تو وہ بھی دھواں بنتی جا رہی تھی اور پھر وہ بھی اسی درخت پر سما گئی مجھے اب ان سے کوئی بھی خوف نہ آ رہا تھا بلکہ وہ مجھ سے خوفزدہ تھے۔

میں رات بھر وہاں ہی کھڑا رہا تعویذ میرے ہاتھ میں تھا لیکن وہ دونوں دوبارہ درخت سے باہر نہ آئے دن نکل آیا لوگ سمجھ رہے تھے کہ میں مر چکا ہوں وہ میری تلاش میں اس جگہ آ گئے جہاں میں کھڑا تھا مجھے زندہ دیکھ کر وہ حیران سے رہ گئے اور میں نے ان کو تمام کہانی سنا دی اور یہی مشورہ کیا کہ کسی علم والے کو بلا کر لاتے ہیں وہ کچھ اس کا حل تلاش کریں گے لہذا ہم نے ایسا ہی کیا اور ایک بزرگ کو لے کر آ گئے انہوں نے اپنے علم سے سب کچھ جان لیا اور بولے بیٹا تمہارے تعویذ کی وجہ سے اس کا چلہ ادھورا رہ گیا ہے اور اب یہ اس وقت تک اس درخت میں رہیں گے جب تک کوئی جادوگر یہاں آ کر ایک رات کا چلہ نہ کرے کوئی بھی اس درخت کے قریب آنے کی کوشش نہ کرے

بس بیٹا اس دن سے لے کر اب تک کوئی بھی واقعہ نہ ہوا تھا اب تمہاری باتیں سن کر اور جو کچھ تم نے دیکھا میں نے جان لیا ہے کہ کوئی جادوگر وہاں درخت کے نیچے ایک رات کا چلہ کر گیا ہے اور وہ دونوں دوبارہ درخت سے باہر نکل آئے ہیں بس ہمیں اب ان کو مارنے کا کوئی حل تلاش کرنا ہے تم لوگوں نے اب اس درخت کے پاس بھی نہیں جانا ہے جو کچھ بھی کرنا ہے ہم بڑوں نے کرنا ہے۔ ابو کی باتیں سن کر میں مطمئن ہو گیا ہے کہ اب مجھے کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں ہے یہ کام ابو کا ہے اور وہ ہی کریں گے لہذا میں بے فکر ہو گیا اور پھر گاؤں میں جادوگر اور اس لڑکی کے چرچے شروع ہو گئے کہ وہ بھوت لڑکی دوبارہ زندہ ہو گئے ہیں اور کچھ بھی کر سکتے ہیں اگر ہم نے ان کو نہ مارا تو وہ ہمیں مار ڈالیں گے۔ لوگوں نے یہ سنا تو وہ سب ہی خوفزدہ ہو گئے اور پھر ان لوگوں نے جو بھی فیصلہ کیا ہم کو اس کی کوئی خبر نہ تھی ہاں آج جب میں کام سے واپس آیا تو پتہ کہ کوئی بزرگ گاؤں میں آئے ہوئے اور گاؤں کے کئی لوگ ان کے ساتھ ویرانے میں گئے ہوئے ہیں میں بھی جلدی سے نہر کنارے پر چلتا ہوا اس ویرانے کی طرف جا پہنچ لگا شاہد اور نواز بھی وہاں تھے میں تیزی سے چلتا ہوا اس ویرانے تک پہنچا تو دور سے ہی مجھے گاؤں والوں کا رش دکھائی دیا وہاں ایک طرف شاہد اور نواز بھی کھڑے تھے میں ان کے پاس چلا گیا وہ ڈرے ڈرے دکھائی دیے ان کو ڈرا ہوا دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ کچھ نہ کچھ یہاں ہو چکا ہے میں نے ان سے کہا۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب وہ بولے۔ تم کہاں تھے صبح کے میں نے کہا یار کام پر گیا ہوا تھا ابھی آیا ہوں لیکن بتاؤ کیا ہوا تم لوگوں کے چہروں پر خوف کیوں ہے کیا واقعہ پیش آیا ہے میری بات سن کر وہ بولے یار جادوگر کو پکڑ لیا گیا تھا لیکن وہ بھوت لڑکی اس کو اٹھا کر کہیں لے گئی ہے بابا جی کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طریقے سے ان کو دوبارہ یہاں بلا کر ان کو قید کیا جائے لیکن ابھی تک وہ کامیاب نہیں ہو سکے ہیں وہ بہت پریشان ہیں کہ اگر ان کو نہ پکڑا گیا تو وہ کوئی اور طاقت اپنا کر آ جائیں گے اور پھر نجانے کیا کچھ کریں ان کی باتیں سن کر میں بھی پریشان ہو گیا کیونکہ انہوں نے بات ہی ایسی کہہ دی تھی اور میں جانتا تھا کہ اگر وہ مارے نہ گئے تو واپس آ کر سب سے پہلے وہ میرا ہی خاتمہ کریں گے یا پھر مجھ سے بھی پہلے وہ میرے ابو کو ماریں گے یہ سوچ کر میں بری طرح سے کانپ کر رہ گیا۔ میں نے کہا یار یہ تو بہت غلط ہو جائے گا اگر وہ نہ پکڑے گئے تو سمجھو کہ گاؤں والوں کی خیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ہے۔ اور ایسا ہی ہوا تھا وہ بزرگ ناکام ہو کر واپس آ گئے اور بولے میں ان کو پکڑ نہیں سکا ہوں وہ بہت دور بھاگ گئے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہ دوبارہ واپس آئیں گے لیکن میں بھی سکون سے نہیں بیٹھوں گا میں اپنی جھونپڑی میں جا کر ایک چلہ کرتا ہوں اور ان کو پکڑ کر موت کے حوالے کر دوں گا تم لوگ اس سے ہوشیار رہنا۔

اتنا کہہ کر وہ چلے گئے اور گاؤں والے باتیں کرتے ہوئے واپس چلنے لگے لیکن میں بہت ہی خوفزدہ ہو گیا تھا کیونکہ مجھے اس کی باتیں یاد تھیں وہ میری دشمن تھی اس نے مجھے ہی سب سے پہلے مارنا تھا اور پھر میرے ابو کو مارنا تھا بس ایسی ہی سوچیں لیے ہوئے میں واپس آ گیا اور پھر چند دن ایسے ہی بیت گئے کوئی بھی واقعہ پیش نہ آیا ایک دن ہم لوگ نہر کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ دوشیزہ آ گئی جسے ہم نے نہر سے نکالا تھا اس نے دور سے ہی ہمیں دیکھ لیا اور ہماری طرف ہی آنے لگی اسے دیکھتے ہی ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی کار سے اترتے ہوئے اس کے لبوں پہ مسکراہٹ تھی وہ سیدھی ہماری طرف ہی آئی اور آتے ہی بولی قاسم کیسے ہو تم میں نے کہا بالکل ٹھیک ہوں آپ یہاں کیسے تو وہ بولی میں نے تم کو اپنا کارڈ دیا تھا لیکن تم نہ آئے تو سوچا کہ تم سے خود ہی مل کر آتی ہوں اس کی بات سن کر میرا دل خوشی سے ناچنے لگا مجھے نواز اور شاہد کی باتیں یاد آ گئیں کہ قاسم وہ تمہاری طرف بہت غور اور محبت سے دیکھ رہی تھی یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ تم سے پیار کرنے لگی ہے۔ کہاں کھو گئے بھئی وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ تو میں چونک گیا اور کہا کہیں بس کچھ سوچنے لگا تھا۔ وہ دراصل شہر میں کوئی کام ہی نہ پڑا تھا اس لیے ملنے کے لیے نہ آ سکا میں نے کہا تو وہ بولی چلو کوئی بات نہیں میں خود ہی چلی آئی ہوں قاسم میں نے تم سے کوئی بات کرنی ہے لیکن کسی کے سامنے نہیں تنہائی میں کرنی ہے اتنا کہہ کر اس نے نواز اور شاہد کی طرف دیکھا تو دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے تم لوگ باتیں کرو ہم ابھی آتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ ایک طرف نہر کے کنارے کی طرف چلے گئے تو اس نے مجھے گہری نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا مجھے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ پیار دکھائی دے رہا تھا وہ بولی۔

قاسم مجھے یہ دی ہوئی زندگی تمہاری ہی ہے میں جب تم لوگوں کا شکریہ ادا کرنے آئی تھی تو تب ہی تم مجھے بہت اچھے لگے تھے اور میرا دل تمہاری تمنا کرنے لگا تھا یہاں سے جانے کے بعد میں تمہارا ہی انتظار کرتی رہی لیکن تم نہ آئے مجھے خود ہی آنا پڑا ہے قاسم میں محسوس کرنے لگی ہوں کہ مجھے تم سے پیار ہو گیا ہے اس کی باتیں سن کر میرا دل خوشی سے اچھلنے لگا تھا مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا پھر یہ سب حقیقت ہے وہ چہرے کا مشاہدہ کر رہی تھی بولی قاسم کیا سوچنے لگے ہو میں نے مسکراتے ہوئے کہا تمہاری باتوں کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا کہ تم کیا کہہ رہی ہو دیکھو میں ایک دیہاتی انسان ہوں اور تم شہری ہو یہ سب ۔۔۔ میں نے جان بوجھ کر بات کو ادھورا چھوڑ دیا وہ میری بات سن کر مسکرا دی اور بولی پیار جب ہوتا ہے تو پھر شہر دیہات نہیں دیکھتا ہے مجھے بس تم سے محبت ہے اور میں کچھ بھی نہیں جانتی ہوں۔ اس کی اس بات نے مجھے روحانی سی خوشی دے دی میں نے کہا میں نے بھی جب سے تم کو دیکھا ہے تب ہی تمہارے ہی تصور میں رہتا تھا لیکن نجانے کیوں خود کو تمہارے قابل نہیں سمجھتا تھا لیکن اب مجھے تمہاری باتیں سن کر بہت خوشی ہوئی ہے میری بات سن کر وہ مسکرا دی اور بولی قاسم یہ میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ تم نے میری محبت کو قبول کر لیا ہے ورنہ میں مجبور تھی کہ اگر تم نے مجھے ٹھکرا دیا تو پھر میں کیا کروں گی۔ میں اس کی اس بات پر اور بھی خود پر فخر کرنے لگا۔ اور کہا ایسا کیوں سوچا یہ بات تو مجھے کرنی چاہیے تھی میری اس بات پر وہ ہنس دی اور بولی اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ میں سوچ رہی تھی وہی کچھ تم بھی سوچتے آ رہے تھے میں اس کی اس بات پر ہنس دیا اور کہا ہاں یہ بات تم نے ٹھیک کی ہے میں ایسا ہی سوچ رہا تھا وہ بولی قاسم دیکھو میں تمہارے پیار میں ڈوبی ہوئی یہاں تک آئی ہوں اب چلتی ہوں رات کو میں پھر آؤں گی اسی نہر کنارے کسی کو پتہ نہیں چلنا کہیں ہم لوگ شروع میں ہی بدنام نہ ہو جائیں مجھے اپنی فکر نہیں ہے تمہاری ہے تمہارے دوستوں کی بھی مجھ پر نظر ہے میں نے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ اس کی اس بات پر میں ہنس دیا اور وہ بھی مسکرا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی اور پھر اس کی کار چند ہی لمحوں میں پل پر جاتی ہوئی دکھائی دی اور غائب ہو گئی اس کے جاتے ہی نواز اور شاہد میرے پاس آ گئے مجھے خوش دیکھ کر بولے ارے مجنوں بتاؤ کیا کیا باتیں ہوئیں میں نے ان کو تمام باتیں بتا دیں کہ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے لیکن یہ بات نہ بتائی کہ وہ آج رات کو مجھے ملنے اسی نہر کنارے آ رہی ہے کیونکہ اس نے منع کیا تھا کہ کسی کو بھی پتہ نہیں چلنا چاہیے میری باتیں سن کر وہ بولے یار تو بہت لکی ہے کہ ایک حسین و جمیل حسینہ کو تم سے پیار ہو گیا ہے ہمیں تو پہلے دن سے ہی شک تھا کہ وہ تم کو

پیار کرنے لگی ہے لیکن تم مان نہیں رہے تھے اب تو تم کو یقین ہو گیا ہے میں ان کی بات پر ہنس دیا اور کہا ہاں یار آج مجھے پورا یقین ہو گیا ہے واقعی میں بہت لکی انسان ہوں۔ اور پھر ایسی ہی ہماری باتیں ہوتی رہیں باتیں میں ان سے کرتا تھا لیکن میرا دھیان اس حسینہ کی طرف تھا شام کو ہم لوگ واپس آ گئے اور میں رات کے گہری ہونے کا انتظار کرنے لگا آج میں چھت پر بھی نہ گیا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر چھت پر چلا گیا تو پھر ان دونوں نے میرے پاس آ جانا ہے اور رات بھر اٹھنا نہیں ہے بیٹھے ہی رہنا ہے۔

رات کی تاریکی جب گہری ہو گئی گھر والے سب ہی سو گئے تو میں گھر سے باہر نکل گیا میرا رخ نہر کی طرف تھا جلدی ہی میں نہر تک جا پہنچا دیکھا تو وہ وہاں موجود تھی مجھے دیکھتے ہی بولی شہزادے بہت دیر کر دی آنے میں میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں میں نے کہا گھر والوں کے سونے کا انتظار کر رہا تھا اب وہ سو گئے ہیں تو باہر آ گیا ہوں وہ بولی چلو ٹھیک ہے اتنا کہہ کر اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں حیران رہ گیا کہ اس کا ہاتھ اتنا گرم تھا کہ جیسے اس میں آگ لگی ہو ہاتھ پکڑے وہ باتیں کرتی ہوئی مجھے اپنے پیار کے جال میں پھنسائے اسی ویرانے میں لے گئی ویرانے کو دیکھتے ہی میں کانپ سا گیا اور کہا جان جلدی سے واپس چلو یہ جگہ بہت ہی خطرناک ہے تو نہیں جانتی ہے اس جگہ کو میں نے یہ بات کہتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تو میرے منہ سے ایک چیخ سی نکل گئی میرے سامنے وہ حسینہ تھی بلکہ وہ جلے ہوئے چہرے والی لڑکی کھڑی تھی وہ قہقہے لگانے لگی اور ساتھ ہی اس نے مجھے گردن سے پکڑ کر ایک طرف زور سے پھینک دیا میرے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی جو دور دور تک پھیلتی چلی گئی بس ایک چیخ نے مجھے موت کے منہ سے بچا لیا تھا میری چیخ نہر پہ گھومتے آتے ہوئے چند لڑکوں نے سن لی جو میری طرف بھاگتے ہوئے آئے انہیں آتا دیکھ کر وہ چڑیل یکدم ہی غائب ہو گئی میں نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا صرف اتنا جان سکا تھا کہ ان آنے والوں نے مجھے اپنے کندھے پہ اٹھا لیا تھا اس کے بعد کچھ نہ جان سکا تھا کہ میں کہاں ہوں میرے ساتھ کیا کچھ ہوتا رہا۔

جب ہوش آیا تو میں اپنے گھر میں نہ تھا بلکہ ایک جھونپڑی میں تھا اور میرے پاس نواز شاہد ابو اور وہ بزرگ موجود تھے جو ہمارے گاؤں گئے تھے مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر سب کے چہروں پر رونق سی آ گئی۔ بزرگ بولے بیٹا پورے تین دن بعد تم کو ہوش آیا ہے جو کچھ تمہارے ساتھ بیتا ہے مجھے سب کچھ بتا دو ان کی بات سن کر میں چونکا کہ میں تین دن بعد ہوش میں آیا ہوں لیکن پھر میں نے تمام کہانی ان کو سنا دی جسے سن کر نواز اور شاہد بھی اچھل پڑے کیا کیا وہ حیرانگی سے بولے وہ حسینہ چڑیل ہے ہاں یار اس نے مجھے اپنے پیار کے جال میں پھنسا کر نہر پہ بلایا تھا اور پھر وہ مجھے مارنا چاہتی تھی۔ بزرگ نے اور سب نے میری تمام کہانی غور سے سنی ابو نے کہا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ وہی لڑکی ہے جو گاڑی پہ آئی تھی جس کی لاش نہر سے نکالی تھی یعنی وہ روپ بدل بدل کر یہاں آ رہی ہے بابا جی وہ بھی کہتا ہے آپ اس کو پکڑ لیں ورنہ وہ ہم سب کو مار ڈالے گی۔ بابا جی بولے ہاں میں کچھ کرتا ہوں اگر وہ لڑکی سامنے آ گئی ہے تو یقیناً وہ جادوگر بھی زندہ ہے وہ بھی اپنی طاقت آزمانے والا ہو گا مجھے بہت جلد کچھ کرنا ہو گا۔ بس تم لوگ جاؤ میں شام کو آؤں گا اس کے بعد میں اس کو قید کر کے ہی چھوڑوں گا ہم لوگ ان کی بات سن کر واپس گھر آ گئے اور شام ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ میں ابھی تک اس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس نے مجھے مارنے کے لیے کتنی بڑی چال چلی ہے اور یہی بات میرے دوست بھی سوچ رہے تھے اب ان کو تمام صورت حال کا علم ہوا کہ اس لڑکی نے مجھے ہی کیوں چنا تھا۔ لہذا وہ میری حفاظت کرنے لگے میں ذرا ڈرا سا تھا۔

شام ہو گئی تو بابا جی آ گئے مجھے ان کے آنے سے کچھ سکون سا ملا وہ گاؤں کے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ویرانے کی طرف چل دیے ہم لوگ بھی ان کے ساتھ ہی گئے میں دیکھنا چاہتا تھا کہ بابا جی اس چڑیل کو کیسے قید کرتے ہیں کر بھی سکتے ہیں کہ نہیں۔ اگر وہ اس کو قید نہ کر سکے تو پھر کیا ہو گا بس یہی سب کچھ سوچ کر میں بھی ان کے ساتھ ہی چل دیا اور ویرانے میں پہنچ کر انہوں نے اسی بوہڑ کے درخت کے ساتھ اپنا کام شروع کر دیا میں نے دیکھا کہ اس بار وہ جب پڑھنے لگے تھے تو زمین یوں ہلنے لگی تھی جیسے کوئی زلزلہ آ رہا ہو ہم لوگ ایک طرف بیٹھے ہوئے تمام منظر دیکھ رہے تھے اور ہمیں یوں لگ رہا تھا کہ جیسے بابا جی آج کسی بھی طرح ناکام نہیں لوٹیں گے اس بار وہ مکمل تیاری کر کے آئے تھے کافی دیر تک وہ پڑھتے رہے ہم لوگوں کو انہوں نے منع کیا ہوا تھا کہ وہ نہر کے کنارے تک رہیں نیچے ویرانے میں نہ اتریں یہی وجہ تھی ہم سب لوگ نہر کے کنارے بیٹھے ہوئے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور دعا بھی کر رہے تھے کہ وہ اس چڑیل کو قید کر لیں تاکہ گاؤں ایک بہت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑی تباہی سے بچ جائے شاید ان کی محنت یا پھر ہماری دعائیں رنگ لائیں کہ ہمیں اس درخت سے نکلتا ہوا ایک سایہ دکھائی دیا اس کو دیکھ کر ہم سب ہی چونک اٹھے وہ چڑیل نہ تھی بلکہ جادوگر تھا اس کی آنکھیں جل رہی تھیں جیسے سرخ آگ ہو ہم اس کے چہرے پر غصہ کے اثرات کو دیکھ رہے تھے وہ بول رہا تھا لیکن ہم تک اس کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی یوں لگتا تھا کہ وہ بابا جی کو کوئی دھمکی وغیرہ دے رہا ہو لیکن بابا جی اپنی جگہ ساکت ہی بیٹھے رہے ان کو اس کی کسی بھی دھمکی کا کوئی بھی اثر نہ ہو رہا تھا پھر یکدم بابا جی نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور زور سے اس کی طرف پھونک ماری ہم نے ان کو پھونک مارتے ہوئے دیکھا تھا ان کی پھونک کے ساتھ ہی آگ کا ایک الاؤ ابھرتا ہوا ہمیں دکھائی دیا جو اس جادوگر پر جا گرا اس کے گرتے ہی جادوگر کے منہ سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی اس کے بعد وہ تڑپنے لگا اس کو تڑپتا ہوا دیکھ کر یکدم درخت سے ایک اور سایہ نمودار ہوا جو باہر نکلتے ہی اپنا وجود تخلیق کرنے لگا اسے دیکھ کر سب ہی حیران رہ گئے وہ وہی تھی جس کو ہم نے مردہ حالت میں نہر کے پانی سے باہر نکالا تھا۔

اف خدایا۔ میں نے ایک جھرجھری لی اس کی شکل آج اس روز کی طرح تھی جس روز ہم نے اس کو پانی سے باہر نکالا تھا اس کا چہرہ اور پورا جسم پھولا ہوا تھا اور پھر یکدم اس نے ایک شکل بدلنی شروع کر دی اس کا حسین چہرہ جلنے لگا اور کوئلہ کی مانند کالا ہونے لگا اور پھر وہ لٹکنے لگا وہ بالکل ایسے ہو گئی تھی جیسے ہم نے اسے پہلے دن دیکھا تھا نہایت ہی بدصورت کالے رنگ میں اس کے سفید دانت چمکتے ہوئے اس کو اور زیادہ خوفناک بنا رہے تھے اور پھر اس کے علاوہ اس کی آنکھیں جادوگر کی آنکھوں کی طرح سرخ ہونے لگی جیسے آگ کے انگارے ہوں وہ جادوگر کو بچانے کی بجائے اس کو جلتا ہوا دیکھنے لگی جادوگر ابھی تک چیخ رہا تھا اور اپنے بچاؤ کے لیے پکار رہا تھا لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو نہ کیا جاتا بھی کوئی کیسے سب ہی تو اس کی موت دیکھنے آئے ہوئے تھے وہ جلتے جلتے اور تڑپتے تڑپتے راکھ بننے لگا اور کچھ ہی دیر بعد اس کے وجود کا نام و نشان مٹ گیا ہم نے محسوس کیا کہ وہ چڑیل کانپ رہی تھی ہم سمجھ رہے تھے کہ وہ اس کو دیکھ رہی ہے لیکن ایسا نہ تھا وہ جادوگر کو تڑپتا ہوا دیکھ کر کانپ رہی تھی اور ساتھ ہی وہ بابا جی کے قدموں میں بیٹھ گئی اور ان سے معافیاں مانگنے لگی نجانے مجھے کیوں اس پر ترس سا آنے لگا جی چاہنے لگا کہ بابا جی اس کو نہ ماریں وہ میرا پیار تھی

چاہے وہ چڑیل تھی لیکن میں اس سے پیار کر بیٹھا تھا اس کو مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن میری یہ خواہش دل میں ہی رہ گئی بابا جی نے وہی کچھ پڑھ کر اس پر بھی پھونک ماردی ان کے منہ سے آگ کا ایک الاؤ ابھرا جو سیدھا اس کے جسم سے ٹکرایا اور ایک بھیانک چیخ اس کے منہ سے نکلی اور پھر وہ بوڑھے جادوگر کی طرح زمین پر لیٹ کر تڑپنے لگی اس کے منہ سے چیخیں گونجتی جا رہی تھیں میں نے اور سب نے سنا کہ وہ مجھے پکار رہی تھی قاسم مجھے بچا لو قاسم مجھے بچا لو میں مرنا نہیں چاہتی ہوں لیکن میں اپنی جگہ سے اٹھ نہ سکا میں نے اٹھنا چاہا لیکن یوں لگا جیسے کسی نے مجھے دبا کر دوبارہ نیچے بٹھا دیا ہو میں اس بات سے خود حیران تھا کہ کون تھا جس نے مجھے اٹھنے نہ دیا تھا میں نے دھر ادھر دیکھا لیکن میرے آس پاس ادھر ادھر کوئی بھی نہ تھا نواز اور شاہد بھی نہ تھے نجانے وہ کہاں چلے گئے تھے میں نے ایک نظر ان کو دیکھا اور پھر جلتی ہوئی اس لڑکی کو دیکھنے لگا جو مسلسل چیختے جا رہی تھی اور پھر اس کی چیخیں آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگیں اس کا جادوگر کی طرح دھواں بننے لگا اور اسی دھوئیں میں اس کی راکھ بن گئی اس کا وجود بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

اس کو جلانے کے بعد بابا جی اٹھے اور چلتے ہوئے ہماری طرف نہر کے کنارے پر آ گئے ہم نے دیکھا کہ وہ پسینہ میں نہائے ہوئے تھے آتے ہی بولے بہت مشکل اور جان لیوا کام تھا جو میں نے کیا ہے اس سے قبل میں نے آج تک اتنا بڑی طاقت کو شکست نہ دی تھی یہ میرا پہلا موقع تھا میں تو سمجھ رہا تھا کہ میں ہار جاؤں گا لیکن شاید آپ لوگوں کی دعاؤں نے مجھے ہارنے نہ دے جتا دیا ہے ان کی بات غالباً درست تھی ہم سب کی دعائیں ان کے ساتھ تھیں وہ بولے اب اس گاؤں میں کبھی بھی جن بھوت یا چڑیل نہیں آئے گی میں نے اس گاؤں پر ہمیشہ کے لیے اپنا حصار قائم کر دیا ہے جو کبھی بھی ٹوٹے گا نہیں ان کی یہ بات سن کر سب کے چہروں پر خوشی کی کرنیں چمکنے لگیں اور پھر ان کے ساتھ سب ہی گاؤں واپس آ گئے وہ رات بابا جی ہمارے گاؤں میں ہی رہے اس کے بعد دوسرے دن وہ واپس لوٹ گئے۔

اس کہانی کو بیتے ہوئے کئی سال بیت چکے ہیں لیکن میں نے اور پورے گاؤں والوں نے اس کے بعد گاؤں میں کسی بھی سایہ جن بھوت یا چڑیل کو نہیں دیکھا ہے۔ بابا جی نے ٹھیک کہا تھا کہ انہوں نے اس گاؤں پر اپنا حصار پھیلا دیا ہے جو آج بھی قائم ہے۔۔۔اور ہمیشہ رہے گا۔۔۔

خوفناک واقعات

خوفناک رات

فلم کا آخری شو دیکھنے کے بعد میں سینما ہال سے پیدل ہی اپنے گھر کی طرف چلنے لگا۔ سگریٹ سلگا کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا فلم کے مختلف سین کے بارے میں سوچتا جا رہا تھا۔ مین روڈ سے ہوتا ہوا اپنے محلے کی گلیوں میں پہنچ چکا تھا۔ کبھی بائیں طرف کبھی دائیں طرف مڑتا ہوا آخر کار اپنے گھر کے قریب پہنچ گیا۔ راستہ میں کہیں کہیں سٹریٹ لائٹ جلتی نظر آئی۔ اور کہیں بالکل اندھیرا ہوتا تھا۔ صرف اور صرف ان گلیوں میں اکیلا ہی چلا جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک دو پہرے داروں نے سر سے لے کر پاؤں تک میرا جائزہ لیا تھا اور انہوں نے اس بات پر بھی غور کیا تھا کہ میں کس سمت کس گلی میں جا رہا ہوں' کوئی چور یا ڈاکو یا کوئی اور خطرناک آدمی تو نہیں ہوں۔ میں اپنے کمرے کے سامنے کھڑا تھا۔ کمرے کے روشن دان سے ٹیوب کی روشنی باہر گلی کی دوسری طرف کے مکان کی دیوار کو روشن کر رہی تھی۔ لیکن یہ ٹیوب کس نے جلائی۔ میں تو لائٹ آف کر کے گیا تھا۔ میرے بعد کون یہاں آیا تھا۔ کسی نے یہ لائٹ جلائی ہے۔ میں چابی ہاتھ میں پکڑے سوچ رہا تھا۔ شاید لائٹ آف کرنی بھول گیا تھا۔ میں نے اپنی سوچ کی خود ہی تردید کر دی اور چابی سے تالا کھول دیا۔ دروازہ کھول کر اندر کمرے میں قدم رکھتے ہی والا تھا کہ کمرے میں بالکل سامنے دیوار پر ایک خوفناک سیاہ رنگ کی بدصورت چہرے والی' صرف ایک ہی موٹی سی ڈراؤنی آنکھ تھی۔ دوسری آنکھ شاید کسی نے نکال لی تھی لمبے لمبے باہر کو نکلے ہوئے دانت اسے دیکھتے ہی میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ اس نے وہاں کھڑے کھڑے میری طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ جو میرے گریبان تک پہنچنے ہی والا تھا کہ میں چیخیں مارتا ہوا انہی قدموں سے واپس پلٹ کر گلیوں میں بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ بلا میرے پیچھے ہی تھی بار بار گلیوں کے موڑ مڑنے سے کئی بار دیواروں سے بھی ٹکرایا۔ لیکن بھاگتا ہی رہا۔ پسینہ چہرے ہی سے نہیں بلکہ پورے جسم سے زمین پر گر رہا تھا۔ خوف سے برا حال تھا۔ گلیوں کے بعد میں مین روڈ پر پہنچ گیا۔ جو مرجد مرحسہ ہو گیا میں بھاگتا رہا میری منزل کوئی نہ تھی۔ مجھے صرف اس بلا سے بچنا تھا۔ اس کے نوک دار پنجے بار بار مجھے اپنے اوپر آتے نظر آ رہے تھے۔ خوف سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ کبھی کبھار کوئی گاڑی نظر آتی لیکن میری مدد کو کوئی بھی نہ رکتا تھا۔ مین روڈ سے میں ایک درختوں کے جھنڈ میں گھس گیا۔ یہ بہت خوفناک جگہ تھی۔ مجھے اس وقت اس ویرانے سے خوف نہ آیا خوف آ رہا تھا تو اپنے پیچھے لگی چڑیل سے آ رہا تھا۔ بھاگتے بھاگتے ایک درخت سے بری طرح ٹکرایا۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہ تھا کہ میں کہاں ہوں جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو ایک کمرے میں بستر پر پڑا پایا۔ میں نے کمرے کی دیواروں کی طرف دیکھا تو ایک بار پھر چیخ اٹھا کیونکہ یہ میرا اپنا ہی کمرہ تھا دیواروں پر میری ہی تصویریں جھول رہی تھیں۔ وہی بستر تھا۔ وہی ٹیبل اور کرسیاں تھیں۔ الماری میں پڑی کتابیں ہل ہل کر نیچے گر رہی تھیں۔ دروازے پر نظر پڑی تو ایک مرتبہ پھر چیخنے کے بعد بے ہوش ہو گیا کیونکہ دروازے کی کنڈی اندر سے بند تھی۔ اگر کوئی انسان مجھے اٹھا کر یہاں کمرے میں لاتا تو دروازے باہر سے بند کر کے جاتا۔ یہ تو اندر سے بند تھا اور کمرے میں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ پھر مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے میں بھیگ رہا ہوں میرا بستر بھیگ رہا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد دیکھا تو چھت سے ایسے پانی گر رہا تھا جیسے کمرے کی چھت پر ٹیوب ویل لگا ہو۔ خوف سے ایک بار پھر چیخنے لگا۔ آج میری زندگی کی آخری رات تھی۔ ابھی اس کے نوک دار پنجے میری گردن میں پیوست ہو جانے والے تھے۔ پانی آہستہ آہستہ بند ہونا شروع ہو گیا خوفزدہ اس بات پر بھی تھا کہ اس ٹیوب ویل کا پانی صرف میری چارپائی تک محدود تھا۔ نیچے فرش خشک تھا۔ لمحوں میں ہی میرا بستر خشک ہو گیا۔ میرے کپڑے بھی خشک ہو گئے۔ جھولنے والی میری تصویریں اپنی جگہ پر ساکت ہو چکی تھیں۔ الماری سے گرنے والی کتابیں ایک ایک کر کے خود بخود اپنی جگہ پڑی تھیں۔ اس کے بعد بالکل خاموشی چھا چکی تھی۔ شاید بلا جا چکی تھی۔ میں نے ہمت کر کے چاروں طرف نظریں گھمانے کے بعد خود ہی اندازہ لگایا۔ جسم اس قدر بھاری تھا جیسے میرے اوپر منوں وزن ہو۔ ہاتھ پاؤں حرکت کرنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ بہت زور لگا لیکن ناکام رہا۔ چند لمحوں بعد جسم سے بوجھ بھی کم ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں حرکت میں آنے لگے۔ میں سمجھ گیا کہ اب چڑیل کا سایہ ختم ہو چکا ہے۔ میں پوری طرح ہوش میں تھا۔ دل کو سکون دینے کی خاطر ٹیبل پر پڑے گلاس کو پکڑا اور گٹ گٹ سارا گلاس پانی کا پی گیا..... چارپائی پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ کہیں وہ چڑیل دوبارہ نہ آ جائے۔ چڑیل کا تصور ذہن میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آتے ہی میں کمرے میں محبوس ہو کر رہ گیا۔ جو اس کی بگڑی شکل دیکھی تھی خوف زدہ کر رہی تھی۔ وہی بدصورت چہرہ دیواروں پر، برتنوں پر کمرے کی ایک ایک چیز پر نظر آ رہا تھا اور مجھے خوفزدہ کر رہا تھا۔ مجھے ان چڑیلوں بلاؤں پر ذرا بھی یقین نہ تھا۔ میں انہیں صرف کتابی کہانیاں ہی تصور کرتا تھا۔ لیکن ان کا وجود ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین کر لیا تھا۔ میں بہت بہادر سمجھتا تھا اپنے آپ کو لیکن میری بہادری لمحوں میں ختم ہو چکی تھی۔ مجھے سوچتے ہوئے ابھی آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ کمرے کے ایک کونے سے مجھے چھن چھن چھن..... کی آوازیں آنے لگی۔ جیسے کسی نے گھنگرو باندھے ہوں اور کمرے میں ٹہل رہا ہو۔ اس آواز کے آتے ہی میں خوفزدہ ہو کر بستر میں اکٹھا ہو گیا۔ چھن چھن کی آواز اب تیز ہو چکی تھی۔ اب جیسے کوئی ناچ رہا ہو۔ میں نے ہمت کر کے بستر سے سر آہستہ آہستہ باہر نکالا۔ مجھے کوئی چہرہ نظر نہ آیا۔ صرف آوازیں ہی آ رہی تھیں۔ میں خوف سے گنگ ہو کر رہ گیا۔ مجھ میں بولنے کی طاقت کسی نے چھین لی تھی۔ پہلی جیسی حالت دوبارہ ہونے لگی۔ ہاتھ پاؤں اور جسم بھاری ہونے لگا۔ صرف آوازیں سن سکتا تھا۔ یا پھر دیواروں کو گھور سکتا تھا۔ چھن چھن کی آواز اس قدر تیز ہو چکی تھی۔ کہ میرے کانوں کے پردے پھٹنے والے ہو چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے کمرے میں دیوار پر کسی کا سایہ نظر آنے لگا۔ میں تو پہلے ہی خوفزدہ تھا۔ سایہ دیکھ کر مزید خوفزدہ ہو گیا۔ لیکن چیخ نہ سکتا تھا۔ موت میرے کمرے میں گھنگھروؤں کے ساتھ رقص کر رہی تھی۔ سائے میں پھر زوردار چیخنے کی آواز آنے لگی۔ گھنگھروؤں کے ساتھ ساتھ چیخنے کی آواز.....

اب میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ مجھے علم تھا کہ اب میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔ میں پوری طرح چڑیل کی گرفت میں تھا۔ وہ جو چاہتی کر سکتی تھی۔ میں بے بس اور خوفزدہ تھا۔ کافی دیر چیخنے کی آوازیں آتی رہیں۔ اس کے بعد آوازیں بند ہو گئی۔ چھن چھن کی آواز بھی مدھم ہو رہی تھیں۔ جیسے اس نے اپنا کام مکمل کر لیا ہو۔ اب مجھ پر حملہ آور ہونے والی ہو——— یہ باتیں آنکھیں بند کئے میں سوچ رہا تھا۔ زبان سے کوئی کلمہ قرآنی آیات ادا نہیں ہو رہی تھیں——— میں پریشان تھا۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا میں نے ہمت کر کے اپنے دل میں پختہ ارادہ کر لیا۔ اگر موت آئی ہے تو آ کر رہے گی۔ میں کیوں کر خود کو خوفزدہ کروں۔ میرے اندر کا بہادر انسان بول رہا تھا۔ لیکن میں تو بزدل ہوں۔ بلا کو دیکھتے ہوش کھو بیٹھا تھا۔ اب بھی اگر وہ نظر آ جاتی ہے تو وہی حال ہو گا..... میں نے آنکھیں کھول دیں۔ مجھے کسی قسم کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ نہ سایہ نہ کوئی اور..... دروازے کی طرف دیکھا تو کنڈی کھلی ہوئی تھی۔ چڑیل جا چکی تھی۔ جسم پر پڑا بوجھ ختم ہو چکا تھا۔ میں نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالی تو 3 بجنے والے تھے۔ اب تقریباً ایک دو گھنٹے باقی تھے اذان ہونے کو۔ صبح ہوتے ہی یہ کمرہ چھوڑ دوں گا۔ یہاں سے ہمیشہ کے لئے چلا جاؤں گا مجھے اب اس کمرے میں نہیں رہنا تھا..... یہ سوچنے کے بعد۔ میں نے اپنی کتابیں الماری سے نکالنی شروع کر دیں۔ اور بیگ میں رکھنے لگا۔ چھوٹا موٹا سامان اکٹھا کرنے لگا اب مجھے انتظار تھا تو صرف اذان ہونے کا تھا..... کہ صبح ہو اور میں یہاں سے نکل جاؤں..... بلا کی صورت لمحہ بہ لمحہ خوفزدہ کر رہی تھی..... ایسے لگتا تھا جیسے ابھی وہ آ جائے گی۔ ابھی میری جان لے گی..... تقریباً ایک گھنٹہ اسی طرح گزر گیا۔ اب ایک گھنٹہ باقی تھا۔ دعائیں کر رہا تھا کہ کسی طرح یہ وقت بھی بغیر چڑیل کے نمودار گزر جائے۔ لیکن میری سوچ غلط ثابت ہوئی۔ زمین پر پڑی کرسیوں کو کوئی ایسے زمین پر پٹخنے لگا تھا جیسے کوئی بالکل میرے قریب ہو۔ کرسیوں کو اچھلتا گرتا دیکھ کر میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ سرپٹ بھاگ نکلا اب ایک دفعہ پھر میں گلیوں کی دیواروں سے گرتا ٹکراتا بھاگا چلا جا رہا تھا۔ وہ بلا اس دفعہ بہت غصہ میں تھی۔ مجھے اپنے پیچھے کسی کے زوردار چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ خوف سے سر سے پاؤں تک میرا پسینہ چھوٹ رہا تھا۔ اب میری موت یقینی تھی..... نجانے کن کن راستوں سے ہوتا ہوا میں کہاں سے کہاں پہنچ چکا تھا۔ جہاں اب میں بھاگ رہا تھا۔ یہ حصہ کسی ویرانے کی طرف جا رہا تھا۔ درخت ہی درخت تھے۔ قبریں ہی قبریں تھیں۔ یعنی میں قبرستان کی حدود میں داخل ہو چکا تھا۔ قبرستان میں ہی مجھے دو تین آدمی بیٹھے نظر آئے۔ انہوں نے اپنے درمیان آگ جلا رکھی تھی۔ ان کو دیکھ کر دل کو تسلی ہوئی کہ اب کچھ ساتھ مل گیا ہے۔ وہ شاید کسی کی قبر کھود رہے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی پیچھے سے بلا کے بھاگنے کی آوازیں مدھم ہو رہی تھیں۔ جیسے وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئی ہو..... میں ہانپتا کانپتا ان آدمیوں کے پاس جا گرا اور جلدی اٹھ گیا۔ پورے قبرستان میں نظریں دوڑائیں کہ بلا میرا پیچھا تو نہیں کر رہی ہے۔ لیکن مجھے کسی قسم کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ ان آدمیوں نے مجھ سے کسی قسم کی کوئی بات نہ کی۔ ان کے چہرے دیکھ کر میں خوفزدہ ہو رہا تھا۔ کیونکہ میں انہیں جانتا تک نہ تھا کہ وہ کون ہیں اور میں کون ہوں مجھے تو بس سہارا چاہئے تھا۔ جو مجھے مل چکا تھا۔ لیکن میری نظریں بار بار خوفناک قبرستان میں گھوم رہی تھیں۔ کہ وہ بلا نظر نہ آ جائے۔ لیکن وہ نظر نہ آئی۔ یہ لوگ بہت بڑا گڑھا کھود رہے تھے۔ یہ قبر نہ تھی وہ اپنے کام میں مسلسل مصروف تھے اور میں کبھی ان کو کبھی قبرستان کی چاروں طرف دیکھ رہا تھا قبرستان بہت ڈراؤنا تھا۔ لیکن آدمیوں کی موجودگی میں مجھے قبرستان سے خوف نہ آ رہا تھا۔ میں نے ان سے اپنی واقفیت نکالنی چاہی۔ یہ گڑھا کس کے لئے کھود رہے ہو..... تمہارے لئے..... ایک گرجدار آواز میرے کانوں سے ٹکرائی اور میں خوف کے مارے دوبارہ بول نہ سکا۔ ان چاروں آدمیوں کی شکلیں آہستہ آہستہ بدلنے لگیں۔ اوہ..... اس چڑیل سے بھی بدصورت بن چکے تھے۔ وہی لمبے لمبے نوکیلے دانت موٹی موٹی خونخوار آنکھیں، سیاہ رنگت لئے تڑپنے لگے اور اس کے ساتھ ہی قبرستان میں چھن چھن کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ گویا کہ چڑیل بھی آنے والی تھی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے اپنا ہوش نہ رہا۔ میری چاروں طرف چڑیل اور بلائیں تھیں۔ اور میں پوری طرح انہی مخلوق کے قبضہ میں تھا۔ پھر مجھے ہوش نہ تھا کہ میں کہاں ہوں..... جب ہوش آیا تو ایک بستر پر تھا۔ یہ شاید ہسپتال تھا۔ واقعی ہسپتال تھا۔ سفید وردیوں والے مرد و عورت ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ ڈاکٹروں کے بتانے سے پتہ چلا کہ مجھے دو دن بعد ہوش آیا ہے۔ اور مجھے قبرستان کے ایک گہرے گڑھے سے لوگ نکال کر لائے ہیں۔ میں ہر بات سمجھ چکا تھا۔ ڈاکٹروں کو تمام واقعات سے روشناس کرایا..... انہیں میری باتوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔ لیکن آخر کار انہیں یقین کرنا پڑا۔ اس کے بعد میں ہسپتال سے چھٹی کر کے گھر آ گیا۔ دن کی روشنی میں ہی وہ کمرہ خالی کر دیا۔ تمام سامان ایک ویگن میں رکھا۔ اور چل پڑا اب میرا دل اس کمرے سے ہی کیا اس شہر سے بھی اٹھ گیا تھا۔ میں نے اپنی ٹرانسفر دوسرے شہر کروا لی اب بھی اس واقعہ سے میں خوفزدہ ہو جاتا ہوں کمرے کی چاروں دیواروں کو غور سے دیکھتا ہوں اپنے سامان کی ایک ایک چیز کو دیکھتا ہوں کہ یہ واقعی دوبارہ تو چڑیل نہیں آ رہا ہے۔ لیکن ہر چیز کو اپنی جگہ موجود پا کر مطمئن ہو جاتا ہوں۔

(اقبال بھٹی - لاہور)

قبرستان کی چڑیل

یہ واقعہ میرے ساتھ آج سے دو سال پہلے پیش آیا ہماری بازار کے عین وسط میں بیکری تھی اور میں ہی اکثر دوکان بند کر کے گھر جاتا تھا اور اس راستے میں ایک بہت پرانا قبرستان پڑتا ہے مجھے گھر والوں نے کئی مرتبہ منع کیا کہ تم قبرستان والے راستے گھر مت آیا کرو دوسرے راستے سے دیر ہو جاتی تھی اس لئے میں قبرستان والے راستے سے گھر آتا تھا یہ ایک سردیوں کی بات ہے کہ آٹھ بجے کے قریب میرے کچھ دوست دوکان پر آ گئے اور وقت کا پتہ نہ چلا کہ رات کے ساڑھے دس ہو گئے تھے ویسے میں دوکان ساڑھے نو بجے بند کر دیتا ہوں اس رات بہت دیر ہو گئی سب دوست چلے گئے اس رات میرے پاس کوئی سواری بھی نہیں تھی میں پیدل ہی گھر کی طرف چل دیا جب میں قبرستان کے قریب آیا تو مجھ کو خوف محسوس ہوا بہرحال میں چلتا رہا راستہ سارا سنسان تھا میں کچھ دور گیا ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی میرے پیچھے آ رہا ہو میں نے مڑ کر دیکھا کچھ بھی نہ تھا میں اپنا وہم سمجھ کر چلتا رہا کوئی ایک منٹ بعد میں نے محسوس کیا کہ کوئی آواز دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے حامد ادھر آؤ حامد ہم دوست ہیں جب میری نظر سامنے قبر پر پڑی تو میری چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی کہ ایک پرانی قبر پر کالے بکرے کی گردن پڑی ہے جو مجھ کو دیکھ کر ہنس بھی رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ حامد ہم دوست ہیں اور اس کی آنکھیں بالکل سرخ ہوئی تھیں میں اس کو دیکھ کر ایسا بھاگا کہ زندگی میں کبھی اتنا تیز نہیں بھاگا اور میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا مڑے ہوئے میں نے بھاگتے ہوئے قرآنی آیات جو مجھے یاد تھی وہ میں نے پڑھنی شروع کر دی تو میں نے محسوس کیا کہ خوفناک چڑیل رک گئی میں بھاگتا آ رہا تھا جب میں قبرستان والی سڑک سے نکل کر مین روڈ پر آیا تو خوف کچھ کم ہو گیا جب میں گھر والا موڑ مڑا موڑ کر پہنچنے والا تھا ہمارے گھر سے پہلے ایک گلی آتی ہے میں نے دیکھا اس گلی میں کالی سیاہ بلی کھڑی ہے جب میں اس گلی کے پاس سے گزرا تو خوف سے میرے جسم میں خون جمتا ہوا محسوس ہوا کہ اس گلی میں وہی چڑیل کھڑی تھی خون میں لت پت خوفناک شکل پاؤں مڑے ہوئے میں وہاں سے بھاگا آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی تو آواز آئی کہ تو آج بچ گیا آیت الکرسی کی وجہ سے ورنہ وہ حشر کرتے کہ دنیا دیکھتی بہرحال میں نے پیچھے نہیں دیکھا کیا ہے کیا نہیں گھر دروازہ کھلا ہوا تھا گھر جاتے ہی بستر پر گر گیا پسینہ میں نہایا ہوا تھا گھر والے پریشان تھے کہ ابھی تک نہیں آیا جب گھر والوں نے میری حالت دیکھی تو وجہ پوچھی تو سارا حال ان کو بتایا تو امی جان بہت ناراض ہوئی کہ آئندہ اتنی رات میں مت آنا صبح ہم پیر صاحب کے پاس گئے انہوں نے بتایا تم خوش قسمت ہو کہ بچ گئے چھ دن بخار رہا اس کے بعد رات تو رات میں دن کے وقت بھی نہیں گزرتا توبہ کی اب نہیں گزروں گا۔ (محمد حامد نورانی السلام نگر رحیم یار خان Ph 76853)

○○○

مشہور شخصیات کے آخری الفاظ

(1) مجھے اندیشہ ہے میرے بعد زبردست ہنگامے ہوں گے۔ (اورنگ زیب عالمگیر)
(2) میں بے قصور ہوں (مسولینی)
(3) میرے عزیز ترین دوست موت اٹل ہے اس کو کوئی نہیں روک سکتا (کمال اتاترک)
(4) روح کے اٹھنے کا وقت آ گیا۔ (ڈیکارٹ)
(5) ڈاکٹر مجھے جانے دو (جارج واشنگٹن)
(6) نبض ہلنا بند ہو گئی۔ (ہیلے)
شیخ عبدالستار کھمبال چوک میرپور (آزاد کشمیر)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بیری کے درخت کا جن"

یہ 13 جنوری 1998ء کا واقعہ ہے اس رات گھر میں بجلی چلی گئی تھی ہم نے یعنی میں اور میرے بھائی صحن پر یعنی بیری کے درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے کہ اچانک میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک موٹا جس کے لمبے دانت جسم پورا بالوں سے بھرا ہوا تھا آنکھ پیشانی پر تھے اور صورت ایسی گندی کہ خدا کی پناہ وہ میرے بھائی کو کوڑوں سے مار رہا تھا اور میرا بھائی درد سے کراہ رہا تھا اور جن اس سے کہہ رہا تھا تو اس درخت کے نیچے سو کر ہمارا سکون برباد کر رہا تھا میں تیرے کو چھوڑوں گا نہیں میں خون پی جاؤں گا اتفاق سے میرے والد صاحب پانی پینے کے لئے اٹھے تو وہ جن میرے والد صاحب کو دیکھ کر غائب ہو گیا کیونکہ میرے والد پانچ وقت کے نماز آدمی تھے اور انہیں ہر قسم کا وظیفہ آتا ہے جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو فوراً کوئی وظیفہ شروع کر دیا جس سے میرا بھائی بالکل صحیح ہو گیا لیکن ہر سال جب بھی وہ رات آتی ہے تو میرے بھائی کے جسم پر خود بخود زخم ہو جاتے ہیں اور صبح صحیح ہو جاتے ہیں آج بھی وہ بیری کا درخت ہمارے گھر میں ہے کیونکہ ہمارے والد صاحب نے کہا ہے کہ اسے ہرگز نہیں کاٹنا کیونکہ اگر یہ کٹ گیا تو جنات ہمارا حشر نشر کر دیں گے۔ آج بھی وہ رات جب یاد آتی ہے تو خوف سے پسینے چھوٹنے لگتے ہیں۔ (نامعلوم)

شماچڑیل

میں جو واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے جا رہا ہوں بالکل حقیقت پر مبنی ہے آیئے قارئین اس واقعے کی طرف چلتے ہیں میں ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں یہ واقعہ چار سال پرانا ہے لیکن جب بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں میں گلگت کے مشہور گاؤں گرپر کا رہنے والا ہوں۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ میں ٹریکٹر ڈرائیور ہوں میں روشمشال میں ایک ٹھیکیدار کے ساتھ کام کرتا تھا 4-6-95 کا واقعہ ہے راشن لینے ہنزہ علی آباد آیا ہوا تھا میں راشن لے کر سہ پہر تین بجے علی آباد سے روانہ ہوا۔ میں گلمت تک پہنچتے پہنچتے مغرب کا ٹائم ہو گیا گلمت سے شمشال تک روڈ جاتا ہے جو شاہراہ قراقرم سے گلمت میں ملتی ہے اب مجھے کچے روڈ پر سفر کرنا تھا اس وقت بارش بھی ہو رہی تھی مجھے ڈر تھا کہ روڈ خراب نہ ہو میں نے اللہ کا نام لے کر سفر جاری رکھا ابھی میں نے بمشکل 5 کلومیٹر کا سفر طے کیا تھا ٹریکٹر بند ہو گیا میں بڑا پریشان تھا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں ٹریکٹر کو چیک کیا ٹریکٹر ٹھیک ٹھاک تھا بارش کی وجہ سے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا ٹریکٹر بند ہوئے دو گھنٹے گزر گئے 11 بجے تھے ہر طرف ہو کا عالم تھا سردی میں ٹھٹھر چکا تھا تھوڑی دیر اور گزری تھی کہ اچانک میرے عقب سے دو بلیوں کے لڑنے کی آواز آنے لگی میں سمجھا شاید بلیاں ہوں گی۔ لیکن قریب آنے پر پتہ چلا کہ ہیں تو بلیاں لیکن ٹارچ کی روشنی ان پر ڈالی دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ شکل سے بلیاں جیسی تھی لیکن جسامت میں کتے کے برابر تھے۔ ایک سامنے سے آ رہا تھا ایک پیچھے سے میں نے اتنی زور سے چیخ ماری کہ پہاڑوں میں گونجنے لگی میرے چیخ مارتے ہی وہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا ان کی جسامت بڑھتی جا رہی تھی پھر میری طرف بڑھنے لگے تقریباً 5 فٹ کے فاصلے پر آ کر رک گئے۔ اور عجیب و غریب آوازیں نکالنے لگے میں ڈر کی وجہ سے ہل بھی نہیں رہا تھا صبح تک ایسی ہی آوازیں نکالتے ہوئے مجھے ڈراتے رہے صبح اذان سے چند منٹ پہلے اچانک وہ غائب ہو گئے ان کے غائب ہوتے ہی پہاڑوں میں ایک عجیب آواز گونجی وہ کہہ رہی تھی تم بہت خوش قسمت تھے جو بچ گئے تمہیں تمہاری جیب میں رکھی ہوئی قرآنی آیات کی وجہ سے ہم قریب نہیں آ سکی میرا نام شماچڑیل ہے آواز بند ہو گئی۔ تو میں نے جیب ٹٹولی تو یٰسین پڑی ہوئی تھی میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا نماز فجر ادا کی جب ٹریکٹر کو اسٹارٹ کرنے لگا تو بغیر کسی پریشانی کے اسٹارٹ ہو گیا۔ (شاہ زمان راہی۔ کراچی)

اڑنے والی عورت

یہ واقعہ جو میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں یہ میرے ساتھ پیش آیا تھا رات کے نو بجے تھے میں گھر کے کسی کام سے بازار کی طرف چل پڑا میں جب بازار میں داخل ہوا تو اچانک بادل چھا گئے اور ہر طرف کالا اندھیرا ہو گیا اچانک تیز بارش برسنا شروع ہو گئی میں بارش سے بچنے کے لئے ایک دکان میں داخل ہو گیا کافی دیر تک بارش ہوتی رہی پھر بارش رک گئی تو میں دکان سے نکلا اور گھر کا سامان خریدنے چل پڑا مگر یہ کیا دکان تو بند پڑی تھی میں واپس گھر کی طرف چل پڑا بارش کی وجہ سے پانی سڑکوں پر جگہ جگہ کھڑا ہوا تھا میں چند قدم ہی چلا تھا کہ کالے بادل پھر آسمان پر چھا گئے تو اندھیرا اس قدر ہو گیا تھا کہ دور کی چیز صاف دکھائی نہ دے رہی تھی میں اندھیرے میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اپنے محلے کی گلی میں آ گیا گلی میں اندھیرا بہت تھا میں نے جیسے ہی گلی میں قدم رکھا تو مجھے کسی نے پیار سے پکارا کہ بیٹا میری بات سنتے جانا میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی مگر مجھے کوئی دکھائی نہ دیا آواز کسی عورت کی تھی مجھے خوف محسوس ہونے لگا اچانک پھر آواز سنائی دی اس بار آواز اوپر سے آئی تھی میں نے اوپر دیکھا تو میرے جسم میں ایک خوف سا پھیل گیا اوپر میں نے ایک عورت کو اڑتے ہوئے دیکھا اس کا چہرہ بہت بھیانک تھا۔ اور دو دانت اس کے منہ سے باہر نکلے ہوئے تھے اور اس نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا وہ میری طرف بڑھی میں اس کو اپنی طرف آتا دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا بھاگتے بھاگتے میں ایک دیوار سے ٹکرا گیا جو اندھیرے کی وجہ سے مجھے دکھائی نہ دی گر میں اٹھا اور پھر بھاگنے لگا اور آخر گھر آ کر دم لیا کمرے میں داخل ہوتے ہی میں اپنے بستر پر گر پڑا میری حالت دیکھ کر میرے گھر والے پریشان ہو گئے انہوں نے مجھے ایک گلاس پانی پلایا اور پھر پوچھا کہ کیا بات ہے اتنا بھاگتے ہوئے کیوں آئے ہو میں نے سارا ماجرہ اپنے گھر والوں کو بتا دیا میرے بڑے بھائی باہر اس عورت کو دیکھنے لگے مگر باہر آسمان پر کچھ بھی نہ تھا پھر میں تین دن تک بیمار رہا۔

(محمد یوسف بنگالی محلہ صدر بازار لاہور کینٹ)

ریلوے لائن

یہ واقعہ آج سے 10 سال پہلے کا ہے جو کہ میرے دوست نذیر احمد کے ساتھ پیش آیا جو گزشتہ دنوں اس نے مجھے سنایا تو خوف کی لہریں میرے اندر پیدا ہو گئیں۔ اس کی زبانی سنیئے میں کراچی سے واپس اسٹیشن پہنچا۔ تو وہاں سے پیدل گھر چل دیا۔ ریلوے لائن پر میں دنیا سے بے خبر تھکا ہوا چلا جا رہا تھا ارد گرد کا ماحول مجھے خوفناک دکھائی دے رہا تھا ایک طرف آبادی اور ایک طرف جنگل نما میدان بنا ہوا تھا میں چلتا گیا اچانک میری نظر ایک بکری پر پڑی میں تیز تیز چلتا ہوا جا رہا تھا۔ رات 2 یا ڈھائی کا ٹائم تھا اس کے بعد بکری غائب ہو گئی میں ایک سنسان ویران سرنگ کے اوپر سے گزر رہا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے میرے پاؤں پکڑ لئے ہوں پیچھے سے مجھے بکری کی آواز آنے لگی آگے اس طرح لگ رہا تھا جیسے کوئی لائن کے پتھروں کو ادھر ادھر پھینک رہا ہو دائیں طرف مجھے چوڑیوں کے کھنکنے کی آواز آ رہی تھی۔ بائیں طرف دیکھا تو ایک تیز روشنی میرے قریب سے گزر کر سامنے کی طرف چلی گئی۔ میں وہاں سے بھاگا۔ اور دل ہی دل میں خدا کو یاد کرنے لگا پھر مجھے ایسے لگا کہ کسی نے میری قمیض پکڑلی ہو میں بہت ڈر گیا اور کانپنے لگا سخت سردی کی وجہ سے میرے منہ پر پسینہ آ رہا تھا میں نے اپنے پیچھے دیکھا مگر کوئی نظر نہیں آیا۔ میں پھر چلنے لگا۔ پھر مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میرے قریب سے کوئی چیز بہت تیز رفتار سے گزر گئی ہو میں نے آگے دیکھا تو روشنی کا ایک دھماکہ ہوا اور آگے اتنی روشنی ہوئی کہ جیسے ساری دنیا کے بلب لگا دیئے گئے ہوں مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا میں اللہ کا کلام پڑھنے لگا اور خیریت سے گھر پہنچا تو سانس لینا مشکل ہو رہا تھا میں نے صبح اٹھ کر امی کو سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا کہ وہ جگہ بھاری ہے آئندہ دیر سے مت آنا اب میں دن کے وقت بھی وہاں سے گزرنے سے گھبراتا ہوں اور سرنگ کو دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن اب میرا سارا ڈر خوف بھاگ گیا ہے اب مجھے بہادر دوست عمران شاہد مل گیا ہے جو کہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔

(محمد عمران شاہد' رحیم یار خان)

لمبا کتا

یہ واقعہ میرے ساتھ ان دنوں پیش آیا تھا اس وقت میری عمر 14 سال تھا ہوا یوں کہ ایک رات بڑے بھائی نے مجھے پیسے دیئے اور کہا کہ جاؤ میرے لئے سگریٹ خرید کر لاؤ۔ میں نے پیسے لئے اور سگریٹ خریدنے روانہ ہو گیا۔ راستے میں دیوی کے درختوں کا جھنڈ پڑتا تھا جاتے ہوئے تو کوئی واقعہ پیش نہ آیا چونکہ رات کے بارہ بجے تھے اس لئے سب دکانیں بند تھیں صرف ایک دکان کھلی تھی جو بند کرنے کی تیاری کر رہا تھا میں نے اس سے سگریٹ خریدے اور واپس گھر کی طرف روانہ ہو گیا جب میں درختوں کے درمیان پہنچ گیا۔ تو میں نے دیکھا سامنے ایک کتا کھڑا تھا جب میں اس کے قریب پہنچ گیا تو خوف کے مارے میری چیخ نکلتے رہ گئی کیونکہ وہ اتنا لمبا کتا تھا کہ اس سے پہلے نہ کسی نے دیکھا ہو گا اور نہ کسی سے سنا ہو گا پہلے تو میں بہت خوف زدہ ہوا مگر پھر ہمت کر کے شہادت پڑھتے ہوئے آگے بڑھنے لگا جب میں نے چلنا شروع کیا تو کتا بھی میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا خدا کی پناہ کیسی خطرناک چال چل رہا تھا وہ کتا اس وقت میری جگہ کوئی اور ہوتا تو ڈر کے مارے بے ہوش ہو گیا ہوتا۔ چونکہ میں بچپن سے نڈر واقع ہوا ہوں اس لئے ڈر تو لگ رہا تھا مگر بہت کم۔ میری نظریں کتے پر تھیں جو مجھ سے چند قدم آگے چل رہا تھا۔ شہادت پڑھتے پڑھتے میری آواز بلند ہو گئی اور میرے قدم بھی تیز تیز چلنے لگے میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھاگنے لگا۔ نہ جانے مجھے کیا ہو گیا کہ میں بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگا مگر شرارت ابھی بھی پڑھ رہا تھا جب کتے نے دیکھا کہ میں اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں تو اس نے ایک خوفناک چیخ ماری اور غائب ہو گیا اس کے غائب ہوتے ہی مجھے کچھ ہوش آیا پھر تو مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ میں کب گھر پہنچ گیا ہوں جب آنکھ کھلی تو صبح کا اجالا پھیلا ہوا تھا اور میں سخت بخار میں تپ رہا تھا تین روز تک مجھ کو بخار رہا تب جا کے میں ٹھیک ہو گیا آج اس واقعے کو گزرے ہوئے 5 سال ہو گئے ہیں مگر جب بھی اس بارے میں سوچتا ہوں تو خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(عبدالغفور ساکر' تربت مکران)

جنات کا بسیرا

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں نویں جماعت کا طالب علم تھا ہمارا قصبہ گاؤں سے ایک یا دو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے ہم نے گاؤں میں ایک سکول کھولا تھا اور رات کو ہم سکول میں پڑھتے تھے میرا راستہ چونکہ ہموار تھا اس لئے میں جلدی گاؤں پہنچ جاتا تھا میرے راستے میں ایک ندی بہتی تھی اور اس ندی کے اندر ایک بند باندھا تھا اور اس بند کے ساتھ ایک بہت بڑا کھجور کا درخت تھا اس درخت کے بارے میں لوگوں کا کہنا تھا کہ اس میں جنات اور بھوتوں کا بسیرا ہے اس کی واضح مثال یہ ہے کہ اس کے قریب جو بند باندھا ہے ہر دفعہ بارش اس کو بہا کر لے جاتی ہے اس کا مالک بہت پریشان ہے آخر میں اپنے بند کو کیا کروں کہ بارش اسے نہ بہائے۔ مجھے تو لوگوں کی باتوں پر کوئی یقین نہیں تھا اور میں ان کی باتوں کو توجہ سے نہیں سنتا تھا ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں گاؤں سے آ رہا تھا اور میں اس بڑے درخت سے تھوڑے فاصلے پر تھا کہ مجھے کچھ سنائی دیا میں تھوڑا ٹھہر گیا تو آواز بند ہو گئی اور ہر طرح مکمل سناٹا تھا تقریباً" رات کے دو بجے تھے۔ میں نے پھر چلنا شروع کیا ابھی میں تھوڑا ہی دور گیا تھا کہ پیچھے سے کسی نے مجھے آواز دی یہ آواز بالکل میرے دوست رحیم بخش کی تھی میں نے سمجھا کہ شاید وہ کسی میٹنگ میں تھا. اور اب گھر جا رہا ہے۔ لیکن یہ رحیم بخش نہیں ہوا جو تھی یہ میرے قریب آ رہا تھا اس کے قدموں کی آواز اتنی بھاری ہو رہی تھی کہ میں خود حیران ہو گیا۔ اب میں نے سمجھا کہ یہ رحیم بخش نہیں ہے یہ ضرور کوئی بدروح ہو گی۔ میں نے پھر چلنا شروع کیا لیکن میں جتنا تیز چلتا میرے خیال میں جگہ یہی ہے آخر میں نے دیکھا یہ میرے بہت قریب ہو رہا ہے اب میں مجبور ہو گیا کہ بھاگوں جب

میں نے بھاگنا شروع کیا تو پتا نہیں کیا ہوا کہ میں گر گیا اور اتنے زور سے زمین پر گرا کہ میرا ہوش ہی اڑ گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنے گھر میں پڑا تھا اور میرا دوست واحد میرے والدین سے باتیں کر رہا تھا اس نے بتایا کہ جب میں کھیتوں کو پانی دے کر سائیکل پہ واپس گھر جا رہا تھا کہ راستے میں میں نے اس کو گرا ہوا پایا میرا سر ایک بڑے پتھر سے لگا تھا اور مکمل زخمی تھا میرے گھر والوں نے مجھے ہسپتال میں داخل کرایا اور چند دن بعد میں ہوش میں آیا۔ اور اب اس واقعہ کو تین سال ہو گئے ہیں اور میں سیکنڈ ائر کا طالب علم ہوں اور اس وقت اپنے دوستوں کے ہمراہ ہاسٹل میں ہوں جب بھی میں اس واقعے کو یاد کرتا ہوں تو خوف سے خود بخود میرے پسینے نکلتے ہیں۔

(تحریر محمد وارث گل' کیچ تربت مکران)

دوست کا بدلہ

یہ واقعہ میرے اپنے ساتھ پیش آیا ہے آج سے تقریباً" ایک سال پہلے کی بات ہے کہ میری دوستی ایک لڑکے عبدالقیوم سے ہوئی۔ رفتہ رفتہ ہمیں ایک دوسرے سے اسقدر محبت ہوئی کہ ہم ایک پل بھی جدا ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد ہم روزانہ ملتے عبدالقیوم گاؤں سریاں میں رہتا تھا جو ہمارے گاؤں سے کافی دور تھا راستے میں ایک ویران نالہ تھا ایک دن عبدالقیوم سے ملنے اس کے گاؤں گیا تو وہ شدید زخمی تھا کہنے لگا تمہاری دوستی کب کام آئے گی دشمنوں نے میرا کیا حشر کر دیا ہے یہ سن کر میرا خون کھولنے لگا میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے زخمی کیا ہے تو اس نے کہا میں پرسوں بدھ والے دن سکول سے واپس آ رہا تھا تو قریبی نالے کے پاس جو غار ہے اس سے چند نقاب پوش نکل کر میرے سامنے آئے اور مجھ پر حملہ کر دیا میں بڑی مشکل سے جان بچا کر گھر آیا ہوں میں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ آج ہی تیرے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ میں واپس گھر آ گیا جب رات ہوئی تو میں قریبی ہوٹل پر گیا اور کھانا کھا کر واپس آ گیا رات 12 بجے میں نے لباس تبدیل کیا ایک پستول ایک عدد خنجر اور ایک ٹارچ لی اور نالے کی طرف روانہ ہو گیا جب میں نالے پر پہنچا تو 1:00 بج چکا تھا میں سیدھا غار کی طرف چل پڑا۔ غار کا منہ بے حد تنگ تھا لیکن میں کوشش کر کے اندر داخل ہو گیا اندر کافی روشنی تھی میں نے ٹارچ بند کی اور واپس رکھ دی تو اچانک آواز آئی ہمیں معلوم تھا کہ تو ضرور آئے گا میں نے خوفزدہ ہو کر آواز کی سمت دیکھا تو میرا دل دہل گیا میں نے سوچا تھا

کہ شاید کوئی ڈاکو وغیرہ ہوں گے لیکن اندر کا نقشہ ہی اور تھا ایک بدصورت انسان جس کے ہاتھ اور منہ خون سے تر تھے اپنے قریب بیٹھے ہوئے نقاب پوشوں سے کہہ رہا تھا کہ فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہمارا شکار خود ادھر آ رہا ہے میرا دل تیزی کے ساتھ دھڑکنے لگا۔ مگر میں نے ہمت نہ ہاری اور پوری قوت سے چلایا کہ میں تمہیں تمہارے ان ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا اس بدصورت شخص نے ایک قہقہہ لگایا اب مجھے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے پھر وہ زور سے گرجا یہ آدم زاد ہم سے اپنے دوست کا بدلہ لینے آیا ہے۔ اس نے اشارہ کیا تو تمام نقاب پوش میری طرف بڑھنے لگے میں نے فوراً" پستول نکال لیا اور ان پر فائر شروع کر دیا مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا میں یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا فوراً" آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیا اور اپنی جانب بڑھتی ہوئی مخلوق کی طرف پھونک ماری تو فوراً" وہ مخلوق غائب ہو گئی میں نے وہاں سے واپس بھاگنا چاہا تو کسی نے میری گردن پکڑ لی مڑ کر دیکھا تو وہ بدصورت شخص تھا میں نے اللہ کا نام لے کر خنجر نکالا اور پوری قوت سے اس شخص کے پیٹ میں گھونپ دیا اس کے ساتھ ہی وہاں سے دوڑ لگا دی صبح 4 بجے کے قریب گھر واپس آیا اس کے بعد مجھے کوئی ہوش نہ رہا جب آنکھ کھلی تو خود کو ہسپتال میں پایا تمام گھر والے قریب ہی تھے یہ میری زندگی کا ایک ناقابل فراموش واقعہ ہے۔

(محمد یونس' لمیاں پٹیاں مظفر آباد)

وہ کہاں چلی گئی؟

یہ 1988ء کا بالکل سچا واقعہ ہے یہ میری آپ بیتی ہے میں سن 88ء میں ایک جلدی بیماری میں مبتلا ہو گئی اور میرے جسم پر بڑے بڑے پانی اور خون کے چھالے پڑ گئے بہت علاج کرایا لیکن مرض بڑھتا ہی گیا آخر نانا ابو کے جاننے والے ایک ڈاکٹر سے علاج کرانے لگے کچھ اتفاق ہوا. اسی لئے ان کے پاس تقریباً" روز ہی جانا پڑتا تھا ایک دن نانا ابو کی کمپنی کی ایمبولینس میں میں لیٹی ہوئی تھی میری امی جان میرے ساتھ بیٹھی تھیں کہ کالے رنگ کی چادر میں ایک عورت آئی اس وقت نانا ابو اور ماموں ڈاکٹر صاحب کو بلانے گئے تھے اور ڈرائیور بھی کہیں ادھر ادھر ہوا تھا عورت نے غور سے مجھے دیکھا اور بولی کیا ہوا ہے اسے؟ امی نے بتایا کہ یہ بیمار ہے وہ بولی کہ اس کے اوپر سے کسی نے ابلتی ہوئی گرم ہنڈیا گزار دی ہے جس کی وجہ سے یہ سب ہوا ہے اور آئندہ اسے کالے کپڑے سے دور رکھنا اور اسے کالے کپڑے نہ پہننے دینا ابھی وہ مزید بات کرتی

لیکن ڈاکٹر صاحب آگئے تو وہ ایک طرف یہ کہتے ہوئے ہٹ گئی کہ ڈاکٹر صاحب آگئے ڈاکٹر صاحب مجھے چیک کرنے لگے۔ لیکن امی اس عورت کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگیں۔ لیکن انہیں وہ کہیں نظر نہ آئی حالانکہ وہ جی ٹی روڈ تھی اور آس پاس ایسا کوئی موقع نہ تھا کہ وہ اتنی جلدی نظروں سے اوجھل ہوتی لیکن وہ کہیں بھی نہ تھی۔ آج بھی یہ واقعہ یاد آتا ہے تو حیرانی ہوتی ہے کہ وہ کون تھی؟ لیکن جو کوئی بھی تھی اچھی تھی اور میرا بھلا کر گئی۔

(عابدہ نسیم' شالیمار ٹاؤن' لاہور)

بھیانک رات

یہ واقعہ بالکل سچا ہے اور میرے ساتھ مئی 1996ء کو پیش آیا جب میں میٹرک کے امتحانات سے فارغ ہوا تھا ہوا یوں کہ ایک رات میرے گھر والے کسی شادی پر چلے گئے اور میں گھر پر اکیلا تھا اور فلم دیکھ رہا تھا جبکہ لائٹ چلی گئی مجھے اکیلے میں خوف محسوس ہوا اچانک مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میرے سے تھوڑے سے فاصلے پر کوئی حرکت کر رہا ہے میں بہت ڈر گیا اور خوف سے آنکھیں بند کر لیں اور کانپنے لگا پھر آنکھیں کھولیں تو پیروں سے زمین نکل گئی کیونکہ دیوار کے ساتھ کوئی کالی سی چیز لمبی ہوتی جا رہی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ چھت تک پہنچ گئی میرا برا حال تھا اچانک اس چیز نے اپنے رنگ بدلنے شروع کر دیئے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پہلے اس کا رنگ سبز' پھر پیلا' اور پھر سفید ہو گیا اندھیرے میں بھی صاف نظر آ رہا تھا یہ دیکھنا تھا کہ میں خوف کے مارے بے ہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو گھر والوں کے ساتھ پایا گھر والے مجھے تسلی دے رہے تھے لیکن میرا برا حال تھا اس واقعے کے بعد مجھے ایک ہفتے تک بخار رہا اس واقعے کے بعد میں نے اکیلا گھر رہنے سے توبہ کر لی۔

(راجہ فرید 210-A نیو سمن آباد' لاہور)

بھیانک چڑیل

عامر' ثاقب اور کاشی تین دوست تھے اور پڑوسی بھی تھے تینوں اکٹھے سکول جاتے اور اکٹھے واپس آتے کاشی اور عامر دونوں ذرا بزدل تھے لیکن ان کے مقابلے میں ثاقب دلیر تھا ایک دن تینوں سکول سے واپس آ رہے تھے ان دنوں گرمی اپنے عروج پر تھی وہ تینوں سکول سے واپس آ رہے تھے کہ کاشی کے پاؤں میں جلن کا احساس ہوا اس نے سمجھا کہ گرمی کی وجہ سے ایسا ہوا اس لئے اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کوئی اہمیت نہ دی اور چلنے لگا کچھ دیر بعد کاشی کا جو تا جو اس کے پاؤں میں تھا اڑتا ہوا اس کے سر پر برسنے لگا کاشی ویسے ہی بہت بزدل تھا جب اس نے یہ دیکھا تو فوراً بے ہوش ہو گیا عامر بھی یہ منظر دیکھ کر بھاگ کر گھر چلا گیا اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا ثاقب عامر کو کوستا ہوا کاشی کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

عامر بھاگتا جا رہا تھا اس نے گھر پہنچ کر اپنے بڑے بھائی کو اس واقعے کی اطلاع دی گھر میں اس وقت عامر کا صرف بڑا بھائی ہی تھا اس کا بڑا بھائی جس کا نام ماجد تھا بھاگتا ہوا وہاں پہنچا لیکن عامر گھر پر ہی رہا کیوں کہ وہ بہت ڈرپوک تھا وہ فوراً اٹھا اس نے پنکھا چلا دیا اور چارپائی پر لیٹ گیا جلد ہی اسے نیند نے آگھیرا سوتے ہوئے بھی اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے تھے۔ اچانک بھیانک چڑیل نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور عامر کو پکڑ لیا عامر نے ایک زور دار چیخ ماری اور اس خواب کے متعلق سوچنا شروع کر دیا۔ اچانک ایک کونے میں پڑی ہوئی اینٹ اڑتی ہوئی آئی اور اس زور سے عامر کے سر پر پڑی عامر ویسے ہی بزدل تھا اور دوسرے وہ خواب کی وجہ سے پریشان تھا اینٹ جیسے ہی اس کے سر پر پڑی وہ فوراً بے ہوش ہو گیا پھر اینٹ درمیان میں سے ٹوٹ گئی اس میں ایک سایہ نمودار ہوا آہستہ آہستہ وہ ایک چڑیل کی شکل اختیار کر گیا چڑیل نے اپنے دو لمبے دانت عامر کی گردن میں پیوست کر دیے۔ اس کا سارا خون پی گئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔ ماجد اور ثاقب نے مل کر کاشی کو اٹھایا اور اسے لے کر گھر پہنچے لیکن انہوں نے جب وہ منظر دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ کچھ دیر بعد سارا محلہ اکٹھا ہو گیا شام کے وقت عامر کو دفنا دیا گیا عامر کے چکر میں وہ لوگ اتنے مدہوش ہو گئے کہ وہ کاشی کو بھول گئے عامر کو دفنا کر جب وہ واپس آئے تو انہیں کاشی کا خیال آیا وہ فوراً وہاں پہنچے جس کمرے میں کاشی تھا لیکن اب اس کمرے میں کاشی نہ تھا بلکہ ایک انسانی پنجر تھا وہ سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ کسی جن بھوت نے کیا ہے وہ محلے کے ایک بزرگ کو لے آئے جنہوں نے کچھ دیر بعد یہ بتلایا کہ ان تینوں نے آج اپنے سکول کی بیری پر پتھر مارے اس بیری پر ابھی تک بیر تھے حالانکہ بیروں کا موسم ختم ہو چکا تھا اس بیری پر ایک چڑیل رہتی تھی وہ سارے پتھر چڑیل کو لگے اس نے عامر اور کاشی کو اپنا نشانہ بنایا اب اس کا اگلا نشانہ ثاقب ہے۔

چند دنوں کے بعد ثاقب جو کہ ایک چارپائی پر سو رہا تھا اچانک اٹھ بیٹھا اور غسل خانے کی طرف بڑھ گیا وہاں اس نے پانی کے ٹب میں چھلانگ لگائی کچھ دیر بعد پانی خون میں تبدیل ہو گیا اور وہ ٹب وہاں سے غائب ہو گیا ثاقب کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں قید پایا اچانک دیوار پر لگی تلوار حرکت میں آئی اور ثاقب کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ ثاقب کئی روز سے لاپتہ تھا لیکن ماجد جو اس وقت باتھ روم میں نہا رہا تھا پتہ چل گیا کہ یہ چڑیل کی کارستانی ہے کیوں کہ اسے ٹب میں خون نظر آ گیا تھا اچانک اس نے محسوس کیا کہ اس کے پیچھے کوئی ہے اس نے پیچھے دیکھا وہاں کوئی نہ تھا وہ پھر خون کی طرف متوجہ ہوا کہ اچانک اسے پیچھے سے اسے ایک دھکا لگا اور وہ ٹب میں گر پڑا پھر چڑیل نظر آئی ایک بھیانک چڑیل جس کے پاؤں الٹے تھے ناخن بہت لمبے بال بکھرے ہوئے ایک آنکھ سے کانی منہ سے خون ٹپک رہا تھا نے ماجد کا ہاتھ اٹھایا اور اسے کھائی ماجد نے تلوار کھینچی اور چڑیل کا سر تن سے جدا کر دیا اور ہاتھ کی تکلیف سے کر پڑا جب اسے ہوش آیا تو اس نے محسوس کیا کہ اسے کسی چیز سے باندھ دیا گیا ہے عامل صاحب اسے گزشتہ کئی روز سے دورے پڑ رہے ہیں جب میں غسل خانے میں گیا تو یہ ٹب میں پڑا تھا اور اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا عامل کچھ دیر تک کچھ پڑھتا رہا پھر بولا ایک چڑیل جس نے تینوں بچوں کو قتل کیا ہے اسے ماجد نے قتل کر دیا ہے لیکن اس چڑیل کی روح ماجد کے پیچھے پڑ گئی ہے اور اسے یہ تڑپا تڑپا کر مارے گی۔ ایک چیخ بلند ہوئی اور ماجد کے ابو [illegible] صاحب کمرے سے بھاگتے ہوئے باہر نکلے سب محلے والوں کو بلایا اندر ایک چڑیل ماجد کے سینے پر چڑھی اس کا خون پی رہی تھی محلے والے ڈر کر باہر نکلے اور گھروں کی راہ لی لیکن محلے کا ایک نوجوان امجد جو کہ کچھ دن پہلے اس قصبے میں مقیم ہوئے تھے امجد نے دیوار پر لگی ہوئی گن اٹھائی اور فائر کر دیے گن سے آگ نکلی اور آگ نے چڑیل کے کپڑوں کو پکڑ لیا کچھ دیر بعد وہ جل کر راکھ ہو گئی لیکن مرنے سے پہلے وہ اپنے قاتل کو مار گئی اور پتھروں کے بدلے میں جو تینوں بچوں نے پھینکے تھے تینوں کی جان لے لی اور اب ماجد کی اب وہ چڑیل کی روح یہاں سے جا چکی تھی لیکن چار جانیں لے کر اب وہ چڑیل کی روح پھر بھی نہ آئی کیوں کہ وہ جل چکی تھی ماجد کو دفن کر دیا گیا اور سب نے امجد کے حق میں نعرے لگائے اس دن ماجد کے گھر خوشی بھی تھی اور غمی بھی پھر چاروں کی قبروں پر پھول چڑھا دیے گئے ثاقب کی لاش بھی ان کو غسل خانے سے ملی۔

(شیخ غلام مرتضے صاحب بھابڑا)

عجیب ڈھانچہ

یہ سچا واقعہ مجھے میرے دوست اظہر نے سنایا اس نے کہا تھا یہ واقعہ اس کے دادا نے سنایا تھا تاریخ نہیں واقعہ نہر کی کھدائی ہو رہی تھی چھوٹے بڑے سب وہاں موجود تھے کھدائی کے وقت ایک مزدور کی کدال کسی ٹھوس چیز پر پڑی اس نے اردگرد کھدائی کی تو ایک ڈھانچہ نظر آیا اس نے اسے باہر نکالا سب لوگوں کی توجہ ڈھانچے کی طرف ہوئی۔ اس عجیب و غریب ڈھانچہ کو دیکھ کر سب لوگ حیران و پریشان ہوئے تھے ڈھانچے کے سر پر ایک چھوٹا سا درخت تھا درخت پر چھوٹے چھوٹے پھل لگے ہوئے تھے ان میں کھاڑا کھاڑا رس ٹپک رہا تھا جو ڈھانچے کی پیشانی سے بہہ کر اس کے منہ میں گر رہے تھے ایک آدمی نے اپنی انگلی ان رسوں سے تر کر کے چاٹنا چاہا لوگوں نے منع کیا لیکن وہ نہ مانا یہ کہہ کر چاٹنے کے لئے زبان پر انگلی رکھی دیکھتا ہوں شیریں ہے یا زہریلی اس کی انگلی اس طرح زبان پر چپک گئی جیسے وہ کوئی رس نہیں بلکہ ایلفی تھی اس کا منہ اس طرح بند ہوا جیسے بچپن سے ہی منہ نہیں تھا۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن ناکام ہوا سارے لوگ حیران تھے اس رس میں آخر کیا ہے اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے اور ڈھانچہ کو وہاں لوگوں نے زمین میں دفن کر دیا ڈاکٹر نے سب دوائیاں استعمال کیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر اس نے مجبور ہو کر انگلی کاٹ دی لیکن اس کا منہ بند تھا دوسرے روز وہ آدمی مر گیا۔

(زاہد علی مہر سورو مند مکران)

کفن پوش بزرگ

یہ واقعہ 11 فروری 1987ء کا ہے جو ہمارے ماموں جان کے ساتھ پیش آیا تھا اور یہ بالکل سچا واقعہ ہے۔ واقعہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اپنے ننھیال کے گھر کے متعلق تھوڑا سا بتا دوں میرے ننھیال کا گھر دھرم پورہ میں ہے اور وہ وہاں مدنی محلہ مصطفےٰ آباد میں رہتے ہیں جب ہمارے نانا جان نے وہ جگہ خریدی جہاں اب ان کا گھر ہے وہاں پہلے قبرستان ہوا کرتا تھا اور گھر قبرستان کے اوپر تعمیر کیا گیا تھا وہاں پر پہلے بھی کچھ عجیب و غریب واقعات پیش آتے رہتے تھے یہ تو تھا میرے ننھیال کے گھر کا مختصر سا تعارف اور اب میں آتا ہوں اصل واقعہ کی طرف۔

یہ تو میں پہلے ہی اوپر بیان کر چکا ہوں کہ یہ واقعہ 11 فروری 1987ء کا ہے۔ اس دن میرے سب سے چھوٹے بھائی خرم کی سالگرہ تھی اور دھرم پورہ سے سب گھر والے بھی آئے ہوئے تھے وہ لوگ میرے بھائی کی سالگرہ سے فارغ ہو کر واپس چلے گئے اس وقت رات کے تقریباً گیارہ کا وقت تھا اور سردیوں کی رات تھی لائٹ بھی گئی ہوئی تھی اس کے بعد ہم اور ہماری نانی جان تقریباً 15 یا بیس منٹ بعد گھر روانہ ہوئے جب ہم گھر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ گلی میں کوئی کھڑا تھا ہماری نانی جان نے آواز دے کر پوچھا کہ کون ہے تو آواز آئی کہ میں زاہد ہوں یعنی کہ وہ ہمارے ماموں جان تھے انہوں نے کہا کہ ادھر آئیں میں آپ کو ایک چیز دکھاتا ہوں ہم سب آگے گئے تو کیا دیکھا کہ ہمارے گھر کے ساتھ جو دیوار ہے اس میں ایک ٹیوب لائٹ جل رہی تھی ہمیں بہت حیرانگی ہوئی کہ دیوار کے اندر ٹیوب لائٹ جل رہی ہے خیر ہماری نانی جان نے کہا کہ آیت الکرسی کا ورد کرو اور گھر چلو ہم نے ایسا ہی کیا اور گھر چلے گئے ابھی ہم تھوڑی دیر ہی بیٹھے تھے کہ لائٹ آ گئی اور اس کے ساتھ ہی ہمارے رشتے کے نانا جان بھی آ گئے میں آپ کو ان کے متعلق بتاتا چلوں کہ وہ عالم قسم کے آدمی ہیں اور تھوڑا بہت عملیات میں بھی دلچسپی رکھتے تھے وہ بھی باتوں میں مصروف ہو گئے۔ اچانک باہر کے دروازے سے ایک نقاب پوش بزرگ اندر داخل ہوئے جو کہ سر سے لے کر پاؤں تک سفید چادر میں لپٹے ہوئے اور اندر آ کر کہنے لگے کہ مجھے اسٹیشن جانا ہے اس بزرگ کو دیکھ کر ہم سب حیران رہ گئے کہ وہ مکمل طور پر سفید چادر میں تھے بالکل ایسے لگ رہے تھے جیسے کوئی مردہ قبر سے اٹھ کر آ گیا ہو انہوں نے پھر اپنا سوال دوہرایا کہ مجھے اسٹیشن جانا ہے تو میرے ماموں جان نے کہا کہ یہاں سے کوئی راستہ نہیں جاتا لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ اس نے کہا کہ تمہارا ایک اور دروازہ ہے جو باہر کو کھلتا ہے ماموں جان کو غصہ آ گیا اور وہ ان کو پکڑ کر باہر چھوڑ آئے اور دروازہ کھلا دیکھ کر وہی بزرگ کھڑا ہے لیکن اس کے ہاتھ چادر کے اندر تھے ماموں حیران رہ گئے کہ اس نے اپنے ہاتھ اتنی جلدی اندر کیسے کر لئے حالانکہ وہ فوراً ہی باہر آ گئے تھے اس نے پھر اپنا سوال دوہرایا کہ مجھے اسٹیشن جانا ہے۔ ماموں حیران ہوئے کہ یہ بزرگ کافی دور چلا گیا تھا اور یک لخت ہی واپس آ گیا ہے انہوں نے کہا کہ آؤ میں تمہیں چھوڑ آؤں لیکن ہمارے رشتے کے نانا جان نے منع کر دیا کہ کوئی جوان ان کے ساتھ نہ جائے انہوں نے میرے نانا جان سے کہا کہ چلو تم اس کو باہر سڑک پر چھوڑ آؤ تو نانا جان اس کو ساتھ لے کر چلے گئے راستے میں بھی وہ پر اسرار بزرگ عجیب حرکات کرتا رہا نانا جان چلتے چلتے اس سے کافی آگے چلے گئے اور وہ بزرگ ان سے کافی پیچھے رہ گیا لیکن وہ پل بھر میں نانا جان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے متعلق مل کر چلتے گا لیکن میرے ناناجان بڑے مضبوط دل کے انسان تھے وہ اس بزرگ کو سڑک پر چھوڑ کر آ گئے اور آکر ہمیں راستے میں جو واقعہ ہوا وہ بتایا جو میں نے اوپر بیان کیا۔ ہم نے جب ناناجید جو ہمارے رشتے کے نانا تھے ان سے پوچھا کہ آپ نے ماموں کو ان کے ساتھ کیوں نہیں جانے دیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ انسانی مخلوق نہیں تھی بالکل کوئی غیر انسانی مخلوق تھی بس انہوں نے اتنا ہی بتایا اس سے آگے کچھ نہیں بتایا۔ ہم اب بھی اس واقعہ کو یاد کرتے ہیں تو خوف کی ایک لہر ہمارے دل میں اتر جاتی ہے اور ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ہم آج بھی یہ سوچتے ہیں کہ وہ کفن پوش بزرگ کون تھا------؟

(فلک شیر جلو موڑ لاہور)

"ہم سفر چڑیل"

قارئین کرام آج جو واقعہ میں آپ کو سنانے جارہا ہوں ہو سکتا ہے کہ آپ کو میری تحریر پہ یقین نہ آئے مگر جو میں تحریر کر رہا ہوں بالکل حقیقت پر مبنی ہے تصدیق کے لئے اگر کوئی چاہے تو میرے پاس آئے تو میں ان صاحب سے ملوا سکتا ہوں جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا یعنی کہانی کا کردار ابھی بھی زندہ ہے اور صحت مند ہے یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں چھٹیوں میں اپنے ماموں کو ملنے رحیم یار خان ان کے گاؤں گیا ہوا تھا ہمارے ماموں کے مکان سے دو گھر چھوڑ کر اسی گلی میں خالد صاحب کا مکان تھا خالد صاحب کا خاندان کل 5 افراد پر مشتمل تھا جن میں خالد صاحب کے والد بشیر صاحب ان کی والدہ اور دو چھوٹے بھائی عابد اور ساجد صاحب میں جب بھی اپنے رشتہ دار لڑکوں کے ساتھ ان کی زمینوں پر جاتا تو وہ مجھے خالد صاحب کی زمینوں پر جانے سے منع کرتے نہ کہ زمینوں پر جانے سے منع کرتے بلکہ ماموں نے مجھے ان کے گھر بھی جانے سے سختی سے منع کیا تھا اس وقت تو میں بہت تجسس میں پڑ گیا جب ماموں نے مجھے ان کے گھر جانے سے منع کیا میں نے دل میں ارادہ کیا کہ چاہے کچھ بھی ہو اب تو میں خالد صاحب سے ضرور ملوں گا ایک دن مجھے موقع مل گیا جب ماموں جان شہر سے کھاد وغیرہ لینے گئے تو میں نظریں بچاتا ہوا خالد صاحب کے مکان پر گیا دستک دی کوئی گیارہ بجے کا ٹائم تھا دروازہ کھلا تو سامنے ساجد صاحب تھے میں نے انہیں سلام کیا وہ مجھے گھر لے گئے اور میری بہت خدمت کی ساجد نے مجھے کہا کہ ندیم بھائی آپ کو یہاں آنے سے ضرور منع کیا گیا ہوگا تو میں نے کہا کہ ہاں بھائی ساجد پتہ نہیں کیا بات ہے کہ جب بھی میں اپنے رشتہ داروں سے ملتا ہوں تو مجھے صرف آپ کے گھر آنے سے منع کرتے ہیں۔ کیا آپ بتائیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ میں نے ساجد سے پوچھا ارے ندیم بھائی اتنی بھی کیا جلدی ہے آپ آرام سے بیٹھیں دوپہر کا کھانا تیار ہو رہا ہے جب تک خالد بھائی بھی آجائیں گے پھر انہیں سے پوچھ لینا تھوڑی دیر بعد خالد صاحب بھی آ گئے میں نے انہیں اٹھ کر سلام کیا ارے بیٹھو بیٹا کیوں تکلف کرتے ہو۔ نہیں انکل ایسی تو کوئی بات نہیں یہ تو میرا فرض بنتا ہے کہ بڑوں کے ساتھ ادب سے پیش آؤں میں نے کہا ارے نہیں بیٹا ایسی کوئی بات نہیں ہے انہوں نے بڑی شفقت کے ساتھ کہا ارے ساجد، ندیم کو کچھ کھانے کو بھی دیا ہے کہ مہمان کو بھوکا ہی رکھا ہوا ہے بھیا کھانا تیار ہو گیا ہے میں ابھی لے کر آتا ہوں ساجد نے کہا تھوڑی دیر بعد ساجد کھانا لے کر گیا او بیٹا تم کھانا شروع کرو میں ابھی ہاتھ دھو کر آتا ہوں انکل آپ ہاتھ دھو کر آجائیں ہم اکٹھے ہی کھانا کھائیں گے۔ اچھا بیٹا خالد صاحب نے کہا پھر ہم نے کھانا شروع کیا تو میں نے پوچھا انکل یہ مجھے ماموں اور میرے رشتے دار لڑکے جو ہیں آپ سے ملنے یا آپ کے گھر آنے سے منع کیوں کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے بیٹا ندیم یہ بڑی لمبی کہانی ہے سنو گے تو یقین نہیں کرو گے نہیں انکل آپ ضرور بتائیں اگر میں سب کے منع کرنے کے باوجود یہاں آگیا ہوں تو صرف اس لئے کہ آخر وہ کیا وجہ ہے کہ مجھے آپ کے گھر آنے سے منع کیا گیا ہے اچھا بیٹا ندیم ضد کرتے ہو تو سنو۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں نے میٹرک کا امتحان دے کر فارغ تھا اور ابا کے ساتھ زمینوں پر ہی کام کرتا تھا اس دن بھی ہماری زمین پر پانی کی باری تھی اور میں صبح صبح ابھی سورج نہیں نکلا تھا زمین پر چلا گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی ہماری زمین پر سبزی توڑ رہی تھی وہ اتنی خوبصورت تھی کہ میں اس کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا میں نے اس سے پوچھا کہ کس کے ہاں آئی ہو کیوں آج سے پہلے میں نے اسے کبھی گاؤں میں بھی نہیں دیکھا تھا تو کہنے لگی کہ میں ساتھ والے گاؤں سے آئی ہوں اور ہم لوگ اس گاؤں میں بھی نئے نئے آئے ہیں ہمارے گھر پکانے کے لئے کچھ نہیں تھا اس لئے میں یہاں آئی اور سبزی توڑ رہی ہوں اچھا اچھا توڑ لو سبزی میں نے کہا اسی طرح روزانہ وہ جہاں سے بھی میں گذر رہا ہوتا میرے سامنے آجاتی اس دن بھی میں زمین پر کام ختم کر کے گھر آرہا تھا کہ وہ آگئی اور میرے ساتھ ہی میرے گھر آگئی اماں نے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے تو میں نے

انہیں سب کچھ بتا دیا اور یہ بھی بتایا کہ میں اسے پسند کرنے لگا ہوں آپ ان کے گھر رشتہ لے کر جائیں پھر میرے والدین ان کے ہاں رشتہ لے کر گئے ہماری شادی ہوگئی دن ہنسی خوشی گذر رہے تھے سارا دن میں زمینوں پہ کام کرتا اور شام کو جب گھر آتا تو ساری تھکن دور ہو جاتی میرے اب چار بچے تھے ایک دن میں گھر آیا دوپہر کا ٹائم تھا میں نے کھانا کھانے کے لئے کہا جب میں اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچا تو مجھے اندر سے آگ نظر آئی میں نے کہا سالن تو باہر گرم ہوتا ہے پھر یہ اندر آگ کیسی ہے جب میں کھڑکی کے پاس پہنچا تو میری اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رہ گئی۔ کیونکہ میری بیوی کے دونوں ہاتھوں میں ہنڈیا تھی اور اس نے پاؤں کے اوپر رکھی ہوئی تھی اور اس کے پاؤں سے آگ نکل رہی تھی اور ہنڈیا گرم ہو رہی تھی میں وہیں پر چیخ پڑا اور بے ہوش ہو گیا جب ہوش کی تو سب گھر والے میرے ارد گرد کھڑے تھے اور میں چارپائی پر پڑا ہوا تھا۔ میری بیوی بھی میرے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی میں نے نفرت سے اس کی طرف دیکھا اور منہ دوسری طرف پھیر لیا اور میں نے اپنے کمرے میں جانا چھوڑ دیا اس سے بات کرنا چھوڑ دی ایک دن وہ میرے پاس آئی اور میں خوف کی وجہ سے دور ہٹ گیا کیونکہ میں جان چکا تھا کہ وہ ایک چڑیل ہے وہ مجھے کہنے لگی کہ خالد خاکی اور ناری کا ایک ساتھ نبھا ہو سکتا ہے آپ مجھ سے خوف زدہ مت ہوں میں وعدہ کرتی ہوں کہ کبھی آپ کو یا آپ کے خاندان کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گی اس دن گھر میں بھی کوئی نہیں تھا میں بہت زیادہ خوف زدہ تھا میں نے اس سے کہا کہ تم ہمیں چھوڑ کر فوراً" چلی جاؤ تو مجھ سے کہنے لگی کہ میں تمہیں بہت پسند کرتی ہوں اسی وجہ سے میں نے اپنے قبیلے والوں سے دشمنی مول لی تمہیں کیا پتہ کہ میں نے کون کون سی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ اگر میں نے کسی کو نقصان پہنچانا ہوتا تو اب تک میں بہت کچھ کر چکی ہوتی میں نے پھر اس سے کہا کہ تم اسی وقت یہاں سے چلی جاؤ. پھر مجھ سے کہنے لگی کہ تم نے اچھا نہیں کیا تم کبھی بھی سکھی نہیں رہو گے پھر میں نے دیکھا کہ میرے چاروں بچے زمین سے اوپر اٹھتے گئے اور کافی اوپر جا کر وہ واپس اتنی زور سے زمین پر گر گئے ان سب کے اعضاء علیحدہ علیحدہ ہوگئے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دھوئیں میں تحلیل ہو کر غائب ہوگئے اور میری بیوی بھی میرے سامنے دھوئیں میں تحلیل ہو کر غائب ہو گئی پھر سات دن مسلسل میرے کمرے سے یہی آوازیں آتی رہیں کہ تم کبھی بھی سکھی نہیں رہو گے خاکی اور ناری کا میل ہو سکتا تھا پھر میری ایک اور جگہ شادی ہوئی اور شادی کے ایک ماہ بعد ہی میری بیوی شبانہ مر گئی آج میں پچھتا رہا ہوں کہ کاش میں اس کی بات مان لیتا پھر یہ کہانی پورے گاؤں میں مشہور ہو گئی کہ ہمارے گھر چڑیلیں رہتی ہیں اسی وجہ سے کوئی بھی ہمارے گھر نہیں آتا۔ میں نے بہت سے عاملوں سے بھی رابطہ کیا اب جا کر کہیں تھوڑا بہت سکون ہوا ہے کیونکہ ہماری وجہ سے بہت سے گھروں کے جانور مر گئے ابھی دو سال پہلے تمہارے ماموں کی بھینس اچھی بھلی تھی جو کھانا یعنی چارا کھاتے ہوئے گر کر مر گئی یہ کہانی ہے بیٹا ندیم اس گھر کی واقعی قارئین میں سوچتا ہوں کہ اس دنیا میں ہر چیز ممکن ہے خدا کے رحم سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے مجھے امید ہے کہ خالد صاحب اور ان کے گھر والے اب بالکل خیریت سے ہوں گے میری طرف سے تمام قارئین اور اسٹاف کو سلام۔

(ندیم شہزاد' 5-ہلال چیمبر کمرشل ایریا بلاک 7-8 کراچی)

پراسرار تحفہ

یہ آج سے تقریباً" چار سال پرانا سچا واقعہ ہے میرا نام یٰسین ہے اور میں صوبہ سندھ کے تیسرے بڑے شہر میں پیدا ہوئی میری صرف ایک بہن ہے جو مجھ سے چھوٹی ہے میرے والد پولیس میں سپاہی تھے رات کو ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد وہ قبرستان کے راستے گھر آرہے تھے کہ انہیں قبرستان میں ایک بکری کا بچہ ملا ابو نے سوچا معلوم نہیں کس کا ہے چلو گھر لے چلتے ہیں ورنہ رات میں کوئی خونخوار کتا اسے ختم کر دے گا صبح ہم لوگ بکری کا بچہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے ابو نے کہا محلے سے معلوم کرنے کے بعد میں اسے واپس کر دوں گا۔ دن بھر ہم اس سے کھیلتے رہے چارہ وغیرہ کھلایا امی نے کہا چلو کھانا کھاؤ اور پھر سونے کی تیاری کرو ہم سب لوگ سو گئے اچانک رات کو کسی خونخوار جانور کے دھاڑنے کی آوازیں آنے لگیں۔ ہم سب لوگ اٹھ گئے باہر صحن میں بکری کا بچہ بہت خوفناک لگ رہا تھا اس کا جسم کسی بھیڑیے کی مانند لگ رہا تھا ابو یہ دیکھ کر پریشان ہو گئے امی بولیں آپ کس مصیبت کو گھر لے آئے ہیں اسے واپس قبرستان چھوڑ کر آئیں ابو کے اسے گود میں اٹھاتے ہی وہ اپنی صورت میں آگیا ابو اسے لے کر قبرستان آگئے قبرستان میں خوفناک آوازیں آرہی تھیں ایک دم بکری کا بچہ ابو کی گود سے اتر کر غائب ہو گیا غائب ہوتے ہی ایک چڑیل نمودار ہوئی جس کے دانت کافی لمبے اور چہرہ کافی بھیانک تھا گیا میرا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شکار ہا ہا ہا! چڑیل نے قہقہہ لگایا تو ا" وہاں پر ایک جن نمودار ہوا اور چڑیل سے مخاطب ہوا اسے چھوڑ مت بونا اس نے میرے بیٹے کو اپنے گھر میں رکھا اور اس کی خدمت کی ہے چڑیل وہاں سے غائب ہو گئی جن نے ابو سے کہا تم آنکھیں بند کرو میں تمہیں تحفہ دینا چاہتا ہوں تم تحفہ لے کر گھر چلے جانا اور دوبارہ اس طرف مت آنا ابو نے جب آنکھیں کھولیں وہاں پر ایک کپڑے کی تھیلی پڑی ہوئی تھی ابو لے کر گھر آ گئے گھر آ کر اسے کھولا تو اس میں سونے کے سکے تھے آج بھی جب واقعہ یاد آتا ہے عجیب سی کیفیت ہو جاتی ہے۔ (راجہ عمران علی بھٹی میرپور خاص)

بھیانک انسان

یہ واقعہ میرے ایک دوست عامر شہزاد کے ساتھ پیش آیا تھا اس لئے قارئین آپ انہی کی زبانی سنتے ہیں یہ واقعہ میرے ساتھ دو اڑھائی سال قبل پیش آیا تھا جب میں گورنمنٹ بخاری پبلک سکول میں جماعت نہم میں پڑھتا تھا اس دن میں حسب معمول چھٹی کے وقت گھر جا رہا تھا جب میں سڑک پر پہنچا تو مجھے جوتوں کی ایک دوکان جس کا نام شاید ڈان شوز تھا سے چند قدم کے فاصلے پر ایک دھات کا مجسمہ پڑا نظر آیا شاید پیتل کا تھا وہ مجسمہ بہت خوبصورت تھا اس لئے میں نے اسے اٹھایا اور ایک نظر دیکھنے کے بعد بیگ میں ڈال لیا میں جب اپنی گلی میں پہنچا تو مجھے بیگ بھاری ہوتا ہوا محسوس ہوا میں نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر وہ مجسمہ نکالا وہ قدرے وزنی تھا پھر اچانک وہ مجسمہ دھات سے گوشت پوست میں تبدیل ہونے لگا یہ دیکھ کر خوف کے مارے میرے پسینے چھوٹ گئے میں نے اس مجسمے کو وہیں پھینکا اور بھاگنا چاہا لیکن میں بھاگ نہ سکا اور خوف کے مارے وہیں ساکت کھڑا رہا جب میں نے پیچھے مڑ کر اس مجسمے کی طرف دیکھا تو میں حیران رہ گیا مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی ہو میری رگوں میں خون منجمد ہو گیا ہو میرے سر پر آسمان ٹوٹ پڑا ہو میری اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے ہی رہ گئی میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے جب میں نے دیکھا کہ وہ پانچ چھ انچ کا مجسمہ اب دس بارہ فٹ کا بھیانک اور دیو قامت انسان کی شکل اختیار کر گیا ہے وہ بہت ہی بھیانک تھا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے پیشانی پر غصے کی وجہ سے بل پڑ رہے تھے آنکھیں سرخ تھیں جن سے وحشت جھلک رہی تھی اس کے دانت بہت لمبے تھے جن میں تھوڑا سا خون لگا ہوا تھا چہرے کا گوشت پھیل کر تھوڑی تک آیا ہوا تھا اس کے کان چمگادڑ سے مشابہ تھے اس کے چہرے پر بنا داغ اسے مزید بھیانک بنا رہے تھے اس کے ہاتھ اور پیروں پر گھرے بال تھے اس کے ہاتھوں کی صرف تین انگلیاں تھیں اور ناخن ایک ایک فٹ کے تھے جو اس کے بھیانک پن میں اضافہ کر رہے تھے اس کے پاؤں کی بھی تین انگلیاں تھیں اور انگوٹھا پاؤں کے درمیان میں تھا اس کی گردن پر زیبرے کی سی دھاریاں تھیں اور ایک خاص بات یہ کہ اس بھیانک انسان کو دیکھ کر بے ہوش ہو گیا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنے گھر میں بستر پر پڑا تھا اور تمام گھر والے بستر کے اردگرد جمع تھے ہوش آنے کے بعد مجھے پھر ایک مرتبہ وہ بھیانک انسان یاد آیا اور میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا اس واقعہ کے بعد میں تین دن تک بخار میں مبتلا رہا میں نے اپنے بے ہوش ہونے کی وجہ کسی کو نہیں بتائی اب بھی جب بھی مجھے وہ واقعہ یاد آتا ہے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور میں سوچتا ہوں کہ نہ جانے وہ کون سی شے تھی جس کی وجہ سے میں اس بھیانک انسان کے ہاتھوں بچ گیا۔ (عامر عمر پتا شجاع آباد روڈ ملتان)

"چڑیل کی مار"

بھائی جان یہ جو کہانی ہم آپ کو بھیج رہے ہیں بالکل سچی ہے جو کہ میرے تایا زاد بھائی کے ساتھ رونما ہوئی جب بھی واقعہ یاد آتا ہے خوف سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں گرمیاں اپنے عروج پر تھیں اور وہ اپنے ہوٹل پر گیا تاکہ اپنے ابو کو واپس گھر بھیج دے اس کا ابو پانچ چھ دن سے ہوٹل پر گیا ہوا تھا جب ہمارا کزن اپنے کام ختم کر کے ہوٹل گیا تو اس کا ابو واپس آ گیا ابھی ہمارا کزن جس کا نام شہریار ہے اپنی دکان کی سیٹ پر بیٹھے دس منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس کے اردگرد کوئی گھوم رہا ہے اچانک اس نے سر اوپر اٹھایا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے آگے سے ایک عورت بھی آتی ہے بھی جاتی ہے اس نے اپنے نوکروں سے پوچھا یہاں کون ہے نوکر بولے یہاں تو کوئی نہیں ہے وہ پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا کہ اسے پھر وہی عورت نظر آئی اسے غصہ آیا لیکن وہ اپنا غصہ پی گیا اس نے سمجھا کہ شاید کوئی عورت رات کے وقت بھوک محسوس کر کے مردوں والے ہوٹل میں آ گئی لیکن جب اس کی نظر اس کے پاؤں پر پڑی تو وہ حیران رہ گیا کیونکہ اس کے پاؤں کی ایڑیاں آگے کی طرف اور پاؤں کی انگلیاں پیچھے کی طرف تھیں اور اس نے کالے رنگ کا لمبا سا لباس پہنا ہوا تھا گھبراہٹ کی وجہ سے اس نے اپنے قریب پڑا ہوا کپ اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا اس عورت نے گھور کر اسے دیکھا اور غائب ہو گئی اور پھر اسے ایسا لگا کہ کوئی اسے اوپر کی طرف اٹھا رہا ہے نوکر سب جو تھے اپنا کام کر رہے تھے کہ ایک کی نظر اس پر پڑی تو اس نے چیخ کر سب کو متوجہ کیا تو وہ سارے ڈر کے مارے ایک کونے میں دبک گئے اور وہ عورت ہمارے کزن شہریار کو اٹھا کر ایک ٹنکی جو کہ سیٹ کی بغیر ڈھکن کے تھی اس میں جا کر پھینک دیا اور خود غائب ہو گئی پانی میرے کزن کے کندھوں تک تھا اور اس کا صرف چہرہ نظر آ رہا تھا وہ کلمہ پڑھتا پانی سے بڑی مشکل سے نکلا اور ہوٹل کی طرف بھاگ گیا نوکر شہریار کو دیکھ کر بھاگے آئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کو کیا ہوا تھا اس نے کہا کیا تمہیں کوئی عورت نظر نہیں آئی تھیں وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہمیں تو کوئی عورت نظر نہیں آئی ہمارے ہوٹل میں عورت کدھر سے آئی شہریار کہنے لگا تمہیں تو کام کی ہوش نہیں ہوتی تم اردگرد کی کیا خبر رکھو گے جب رات کے دس کا ٹائم ہوا تو اس نے اپنے نوکروں کو بلایا اور انہیں ان کی تنخواہ اور عیدی دی کیونکہ صبح عید تھی اس لئے وہ آج جلد گھر جانا چاہتا تھا کچھ دودھ بچا ہوا تھا اسے ڈبے میں ڈالا اس نے باہر کی طرف دیکھا تو اس کا سکوٹر غائب تھا اس نے نوکروں سے پوچھا سکوٹر کدھر گیا وہ بولے جی وہ تو بڑے صاحب لے گئے تھے اس نے پھر ایک نوکر سے اس کا سائیکل لیا اور گھر کی طرف ہوٹل بند کر کے سائیکل چلانے لگا جس راستے میں جنگل پڑتا تھا اور سڑک درمیان سے گزرتی تھی اور سڑک کی حالت سخت خراب تھی وہ سائیکل تیز تیز چلائے لے جا رہا تھا کہ اسے ایک عورت نظر آئی جس نے کالی چادر سے چہرہ ڈھانپ رکھا تھا اور سڑک پار کرنے کی کوشش میں تھی کہ شہریار نے سائیکل روک کر لیا۔ خالہ جی گزر جائیں وہ نہ بولی اور کھڑی رہی اس نے پھر کہا خالہ جی گزر جائیں جب اس نے تیسری دفعہ کہا تو اس نے چہرے سے چادر اٹھائی تو وہ تھر تھر کانپنے لگا اس لئے کہ اس کا چہرہ اتنا خوفناک تھا کہ وہ پسینے سے شرابور تھا عورت کے اردگرد کے دانت انگلیاں جتنے لمبے اور درمیان والے چھوٹے تھے بال کالے اور لمبے لمبے تھے اس نے اسے سائیکل سے اٹھایا اور اٹھا کر نیچے دے مارا سائیکل ایک طرف گر گیا اس نے شہریار کو اپنے سامنے کھڑا کر کے چٹاخ پٹاخ پورے چھ تھپڑ اس کے رخساروں پر مارے اسے ایسا لگا جیسے اس کی قوت و توانائی ختم ہو رہی ہو اور بلا نے اس کے پیٹ اور کمر پر گھونسے مارے اس کی آنکھوں کے اوپر مارے پھر اس کی کمر پر گھونسے مارے تو منہ کے بل زمین پر گر گیا اس نے اسے اٹھایا اور خوفناک آواز میں کہا تو نے مجھے کپ مارا تھا دیکھ لیا اس کا انجام پھر اسے اٹھا کر سائیکل پر دے مارا اور پھر جہاں اور شہریار گرے پڑے تھے وہاں جا کر دودھ کا ڈبہ اٹھا کر گنوں والے کھیت میں پھینک دیا اور وہ عورت ادھری سے نکلی تھی پھر اسے اٹھا کر سائیکل سے تھوڑی پیچھے پھینک دیا اور پھر وہاں جا کر اسے اٹھایا اور اپنے برابر کھڑا کر کے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی شہریار بری حالت کے باوجود اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جب شہریار آنکھیں نیچی کرے تو جانے اسے کیا ہو پھر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگے۔ عورت نے اسے اٹھا کر سائیکل پر دے مارا جیسے ہی وہ سائیکل پر گرا اس نے دل میں سوچا کہ شہریار یہی وقت ہے بھاگ جا اس نے سائیکل سیدھا کیا اور اس پر سوار ہو کر سائیکل جتنا تیز تیز چلا سکتا تھا چلانے لگا وہ بلا اسے پتھر مارنے لگی کبھی تو آگے گر جاتے کبھی سائیکل کے پیچھے پر لگتے وہ اور تیز تیز چلانے لگا کہیں پتھر میرے ہی نہ لگے اس دور چوک تک پتھر لگتے رہے جہاں پر لوگ زیادہ تھے وہ پتھر لگنے بند ہو گئے۔ اسے کچھ سوجھ نہیں رہا تھا اس کی حالت بہت خراب تھی زخموں سے خون رس رہا تھا اس نے شکر ادا کیا کیونکہ سامنے تھانہ نظر آ رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ شہر کی حدود میں داخل ہو گیا ہے شہریار اندھا دھند سائیکل چلا رہا تھا کہ پہرے دار سپاہی میں سائیکل جا لگا پہرے دار نے اسے پکڑ کر اتارا وہ بیچارا بڑی مشکل سے پولیس سے مخاطب ہوا جی مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اس لئے غلطی میں سائیکل آپ کے جا لگا سپاہی نے اس کا حلیہ دیکھا تو اس کو جانے دیا وہ پھر سائیکل پر سوار ہو کر سائیکل تیز تیز چلانے لگا کہ سائیکل جا کر کھمبے میں بڑی زور سے لگا اور سائیکل اور وہ دونوں ہی گر پڑے اس نے پھر سائیکل اٹھایا اور چلانا شروع کر دیا بڑی مشکل سے وہ اپنے گھر پہنچا اور برآمدے میں گر گیا اس کی امی نے دیکھا تو اپنے بڑے بیٹے کو آواز دی کہ دیکھو تمہارے بھائی کو کس نے مارا ہے۔ اس کا بھائی بھاگتا ہوا آیا اور اپنے چھوٹے بھائی کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا اور پانی پلا کر پوچھنے لگا تمہیں کس نے مارا ہے مجھے بتاؤ میں اسے ابھی جا کر پوچھتا ہوں شہریار بولا بھائی تم ادھر نہ جانا ورنہ وہ تمہاری چمڑی ادھیڑ دے گی پھر اسے ایک بابا جی کے پاس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کر گئے بابا جی نے بتایا کہ اس کی خوش قسمتی ہے جو یہ اس کے ہاتھوں زندہ بچ گیا ورنہ اس نے اسے زندہ نہیں چھوڑنا تھا دم والا شربت اس کو پانی پلایا اور تعویز کرا دیا جو اس نے گلے میں ڈالا پھر اس کے کچھ ہوش و حواس درست ہوئے گھر والوں کے پوچھنے پر اس نے سب کچھ بتا دیا آپ کے گھر والے نکلنے نہیں دیتے اور وہ خود بھی خاص کر رات کو گھر سے نہیں نکلتا اب بھی چڑیل اسے ملتی ہے جب وہ صبح کو اس کا ذکر کرتا ہے تو رات کو لازمی اس کے پاس آتی ہے چاہے وہ کتنی ہی گہری نیند میں ہو جاگ جاتا ہے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رہتا ہے جب وہ آنکھیں نیچی کر لے تو اسے معلوم نہیں کیا ہوتا ہے کہ وہ پھر اس کی طرف دیکھنے لگ جاتا ہے لیکن وہ چڑیل اب اسے کچھ نہیں کہتی ایک دفعہ اس نے اپنی چھت سے چھلانگ بھی لگا دی لیکن اسے ذرا خراش بھی نہیں آئی نہ جانے کیوں۔ (عاصمہ، عائشہ، سعدیہ، شازیہ، لالیاں)

کمرہ نمبر 113

ان عجیب و غریب اور انتہائی ہولناک وارداتوں کی وجہ سے پولیس میں سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ اخبارات انہیں کے احوال سے بھرے ہوئے تھے اور طرح طرح کی قیاس آرائیاں کی جا رہی تھی پولیس افسروں کی نیندیں حرام ہو چکی تھی ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں ہوٹل سیون سٹار کا کمرہ نمبر 113 پر اسرار وارداتوں کے سبب ایک معمہ بن گیا تھا مختصر وقفوں سے یکے بعد دیگرے تین افراد اس کمرے میں قیام پذیر ہوئے اور تینوں نے ایک دوسرے کے بعد کمرے کی کھڑکی سے لٹک کر خود کشی کر لی تھی تینوں افراد نے خود کشی کے لئے جمعے کا دن اور شام چھ بجے کا وقت مقرر کیا تھا پولیس کی تحقیق کے مطابق سب سے پہلے جس آدمی نے سیون سٹار ہوٹل کے کمرہ 113 میں خود کشی وہ لاہور کا رہنے والا تھا اور وہ ایک معروف تجارتی فرم میں سیلز مین تھا اور کاروبار کے سلسلے میں ژوب آیا تھا اس نے کمرہ 113 ایک ہفتے کے لئے بک کیا تھا سارا دن وہ ہوٹل سے باہر رہتا اور شام کو واپس آ جاتا تین دن ایسے گزارے چوتھے روز وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا اسی طرح دو روز وہ کمرے سے نہیں نکلا کھانا اندر منگوا لیتا۔ ایک دن اس کے کمرہ سے بالکل کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ آخر دروازہ توڑا گیا معلوم ہوا کہ کمرے کی کھڑکی سے مسافر کی لاش لٹک رہی ہے اس کے گلے میں سرخ رسی کا پھندہ پڑا ہوا تھا جو اسی کمرہ میں پردوں کو کھینچنے کے لئے استعمال کی جاتی تھی ڈاکٹروں نے لاش کا پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد اعلان کیا کہ اس شخص کی موت پانچ سے چھ بجے کے درمیان واقع ہوئی ہے ابھی اس حادثے کو چند روز ہی ہوئے تھے کہ کمرہ نمبر 113 میں ایک اور شخص نے خود کشی کر لی یہ بھی جمعہ ہی کا دن اور وقت وہی شام چھ بجے۔ اس مرتبہ لوگوں نے کھڑکی کے ساتھ جو لاش لٹکتے دیکھی وہ ایک سرکاری آفیسر تھا اور سرکاری دورے پر آیا ہوا تھا پولیس کو یقین تھا کہ ان واردات کے پیچھے ضرور کوئی گہری سازش کام کر رہی ہے لیکن پولیس کے بہترین دماغ بھی اس سازش سے پردہ نہیں اٹھا سکے پولیس کمشنر نے بالآخر خود ان وارداتوں کی تحقیق کا ارادہ کر لیا پولیس کمشنر نے ہوٹل کے مالک یاسر نعمان سے کہا کہ وہ خود کمرہ نمبر 113 میں کچھ وقت گزارنے کا خواہش مند ہے اس طرح کوئی راز ہاتھ آ جائے یاسر نعمان کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا اس نے پولیس کمشنر کو اجازت دے دی ہوٹل کے رجسٹر اندراج کے مطابق پولیس کمشنر شفیق انجم اتوار کی صبح اپنے ساتھ سوٹ کیس لے کر آیا اور کمرہ نمبر 113 میں ٹھہر گیا۔ ہر روز صبح اور شام دونوں وقت وہ کمرے سے باہر نکلتا اپنے علاقے کے پولیس اسٹیشن جاتا اور دوسرے افسروں کو بتاتا کہ کمرے میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ لیکن بدھ کے روز کمشنر جب پولیس اسٹیشن داخل ہوا تھا تو اس کا رنگ فق تھا اور قدم لڑکھڑا رہے تھے ماتحت افسروں نے اسے جلدی سے پانی پلایا کمشنر صاحب نے صرف اتنا کہا کہ وہ خود کشی کا راز جاننے میں کامیاب ہو گیا ہے مگر فی الحال چند ضروری ثبوت درکار ہے یہ ثبوت فراہم ہونے کے بعد وہ ساری رپورٹ لکھے گا۔ جمعہ کے دن وہ روز کے معمول کے مطابق پولیس اسٹیشن نہیں آیا چنانچہ اس کے ماتحت نے ہوٹل سیون سٹار کے مالک یاسر نعمان کو فون کیا۔ اور کمشنر کے بارے میں پوچھا یاسر نعمان نے بتایا کہ آج کمشنر سارا دن کمرے سے باہر نہیں نکلے تاہم گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہوٹل کا ملازم تھوڑی دیر پہلے کھانا لے کر گیا تھا اس کا کہنا ہے کہ کمشنر بالکل ٹھیک ٹھاک ہے البتہ غیر ضروری بات دیکھنے میں آئی کہ اس کا چہرہ کسی نامعلوم جوش اور جذبے کے باعث انگارے کی طرح دہک رہا تھا مگر شام کے ٹھیک چھ بجے اسی کھڑکی کے ہک سے کمشنر کی لاش لٹکتی ہوئی دیکھی گئی۔ اس تیسری لرزہ خیز واردات سے سارے شہر میں سنسنی پھیل گئی اور ہوٹل کے آگے ہزاروں افراد جمع ہو گئے ہوٹل میں قیام پذیر تمام مسافر بھی جاگ گئے تھے اور کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ ہوٹل میں داخل ہو سکے پہلے کر دیا گیا کہ کمرہ نمبر 113 آسیب زدہ ہے پولیس کے محکمے میں سخت دہشت پھیل چکی تھی کوئی چھوٹا بڑا افسر سیون سٹار کا رخ کرنے کو آمادہ نہیں ہوتا تھا تاہم عوام کی طرف سے بار بار مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ اس راز سے پردہ اٹھایا جائے کوئی بدروح انسانوں کو قتل نہیں کر سکتی اور نہ انہیں خود کشی پر مجبور کر سکتی ہے ان ہولناک واقعات کے پیچھے ضرور کسی مجرم کا ہاتھ ہے اس مطالبے سے مجبور ہو کر پولیس نے اعلان کیا کہ جو کوئی اس راز سے پردہ اٹھائے گا اسے 5 لاکھ نقد انعام دیا جائے گا لیکن اس جان لیوا تجربے کے لئے عوام میں سے کوئی شخص نہیں آیا تین ہفتے گزر گئے سیون سٹار ہوٹل ویران پڑا تھا کوئی مسافر اس میں قیام کے لئے نہیں آیا۔ یہ ہوٹل ژوب شہر کا سب سے بڑا ہوٹل تھا ہوٹل کے مالک یاسر نعمان نے انعام بڑھا کر 10 لاکھ کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہ جتنے دن رہے گا اس کا کھانا اور دوسرا خرچ مفت ہو گا اور مرنے کی صورت میں بھی 10 لاکھ ملے گا اس اعلان کے بعد ایک خوبصورت 20 سال کا لڑکا آیا اس نے ہوٹل کے مالک یاسر نعمان کو بتایا کہ میرا نام خان شہزاد ہے اور میں میڈیکل کالج ژوب میں پڑھتا ہوں اور مجھے کمرہ نمبر 113 میں رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ میں اس راز سے پردہ اٹھا سکوں یاسر نعمان نے اسے اعلیٰ حکام کے پاس بھیج دیا خان شہزاد نے کمرہ نمبر 113 میں منتقل ہونے سے پہلے پولیس کی تحقیق و تفتیش پر مشتمل مختلف کارروائیوں کی رپورٹ بے حد غور سے پڑھی جو اس دوران تیار کی گئی تھی اس رپورٹ کے مطابق کچھ باتیں بڑی حیران کن تھیں وہ یہ کہ ہر آدمی نے جمعہ کے روز شام کے چھ بجے خود کشی کے لئے پردوں میں استعمال کی جانے والی سرخ رسی سے پھندہ بنایا گیا پوسٹ مارٹم کے بعد اس کے منہ سے ایک مکڑی برآمد ہوئی یہ مکڑی زندہ تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئی خان شہزاد نے یہ تمام حقائق ذہن نشین کر لئے اور کمرہ نمبر 113 میں منتقل ہو گیا سیون سٹار ہوٹل میں خان شہزاد کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا اس کے لئے کھانے پینے کے لئے دو ملازم مقرر کر دیے تھے جو مقررہ وقت میں آتے اور استعمال کی چیزیں خان شہزاد کے کمرے میں رکھ دیتے ہیں۔ خان شہزاد نے اپنی ڈائری جو اندراج کئے ان کی تفصیل یہ تھی۔ 30 اپریل 1999ء بروز جمعہ میں کل شب ہی سیون سٹار ہوٹل کے کمرہ نمبر 113 میں منتقل ہوا ہوں ہر طرف سناٹا ہے میں یہاں اسی غرض سے آیا ہوں کہ ان واردات کا سراغ لگانے میں پولیس کی مدد کر سکوں یوں بھی مجھے آسیب زدہ مکانوں میں رہنے اور بد روحوں سے ملاقات کرنے کا بڑا شوق ہے اگر کمرہ نمبر 113 میں بھی ایسے ہی حالات رونما ہو رہے ہیں تو مجھے بہت امید ہے کہ بہت جلد کسی نہ کسی بد روح سے آمنا سامنا ہو گا آج صبح 7 بجے اٹھا نماز پڑھی اسی دوران میں ہوٹل کے مالک یاسر نعمان ناشتہ لے کر آیا وہ بڑا پریشان لگ رہا تھا خود کشی کی تین پر اسرار وارداتوں کی وجہ سے اس کا سارا کاروبار ختم ہو گیا ہے میں نے اسے تسلی دی کہ فکر نہ کرو بہت جلدی ہی میں راز سے پردہ اٹھاؤں گا۔ مجھے احساس ہے کہ جس کام میں ہاتھ ڈالا ہے ——— وہ جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے تاہم مجھے اپنے ہوش و حواس پر قابو رکھنا ہو گا یہ سارا کھیل ہی اعصاب پر کنٹرول رکھنے کا ہے۔ بہر حال اگر میں اس راز سے پردہ اٹھا لیا تو 10 لاکھ میری آگے پڑھائی اور دوسرے اخراجات کے لئے کافی ہے۔ ابھی تک مجھے کوئی غیر ضروری بات نظر نہیں آئی۔ یکم مئی 1999ء بروز ہفتہ ایک دن اور ایک رات خیریت سے گزر گئی کسی قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا آج میں سارا دن کھڑکی کی طرف بیٹھا بازار کا نظارہ کرتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ہر راہ گیر اس کھڑکی کی طرف نگاہ ضرور اٹھاتا ہے کئی لوگ رک جاتے ہیں اور مجھے حیرت سے دیکھتے ہیں ان کے خیال میں کوئی آسیب ہوں۔ آج میرا سب سے قریبی دوست سلیم قریشی مجھ سے ملنے آیا دو گھنٹے تک ہم لوگ گپ شپ لگاتے رہے سلیم قریشی مجھے ایک بھرا ہوا پستول بھی دے گیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں آئے گی۔ مجھے اس کمرے میں دو دن اور دو راتیں ہو گئی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ رات کو خوب سوتا ہوں۔ دن کو کتابیں پڑھتا ہوں جب بور ہو جاتا ہوں تو کھڑکی کی طرف بیٹھ کر باہر کے نظارے کرتا ہوں اتنی مزے کی زندگی گزر رہی ہے۔ کہ کبھی بوریت کا احساس ہی آتا ہے یہ بات میرے ذہن میں آتے ہی میں پریشان ہو جاتا ہوں۔ کہ آخر میں نے یہ کمرہ چھوڑنا ہے ایسے ایسے کھانے مل رہے ہیں جو میں نے کبھی کھائے بھی نہیں تھے۔ 7 مئی 1999ء بروز جمعہ آج جمعہ کا دن تھا اسی دن تینوں آدمیوں نے خود کشی کی تھی اس تصور ہی سے مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ کیا خود کشی کرنے والا چوتھا آدمی میں ہی ہوں دوپہر کو ہوٹل کا مالک یاسر نعمان کھانا لے کر آیا وہ بہت پریشان لگ رہا تھا۔ یاسر نعمان نے مجھ سے کہا کہ آپ چلے جائیں یہاں سے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آج تم بھی خود کشی کر لو میں نے اسے تسلی دی کہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ بلکہ خدا نے چاہا تو یہ ہوٹل دوبارہ آباد ہو گا۔ جوں جوں شام قریب آ رہی ہے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ کھڑکی سے دور ہٹ کر عجیب سی بے چینی ہونے لگتی ہے اور جب میں کھڑکی کے قریب آتا ہوں۔ تو یہ بے چینی دور ہو جاتی ہے۔ 8 مئی 1999ء بروز ہفتہ میرا کمرہ میں بہت دل لگ گیا ہے کمرہ سے باہر نکلنے کو دل ہی کرتا۔ کھڑکی کے ساتھ بیٹھا باہر کا نظارہ کرتا رہتا ہوں کمرہ نمبر 113 کی اس کھڑکی کے عین سامنے سڑک کی دوسری جانب ایک چھوٹا سا خوبصورت مکان ہے۔ اس مکان کے بیرونی کمرے کی ایک کھڑکی میں وہ چہرہ مجھے پہلے پہل نظر آیا۔ یہ سترہ اٹھارہ سال کی ایک حسین و جمیل لڑکی کا چہرہ تھا اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھی اور بہت خوبصورت تھی۔ گذشتہ روز میں نے اسے پہلی بار دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر والہانہ انداز سے مسکرائی تھی اور میں بھی بس زیادہ سارا دن کھڑکی میں نظر آتی تھی اسے دیکھتے ہی میرے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی۔ اس کا چہرہ بالکل ستارہ کی طرح ہے جیسے ستارہ آسمان پر چمکتا ہے بالکل اسی طرح اس کا چہرہ بھی چمکتا ہے میرا خیال یہ ہے کہ اس کا نام ستارہ ہونا چاہیے اسے دیکھتے ہی میں نامعلوم مسرت کی دنیا میں گم ہو جاتا ہوں۔ 9 مئی اتوار 1999ء آج میں یہ ڈائری بڑی مشکل سے لکھ رہا ہوں ذہن قطعی ساتھ نہیں دے رہا ہے۔ آج سلیم قریشی بھی ملنے آیا تھا اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ تم نے اپنا کیا حال بنایا ہوا ہے جب میں نے شیشے میں چہرہ دیکھا تو واقعی بڑی عجیب شکل تھی شیو بڑی ہوئی تھی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھی مونچھوں کے بال بے تحاشہ بڑے ہوئے تھے ستارہ مجھ میں بڑی دلچسپی لے رہی تھی آج میں نے فیصلہ کیا کہ آج ضرور جاؤں گا اور اس سے ملوں گا ایسا لگتا ہے کہ ستارہ گھر میں اکیلی رہتی ہے کیونکہ مجھے گھر میں کوئی اور نظر نہ آیا اور رات کو بھی بجلی نہیں جلتی بلکہ اندھیرا ہوتا ہے۔ 10 مئی 1999ء بروز پیر۔ یہ حسینہ جس کا نام میں نے ستارہ تجویز کیا تھا واقعی وہ اس کا اصلی نام بھی ستارہ تھا آج میں نے اس کے مکان کے دروازے پر لکڑی کی چھوٹی سی پلیٹ لگی دیکھی ہے اس پلیٹ پر نمایاں طور پر لکھا ہوا ستارہ ہاؤس ایک اور بات کا مجھے خاص تجسس تھا کہ ستارہ غروب ہوتے ہی غائب ہو جاتی ہے پتہ نہیں کہاں چلی جاتی ہے۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ یاسر نعمان سے اس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کروں گا۔ 12 مئی 1999ء بروز بدھ آج صبح

کئی دن بعد کمرے کا دروازہ کھول کر باہر برآمدے میں گیا تھا دروازے اور برآمدے کی چھت کے درمیان میں مکڑی کا بہت بڑا جالا دیکھا اتنا بڑا جالا آج سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا جالے کے بالکل درمیان ایک ہیبت ناک مکڑی بیٹھی تھی جو مجھے گھور رہی تھی میں نے محسوس کیا کہ مکڑی کی آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی ہے اس دوران نہ جانے کدھر سے ایک مکڑا ادھر آ گیا اور اس نے جالا توڑ اندر جانے کی کوشش کی پھر وہ ہیبت ناک مکڑی مکڑے کے پاس گئی کچھ دیر دونوں بے حس و حرکت بیٹھے رہے اس کے بعد میرے دیکھتے ہی دیکھتے مکڑے کو اپنی لمبی لمبی سوئی کی طرح باریک ٹانگوں میں بری طرح جکڑ لیا مکڑی نے اپنا منہ لگا کر پہلے اس کا خون چوسا پھر رفتہ رفتہ مکڑے کی ٹانگیں الگ الگ کر کے ہڑپ کر گئی۔ 14 مئی 1999ء بروز جمعہ۔ آج میری گھڑی بند پڑی ہے مجھے خبر نہیں کیا بجے ہیں۔ پچھلے چار پانچ دنوں سے میں اپنے آپ میں نہیں ہوں آج صبح اٹھ کر جب میں نے ڈائری کا جائزہ لیا تو وہاں ایک حرف بھی نہیں تھا تمام صفحے خالی پڑے تھے آج ستارہ بار بار کھڑکی کی طرف آتی اور جاتی ہے آج وہ بہت خوش نظر آ رہی ہے ستارہ کی کھڑکی کا پردہ بھی ویسا ہے جیسے میری کھڑکی کا پردے میں سرخ رنگ کی ریشمی ڈوری بندھی ہوئی ہے۔ ستارہ وہ ڈوری کھینچ کر اس کا پھندہ بنا کر کھڑکی کے آہنی ہک سے باندھ رہی ہے میں یہ سب دیکھ رہا ہوں اور کوئی ان دیکھی قوت مجھے بھی یہ سب کچھ کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ کھڑکی کی جانب بالکل نہیں جاؤں گا میں ستارہ کے اشاروں پر نہیں چلوں گا۔ ورنہ مجھے بھی خود کشی کرنی پڑے گی۔ نوجوان شہزاد کی ڈائری یہاں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اسی پھندے سے شہزاد نے خود کشی کر لی ہے اور کھڑکی سے شہزاد کی لاش لٹک رہی ہے ڈائری کے اوراق سے پتا چلا کہ سامنے والے مکان میں کوئی لڑکی ستارہ رہتی ہے پولیس کے اعلیٰ حکام اس مکان میں لڑکی سے ملنے گئے دروازہ بند تھا دستک دینے پر ایک بوڑھا شخص کھانستا ہوا باہر آیا اور اس نے بتایا کہ یہ مکان گذشتہ ایک برس سے خالی پڑا ہے اور کوئی ستارہ نامی لڑکی یہاں نہیں رہتی پولیس افسران نے مکان کی تلاشی لی کمروں میں دھول جمی ہوئی تھی صاف ظاہر تھا کہ مکان میں کوئی نہیں رہتا۔ البتہ انہوں نے ایک کمرے کی بیرونی کھڑکی کے قریب مکڑی کا ایک بہت بڑا جالا ضرور دیکھا جالے کے عین درمیان ایک غیر معمولی جسامت کی مکڑی بے حس و حرکت بیٹھی اپنی زرد زرد آنکھوں سے گھور رہی تھی۔

غزلیں و نظمیں

غزل

تو لفظوں کی طرح مجھ سے کتابوں میں ملا کر
لوگوں کا تجھے ڈر ہے کہ خوابوں کی میں ملا کر
پھول کا خوشبو سے تعلق ہے ضروری
تو مہک بن کر مجھ سے گلابوں میں ملا کر
جسے چھو کر میں محسوس کر سکوں
تو مستی کی طرح مجھ سے شرابوں میں ملا کر
میں بھی انسان ہوں مجھے بھی ڈر ہے بھٹکنے کا
اس واسطے تو مجھ سے حجابوں میں ملا کر
☆ ---------- رئیس صدام حسین ساحل۔ ٹی خان بیلہ

غزل

آنکھوں میں جو تحریریں تھیں
ہونٹوں پہ وہ بول نہ تھے
ہم تھے اس کے پیار کے پجاری
بس ہاتھوں میں کشکول نہ تھے
میں نے اس کو ٹوٹ کے چاہا
یہ اس کو حق تھا لیکن ......
وہ بھی ہم کو ٹوٹ کے چاہے
ہم اتنے اصول نہ تھے
☆ ---------- اسد شہزاد۔ گوجرہ

غزل

میری خوشی کی خاطر خود کو سنبھال رکھنا
اس نے کہا تھا مجھ سے اپنا خیال رکھنا
یہ بھی کہا تھا اس نے ہر خواب عارضی ہے
تم بھی ذہن میں اپنے حرف زوال رکھنا
وہ کہہ رہی تھی شاید کچھ نہ بتا سکوں میں
میرے سامنے نہ تم بھی کوئی سوال رکھنا
وہ بس کے کہہ رہی تھی غم بھی تمہیں ملیں گے
لیکن نہ حوصلہ تم اپنا نڈھال رکھنا
ہر بات کا تقاضہ مجھ سے جو کر رہی تھی کاوش
کیا اس کا حق نہیں تھا میرا خیال رکھنا
☆ ---------- رئیس ساجد کاشو۔ شہر خان بیلہ

تم بن

رات گئے جب گھر جاتے ہیں
اپنے آپ سے ڈر جاتے ہیں
سورج نکل تو خوابوں کے گلشن روز بکھر جاتے ہیں
سوکھے پیڑوں کی شاخوں سے پنچھی ہجرت کر جاتے ہیں
روز آنکھوں کا خالی دریا
کیوں اشکوں سے بھر جاتے ہیں
وہ بھی دیکھ کے چپ رہتے ہیں
ہم بھی روز گزر جاتے ہیں
زندہ ہو احساس تو کاوش
پھول بھی زخمی کر جاتے ہیں
☆ ---------- رئیس ساجد کاوش۔ شہر خان بیلہ

وفا کے پھول

میں نے پوچھا کیسے ہو
بدلے ہو یا ویسے ہو
روپ وہی انداز وہی
قصہ وہی یا پھر اس میں کمی کوئی
ہجر کا کوئی احساس تو ہو گا
کوئی تمہارے پاس تو ہو گا
میں بچھڑی یہ مجبوری تھی
کب منظور مجھے یہ دوری تھی
آنکھوں سے آنسو جو بہتے ہیں
تم کو خبر ہے کیا کہتے ہیں
میں نے کہا آواز تمہاری
آج بھی ہے انداز ہماری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھول وفا کے کھل جائیں گے
ان شاء اللہ ہم مل جائیں گے
☆ ---------- اسد شہزاد-گوجرہ

وہ کہتا تھا

وہ کہتا تھا...... زندگی گلاب کا پھول ہے...... اسے بکھرنے نہ دینا...... وہ کہتا تھا...... تیری آنکھیں صحرا ہیں...... انہیں سمندر نہ ہونے دینا...... وہ کہتا تھا...... دل اندرونی قفل ہے...... اسے میرے سوا کھلنے نہ دینا...... وہ کہتا تھا...... وفا روح ہے...... اسے مرنے نہ دینا...... لیکن اب اسے کون بتائے کہ...... اس نے ہی میری زندگی کو...... میری آنکھوں کو...... محبت و وفا سے لبریز میرے دل کو...... اپنی دل لگی و جفا سے...... اور بدلتے جذبوں سے اس طرح روند دیا ہے...... جیسے کوئی قدموں میں پڑے گلابوں کو...... کچل دیتا ہے

☆ ---------- عائشہ رحمن-کبیروالہ

دل کی بستی

ہوا تھی ضرور لیکن وہ شام...... جیسے سسک رہی تھی...... کہ زرد پتوں کو آندھیوں نے...... عجیب قصہ سنا دیا تھا...... کہ جس کو سن کر تمام پتے سسک رہے تھے...... بلک رہے تھے...... جانے کس سانحے کے غم میں...... شجر جڑوں سے اکھڑ چکے تھے...... بہت تلاشا تھا ہم نے تم کو...... ہر ایک رستہ ہر ایک کھائی...... ہر ایک پربت ہر ایک وادی...... کہیں سے تیری خبر نہ آئی...... تو یہ کہ ہم نے دل کو ٹالا...... ہوا تھمے گی تو دیکھ لیں گے ہم...... اس کے رستوں کو ڈھونڈ لیں گے...... مگر ہماری یہ خوش خیالی...... جو کہ ہم کو برباد کر گئی تھی...... ہوا تھمی تھی ضرور لیکن...... بڑی ہی مدت گزر چکی تھی...... ہمارے بالوں کے جگنوؤں میں...... سفید چاندی اتر چکی تھی...... فلک پہ تارے نہیں رہے تھے...... گلاب پیارے نہیں رہے تھے...... وہ جن کے دل سے تھی دل کی بستی...... وہ لوگ ہمارے نہیں رہے تھے...... یہ المیہ سب سے بالاتر تھا...... کہ ہم تمہارے نہیں رہے تھے...... کہ تم ہمارے نہیں رہے تھے...... ہوا تھمی تھی ضرور لیکن...... بڑی مدت گزر چکی تھی

☆ ---------- عائشہ رحمن-کبیروالہ

زوال نہیں آ سکتا

زوال نہیں آ سکتا...... محبت کے ان انمول رشتوں کو...... دل کے اندر چھپی ہوئی شرارتوں کو...... اندھیری رات میں...... چاند کی چاندنی کو...... ڈھلتی دھوپ میں...... سورج کی کرنوں کو...... دل میں چھپے ہوئے...... پیار کے سچے جذبوں کو...... کبھی بھی زوال نہیں آ سکتا۔

☆ ---------- محمد موسیٰ مغل-واہ کینٹ

دیدار کی حسرت

کچھ لکھا تھا تیری یاد میں
میرے آنسوؤں نے مٹا دیا
دوستوں سے چھپی تھی دل کی بات
میرے چہرے نے سب کچھ بتا دیا
میری چاہتوں کا بھی کیا صلہ ملا
جسے ٹوٹ کے چاہا اس نے رُلا دیا
اک خط لکھا تھا تیرے نام بے وفا
پھر اپنے ہاتھوں سے اس کو جلا دیا
گلہ کرنا میرا پیشہ نہیں، تیرے دیدار کی حسرت ہے
آ دیکھ تیری محبت نے تجھے کیا سے کیا بنا دیا

☆ ---------- حماد ظفر بادی-منڈی بہاؤالدین

کیا مجھ سے دوستی کروگی؟

نئی نئی بہار سے ملوگی...... اک اجنبی کے ساتھ تم چلوگی...... بتاؤ بتاؤ میری ہمسفر بنوگی...... کیا مجھ سے دوستی کروگی...... تمہیں جو دیکھا میں نے پہلی بار...... تو دل یہ بولا تم ہو میرے یار...... تم ہی وہ وہ تھا جس کا مجھے انتظار...... کیا میرے دل پہ دستخط کروگی...... کیا مجھ سے دوستی کروگی...... نجانے کیوں تم اتنے اچھی لگتی ہو...... ہوا جیسی پرائی لگتی ہو...... حسین خوابوں جیسی لگتی ہو...... دھڑکتے دل کا تم یقین کروگی...... کیا مجھ سے دوستی کروگی

☆ ---------- ایم اے عمر-کھوئی رٹہ

کچھ یوں ہوا

ایک بار سنو کچھ ایسا ہوا...... وہ مجھ کو ملا میں اس کو ملا...... اظہار ہوا اقرار ہوا...... وہ دوست بنا میں یار ہوا...... اسے عشق بہت مجھے پیار بہت...... ہم دونوں میں تکرار بہت...... پھر کچھ یوں ہوا...... وہ چھوڑ گیا میں ٹوٹ گیا...... پھر کچھ یوں ملے...... وہ تنہا میں بھی اکیلا تھا...... بس ہم دونوں تھے اور کوئی نہ تھا...... وہ رونے لگا میں بے بس تھا...... نہ پیار نہ ہی اظہار رہا...... بس فرق صرف اتنا سا رہا...... وہ مٹی کے اوپر روتا رہا میں مٹی کے اندر سوتا رہا

☆ ---------- ایم اے عمر-کھوئی رٹہ

تم ہاتھ ہمارا لے جانا

تم ہاتھ ہمارا لے جانا
جب سمجھو کر کوئی ساتھ نہیں
تم ساتھ ہمارا لے جانا
جب دیکھو کہ تم تنہا ہو
اور راستے ہیں دشوار بہت
جب ہم کو اپنا کہہ دینا
بے شک سہارا لے جانا
جو بازی بھی تم جیتو گے
جو منزل بھی تم پاؤ گے
ہم پاس تمہارے ہوں نہ ہوں
احساس ہمارا لے جانا
جب یاد ہماری آئے گی
تم پاس ہمارے آ جانا
اک مسکراہٹ دے جانا
تم جان ہماری لے جانا
جب کانچ اٹھانے پڑ جائیں
تم ہاتھ ہمارا لے جانا

☆ ---------- محمد نعمان-لاہور

غزل

کس قدر انوکھا ہے رابطہ محبت کا
کب نجانے ہو جائے معجزہ محبت کا
اپنی ذات سے بھی وہ اجنبی سا لگتا ہے
جس کے ساتھ ہو جائے حادثہ محبت کا
وہ چلا ہی جاتا ہے جس نے جانا ہوتا ہے
لاکھ وہ چاہے اس کو واسطہ محبت کا
زندگی میں جینے کا آسرا نہیں رہتا
جب کسی سے چھن جائے حوصلہ محبت کا
دوستوں سے سائل اگر تمہیں محبت ہے
دوستوں کو مت دینا مشورہ محبت کا

☆ ---------- محمد منیر تحری-کراچی

سنو جاناں!

سنو جاناں جولائی آ گیا ہے...... تھکن اوڑھے ہوئے دن ہیں...... ہوا کے لمس سے ناآشنا شامیں...... ستاروں سے بھری راتیں...... کہ جن میں نیند کی دیوی بھی اکتائی سی لگتی ہے...... اسی بے کیف منظر میں...... اچانک آسمان بادل کی چادر اوڑھ لیتا ہے...... وہ چھاجوں مینہ برستا ہے...... کہ منظر جھوم اٹھتا ہے...... سنو جاناں!...... وہی موسم وہی رت ہے...... کہ جب اپنے تھکن اوڑھے دن کی...... برستی شام میں ہم تم...... فضا کی گنگناہٹ روح میں محسوس کرتے تھے...... کبھی بوندیں پکڑتے تھے...... کبھی یوں مسکراتے تھے...... کہ جیسے کان میں بارش نے کوئی بات کہہ دی ہو...... سنو جاناں!...... وہی موسم وہی رت ہے...... تھکن اوڑھے ہوئے دن میں...... فضا بھی گنگناتی ہے...... نہ جانے تم کہاں پہ ہو...... چلے آؤ کہ اب جاناں...... تمہیں بندش بلاتی ہے

☆ ---------- عائشہ رحمن-کبیروالہ

غزل

ایسی بھی محبت کی سزا دیتی ہے دنیا
مر جائیں تو جینے کی دعا دیتی ہے دنیا
ہم کون سے موسن تھے جو الزام نہ سہتے
پتھر کو بھی بھگوان بنا دیتی ہے دنیا
یہ زخم محبت کا ہے دکھانا نہ کسی کو
لا کر سر بازار سجا دیتی ہے دنیا
قسمت پہ کرو ناز اتنا نہ فقیرو
ہاتھوں کی لکیروں کو مٹا دیتی ہے دنیا
مرنے پہ کر لی ہے مجبور تو لیکن
جینے کے طریقے بھی سکھا دیتی ہے دنیا
ایسی بھی محبت کی سزا دیتی ہے دنیا

☆ ---------- انتخاب: سید عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان

☆ دلوں کے راز بتا سکے مجھے چاہیے وہ شعور و غم
☆ افق کے پار بھی جا سکے مجھے اس نظر کی تلاش ہے
(میرا جمیل چوہدری، سمندری)

محبت کے علاوہ گر ہم لگاتے پودا
محنت کا اپنی کچھ نہ کچھ پھل پاتے ہم
(نثار احمد کھوسو، جناح روڈ کوئٹہ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے یہ شعر پسند ہے

بھیک میں لی خوشی مجھے اچھی نہیں لگتی
میں اپنے ہی غم میں رہتا ہوں نوابوں کی طرح

عامر شہزاد وفا-ہری پور

تیرا پیار عمر بھر میرے ساتھ رہے گا
یہ اور بات ہے کہ میری عمر وفا نہ کرے

محمد واصف-واہ کینٹ

اپنے مطلب کے بنا کون کسی کو پوچھتا ہے ہادی
سوکھے ہوئے پھولوں کو شجر بھی گرا دیتے ہیں

حماد ظفر ہادی-منڈی بہاؤالدین

مجھے اکثر ستاروں سے یہی آواز آتی ہے
کسی کے ہجر میں نیندیں گنوا کر کچھ نہیں ملتا

ابرار احمد-ٹکھومنڈی

تیرے شہر کے لوگ بھی عجیب ہیں فراز
قتل کر کے پوچھتے ہیں جنازہ کس کا ہے

اے ڈی کنول-کھیوڑہ

جانے کس دربار کا چراغ ہوں میں فراز
جس کا دل چاہتا ہے جلا کے چھوڑ دیتا ہے

لعل شاہ ورخ خان-کرک

بدنام ہوئے ہیں ہم شہر میں جس کی وجہ سے
اس شخص کو کبھی ہم نے جی بھر کے دیکھا بھی نہ تھا

لعل شاہ ورخ خان-کرک

صندل کی مہکتی ہوئی پرکیف ہوا
جھونکا کوئی ٹکرائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

ایم امیر عاصم ملک-میانوالی

یہی اچھا ہے کہ ہم اچھے نہیں ہیں فراز
کسی کی آنکھ میں آنسو تو نہیں ہوں گے میرے مرنے کے بعد

ایم امیر عاصم ملک-میانوالی

لاکھ تو پڑھتا رہے پیار کے منتر انعام
جن کی فطرت میں ڈسنا ہو وہ ڈسا کرتے ہیں

انعام علی-جنڈ

یہ کون میرے دل میں کہتا ہے کہ میں ہوں
محسوس کروں اس کو تو لگتا ہے کہ میں ہوں
یادیں ہیں کہ رہ رہ کے سلگ اٹھتی ہیں اکثر
بادل کوئی تھم تھم کے برستا ہے کہ میں ہوں

محمد اسحاق انجم-کنگن پور

یہ کتابوں میں لکھی کوئی بات ہے
توڑنا دل کسی کا بری بات ہے
ہم ضروری ہیں اک دوسرے کے لئے
تم نہ سمجھو تو یہ دوسری بات ہے

محمد اسحاق انجم-کنگن پور

مجھے سمجھ نہیں آتا یہ پیار کا سودا ہے
ہو جائے جب یہ تو کچھ بھی نہیں رہ جاتا

لقمان حسن-ڈیرہ اسماعیل خان

وہ روز دیکھتا ہے ڈوبتے ہوئے سورج کو
کاش میں بھی کسی شام کا منظر ہوتا

لقمان حسن-ڈیرہ اسماعیل خان

میں نے تجھے چاہا تو نے چاہا کسی اور کو
خدا کرے تجھے تو چاہے وہ چاہے کسی اور کو

عصمت اینڈ صغریٰ-بھلوال

آج بھی دیکھ لیا اس نے کہ میں زندہ ہوں
چھوڑ آیا ہوں اسے آج بھی حیرانی میں

محمد طیب عثمان-لاہور

نجانے زمانے والوں کو کیا عداوت ہے ہم سے
کہ جس چیز کو ہم چاہتے ہیں سب اس کے طلبگار بن جاتے ہیں

محمد عمیر مظہر حسنی-ٹھکیاں

نہیں سجدے کئے ہم نے کبھی غیروں کی چوکھٹ پہ
ہمیں جتنی ضرورت ہو خدا سے مانگ لیتے ہیں

محمد عمیر مظہر حسنی-ٹھکیاں

مجبور تھے ہم وفا اپنی جتا نہ سکے
کرتے رہے دل میں زخم کسی کو بتا نہ سکے
چاہتوں کی حد سے بڑھ کر چاہا اسے
صرف اپنا دل نکال کر اسے دکھا نہ سکے

محمد فاروق-رحیم یار خان

پھول چاہتے تھے مگر ہاتھ میں آئے پتھر
ہم نے آغوش محبت میں سلائے پتھر
ان کی راہوں میں ہم نے چاند ستارے دیکھے
اپنی راہوں میں بکھرے ہوئے پائے پتھر

عثمان غنی-پشاور

سپنوں کی دنیا سجا رکھی ہے، محبت کی جوتی جلا رکھی ہے
میرے دل کو اب کوئی بجھا نہیں سکتا، پتھر دل سے پیار کی امید جو لگا رکھی ہے

محمد فاروق اینڈ اعجاز-کوٹ داؤ دحا کشن

ہمارے جاگنے سے تنگ ہو تو سو جاتے ہیں ساقی
کل اگر آنکھ نہ کھلے تو مجھ کو معاف کر دینا

افضال عباسی-راولپنڈی

دل جو ٹوٹے گا تو فریاد کرو گے تم
ہم نہ ہوں گے تو یاد کرو گے تم

عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان

ہم نہ سمجھے تیری نظروں کا تقاضا فراز
تو نے حسن کے چہرے پہ دربان بٹھا رکھا ہے

عدنان خان-ڈی آئی خان

زرخیز زمیں بنجر نہیں ہوتی
دریا ہی بدل لیتے ہیں رستہ اسے کہنا

وسیم اکرم-چکوال

عجب لطف آ رہا تھا دلدار کی دل لگی کا
کہ نظریں بھی مجھ پہ تھیں اور پردہ بھی مجھ سے تھا

افضال عباسی-راولپنڈی

دل فرسودہ میں پھر دھڑکنوں کا شور اٹھا
یہ بیٹھے بیٹھے مجھے کن دنوں کی یاد آئی

افضال عباسی-راولپنڈی

آیا ہوں تیرے باغ میں پانی پلا مجھے
پیاسا ہوں تیرے پیار کا ہونٹوں سے لگا مجھے

وحید علی عبدالحمید-ماناتوالہ

اپن کو کون سا جام پلا دیا
اپن کا تو سارا سنسار ہلا دیا

وحید علی عبدالحمید-ماناتوالہ

کیا موسم ہے کہ پتے بھی نہیں شاخوں پہ
آج تو پھول سے خوشبو بھی جدا لگتی ہے

عدنان خان-ڈی آئی خان

کب تک ترسوں اس کی یاد میں اے خدا
اک ماں ہی دی تھی سچا پیار کرنے والی وہ بھی چھین لی

شہزاد خالق-گکر سیداں

زندگی کا ادھورا پن اس سے زیادہ کیا ہو گا شہزاد
جس انسان کے لئے ماں کی دعاؤں کی صدا نہ رہے

شہزاد خالق-گکر سیداں

دل تو چاہتا ہے کہ ہر بار آپ کو انمول خزانہ بھیجوں ساحل
مگر میری جھولی میں دعاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں

محمد منیر سحری-کراچی

اک چھوٹی سی غلطی پہ وہ مجھے چھوڑ گیا فراز
جیسے صدیوں سے میری غلطی کی تلاش میں تھا

ایم اے عمر-کھوئی رٹہ

یہ جوانی کی آوارگی اچھی نہیں ہے عمر
چلو گھر کو چلتے ہیں کہ شہر سارا سو گیا ہے

ایم اے عمر-کھوئی رٹہ

نہیں حال ہمارا تمہارے حال سے الگ
تم فرصتوں میں یاد کرتے ہو ہمیں تمہاری یاد سے فرصت نہیں

محمد نعمان-لاہور

دیوانہ ہوں میں اس کا وہ جانتی ہے
مگر ہر بار وہ کوئی نہ کوئی خنجر ضرور چلاتی ہے

امانت حسین جنجوعہ-میرپور، آزاد کشمیر

خدا عروج تجھے اس قدر نصیب کرے
کہ تیرے نام کے آگے میرا نام آئے

محمد واصف-واہ کینٹ

یہ دنیا عجب اک میلہ ہے
اس میلے میں میرا دل اکیلا ہے

امانت علی حسین جنجوعہ-میرپور آزاد کشمیر

مت کر آسمانوں کو چھونے کی حسرت اسد
وقت انسان سے زمیں بھی چھین لیا کرتا ہے

اسد شہزاد-گوجرہ

کسی نے ملنے کا وعدہ کیا تھا تنہا شام کو ہادی
ہر روز ترستے سو جاتے ہیں اگلی شام کے انتظار میں

حماد ظفر ہادی-منڈی بہاؤالدین

رو رو کر اس نے کہا مجھے تم سے نفرت ہے منیر
اگر نفرت ہی تھی تو پھر وہ اتنا رویا کیوں

محمد منیر سحری-کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ تو وفا ہے تمہیں ہو جائے گی الفت مجھ سے
تم اک نظر میرا ذوقِ دید تو دیکھو

ہانیہ-ملتان

بدلتے موسم پہ اپنی امیدیں نہ رکھو فراز
دن بہاروں کے بڑے مختصر ہوا کرتے ہیں

مزمل عارف-منڈیرہ

کتنا خوف ہوتا ہے رات کے اندھیروں میں فراز
پوچھو ان پرندوں سے جن کے گھر نہیں ہوتے

مزمل عارف-منڈیرہ

نفرت کی آگ نے جلا دیا تم جیسے حسینوں کو
اک بھیڑ سی لگی ہے کفن کی دکان پہ

جنید سیف-ڈگری

چلے آئے ہیں آنکھوں میں تیرا عکس پا کر
یہ آنسو آج پھر کوئی تماشا چاہتے ہیں

جنید سیف-ڈگری

کتنی دلکش ہے خاموشی ان کی
ساری باتیں فضول ہوں جیسے

شعیب شیرازی-جوہرآباد

جان ان پہ فدا کی ہے یہی پیار کا حق تھا
لوٹا دیا میں نے کہ جو حقدار کا حق تھا

محمد فاروق-رحیم یار خان

ہماری تڑپ تو کچھ بھی نہیں ابرار
سنا ہے آئینہ بھی ترستا ہے اس کے دیدار کو

ابرار احمد-گگو منڈی

ہم جتنا آج اسے چاہتے ہیں کل بھی اتنا ہی چاہیں گے
وہ تو پاگل ہے روز روٹھ جاتا ہے مجھے آزمانے کے لئے

مبارک حسین آرائیں-محراب پور

مجھ سے وہ اکثر ایک ہی سوال کرتی ہے تم مجھے اتنا پیار کیوں کرتے ہو
کوئی اسے جا کر بتا دے زندگی کس کو پیاری ہے

رفاقت علی-بھاگ گھر

محبتوں میں حسب نسب نہیں ہوتا
حوصلہ تجھ میں نہ تھا مجھ سے جدا ہونے کا

محمد اسحاق انجم-کنگن پور

کہاں تلاش کرو گے تم مجھ جیسے شخص کو
جو اپنی یاد سے زیادہ تجھے یاد کرتا ہے

مبارک حسین-محراب پور

اشارہ تو مدد کا کر رہا تھا ڈوبنے والا اسد
مگر یاران ساحل نے سلام سے الوداع سمجھا

اسد شہزاد-گوجرہ

شرطِ محبت یہ نہیں کہ ہر وقت اس کا تقاضا کیا جائے
جن سے ہوتی ہے محبت وہ لوگ دل کی خاموش دھڑکنوں میں بستے ہیں

محمد عمران پرنس-حاصل پور

ٹوٹ نہ جائے بھرم ہونٹ ہلاؤں کیسے
حال جیسا بھی ہے تم کو سناؤں کیسے
پھول ہوتا تو تیرے در پہ سجا بھی رہتا
زخم لے کر تیری دہلیز پہ آؤں کیسے

عذر سعید تبسم-ماڑی گاؤں

اب تو اشکوں کے ستارے بھی نہیں پلکوں پہ
کن چراغوں کو جلائیں گے سحر ہونے تک

شاہد حسین قادری-پشاور

جذبات محبت چھپ نہ سکے جب ضبط سے ہم نے کام لیا
میری آنکھوں میں آنسو آ گئے جب تیرا کسی نے نام لیا

اے ایچ-ماناں والہ

درختوں کے پتے گرتے ہیں سوکھ جانے کے بعد
کون کسی کو یاد کرتا ہے بچھڑ جانے کے بعد

اسد علی-ماناں والہ

پھولوں سے کیا دوستی کرنی وہ تو پل بھر میں مرجھا جاتے ہیں
دوستی کرو تو کانٹوں سے جو چبھنے کے بعد بھی یاد آتے ہیں

وحید علی-ماناں والہ

مانا کہ میں غریب ہوں، یہ بات سچ تو ہے لیکن
تو اگر اپنی محبت کے قابل سمجھے تو تیرا ہر غم خرید سکتی ہوں

فرزانہ یاسمین-کلورکوٹ

محبت کر سکتے ہو خدا سے کرو فراز
مٹی کے کھلونوں سے کبھی وفا نہیں ملتی

عبدالخالق آرائیں-پاک پتن

چھوٹی سی بات پہ کوئی شکوہ نہ کرنا
جب کوئی بھول ہو جائے تو معاف کرنا
ناراض تب ہونا جب ہم دوستی توڑ دیں گے
کیونکہ ایسا تب ہو گا جب ہم دنیا چھوڑ دیں گے

محمد فاروق-رحیم یار خان

آپ کے پیار کی ایک نظر چاہئے
دل ہے بے گھر اسے ایک گھر چاہئے

بس یونہی دیکھ کر مسکراتی رہو
یہ سہارا مجھے عمر بھر چاہئے

ابرار احمد-گگو منڈی

ہم نے چرچا تو بہت سنا تھا اس کی سخاوت کا مبارک
یہ کب معلوم تھا کہ وہ درد بھی دل کھول کر دیتا ہے

مبارک حسین آرائیں

میرے سجدوں کے تسلسل کو تو کیا جانے اے میرے دوست
سر جھکایا تو تیری خوشی مانگی، ہاتھ اٹھایا تو تیری زندگی مانگی

مبارک حسین آرائیں

اے دل تو تنہائیوں میں رہنے کا عادی ہو جا
جنہیں تو یاد کرتا ہے وہ بہت مصروف رہتے ہیں

ہانیہ-ملتان

آنکھوں میں جو تحریریں تھیں ہونٹوں پہ وہ بول نہ تھے
ہم تھے تیرے پیار کے عاشق باتوں میں مشکول نہ تھا
ہم نے تم کو ٹوٹ کے چاہا یہ تو تمہارا حق تھا لیکن
تم بھی ہم کو ٹوٹ کے چاہتے ہم اتنے انمول نہ تھے

شعیب شیراز-جوہرآباد

اس کے ہاتھوں پہ اپنا نام دیکھا تو بہت خوش ہوا ساحل
یہ دیکھ کر وہ معصوم سے لہجے میں بولا، تیرے ہم نام اور بھی ہیں

رئیس صدام حسین ساحل-سٹی خان بیلہ

اب اور کیا کسی سے مراسم بڑھائیں ہم
یہ بھی بہت ہے تجھ کو بھول جائیں ہم

اسد شہزاد-گوجرہ

جاتی تاخیر سے نہ مل کہ ہمیں صبر آ جائے
اور ہم بھی تجھ سے نظر چرانے لگ جائیں

اسد شہزاد-گوجرہ

سب مجھے ہی کہتے ہیں کہ تو اسے بھول جا صدام
کوئی اسے یہ کیوں نہیں کہتا کہ وہ مجھے یاد نہ آیا کرے

رئیس صدام حسین ساحل-سٹی خان بیلہ

اتنی شدت سے وہ شخص میری رگوں میں اتر گیا اسد
کہ اسے بھول جانے کے لئے مجھے مرنا ہو گا

اسد شہزاد-گوجرہ

نہیں ہے مقدر میں وہ پھر بھی اس سے پیار کرتے ہیں
جو کتنا ہے اپنے مقدر کو سزا دیتے ہیں

ایم عمر-کھوئی رٹہ

مجھ میں عیب ہزار ہوں گے مگر ایک خوبی بھی ہے ہادی
ہم جس کو تھام لیں اس کو چھوڑا نہیں کرتے

حماد ظفر ہادی-منڈی بہاؤالدین

احساس تیرا ہم نے تیرے بعد بھی رکھا
بھولا بھی تجھے اور یاد بھی تجھے ہی رکھا
اوجھل بھی کیا تجھے اپنی نگاہ سے
خوابوں کی دنیا میں آباد بھی رکھا

حماد ظفر ہادی-گوجرہ

وہ مجھے ٹوٹ کر چاہے گا اور بھول جائے گا ساغر
مجھے خبر نہ تھی اسے یہ ہنر بھی آتا ہے

ایم اے عمر-کھوئی رٹہ

دل کا بھی ہوتا ہے کبھی بچوں کا سا عالم
ہو زہر بھی خوش رنگ تو پینے کو مچل جائے

ایم اے عمر-کھوئی رٹہ

رنجشیں تو محبت کے پھول ہیں اسد
تعلقات کو اس بات پہ گنوا بھی نہ دے
سوال یہ ہے تمہاری رفاقتیں بھی رہیں
اکیلے کیسے رہیں ہم تمہارے ہوتے ہوئے

اسد شہزاد-گوجرہ

دل سے ہر پل چاہت کی صدا آتی ہے
یاد مجھ کو اس کی ہر اک ادا آتی ہے
قربان ہو جائے میری دوستی اس کی خوشیوں پہ
پھر یقین ہو اسے کہ ہم کو بھی وفا آتی ہے

اسد شہزاد-گوجرہ

بہت ستایا ہے کسی کی بے بس یادوں نے
اے رات اب تو گزر جا کہ اور رویا نہیں جاتا

لقمان حسن-ڈی آئی خان

کچھ حادثوں سے گر گئے زمین پہ ابھی
ہم رشک آسماں تھے ابھی کل کی بات ہے

محمد عمیر مظہر حتی-تنگیاں

اسے کہو کہ اپنی مصروفیات کم کر دے ہادی
سنا ہے بچھڑنے والوں کا یہ پہلا بہانہ ہوتا ہے

حماد ظفر ہادی-ملک وال

ابھی کچھ دیر نگاہوں میں پیاس رہنے دو
دل اس کے پاس ہے تو اس کے پاس رہنے دو

بانو-گوجرانوالہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کے خطوط

■......ماہ جون کا تازہ شمارہ حسب معمول تمیں مئی کو ہی مل گیا تھا مگر ذاتی مصروفیات کی وجہ سے بہت لیٹ پڑھا۔ اپنی قسط وار کہانی "مایہ کال" کا اینڈ ہونے کے بعد اب ایک نئی قسط وار کہانی جو میں نے مکمل کر کے شہزادہ بھائی کو ارسال کر دی ہے امید کرتا ہوں یہ ناگن والی کہانی بھی قارئین کو یقیناً پسند آئے گی۔ وہ جس طرح کی کہانی چاہتے ہیں، کہانی میں جس طرح کے کرداروں کی فنی صلاحیتیں وہ چاہتے ہیں وہ سب اس کہانی میں نظر آئیں گی۔ شہزادہ بھائی میری یہ قسط وار کہانی "خون آشام ناگن" پلیز مہربانی کر کے جلد ہی قریبی شمارے میں شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔ اس کے علاوہ ایک مستقل سٹوری "خونخوار درندہ" بھی شروع کر رکھی ہے۔ چونکہ شاپ پر ٹائم کچھ زیادہ ہی شارٹ ہو گیا ہے اس لئے لکھنے کا ٹائم بڑی مشکل سے نکالتا ہوں۔ وہ قارئین جو میری گزشتہ کہانیوں پر مسلسل تنقید کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ میری آنے والی نئی قسط وار کہانی کو پڑھیں ان شاء اللہ اچھا رزلٹ آئے گا۔ اب شمارے کی بات ہو جائے۔ اس ماہ بھٹکتی روح نمبر میں جو کہانیاں آپ پڑھیں ان میں سب سے پہلے نمبر پر بھیانک شرط، ریحان خان، میرا شاہ پشاور کی زبردست تحریر تھی مگر ریحان بھائی آپ کہانی میں تھوڑی سی تبدیلی لائیں۔ میں چاہتا ہوں آپ اپنے انداز تحریر میں کچھ نیا پن پیدا کریں۔ بہرحال آپ کی کہانی خوفناک لکیر مجھے ابھی تک نہیں بھولی۔ 2۔ خوفناک شوٹنگ ایم عاصم ملک بریال میانوالی اچھی کاوش تھی۔ میرے خیال سے نئے لکھنے والے آگے چل کر اچھا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر وہ تنقید کے خطرناک ٹارگٹ سے بچے رہے تو۔ 3۔ ہم تمہیں ایسا بھلا میں کہ انیلہ غزل حافظ آباد کہانی پڑھ کر یہ اندازہ ہوا کہ مصنفہ شاعری میں تھی دلچسپی رکھتی ہیں۔ میرے خیال سے کہانی ٹھیک ہی تھی مگر میں بے جا تنقید نہیں کر سکتا۔ قارئین بہتر طور پر اس کہانی پر ریمارکس دیں گے۔ مس اقراء لاہور طلسمی مورتی قسط نمبر 2 شاندار انداز میں چل رہی ہے میرے خیال سے بھٹکتی روح نمبر کے حوالے سے کوئی مستقل کہانی ہونی چاہئے تھی اگر مجھے معلوم ہو جاتا تو شاید میں اس موضوع پر ضرور سوچتا اور شاید لکھ بھی لیتا۔ اس کے علاوہ ایس امتیاز احمد فرام کراچی حویلی کا آسیب امتیاز بھائی پلیز آپ مجھ سے بذریعہ موبائل رابطہ کریں آپ سے کچھ بات کرنی ہے جو اس ٹاپک سے منسلک ہے۔ شیطانی چکر آخری قسط پرنس کریم پشاور اپنے اختتام کو پہنچ گئی شکریہ کا کلمہ پڑھا۔ خونی سایہ محمد اختر ڈیرہ غازی خان کی بھی کہانی اچھی رہی مگر محنت جاری رکھیں اور کوشش کرتے رہیں پھر دیکھنا مستقبل میں آپ بہت اچھا لکھاری بن سکتے ہیں۔ خطوط میں کافی دوستوں نے میری کہانی مایہ کال کو پسند کیا حالانکہ کئی دوستوں کے مجھے موبائل پر فون آتے ہیں کہ کہانی میں پولیس انسپکٹر اور مولوی کا ذکر کیوں کرتے ہیں تو جناب اب میری آنے والی قسط وار کہانی میں آپ کو نیا موضوع پڑھنے کو ملے گا امید کرتا ہوں میری ناگن والی قسط وار سٹوری بھی قارئین کو ضرور پسند آئے گی اگر کسی کو نہ آئے تو پھر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ لکھنے اور دیکھنے کا فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیا جائے۔ (عمران رشید۔ راولپنڈی)

■......ماہ اگست کا خوفناک ڈائجسٹ خونی تابوت نمبر یکم اگست کو ملا اس بار ٹائٹل کچھ خاص نہ تھا۔ اسلامی صفحہ نہ ہونے کی وجہ سے ڈائجسٹ ادھورا سا لگا۔ غزلوں کی محفل میں تمام اشعار لاجواب انتخاب پیش کیا۔ پھول اور کلیاں میں پروفیسر صاحب کی تحریروں کے علاوہ باقی تمام تحریریں زبردست رہیں۔ قسط وار سٹوریز میں پراسرار بانسری ایک قسط کے بعد غائب۔ پراسرار مورتی قسط نمبر 14 اچھی رہی۔ مکمل سٹوریز جن کا مطالعہ کیا ان میں ادھوری پیاس ڈرتے ڈرتے کبروی سپرہٹ رہیں۔ لال حویلی کی چڑیل ابھی مزید محنت کی ضرورت ہے۔ شہزادہ بھائی میری تحریریں شائع کرنے کا بے حد شکریہ۔ ابھی کچھ تحریریں آپ کے پاس موجود ہیں پلیز انہیں کسی قریبی شمارے میں جگہ دیجئے گا۔ اس ماہ ایک خط اور دو غزلیں ارسال خدمت ہیں انہیں بھی جلد شائع کر کے شکریے کا موقع فراہم کریں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ شہزادہ بھائی اور تمام قارئین کو خوشیوں بھری لمبی زندگی عطا فرمائے۔ (محمد عمیر مظہر سنی۔ بکیاں)

■......دو خطوط اکٹھے ارسال کر رہا ہوں پھر تو روزے ہیں شاید نہ لکھ سکوں اور سب کو عید مبارک پیچل ذوالقرنین خان پشاور، فیضان اینڈ ذیشان فرام شیخ امیر آباد پشاور، انیلہ خان اینڈ ذوبیہ خان فخرا پشاور عید مبارک۔ انکل آپ کے لئے تو اور بھی اختر علی ناصری

فرام صوابی تم کون سی شہرت چاہتے ہو جو کہتے ہو اور وہ بھی جھوٹ۔ محمد منیر سحری یار تمہیں کون سی جلن ہے مجھ سے میں نے تو صرف آپ کو کہا تھا کہ کسی کی ذات پر تنقید ٹھیک نہیں اگر میں نے کسی پر کی ہو تو دل سے سوری۔ (لعل شاہ رخ خان۔ کرک)

■......ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ جولائی 2011ء کا کالا جادو نمبر اس بار 19 جولائی کو ملا۔ شہزادہ بھائی پہلے زندگی میں ایسا کبھی نہیں ہوا پہلے ہم علی پور سے ڈائجسٹ لے آتے تھے اب یہ علی پور بھی نہیں آتا کیوں؟ پلیز اس بارے آپ سختی سے نوٹس لیں ورنہ ہم احتجاجاً آپ کے دفتر لاہور آ جائیں گے۔ ٹائٹل اس بار بھیانک تھا۔ خوبصورت دوشیزہ بالکل خوشبو سلیم قادری کی طرح لگ رہی تھی۔ شہزادہ بھائی اس بار اسلامی صفحہ بھی غائب تھا۔ پلیز یہ ہر ماہ شائع کیا کریں۔ اس کے بعد مستقل جو سٹوریاں میں نے پڑھیں ان کی تعریف و تنقید ہو جائے۔ سب سے پہلے اپنے بیسٹ اور فیورٹ رائٹر سکندر حبیب کی سٹوری آخری کیوں کا مطالعہ کیا اس سٹوری کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ بہت کم ہے۔ ایسی کہانیاں شائع ہوں تو کیا ہی بات ہے اس کے بعد یاور علی سحر سندری کی بھیانک داستان، پراسرار عورت پڑھی تو ایسا لگا یہ مدتوں تک نہیں بھولے گی، خوفناک قلعہ سید صوفیہ شاہ کی بھی بہت اچھی سٹوری تھی اور اس کے بعد جنون عثمان غنی شیخ آباد پشاور کی بھی سٹوری گزارے لائق تھی۔ شہزادہ بھائی مختصر خوفناک کہانیاں شائع کر کے آپ نے ہمارے دل جیت لئے ہیں۔ اس سے نئے رائٹر کو آگے لکھنے کا موقع ملے گا۔ مختصر مگر خوفناک سٹوری دوستی بھی بہت اچھی تھی۔ اس کے علاوہ پراسرار قبرستان بھی اچھی کہانی تھی۔ غزلیں میں اپنی دو غزلیں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ شہزادہ بھائی ہماری غزلیں شائع کرنے کا بہت شکریہ۔ اپنے سندیسے نہ پا کر ہم ناامید نہیں ہوئے پھول اور کلیاں میں سب تحریریں سبق آموز تھیں۔ مہرو سلیم قادری کراچی کے اقوال زریں دیکھ کر ہمارے چہرے پر ایک پیاری اور خوبصورت سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ میری مہرو قادری سے پرزور اپیل ہے کہ آپ ڈائجسٹ میں ہر ماہ لکھا کریں۔ (عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور)

■......جولائی کا شمارہ سخت گرمی میں بار بار بازار کے چکر لگانے کے بعد آخر کار مل ہی گیا۔ جس میں اپنی تحریریں دیکھ کر دل گارڈن گارڈن ہو گیا میں تو سمجھا تھا کہ میری تحریریں ردی کی نذر ہو گئی ہیں کیونکہ یہ میں نے پانچ ماہ پہلے ارسال کی تھیں۔ اس ماہ کی ٹاپ سٹوری کالا جادو اس کے بعد خوفناک قلعہ اور ناگن تھیں۔ غزلوں میں رانا اعجاز احمد، زینب حسن، راحیلہ عمر کی غزلیں اچھی تھیں۔ پھول اور کلیاں میں سب سے زیادہ پسند آنے والی تحریر قیامت کی 72 نشانیاں تھیں۔ (محمد نعمان۔ لاہور)

■......ماہ جون بھٹکتی روح نمبر میرے ہاتھ میں ہے جسینہ کے ساتھ جو ڈھانچہ کھڑا ہے بہت زیادہ خوفناک لگ رہا ہے۔ کہانیوں میں خطروں کے کھلاڑی تحریر سجاد حسن کی کہانی بہت زیادہ اچھی لگی۔ اس کے بعد غزلوں میں محمد نعمان بر شیر پور کی غزل اچھی لگی۔ آپ کے خطوط میں پہنچے تو توبہ توبہ کرنے لگ گیا کیوں کہ پورے خطوں میں جو زیادہ غصے میں تھی وہ تھی فرزانہ یاسمین ڈیرہ نوں آپ کو اتنا غصہ کیوں آتا ہے۔ ہاں تو فرزانہ صاحبہ آپ کو کوئی کہانی پسند بھی آئی ہے۔ (بہادر عارف بانی بلوچ۔ گھوٹکی)

■......کچھ عرصے بعد یہ خط لکھ رہا ہوں اس عرصے میں جتنے بھی ماہنامے گزرے ان کی تمام کہانیوں کا مطالعہ کیا جو چند رائٹر صاحبان کی اچھی تھیں لیکن چند ایسی تھیں لگتا تھا کسی ہالی ووڈ کی فلم کی سٹوری ہو بالکل ہی بور تھیں خدا کے لئے یہ ڈائجسٹ خوفناک ہے اس میں ڈراؤنی تحریریں لکھیں اس کے علاوہ جو تنقید ہو وہ بھی اخلاق کی حدود میں ہو یہ روایت بھی قائم ہونی چاہئے۔ سب سے اچھی چیز اسلامی صفحہ جو شائع نہیں ہو رہا اس کا خیال بھی رکھیں۔ علاوہ ازیں بہت سے رائٹر منظر عام پر نہیں آ رہے ان میں ندیم وفا گلگت، عمران علی ہاشم فرام خوشبو نے محبت کا خوف والا، سید ضیاء اللہ شاہ مراد اور چند دوسرے کو ہر جو بختی سے سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اب آتے ہیں ماہنامہ جون کی طرف جس میں عمران کی مایہ کال آخری قسط پڑھی بہت مزہ آیا عمران یہ جاسوسی سے چکر سے نکلو اور کچھ بہتر لکھو اور ساتھ ہی شیطانی چکر پرنس کریم کی آخر قسط کو بھی پڑھا بہت خوب۔ محترمہ اقراء کی طلسمی مورتی یہ بھی اچھے انداز میں آگے بڑھ رہی ہے دیکھتے ہیں آگے کیا ہوتا ہے، خونی لکیر ریحان خان تم بھی اب بڑے اچھے سٹائل میں آگے بڑھ رہے ہو مزید بہتر لکھنے کی کوشش کرو۔ خط، غزلیں اور سندیسے بھی اچھے تھے۔ شہزادہ بھائی چند چیزیں بھیج رہا ہوں پلیز انہیں ضرور شائع کریں انتظار رہے گا۔ (محمد تیمور۔ راولپنڈی)

■......ماہ جون کا شمارہ جولائی میں پڑھا کیونکہ جب سے میری کہانی شائع ہوئی ہے بیچارہ رسالہ میرے پاس آتا ہی کہاں ہے تھوڑی دیر کے لئے آیا اور پھر سے کوئی لے گیا۔ اس ماہ کی زبردست سٹوری بھیانک شرط تھی اس کے بعد ہم تمہیں ایسا بھلا میں کہ بہت اچھی کہانی تھی اور اس میں موجود شعر مجھے بہت پسند آئے۔ خوفناک شوٹنگ اور خطروں کے کھلاڑی اچھی سٹوریاں تھیں جبکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خونی سایہ کالی رات اور حویلی کا آسیب گزارے لائق تھیں ویسے میری کہانی کے بارے میں قارئین زیادہ اچھا بتا سکتے ہیں۔ جولائی کے شمارے میں جنون زبردست معیاری سٹوری تھی۔ مگر کالا جادو سے کم زبردست تھی۔ نگین پرندہ آن کافی اچھی سٹوری تھی آخر کیوں۔ سکندر حبیب صاحب آپ کی ہر کہانی اچھی ہی ہوتی ہے بتانے کی ضرورت نہیں۔ چہروں کا دیس میرے لئے بہ منفرد معیاری کہانی تھی ویلڈن۔ ظالم بدروح اور پراسرار عورت بس ٹھیک ہی تھیں جبکہ خوفناک قلعہ گزارے لائق تھی۔ پہلے تو کہانی بو تکی مگر اس میں کچھ باتیں مجھے بہت پسند آ گئیں۔ قسط وار کہانیوں میں مایہ کال اور شیطانی چکر دونوں کہانیوں کا اینڈ زبردست ہوا۔ طلسمی سورتی بہت اچھی جا رہی ہے۔ پراسرار بانسری اب دیکھیں یہ کس کس کو اپنے سروں میں جکڑتی ہے۔ میرے دوست او بڑے بھائی عمران رشید سے درخواست ہے کہ وہ ایک سنگل کہانی لکھیں۔ روح کی پیاس میرے خیال سے عمران بھائی اس کہانی کو بہت اچھے طریقے سے تحریر کر سکتے ہیں مگر اس میں پولیس کا ذکر ہوتا کسی مولوی کا اور نہ ہی حد سے زیادہ لمبی ہوتا کہ کوئی تنقید نہ کرے۔ (محمد اختر جمال۔ ڈیرہ غازی خان)

🖤...... شہزادو انکل میری آپ کے پاس پراسرار بنگلہ، انجانا خوف اور مختصر کہانیاں پڑی ہیں براہ کرم وہ جلد از جلد شائع کریں اس کے بعد ایک اور کہانی خوفناک ہسپتال آپ کو روانہ کر رہا ہوں امید ہے ضرور شائع کریں گے۔ (ملک قمر رمضان۔ پچلاں شریف)

🖤...... ماہ جون کا ٹائٹل نمبر بھٹکتی روح تھا اس میں کہانی تو نہیں تھی بھٹکتی روح چلو کوئی بات نہیں سب سے اچھی کہانی جو دل کو لگی ہے وہ طلسمی سورتی اور ہم تمہیں ایسا بھلائیں گے اور شیطانی چکر کی آخری قسط اچھی تھی باقی بھی کہانیاں اچھی تھیں سب ہی اچھا لگتے ہیں۔ محمد منیر سحری آپ کہاں چلے گئے ہیں دکھائی نہیں دیتے آپ کی کہانیاں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ رئیس ساجد کاوش اور رئیس ارشد کے شعر اور غزلیں مجھے بہت پسند آتی ہیں کیا آپ دونوں بھائی ہیں مجھے ضرور بتایئے گا۔ انکل میں اب تک چار کہانیاں بھیج چکا ہوں آپ نے ایک بھی شائع نہیں کی اگر آپ لوگوں کو پسند نہیں آئیں تو مجھے بتا دیں۔ شعر، غزلیں، معلومات اور اصلاحی صفحہ بھی بھیجا تھا لیکن ایک خط کے علاوہ کوئی بھی شائع نہیں ہوا۔ (اسد اینڈ وحید علی۔ بابا تو الہ)

🖤...... اگست کا شمارہ ملا اور ابھی تک کچھ سٹوریز ہی پڑھیں خطوط دیکھے تو عثمان غنی اور منیر سحری نے تو اس بار آندھیاں ہی چلا ڈالیں۔ عثمان غنی آپ کو صرف اک لڑکی کی ہی کہانی پسند آئی باقی تو کہانیاں آپ کو بور لگیں۔ رابی خان کی گھٹیا ترین کہانی کو آپ نے نمبر ون کہا۔ ظہیر احمد کی کہانی کو تھوڑا چینج کر کے تمہاری بہن نے اپنی گھٹیا سوچ کا پورا پورا ثبوت دیا ہے ویلڈن۔ منیر سحری مجھ سے الجھو مت ورنہ دن میں تارے دکھا دوں گا۔ میرے پیارے دوست صدام حسین ساحل آف خان بیلہ آپ کی تحریریں بہت اچھی ہوتی ہیں آپ بھی کوئی کہانی لکھیں پلیز۔ گزشتہ دو ماہ سے عمران رشید نہیں ہیں انکل جی قسم سے دل تو شاق ہی شاق ہے۔ نیا فرلاہور اگر میری تحریریں عمران رشید کی طرح نقل شدہ ہوتیں تو اس وقت میرا بھی عمران رشید جیسا حال ہوتا۔ تمام کہانی نگار کان کھول کر سن لیں جس نے بھی کہیں سے کوئی مواد چرایا اس کا حال عمران رشید، زاہد توجزی اور رابی خان جیسا ہی ہوگا۔ آخر میں انکل جی میری کہانی ناگن کو پلیز شائع کر دیں۔ (وارث آصف خان نیازی۔ واں بھچراں)

🖤...... ماہ اگست کا شمارہ تین اگست کو اپنے دوست اور ہمسائے امجد کے ذریعے منگوایا۔ ٹائٹل اس بار پسند آیا سب سے پہلے خطوط کی محفل میں گیا۔ اس بار خطوط بہت کم تھے۔ اچانک مجھے خونی سایہ کا نام نظر آیا تو میں نے شروع سے آخر تک سارے خط پڑھ ڈالے۔ محمد منیر سحری صاحب خط تھوڑا سا تلخ بھی تھا تو کیا ہوا یہ تو آپ کا حق ہے مگر میری کہانی تھوڑی بہت معیاری تو ضرور تھی۔ عدنان خان کا خط پڑھ کر پتہ چلا کہ میری کہانی سنہری امانت بھی شائع ہو چکی ہے۔ سوری انکل میں رسالہ نہیں پڑھ سکا تھا اس لئے غلط فہمی میں مبتلا رہا۔ ملک قمر رمضان آپ کا سلام کوئی قبول کرے یا نہ کرے ہم نے آپ کا سلام قبول فرمایا آپ کا بہت شکریہ۔ عائشہ حسن آپ کا بھی شکریہ کیونکہ باقیوں کی نسبت آپ نے میری کہانی کافی پسند کی۔ میری کہانی جس جس نے پسند کیا ان کا بہت بہت شکریہ۔ (محمد اختر جمال۔ ڈیرہ غازی خان)

🖤...... ماہ اگست کا شمارہ خونی تابوت نمبر میرے ہاتھوں میں ہے پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی لیکن جب پڑھتا پڑھتا پراسرار دھن پر پہنچا تو انتہائی افسوس ہوا کیونکہ جو کہانی ماہنامہ ڈر ڈائجسٹ کراچی کی زینت بن چکی ہوا سے خوفناک ڈائجسٹ کے اوراق میں کیوں جگہ دی جاتی ہے۔ وارث آصف خان نیازی صاحب ایسا نہ کیا کریں۔ اقراء لاہور کی طلسمی سورتی بہت پسند ہے۔ اینلہ غزل آپ کی غزلیں اور اشعار بہت اچھے ہوتے ہیں۔ (شعیب شیرازی۔ جوہر آباد)

🖤...... ماہ جولائی 2011ء کا شمارہ سب سے پہلے تو ریاض کی کہانی کالا جادو آج کچھ مزہ نہیں آیا کہانی فضول تھی اور پھر طلسمی سورتی اقراء جی آپ کہانی کو طول دے رہی ہیں اور بلاوجہ کردار کو بڑھا رہی ہیں نگین منیر سحری کی اچھی تھی لیکن وہی پیار والا چکر اور جن بھوت کوئی ہٹ کر جناب جنون اچھی تھی بری نہیں۔ ایس امتیاز کی کہانی چہروں کا دیس اچھی سٹوری رہی اس کے علاوہ غزلیں اچھی لگیں پڑھ کر مزہ آیا۔ (محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد)

🖤...... ماہ اگست کا رسالہ پڑھا بہت اچھا تھا مجھے جو کہانی پسند آئیں پراسرار سورتی اقراء، ڈرتے ڈرتے رابی خان، پراسرار دھن وارث آصف کی کہانیاں بہت پسند آئیں۔ انکل پہلا خط ہے آپ ضرور شائع کرنا بہت امید سے لکھا ہے آپ کو اللہ لمبی عمر دے۔ (مدیحہ خان۔ میانوالی)

🖤...... ماہ جولائی کا تازہ شمارہ ملا جسے پڑھ کر بہت بڑا سکون ملا۔ ریاض احمد کی سٹوری کالا جادو بہت ہی اچھی اور خوفزدہ کرنے والی سٹوری تھی۔ ریاض احمد کی سٹوری پڑھ کر بہت بڑا سکون ملتا ہے۔ شہزادہ عالمگیر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کیونکہ وہ ہر ماہ میری کچھ نہ کچھ تحریریں ڈائجسٹ میں شامل کرتے رہتے ہیں خوفناک ڈائجسٹ میں اپنی تحریریں پڑھ کر بہت بڑی خوشی ملتی ہے اور یہ خوشی شہزادہ عالمگیر صاحب کی بدولت ہوتی ہے۔ (رئیس ساجد کاوش۔ شہر خان بیلہ)

🖤...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ میں پہلے مختلف موضوعات پر خوفناک سٹوریاں لکھی جاتی تھیں جو حیرت انگیز اور قابل فخر کہانیاں بھی جاتی تھیں پہلے جو جو رائٹر تھے وہ کئی کئی مہینوں ایک سٹوری کو لکھنے میں صرف کر دیتے تھے بڑی محنت اور دلجوئی سٹوری لکھا کرتے تھے لیکن آج کا عالم یہ ہے کہ ہر کوئی اپنے آپ کو رائٹر سمجھنے لگا ہے۔ (رئیس صدام حسین ساحل۔ بستی خان بیلہ)

🖤...... ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ جون بھٹکتی روح نمبر کافی لیٹ ملا اصلاحی صفحہ حسب معمول غائب تھا لیکن ریاض احمد کی کوئی بھی کہانی نہ دیکھ کر کافی دکھ ہوا۔ ریاض احمد جلدی سے کوئی قسط وار کہانی لے کر حاضر ہوں۔ طلسمی سورتی کی دوسری قسط مزے دار تھی تیسری کا انتظار رہے گا۔ مایہ کال چلو شکر ہے اس بکواس فلمی سٹوری سے جان چھوٹی اور ڈائجسٹ کے صفحے خالی ہوئے۔ خطروں کے کھلاڑی سجاد حسن مزہ آ گیا تمہاری تحریر پڑھ کر۔ تمہاری کہانی اس ڈائجسٹ کی نمبر ون کہانی ہے ویلڈن۔ تمہارا سائنس کو جن بھوت سے ملانا اچھا لگا۔ واقعی اب وقت آ گیا ہے کہ ہم بندوق سے بھی جن بھوت مار لیا کریں۔ ہم تمہیں ایسا بھلائیں گے یقین نہیں ہوتا کہ یہ اینلہ غزل کی تحریر تھی۔ بہت بور اور فضول کہانی تھی۔ سٹوری نام کی تو چیز ہی نہیں تھی۔ خوفناک شوٹنگ گڈ ویری گڈ ایم عاصم ملک دوسرے نمبر پر تمہاری کہانی ہے مجھے بہت پسند آئی ہے۔ بھیانک شرط ریحان مبارک ہو تیسرے نمبر پر تم ہو کہانی بہت اچھی اور جاندار تھی ویلڈن۔ حویلی کا آسیب بھی اچھی لگی، کالی رات رابی خان تمہارا تو انداز تحریر ہی سب سے الگ اور جدا ہے بہت اچھی اور خوفناک کہانی لکھی مجھے پسند آئی۔ خونی سایہ زبردست تھی۔ شیطانی چکر کچھ زیادہ ہی شیطانی اور لمبا ہو گیا تھا آخری قسط اچھی تھی۔ غزلیں نظمیں اور اشعار سب کے سب پسند آئے۔ خطوط بھی اچھے تھے سب نے اپنے اپنے دل کی بات لکھی۔ (رابعہ عمر۔ تھوتھال)

🖤...... ماہ جولائی کا شمارہ جلد مل گیا تھا جسے پڑھ کر بہت بڑی خوشی ملی طلسمی سورتی اقراء فرام لاہور کی قسط وار سٹوری بہت ہی زبردست جا رہی ہے اس ماہ کی بیسٹ سٹوری ریاض احمد کی سٹوری کالا جادو تھی لیکن ہم اسے کہاں ادھورا چھوڑتے پڑھ کر ہی دم لیا۔ باقی کی سٹوریاں بھی زبردست تھیں آپ کے خطوط پڑھ کر بہت سے رائٹروں کے لکھنے کا انداز کا پتہ چلتا ہے۔ اپنی غزلیں، اشعار اور اپنا خط پڑھ کر بہت بڑی خوشی ملتی ہے بہت سے دوستوں کی غزلیں سیدھا دل میں اتر جاتی ہیں۔ جن میں رئیس ساجد کاوش اور صدام حسین ساحل قابل ذکر ہیں لیکن یہ آج کل کم تحریریں بھیج رہے ہیں پلیز آپ اپنی تحریریں ہر ماہ بھیجا کریں۔ (رئیس ارشد۔ شہر خان بیلہ)

🖤...... ماہ جولائی کا شمارہ بہت جلد مل گیا تھا ٹائٹل کوئی خاص تاثر قائم نہ کر سکا کہانیوں کی فہرست میں آئے تو جو سٹوریز بہت زیادہ پسند آئیں وہ یہ ہیں کالا جادو ریاض صاحب، نگین محمد منیر سحری، طلسمی سورتی اقراء، پراسرار بانسری، باقی سب بھی بہت ہی زبردست تھیں، اشعار غزلیں سب ہی اچھے تھے پھول اور کلیاں بھی بہت زبردست رہے عمران رشید کی کوئی تحریر نہ پا کر بہت دکھ ہوا آپ بھی لقمان حسن کی طرح خوفناک سے رشتہ توڑ رہے ہیں پلیز بھائی ایسا مت کریں۔ لقمان حسن آپ بھی واپس آ جائیں اچھی اور زبردست سٹوری کے ساتھ۔ مجھے یہ جان کر بے حد دکھ ہوا کہ شہزاد خالق صاحب کی والدہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔ میں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کی ماما کی مغفرت کے لئے دعا کی ہے آپ حوصلہ رکھیں میری امی جان بھی میری پیدائش کے تین ماہ بعد وفات پا گئی تھیں خدا سے دعا ہے کہ وہ سب کی ماؤں کا سایہ ان کے سروں پر سلامت رکھے۔ ہمیں ان کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ (ربیعہ ارشد۔ منڈی بہاؤالدین)

♥......یار یہ خطوط میں کیا چل رہا ہے اب میں کس کس کے ساتھ بات کروں جولائی کے خطوط پر کچھ ڈسکس ہونی چاہئے۔ ایلیہ غزل صاحبہ عمران بھائی جادوگروں کو گدگدی تو نہیں کرتے جوان بے چاروں کا دل نہیں بھی کرتا تو بھی ہا ہا ہی کرتے ہیں۔ سکندر حبیب کی کہانی کے بارے میں آپ نے لکھا کہ آپ کے رونگٹے کھڑے نہیں ہوئے کوئی نئی بات نہیں۔ رانی خان آپ نے کیا فلاپ فلاپ لگا رکھا ہے پرانے زخم کھرچنے سے زخم ہرے نہیں ہو جاتے مگر تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ فرزانہ صاحبہ آپ کہاں بھاگی جا رہی ہیں۔ کیا تنقید کا طریقہ یہی ہے کہ آپ کسی کو جنگلی اور بندر بولیں۔ عقل نام کی کوئی چیز ہے آپ کے پاس آئندہ خیال رکھئے گا۔ رانا عمر حیات آپ نے کہاوت لکھی جی ہاں بالکل انسان کا کام نہیں ہے کتے کو کاٹنا مگر بچاؤ کے لئے پتھر یا لاٹھی کا استعمال تو کر سکتا ہے اگر یہ سب لکھنے سے آپ میں سے کسی کا دل دکھا ہو تو پلیز مجھے معاف کر دیجئے گا۔ (محمد اختر جمال۔ ڈیرہ غازی خان)

♥......جولائی کا شمارہ دس جولائی کو اخبار ہاکر سے منگوایا۔ ٹائٹل پر کھڑی لڑکی ذرا بھی خوبصورت نہیں تھی جبکہ گھٹنے بچے بہت خوبصورت تھے۔ فہرست پر نظر پڑی تو میرا دل بجھ سا گیا کیونکہ نہ ہی عمران بائی کی کہانی تھی اور نہ ہی ریحان اور حد ہو گئی اس میں میری کہانی سنہری اینٹ بھی نہیں تھی جو میں نے سات ماہ پہلے ارسال کی تھی۔ انکل وہ کہانی اتنی بھی بری نہیں ہے۔ میں بوجھل قدموں کے ساتھ گھر واپس آ گیا اب سے پہلے خطوط کی محفل میں گیا تو عمران بھائی کا خط تلاش کے بعد مل گیا۔ جب پڑھا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ویلڈن بھائی بہت خوب۔ عمران بھائی مجھے آپ کی کہانی کا شدت سے انتظار ہے۔ ریاض صاحب سچ بتاؤں جب سے میں نے آپ کی کہانیاں پڑھنا شروع کی ہیں آپ کی کہانیاں مجھے کچھ خاص پسند نہیں آئیں مگر اس ماہ کی کہانی کالا جادو مجھے بہت پسند آئی۔ یہ کہانی کسی خوفناک حقیقت کی طرح معلوم ہو رہی تھی۔ اس ماہ کی ٹاپ کی سٹوری آپ کی تھی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہر ماہ خطوط کی محفل میں حاضری دیا کریں اور پسند آنے والی کہانیوں کے بارے میں بتایا کریں۔ آپ بہت بڑے رائٹر ہیں اور دوسری بات یہ کہ آپ عمران بھائی کے فیورٹ رائٹر ہیں اس لئے امید ہے کہ آپ اپنے فین کی بات پر غور کریں گے اور کیا آپ کسی اور ڈائجسٹ کے لئے بھی لکھتے ہیں ضرور بتایئے گا۔ انکل میری کہانی سنہری اینٹ اور عجب راز ہے زندگی جلدی سے شائع کر دیں۔ (محمد اختر جمال۔ ڈیرہ غازی خان)

♥......ماہ جولائی کا شمارہ بہت ہی دلچسپ رہا۔ ساری کہانیاں اپنی اپنی جگہ قابل تعریف تھیں خاص طور پر کالا جادو، کفن اور جنون نے تو دل ہی جیت لیا۔ تمام رائٹرز کو یہ کہنا چاہوں گی کہ آپ کی کہانیوں کو اگر مدنظر رکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ سب بہت محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں۔ ویسے خوفناک ڈائجسٹ میں ایک عجیب سا جادو ہے اور یہ شمارہ آپ لوگوں کی کوششوں کا ثمر ہے اور ایڈیٹر صاحب کی وجہ سے ہے۔ (راحیلہ عالم۔ اسلام آباد)

♥......ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ اگست کا شمارہ جلد ملنے کی وجہ سے خوشی ملی ریاض احمد کی سٹوری خونی تابوت ٹائٹل پر چھائی ہوئی تھی خونی تابوت بہت ہی زبردست سٹوری تھی۔ اقراء فرام لاہور کی سٹوری طلسمی سورتی بھی زبردست جا رہی ہے۔ اعزازی موت، ڈرتے ڈرتے اور مجبوری بہت ہی اچھی سٹوریاں تھیں۔ اپنی غزلیں پڑھ کر خوشی محسوس ہوئی۔ رئیس ارشد اور صدام حسین ساحل کی غزلیں بھی دل کو لگیں۔ علی عمران رضوان عباسی اور حافظ محمد عثمان کے اشعار بھی پسند آئے۔ خطوط والے صفحات بھی اچھی طرز کے لکھے ہوئے تھے۔ شہزادہ عالمگیر صاحب رسالوں میں آپ اسلامی صفحہ ضرور شامل کیا کریں۔ (رئیس ساجد کاوش۔ شہر خان بیلہ)

♥......ماہ جولائی کا تازہ شمارہ ایک جولائی کو اخبار ہاکر سے طلب کیا اس ماہ کا ٹائٹل جاندار تھا۔ اسلامی صفحہ نہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ شہزادہ بھائی آپ کو بہت سے لوگوں نے بہت بار کہا ہے کہ آپ اسلامی صفحہ لازمی شائع کیا کریں چاہے ایک یا دو احادیث ہی کیوں نہ شائع کر دیا کریں۔ اس ماہ کی نمبر ون سٹوری کالا جادو تھی۔ طلسمی سورتی میں تو اس بار لگتا ہے کہ دو تین سٹوریوں کے جن بھوت اس میں ڈالے ہوئے ہیں سٹوری تو اچھی ہے ویلڈن غزلوں میں مجھے رانا اعجاز احمد، نگاہ شکر گڑھ، پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی کراچی، رضیہ عمر تھوقال، ملک محمد عمر رمضان چپلاں، رانی خان پشاور، ایلیہ غزل، سلمان شجاع آبادی اور سب سے زیادہ ہانیہ فرام ملتان کی غزل بہت پسند آئی اور خوفناک چھوٹی کہانیوں میں سہلت فرام ایس اے ملک راولپنڈی کی کہانی پسند آئی۔ (محمد

عمر۔ میاں چنوں)

♥......خوفناک ڈائجسٹ خونی تابوت نمبر بہت اچھا تھا اس دفعہ ریاض احمد کی سٹوری پا کر دل باغ باغ ہو گیا طلسمی سورتی اقراء بھی اچھا لکھ رہی ہے شہزادہ بھائی آپ نے میری غزل تو شائع کر دی مگر اس پر لکھ دیا نامعلوم یہ کیا ہے بھائی پلیز بتائیں کہ نام غزل کے اوپر لکھیں یا نیچے۔ (عبادت کاظمی۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

♥......ماہ جولائی اور ماہ اگست میں عمران رشید کی کہانی نہ دیکھ کر دل گارڈن گارڈن ہو گیا۔ مجھے تم لوگوں کی سمجھ نہیں آتی کیوں آپس میں لڑتے رہتے ہو عمران رشید کی وجہ سے۔ وہ مسکراتا رہتا ہے کہ میری وجہ سے دنیا پاگل ہو رہی ہے۔ وارث آصف خان صاحب آپ ذرا تمیز سے رہا کریں آپ کی ساری کہانیاں نقل کی ہوتی ہیں آپ دوسروں پر تنقید کرنے چل پڑتے ہیں۔ منیر سحری صاحب آپ مسکراؤ نہ تمہاری کہانیاں بھی ٹوٹلی نقل کی گئی ہوتی ہیں بچوں جیسی کہانیاں لکھتے ہو تم لوگ پتہ نہیں ہم غریبوں کے پیچھے کیوں شائع کرتے رہتے ہیں۔ ریاض احمد صاحب اور اقراء جی ویلڈن آپ دونوں کی وجہ سے ہی خوفناک کو ترقی حاصل ہے۔ شہزادہ بھائی میں نے آپ کو ایک سٹوری خونی بھکاری بھیجی تھی مہربانی کر کے اسے ڈائجسٹ میں جگہ دیں۔ (آفتاب احمد۔ اقبال نگر)

♥......ماہ جنوری سے اگست تک خوفناک پر مکمل تجزیہ۔ کہانیاں: ماہ جنوری سے لے کر ماہ اگست (علاوہ مئی) کے کل 98 سٹوریز شائع کی گئیں جن میں سب سے زیادہ لمبی کہانی فروری کے شمارے میں عمران رشید کی کالا درخت تھی جو کہ ترپن صفحات پر مشتمل تھی اس کے علاوہ انجی کی ماہ کال کی آخری قسط 41 صفحات پر مشتمل تھی۔ اس تمام عرصے میں تین بغیر خوفناک کہانیاں، دو رائٹرز پر اور اک اندازے کے مطابق سترہ چوری شدہ تھیں۔ اس عرصے میں کل تین کہانیاں جو قسط وار شائع ہوئیں اور اختتام پذیر بھی ہوئیں جبکہ وارث آصف خان کی ساحر اور اقراء کی طلسمی سورتی ابھی نامکمل ہیں۔ ماہ کالج جنوری سے پہلے کی ہے شیطانی چکر جو کہ قسط گارتھی بری طرح فلاپ ہوئی اس کی تعریف صرف تین لوگوں نے کی جن میں ہانیہ فرام ملتان، عمران رشید وغیرہ شامل ہیں۔ وارث آصف خان کی ساحر اس دوران سب سے سپرہٹ تھی (ریاض احمد کی سٹوریز کے علاوہ) مختصر کہانیاں: جنوری سے اگست (علاوہ مئی) پچیس مختصر کہانیاں یا واقعات شائع کئے گئے جن میں سب سے زیادہ جولائی میں چودہ اور جنوری میں گیارہ تھیں۔ غزلیں: اس تمام عرصے میں (سوائے مئی) کل تین سو چونتیس غزلیں شائع کی گئیں سب سے زیادہ ایلیہ غزل و ہانیہ کی غزلیں شائع کی گئیں۔ سب سے زیادہ اگست کے شمارے میں ایک سو انچاس غزلیں شامل تھیں اور سب سے کم مارچ کے شمارے میں تیرہ غزلیں تھیں۔ رئیس برادران کی غزلیں سپرہٹ تھیں۔ اشعار: کل چار سو ترانوے اشعار شائع کئے گئے جن میں سب سے زیادہ شعر اگست کے شمارے میں اور سب سے کم فروری کے شمارے میں سینتیس شائع ہوئے ریاض احمد صاحب کے کل دو اشعار شامل تھے سب سے پسندیدہ شعر رئیس ارشد، احسان سحر اور ہانیہ فرام ملتان کے تھے۔ ایلیہ غزل ایوریج تھیں۔ لطیفے: اس تمام عرصے ماسوائے مئی کے کل انتالیس لطیفے شائع ہوئے جن میں سب سے زیادہ وارث آصف خان، عفیفہ عندلیب اور ہانیہ گوہر کے لطیفے زبردست تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی کے اپنے ناموں سے ٹھونسے گئے لطیفے جنہوں نے لطیفوں کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ان کی تعداد اکتیس رہی یعنی کل ملا کر ستر شائع ہوئے۔ بہترین شاعر اپنے پیاروں کے نام: اس نئے اور انوکھے کالم جو کہ جون سے شائع ہوا اس میں کل ملا کر ایک سو تیس اشعار تھے، اک بات جو کہ خاص طور پر نوٹ کی گئی کہ یہ تمام اشعار جواب عرض کے تھے سب سے زیادہ جولائی میں چھپنے اور جون میں اٹھائیس شائع کئے گئے۔ سب سے زیادہ لڑکیوں کے نام تھے۔ سندیسے: بہترین رائٹرز یا اپنے پیاروں کے نام ارسال کئے گئے سندیسوں کی تعداد ایک سو چار رہی۔ شہزادہ عالمگیر کے نام کل اٹھارہ سندیسے، کہانیوں کی مبارک باد کے بیچ اور شائع کروانے کے لئے دس تھے۔ سب سے زیادہ کہانی شائع کروانے پر زور لقمان حسن نے دیا۔ حمد و نعت: اس تمام عرصے میں کل نو حمد یا نعت شائع کروائے گئے جو کہ ہماری اسلام سے الفت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تین سو چونتیس غزلوں کے مقابلے میں کل نو حمد یا نعت۔ بہرحال تمام ہی سپرہٹ تھے۔ گلدستہ: تمام عرصے میں اچھی باتوں، معلومات اور اقوال زریں پر مشتمل گلدستے میں کل بہتر چیزیں شامل کی گئیں۔ سب سے لمبی تحریر قیامت کی بہتر نشانیاں عفیفہ عندلیب علی پور چٹھہ کی تھی اس کے بعد فرید علی نمی صاحب کا نام رہا۔ اسلامی تحریروں کی تعداد بیس تھی سب سے زیادہ عبداللہ حسن چشتی کی تحریریں رہیں۔ خطوط: کڑاکے دار اور خوشبودار الفاظ میں شامل کئے گئے خطوط کی تعداد دو سو سینتیس تھی۔ سب سے زیادہ تنقید عمران رشید اور رانی خان پر وارث آصف خان اور عفیفہ عندلیب اور فرزانہ یاسمین کی جانب سے کی گئی اس دوران میں کل دس رائٹرز کی تحریروں یعنی کہانیوں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوری شدہ کہا گیا۔ سب سے زیادہ تعریف (ریاض احمد واقراء کے علاوہ) وارث آصف خان کی سٹوریز اور ریحان خان کی سٹوریز کی گئی۔ تاہم ریحان خان کی دوسری سٹوری جو کہ انگلش فلم کی نقل تھی ان کی عزت کو لے ڈوبی۔ سب سے زیادہ تنقید والا خط فرزانہ یاسمین کا تھا جس میں انہوں نے رابی خان کا خون پی جانے کو کہا۔ اللہ معاف کرے سب سے پیارا خط رابی خان کا شائع ہوا جو کہ چھ ماہ پہلے کا تھا۔ دوسرے کے نام سے شائع کرانے والے خطوط کی تعداد دو تھی جو کہ عمران رشید صاحب نے اپنی کہانی مایہ کال کی تعریف اور وارث آصف خان پر تنقید کی۔ سب سے زیادہ اک ہی شمارے میں خطوط عبداللہ حسن کے تھے۔ کہانیاں شائع کرانے کے کل دس خطوط تھے سب سے زیادہ زور محمد منیر سحری نے اپنی کہانی نگلن پر دیا۔ غلطی سے جواب عرض کے خطوط خوفناک میں کل دو شائع کیے گئے جن میں سراج اللہ خٹک نمایاں رہے ساتھ میں ان کا سیل نمبر بھی تھا۔ سب سے لمبا خط انیلہ غزل کا شائع ہوا۔ وارث آصف خان کا نام اسی مرتبہ مختلف خطوط میں استعمال کیا گیا (ریاض احمد واقراء کے علاوہ) گلے شکوے و ناراضگیاں: جی ہاں اس تمام عرصے میں یاسمین سلیم قادری گلے شکوے کرتی ہوئی ہمیشہ کے لئے اللہ حافظ کہہ گئیں۔ لقمان حسن بھی گلے شکوے کرتے رہے مگر عبداللہ حسن نے کمال دلیری کا مظاہرہ کیا اور تحسین احمد وہونا راقی سے گلے شکوؤں میں مصروف رہے تاہم تحسین احمد وہ رائٹر ہیں جنہوں نے عبداللہ حسن اور فرید علی نبی سے اپنی کوتاہیوں پر سرعام معافی مانگی۔ عمران رشید بھی کہاں پیچھے رہنے والے تھے بلال احمد کے نام سے فرضی خط اور یاسمین سلیم کے بھی نام سے فرضی خط شائع کروا کر معافی منگوائی کیا بات ہے جی۔ سب سے زیادہ میانوالی کے رائٹرز کی تعداد رہی۔ عمران رشید، رابی خازن اور ریحان خان کی مقبولیت میں کمی اور وارث آصف خان کی مقبولیت میں حد درجہ اضافہ ہوا۔ عفیفہ عندلیب، منیر سحری، عدنان خان بھی نمایاں رہے۔ تو ساتھیو کیسا لگا یہ میرا تجزیہ اپنی آراء سے ضرور نوازیں۔ (وارث آصف خان - واں بھچراں)

♥ ......اگست کا شمارہ بروقت ملا مکمل اچھا تھا سب سے پہلے اپنے پسندیدہ نمبرون رائٹر وارث آصف کی دل و دماغ پر سحر طاری کرتی لہو کو رگوں میں منجمد کرتی کہانی پڑھی ریاض بھائی آپ اپنی کہانیوں میں ہم کو ہمیشہ دکھی ہی کرتے رہتے ہیں ایسا مت کیا کریں اس کے بعد میں محمد منیر سحری کے شائع ہونے والے لیٹر کی بات کروں گی جس میں انہوں نے انتہائی گھٹیا اور پاگل پن کی حدیں کراس کر لیں۔ رابی خان سسٹر میگزین سے کہانی چوری کر کے خوفناک میں بھیجتے ہوئے تم نے کچھ بھی نہ سوچا۔ صائمہ نبی تم نے ریچھ کے اسرار سے کہانی کو نقل کیا ورانی داوی کو اس میں گھسیڑ دیا اور ہمیں خوش کرنے کے لئے عمران پر کہانی میں تنقید کی واہ بھئی واہ دماغ ہو تو ایسا۔ عفیفہ عندلیب کیا آپ میری بہن بنیں گی جواب لازمی دینا پلیز۔ (نامعلوم)

♥ ......ماہ اگست کا شمارہ خوفناک ہم نے لیا جواب عرض کی طرح پہلی بار جو دل کو بھا گیا جواب عرض تو پہلے بھی پڑھتے تھے مگر خوفناک ڈائجسٹ پہلی بار لیا کہانیاں بہت اچھی تھیں کھوپڑی کا رقص راجہ احسان گجرات کون ساحل دعا بخاری کالا عمل اقبال ندیم ساحل شیخوپورہ کی کہانیاں اچھی تھیں شعروں میں علی عمران گجرات اور سیف الرحمن تنہا شاہ کوٹ کے شعر پسند آئے اور آئندہ بھی لکھتے رہنا نظم کاشف علی حسرت کی پسند آئی باقی غزلوں اور شعروں کا تو جواب ہی نہیں عدنان خان ڈی آئی خان آپ تو بے مثال ہیں ہم اچھے دوستوں کی قدر کیوں نہیں کرتے آخر میں شہزادہ صاحب اور آپ کی پوری ٹیم کو سلام کہتے ہیں۔ (قمر مریز بشیر و نبل - کوٹ...)

♥ ......ماہ جولائی کا تازہ شمارہ اس بار خلاف معمول کچھ دیر سے وصول کیا اس کی وجہ ذاتی مصروفیات اور گھریلو کام کاج کا باعث تھی۔ اس لئے خط لکھنے کا موقع بھی اب ہی بڑی مشکل سے ملا۔ اس ماہ کالا جادو نمبر کی سبھی سٹوریز اچھی تھیں مگر جو کہانی مجھے سب سے زیادہ پسند آئی اس میں سب سے پہلے نمبر پر محمد منیر سحری کراچی کی کہانی نگلن نے میرا دل جیت لیا۔ اتنی زبردست تحریر لکھنے پر میں منیر سحری کا شکریہ ادا کروں گا۔ دوسرے نمبر پر تجربوں کا دیس ایس امتیاز احمد کراچی ایک نئے انداز میں اپنی تحریر کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے شکر ہے امتیاز صاحب اس بار آپ کی کہانی میں کوئی نیا پن نظر آیا آپ کو شاید معلوم نہ ہو لیکن مجھے آپ کی کہانیاں بے حد پسند ہیں اسی طرح کی نئے طرز پر کہانی لکھتے رہیں اور ہم سے داد وصول کرتے رہیں۔ تیسرے نمبر پر جنون عثمان غنی فرام پشاور لگتا ہے کہانی کو بڑے جنونی انداز میں لکھا ہے بہرحال کافی بہتر لکھ مزید محنت درکار ہے۔ اس کے بعد ریاض احمد کی کہانی کالا جادو واقعی جادوئی تحریر تھی طلسمی مورتی قسط نمبر 3 مس اقراء لاہور کی کہانی زبردست انداز میں آگے بڑھ رہی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور لکھاری جناب ایم آفریدی صاحب کے کیا کہنے میرے تو خیال سے انہوں نے قسط وار کہانی لکھنے کی پہلی بار کوشش کی ہے۔ پراسرار بانسری پہلی قسط نے ہی میرے دل و دماغ میں گہرا تجسس چھوڑ دیا۔ اگلی قسط کا شدت سے انتظار رہے گا۔ خطوط کی

محفل میں وہی گرما گرمی اور بحث و تکرار کا سلسلہ جاری رہا جس پر میں تنقید کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ آخر میں فرید علی نبی فرام بیت پور اور جناب A.H.C صاحب سے ریکوئسٹ ہے پلیز بذریعہ موبائل مجھ سے رابطہ کریں آپ کے ایس ایم ایس کا شدت سے انتظار ہے۔ اس کے علاوہ شہزادہ خالق فرام محمر سیداں جناب کبھی صدر بینک روڈ کا بھی چکر لگا لیا کریں معلوم ہے آپ کتنے مصروف ہیں لیکن بھائی صاحب ہمارا کچھ خیال کرو پڑوسیوں کا حق سب سے پہلے ہوتا ہے۔ (عمران رشید - راولپنڈی)

♥ ......ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ ماہ اگست 2011ء کا مکمل خونی تابوت نمبر میں نے پڑھا اچھا تھا۔ اسمائی صفحہ نہ پا کر بہت دکھ ہوا۔ انکل جی اسمائی صفحہ شائع نہیں ہو رہا کیا بات ہے۔ سب سے پہلے کہانیوں کی طرف آتے ہیں۔ اس ماہ کی سب سے نمبرون کہانی طلسمی مورتی اور خونی تابوت تھی اس کے بعد گجروی فراہم صائمہ گوجر خان کی تھی بہت بہت مبارک ہو آپ کو باقی کہانیاں بھی تقریباً اچھی تھیں اور یہ عدنان نے سوال پوچھا تھا کہ ہم اپنے اچھے دوستوں کی قدر کیوں نہیں کرتے وہ اس لئے کہ ہم اس سے بھی اچھے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ مجھے یہ شعر پسند ہے میں علی عمران گجرات، میڈم حنف الہ آباد کے شعر پسند آئے اور غزلوں میں حیا اینڈ بانیہ، لعل شاہ درخ اور عمران رشید کی غزلیں پسند آئیں اور یہ تنقید کا سلسلہ بھلا کب ختم ہوگا؟ جب ہر کوئی اپنے گریبان میں جھانکے گا تب ان شاء اللہ تنقید کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ (محمد عمر - میاں چنوں)

♥ ......شہزادہ بھائی ماہ اگست کا شمارہ خونی تابوت میرا پہلا شمارہ ہے۔ بہت ڈائجسٹ پڑھے مگر خوفناک ڈائجسٹ کا کوئی ثانی نہیں۔ شہزادہ بھائی میں ایک خود کی تحریر کردہ غزل ارسال کر رہا ہوں میں فرسٹ ٹائم کسی ماہنامے میں لکھ رہا ہوں پلیز سارا مواد شائع کرنا تمام قارئین کو سلام۔ (ساگر گبول - وسیع ابراہیم شاہ)

♥ ......جون کے ماہ اسلام آباد جانے کا اتفاق ہوا تھا وہاں میں ماموں کے پاس خوفناک ڈائجسٹ دیکھا اور پڑھا مجھے بہت پسند آیا اور ماہ جولائی کا ایک ڈائجسٹ خریدا۔ میں نے ماہ جولائی کا خوفناک ڈائجسٹ پڑھا وہ بھی بہت اچھا لگا۔ بازار سے شمر بگل اگلا نوال سے نہیں ملتے۔ مہربانی فرما کر مجھے اگست کا خوفناک ڈائجسٹ بھیج دیں۔ (محمد عامر - پنچھ وطنی)

♥ ......میں نے ماہ جولائی کا خوفناک ڈائجسٹ پڑھا اور مجھے بہت پسند آیا۔ مجھے بھی بہت شوق تھا اور ہے کہ میں بھی اچھی اچھی کہانیاں لکھوں لیکن موقع نہیں ملتا۔ جب میں نے خوفناک ڈائجسٹ پڑھا تو میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ میں بھی کچھ لکھوں اور آخری موت میں نے کہانی لکھی۔ سر پلیز ضرور بتایئے کہ یہ کہانی کیسی ہے تاکہ میں یہ کام جاری رکھ سکوں۔ (محمد عامر - پنچھ وطنی)

♥ ......ماہ جولائی اس دفعہ صدر مارکیٹ پشاور سے کام تھا اس لئے مہینہ وہاں گزر گیا تو اس دفعہ مکمل مضبوط تھا اور نہ ہی نمبر شائع ہونے والی کہانی۔ ریاض بھائی آپ کی کہانی میں خوفناک نام کی کوئی چیز نہیں تھی بس صرف کہانی تھی آپ جواب عرض کے ساتھ خوفناک میں بھی مقام کھو رہے ہو۔ عثمان غنی کسی اور کی کہانی کا تو کلائمکس کا کہتے ہو خود دیکھو پرچھائیاں آئی اور چلی گئی آئی اور گئی۔ سکندر حبیب کہانی آپ کی تھی یہ پھر اس اچھی طاقت کی خدارا کوئی اچھی سٹوری لکھو۔ طلسمی مورتی کو تو بس کر یکٹر لگا ہی آتا ہے کہانی میں تین کریکٹر ہی اچھے لگتے ہیں۔ شہزادہ احتش کو ہم ویلکم کرتے ہیں۔ واجد تگینوی آپ کے لطیفے تکمیل صدیقی کے کامیڈی سے چوری ہوتے ہیں۔ (لعل شاہ درخ خان - کرک)

♥ ......زیر نظر شمارہ خونی تابوت نمبر تھا یہ نمبر بہت ہی من پسند کہانیوں سے سجایا گیا تھا اتنا اچھا نمبر نکالنے پر ڈھیروں گل لالہ بھیا جی کے نام اب کچھ تازہ تجزیہ ماہ رواں کی سٹوریز کا بھی ہو جائے۔ خونی تابوت ریاض احمد جتنا بڑا نام اتنی اچھی کہانی بہت اچھے۔ پراسرار سورتی جنان نازک نام اتنی نازک انداز کہانی کی ہیروئن و ہیرو بہت اچھی جا رہی ہے۔ یہ کہانی تا دیر یاد رہے گی۔ اعزازی موت ایس امتیاز احمد بہت اچھے بھئی۔ گجروی صائمہ گوجر خان اچھی انٹری ہے۔ کون ساحل دعا بخاری ویلڈن بہت اچھے آپ میری محبت کی ہم نام ہو اس لئے آپ کے لئے ڈھیروں گل لالہ تحفے میں پیش کرتا ہوں۔ باقی وارث بھائی آپ حد سے زیادہ دوسروں پہ تنقید کرتے ہیں۔ مانا کہ آپ ایک بڑے رائٹر ہیں۔ عمران بھائی آپ کہاں غائب ہو آپ کی تحریر جس شمارے میں نہ ہو تو وہ شمارہ مجھے مزہ نہیں دیتا۔ اس کے علاوہ میری بہن سلمیٰ، عارف، چاندنی اور میرا بھائی ارسلان رانا صدیق احمد، شہزادہ، کامران کھانڈوا اور دیگر دوست جن کے نام نہ لکھ سکا اور سب قارئین ان سب کی خدمت میں رمضان شریف اور عید کی مبارک باد قبول ہو۔ (محمد منیر سحری - کراچی)

***

Courtesy www.pdfbooksfree.pk